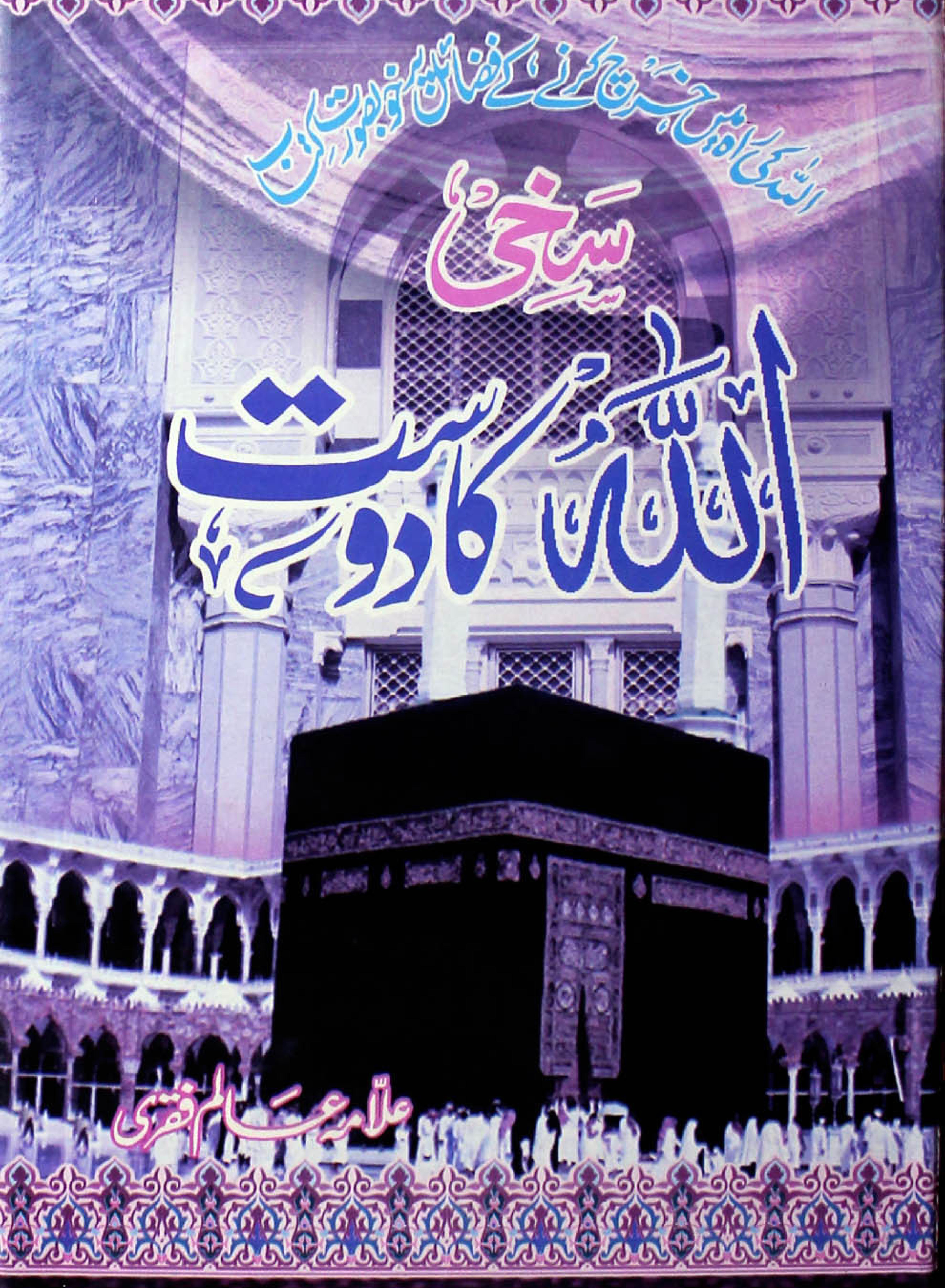

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے فضائل پر خوبصورت کتاب

سخی
اللہ کا دوست

علامہ عالم فقری

Marfat.com

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے فضائل پر خوبصورت کتاب

سخی اللہ کا دوست

مصنف

علامہ عالم فقری

ادارہ پیغام القرآن

۴۰۔ اُردو بازار، لاہور

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نُورِ خدا ❁ ناقصاں را پیرِ کاملِ کاملاں را راہنما

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	....	سخی اللہ کا دوست
مصنف	....	علامہ عالم فقری
اہتمام اشاعت	....	محمد محسن
سالِ اشاعت	....	2012ء
تعداد	....	500
طابع	....	غلام مصطفےٰ پرنٹنگ پریس لاہور
قیمت	....	-/350 روپے

ملنے کا پتہ

حسیب پبلشنگ ہاؤس

ایوانِ علم پلازہ اُردو بازار لاہور

Marfat.com

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ	عنوان	صفحہ
اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے فضائل	۷	18-اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دینا	۵۴
آیات متعلقہ انفاق فی سبیل اللہ	۸	19-انفاق فی سبیل اللہ فلاح کا راستہ ہے	۶۰
1-انفاق اہل تقویٰ کا وصف ہے	۸	انفاق فی سبیل اللہ سے متعلقہ احادیث	
2-کیا اور کہاں خرچ کریں؟	۱۰	1-اللہ کی راہ میں دینے کا حکم	۶۳
3-خرچ کرنے کی مہلت کب تک ہے؟	۱۴	2-اللہ کی راہ میں دینے پر رشک	۶۶
4-اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی مثال	۱۶	3-اللہ سے ڈرتے ہوئے اللہ کی راہ میں	
5-اللہ کی راہ میں طیب مال دیا جائے	۲۰	خرچ کرو	۶۹
6-نفقہ اور نذر میں خرچ کرنا	۲۲	4-راہ خدا میں بطور شکر خیرات کرنا	۷۳
7-اللہ کی راہ میں محبوب چیز دی جائے	۲۵	5-اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا ہی اصل بچت ہے	۷۵
8-اہل ایمان کو نفاق کا حکم	۲۹	6-مالداروں کو سخاوت کرنے کا حکم	۷۷
9-سچے مومن کی علامت	۳۱	7-اللہ کی راہ میں دینے والے مالدار سخی	۸۱
10-انفاق کو تاوان نہ سمجھا جائے	۳۴	8-انسان کا اصل اثاثہ انفاق فی سبیل اللہ ہے	۸۵
11-اللہ کے رزق سے خرچ کرنا	۳۵	9-خرچ کرنے کی ابتداء گھر سے کرو	۸۶
12-اللہ کی راہ میں دینا اچھی تجارت ہے	۴۰	10-سوالی کو خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ	۸۸
13-انفاق فی سبیل اللہ کا اجر	۴۲	11-مال کے تین حصے	۹۲
14-اللہ کیلئے کھلانا انفاق فی سبیل اللہ ہے	۴۴	12-اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے	۹۵
15-اللہ کے بندے کون؟	۴۵	13-اللہ کی راہ خرچ کرنے کی بہترین صورتیں	۹۷
16-سائلوں اور محروموں کو دینا انفاق		14-بہتر زمانے کی علامت	۹۹
فی سبیل اللہ ہے	۴۷	15-اللہ کی راہ میں کسی کو لباس پہنانے کا اجر	۱۰۳
17-مومن کیلئے انفاق فی سبیل اللہ ضروری ہے	۵۱	16-نفس کو سخاوت کی طرف مائل رکھا جائے	۱۰۵

Marfat.com

مضامین	صفحہ	عنوان	صفحہ
17-فاقے سے رہنے کا خوف نہ کیا جائے	۱۰۹	35-حضور ﷺ سب سے زیادہ سخی ہیں	۱۷۰
18-اضافۂ رزق کا ذریعہ انفاق فی سبیل اللہ ہے	۱۱۴	36-احد پہاڑ کے برابر سونے کی تقسیم کا اظہار	۱۷۳
19-اللہ کی راہ دینے والے کیلئے فرشتے کی دعا	۱۱۹	37-مال کا پاس ہونا جب یاد آیا اللہ کی راہ میں دیدیا	۱۷۸
20-انفاق فی سبیل اللہ کا کئی گنا اجر	۱۲۰	38-فرمان نبوی ﷺ ''میں اللہ کی طرف سے قاسم یعنی تقسیم کرنے والا ہوں''	۱۸۱
21-زکوٰۃ کے علاوہ بھی اللہ کی راہ میں دیا جائے	۱۲۷	39-بحرین سے حاصل شدہ مال راہ اللہ میں دے دیا	۱۸۳
22-جہنم سے نجات	۱۳۰	40-ایک اعرابی کے سخت رویے کے باوجود آپ کی عطا	۱۸۸
23-خرچ کے متعلق روز قیامت پوچھا جائے گا	۱۳۴	41-حضور کے انفاق فی سبیل اللہ کا نرالا انداز	۱۹۱
24-انفاق فی سبیل اللہ کا اجر جنت ہے	۱۳۶	صلۂ رحمی	۱۹۶
25-سخاوت جنت کا ایک درخت ہے	۱۴۰	آیات صلۂ رحمی	۱۹۷
26-سخی اللہ اور جنت کے قریب ہوتا ہے	۱۴۲	1-رشتہ داروں سے احسان کرنا صلہ رحمی ہے	۱۹۷
27-اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنا ناداری ہے	۱۴۴	2-رحم کی رشتہ داری کو قائم رکھنے کا حکم	۱۹۹
28-خاموشی سے سائل کو دینے والا اللہ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے	۱۴۸	3-اللہ کیلئے عزیز و اقارب سے محبت کرنا صلہ رحمی ہے	۲۰۰
29-بے حساب خرچ کرو بے حساب ملے گا	۱۵۱	4-رشتہ داروں کی مالی امداد صلہ رحمی ہے	۲۰۱
30-اللہ کی راہ میں جیسا دو گے ویسا ملے گا	۱۵۴	5-رشتہ داروں کو صدقہ دینا صلہ رحمی ہے	۲۰۴
31-بھوکے کو کھانا کھلانا افضل ترین صدقہ ہے	۱۵۸	6-گھر کے رشتہ داروں کو نماز اور زکوٰۃ کی ترغیب دینا صلہ رحمی ہے	۲۰۵
32-روز قیامت خیرات اور عبادت کا پلڑا بھاری ہوگا	۱۶۴	7-بیوی اور اولاد کے لئے اچھی دعا کرنا صلہ رحمی ہے	۲۰۷
33-انفاق فی سبیل اللہ چالیس نیک اعمال سے ہے	۱۶۶		
34-ضرورت کے باوجود سخاوت	۱۶۹		

مضامین	صفحہ	عنوان	صفحہ
8-وراثت میں عزیز واقارب کا حصہ دینا صلہ		14-بیٹی سے صلہ رحمی کرنا سب سے اچھا ہے	۲۵۷
رحمی ہے	۲۰۷	15-رشتہ دار یتیم بچوں پر خرچ کرنا صلہ رحمی ہے	۲۵۹
9-خون کے رشتوں کا حق پہچاننا صلہ رحمی ہے	۲۰۹	16-قطع رحمی کے باعث نازل نہیں ہوتی	۲۶۳
10-حضرت یوسف علیہ السلام کی اپنے		17-قطع رحمی کرنے والا جنت سے محروم رہے گا	۲۶۶
بھائیوں سے صلہ رحمی	۲۱۰	18-حرص سے قطع رحمی پیدا ہوتی ہے	۲۶۷
11-قطع رحمی کی ممانعت	۲۱۲	**بخل کی مذمت**	۲۷۳
12-منافقوں کا ایک وصف قطع رحمی تھا	۲۱۳	بخل کی مذمت کے بارے میں قرآنی آیات	۲۷۶
احادیث صلہ رحمی	۲۱۵	1-بخل بعث ہلاکت ہے	۲۷۶
1-تعلق جوڑے رکھنا صلہ رحمی ہے	۲۱۵	2-شیطان انسان کو بخل کی طرف مائل کرتا ہے	۲۷۸
2-صلہ رحمی فراخیٔ رزق اور درازیٔ عمر کا		3-اللہ کی راہ میں نہ دینا بخل ہے	۲۸۰
ذریعہ ہے	۲۱۷	4-بخیلوں کو ذلت آمیز عذاب	۲۸۳
3-صلہ رحمی کرنے والے کی اللہ مدد فرماتا ہے	۲۲۱	5-خرچ کرنے میں اللہ کا ہاتھ کشادہ ہے	۲۸۴
4-رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے کا اچھا صلہ	۲۲۳	6-اللہ کی عطا میں بخل کرنے کی ممانعت	۲۸۶
5-صلہ رحمی کرنے کا حکم	۲۲۴	7-آخرت میں بخل کرنے والوں کو دردناک	
6-رشتہ دار کو صدقہ دینا صلہ رحمی ہے	۲۲۸	عذاب ہوگا	۲۸۹
7-مشرک والدہ سے بھی صلہ رحمی	۲۳۳	8-اللہ کیلئے خرچ کرنے میں منافقوں کا بخل	۲۹۰
8-صلہ رحمی جنت میں لے جانے والا عمل ہے	۲۳۶	9-بخل کی بجائے اعتدال سے خرچ کیا جائے	۲۹۲
9-رشتہ داری کو قائم رکھنا صلہ رحمی ہے	۲۳۷	10-اللہ کی راہ میں نہ دینے میں خسارہ ہے	۲۹۴
10-قطع رحمی آخرت میں قابل سزا فعل ہے	۲۴۰	11-بخل در حقیقت اپنے آپ ہی سے بخل	
11-صلہ رحمی اچھے اوصاف سے ہے	۲۴۴	ہوتا ہے	۲۹۵
12-رشتہ داری کو قائم رکھنے والے سے اللہ		12-کسی کو بخل کی ترغیب دینا منع ہے	۲۹۷
راضی ہوتا ہے	۲۴۷	13-منافق بخل کی ترغیب دیتے تھے	۲۹۹
13-والدین سے صلہ رحمی کرنے کی تاکید	۲۵۲	14-قیامت میں بخل کام نہ آئے گا	۳۰۱

مضامین	صفحہ	عنوان	صفحہ
15-مال کو جمع کر کے رکھنا بخل ہے	۳۰۴	19-بخل ذلت کی علامت ہے	۳۵۲
بخل کی ممانعت سے متعلقہ ارشادات	۳۰۷	20-بخیل کا مضحکہ خیز رویہ	۳۵۴
1-مومن، بخیل اور بد خلق نہیں ہوتا	۳۰۷	21-بدکار بخیل ہوتا ہے	۳۵۷
2-بخیل جنت میں داخل نہ ہوگا	۳۱۰	22-بخل باعث ہلاکت بن سکتا ہے	۳۵۸
3-بخیل خسارے میں رہ جائے گا	۳۱۲	23-پانچ چیزوں سے پناہ کی دعا	۳۶۲
4-اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا بخیل سے افضل ہے	۳۱۵	24-بخل کا انجام بُرا ہوتا ہے	۳۶۴
5-بخل دوزخ کا ایک درخت ہے	۳۱۷	25-بخیل اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں	۳۶۸
6-بخل بدترین خصلت ہے	۳۱۹	26-حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی ہیں	۳۷۱
7-بخیل مالداروں کا دور سب سے برا ہوگا	۳۲۲	وضاحت بخل	۳۷۲
8-قرب قیامت میں بخل بہت زیادہ ہو جائے گا	۳۲۴	علاج بخل	۳۷۸
9-یوم حشر میں بخیل کی پیشی	۳۲۵	**زُہد و قناعت**	۳۸۵
10-غلہ روکنے والا بخیل ہوتا ہے	۳۲۷	1-امیر لوگوں کے لیے سوال کرنا جائز نہیں	۳۹۴
11-بخل جنت کی راہ میں رکاوٹ ہے	۳۳۰	2-سوال نہ کرنے کی فضیلت	۳۹۶
12-سائل کو نہ دینا بخل کی علامت ہے	۳۳۳	3-سوال کے بغیر جو ملے لے لیا جائے	۳۹۹
13-امت کا فساد بخل اور لمبی امید میں ہے	۳۳۸	4-سوال سے بچنے کی تاکید	۴۰۲
14-بخیل کیلئے فرشتوں کی بددعا	۳۳۹	5-چٹ کر مانگنے کی ممانعت	۴۰۶
15-قیامت میں بخل کی سزا	۳۴۱	6-سوال کرنے کی جائز صورت	۴۰۸
16-اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والے کی مثال	۳۴۳	7-سائل کا حق	۴۱۱
17-گھریلو خرچے میں بخل کی مذمت	۳۴۷	8-سوال کی بجائے محنت سے کمانا بہتر ہے	۴۱۳
18-اللہ کی راہ میں نہ دینے والا برا آدمی ہوتا ہے	۳۴۹	کتابیات	۴۱۸

Marfat.com

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے فضائل

اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے جو خرچ کیا جاتا ہے اسے انفاق فی سبیل اللہ کہا جاتا ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اللہ والوں کے اوصاف میں سے ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ کے بندے اپنے لیے صرف ضرورت کی چیز رکھتے ہیں اور زائد جو میسر آتا ہے اسے اللہ کی راہ میں دیتے چلے جاتے ہیں۔ انفاق فی سبیل اللہ پروردگار عالم کو بہت پسند ہے اللہ چاہتا ہے کہ اپنی زائد دولت کو جمع رکھنے کی بجائے اس کی راہ میں خرچ کر دیا جائے اس طرح مال کی گردش رکتی نہیں اور ایسے لوگوں کے پاس بھی ضرورت کے مطابق مال پہنچ جاتا ہے جن کے پاس گزر اوقات کے لیے کچھ نہیں ہوتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے لوگوں میں معاشی توازن اور خوشحالی قائم رکھنے کے لیے انفاق فی سبیل اللہ پر زور دیا ہے۔ بظاہر انفاق فی سبیل اللہ بڑا آسان نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں مشکل ہے کہ خون پسینے سے کی ہوئی کمائی اللہ کی راہ میں دی جائے یہ بات اللہ کی محبت ہی سے پیدا ہو سکتی ہے چونکہ اللہ والوں کے دلوں میں اللہ کی محبت ہوتی ہے اس لیے وہ اس کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرتے ہیں لہٰذا اہل ثروت لوگوں کو چاہیے کہ وہ مخلوق خدا پر فراخدلی سے خرچ کریں۔

اللہ کی راہ میں دیا ہوا مال پھلتا پھولتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا اجر آخرت میں تو دینا ہی ہے لیکن وہ دنیا میں بھی اجر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انفاق فی سبیل اللہ کے باعث مال و دولت میں اضافہ فرما دیتا ہے اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوا مال آخرت میں بھی

Marfat.com

انسان کے کام آئے گا۔ انفاق فی سبیل اللہ نیک اعمال کی کنجی بھی ہے کیونکہ مال کے علاوہ علم اور جان کی بھی سخاوت ہے۔ علم کی سخاوت یہ ہے کہ رضائے الٰہی کے لیے دینی علم کو پھیلایا جائے اور جان کی سخاوت یہ ہے کہ اللہ کی خاطر دوسرے دینی بھائیوں کی قوت اور طاقت سے مدد کی جائے۔ بہرکیف سخاوت اسلام کے معاشی نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔

آیات متعلقہ انفاق فی سبیل اللہ

کلام الٰہی میں بے شمار آیات ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور انسان پر واضح کیا گیا ہے کہ انسان کی اصل فلاح اور نجات اسی میں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے اسی کی راہ میں کچھ نہ کچھ دے کیوں کہ آخرت میں صرف اسی مال کا فائدہ انسان کو پہنچے گا جو اس نے اللہ کی راہ میں دے دیا اور خاص طور پر انسان کے ذہن میں یہ بات ڈالی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے کے باعث انسان کی بخشش ہو جائے گی اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا یہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا بہت بڑا صلہ ہو گا اور دراصل یہی انسانی زندگی کا اصل مقصد ہے کہ آخرت میں اس کی نجات ہو جائے وہ آیات جن میں انفاق فی سبیل اللہ کی تاکید کی گئی ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

1- انفاق اہلِ تقویٰ کا وصف ہے

اللہ تعالیٰ کو محبت سے چاہتے ہوئے اور اس سے ڈرتے ہوئے نیک عمل کرنے والے کو متقی کہا جاتا ہے اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝

یہ اعلیٰ کتاب قرآن مجید ہے جس میں شک نہیں ہے اہل تقویٰ کے لیے

Marfat.com

ہدایت ہے وہ جو چھپی ہوئی حقیقت پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور رزق جو ہم نے انہیں دیا ہے خرچ کرتے ہیں۔

(پ 1 البقرۃ آیت 3-1)

اس ارشاد الٰہی میں یہ بتایا گیا ہے کہ اہل تقویٰ میں تین اوصاف ہوتے ہیں۔ پہلا وصف یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اس کی ذات کو معبود برحق جانتے ہیں اور اللہ پر ایمان رکھنے کے ساتھ اہل تقویٰ کی دوسری خوبی یہ ہے کہ وہ نماز کو قائم رکھتے ہیں یعنی نماز باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں اہل تقویٰ کا ایک وصف یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو رزق انہیں عطا فرمایا ہے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ متقی بننے کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔ اللہ کے لیے اس کی مخلوق کی بہتری کے لیے خرچ کرنا اللہ کا مقرب بندہ بنا دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ اولیاء اللہ کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں اور اسی وصف کی بنا پر اللہ تعالیٰ ان پر مہربانیوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنفِقُوْنَ کے معنی زکوٰۃ ادا کرنے کے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہے کہ اس سے مراد آدمی کا اپنے بال بچوں پر خرچ کرنا ہے۔ یہ زکوٰۃ کے حکم سے پہلے کی آیت ہے۔ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ کی سات آیتیں جو سورۂ برأت میں ہیں' ان کے نازل ہونے سے پہلے یہ حکم تھا کہ اپنی اپنی طاقت کے مطابق تھوڑا بہت جو میسر ہو دیتے رہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ مال تمہارے پاس خدا کی امانت ہے۔ عنقریب تم سے جدا ہوگا۔ اپنی زندگی میں اسے خدا کی راہ میں لگا دو۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ آیت عام ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اہل و عیال پر خرچ کرنا اور دیگر ضروری اخراجات اسی میں شامل ہیں۔ اس لیے پروردگار نے ایک عام وصف بیان فرمایا ہے

Marfat.com

اور عام تعریف کی ہے۔ جس میں ہر طرح کا خرچ شامل ہوگا۔ قرآن کریم میں اکثر جگہ نماز کا اور مال خرچ کرنے کا ذکر ملا جلا آتا ہے۔ اس لیے نماز کا حق اور اس کی عبادت ہے جو اس کی توحید اور اس کی ثنا اس کی بزرگی، اس کی طرف جھکنے، اس پر توکل کرنے، اس سے دعا کرنے کا نام ہے اور خرچ کرنا مخلوق کی طرف احسان کرنا ہے جس سے انہیں نفع پہنچے اس کے زیادہ حقدار اہل و عیال اور ملازمین اور متعلقہ رشتہ دار ہیں۔ پس تمام واجب خرچ اخراجات اور فرض زکوۃ بھی اس میں داخل ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

حکایت: حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو پریشان اور ذلیل کرنے کے لیے یہ حرکت کی کہ قریش کے سرداروں کے پاس جا کر یہ کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کل صبح آپ کے کھانے کی دعوت کی ہے سب جگہ اس نے یہ پیغام پہنچا دیا پھر جب صبح کو کھانے کا وقت ہوا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے گھر اتنا مجمع اکٹھا ہو گیا کہ گھر بھر گیا۔ معلوم کرنے سے پتہ چلا کہ یہ صورت پیش آئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سب کو بٹھایا اور بازار سے پھلوں کے ٹوکرے منگوا کر ان کے سامنے رکھے کہ اس سے شغل کریں اور بات چیت شروع کری اور بہت سے باورچیوں کو حکم دے دیا کہ کھانا تیار کیا جائے۔ اتنے میں وہ حضرات پھلوں کے کھانے سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ کھانا تیار ہو گیا۔ سب نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔ اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے خزانچیوں سے پوچھا کیا اتنی گنجائش ہے کہ ہم اس دعوت کے سلسلہ کو روزانہ جاری رکھ سکیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس مجمع کی روزانہ صبح کو ہمارے ہاں دعوت ہے روز آ جایا کریں۔ (۱)

2- کیا اور کہاں خرچ کریں

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے انسان کے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ

Marfat.com

اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے اور کن پر خرچ کیا جائے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی ہے جو حسب ذیل ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ○ (پ۲ البقرہ: ۲۱۵)

آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں فرما دیجئے کہ جو خرچ کرو اس میں والدین اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کی بہتری مدنظر رکھو اور جو نیکی تم کرو گے تو بے شک اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔

اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خیر سے خرچ کیا جائے یعنی ایسا کام کیا جائے جس میں بھلائی ہو مال خرچ کرنا سب سے اچھی بھلائی ہے۔ اس لیے اسے خیر کہا جاتا ہے۔ لہٰذا جو مال اللہ کی راہ میں دیا جائے وہ حلال اور پاک ہونا چاہیے کیوں کہ پروردگار عالم کو حرام اور ناپاک مال پسند نہیں پھر اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ حلال مال کے خرچ کا آغاز اپنے گھر کے افراد سے کیا جائے گھر کے افراد میں ماں باپ کا مقام چونکہ سب سے مقدم ہے۔ اس لیے ان کی خدمت اور حوصلہ افزائی کے لیے خرچ کرنا سب سے بہتر ہے ان کے بعد دوسرے رشتہ دار یعنی اولاد بھائی بہنیں چچا ماموں خالہ اور دیگر اقارب کا درجہ ہے ان کی بہتری کے لیے بھی خرچ کرنا چاہیے پھر اللہ کی راہ میں یتیم بچوں مسکینوں اور مسافروں کو دینا چاہیے۔

حکایت: ایک مرتبہ مصر میں قحط پر عبدالحمید بن سعد رحمۃ اللہ علیہ مصر کے حاکم تھے کہنے لگے۔ میں شیطان کو بتاؤں کہ میں اس کا دشمن ہوں جو ایسے وقت میں بہت احتیاج سے خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے مصر میں جتنے فقراء نادار تھے سب کا کھانا

اپنے ذمہ لے لیا کہ جب تک ارزانی نہ ہو ان کا کھانا میرے ذمہ رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہوتا رہا' یہاں تک کہ قحط دور ہو گیا۔ بازار کا نرخ ارزاں ہو گیا۔ اس کے بعد یہ معزول کر دیئے گئے۔ جب یہ مصر سے رخصت ہونے لگے تو جن تاجروں سے قحط کے زمانہ میں قرض لے کر کھلاتے رہے تھے ان کے دس لاکھ درم ان کے ذمہ قرض تھا چونکہ وہاں سے رخصت ہو کر جا رہے تھے اس لیے اپنے اہل و عیال کے زیور اور ضروری قیمتی اشیاء ان تاجروں کے پاس رہن رکھ دیں جو چیزیں رہن رکھی تھیں ان کی قیمت پچاس کروڑ درم تھے کچھ دن ارادہ کرتے رہے کہ ان کا قرضہ ادا ہو کر زیورات کے رہن کو خلاص کر لیں مگر اتنی رقم مہیا نہ ہو سکی۔ ان تاجروں کو لکھ دیا کہ ان زیوروں کو فروخت کر کے اپنا قرضہ وصول کر لیں اور جتنی رقم باقی بچے وہ مصر کے ان اہل ضرورت پر تقسیم کر دیں جن کی اس وقت میں نے مدد نہیں کی۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ ضرورتمندوں پر خرچ کرنا ہی بہتر ہے (۲)

حکایت: ایک قریشی سفر میں جا رہے تھے' راستہ میں ایک بیمار فقیر ملا جس کو مصائب نے بالکل ہی عاجز کر رکھا تھا۔ اس نے درخواست کی کہ کچھ مدد میری کرتے جاؤ ان قریشی صاحب نے اپنے غلام سے کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس خرچ ہے وہ سب لے آؤ۔ اس غلام نے جو کچھ تھا جس کی مقدار چار ہزار درم تھی وہ اس فقیر کی گود میں ڈال دیا۔ وہ فقیر ان کو لے کر ضعف کی وجہ سے اٹھ بھی نہ سکا۔ اس بڑی مقدار کے ملنے پر خوشی میں اس کے آنسو نکل آئے۔ قریشی کو یہ خیال ہوا کہ شاید اس نے اس مقدار کو کم سمجھا اس پر رو رہا ہے اس سے پوچھا کہ کیا اس وجہ سے رو رہے ہو؟ کہ یہ بہت کم مقدار ہے مگر میرے پاس اس کے سوا اور کچھ اس وقت ہے نہیں فقیر نے کہا نہیں اس پر نہیں رو رہا ہوں اس پر رو رہا ہوں کہ تیرے اللہ کی راہ میں دینے سے کتنے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ جب ایک ناواقف سائل کے سوال پر تمہاری سخاوت کا یہ حال ہے کہ سفر کی حالت میں بھی موجود تھا' سب دے دیا تو پھر

اپنے مقام پر تمہاری سخاوت کی انتہا ہوگی۔ (۳)

حکایت: واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے دو دوست تھے۔ ایک ہاشمی اور ایک غیر ہاشمی ہم تینوں میں ایسے گہرے تعلقات تھے کہ یک جان تین قالب تھے میرے اوپر سخت تنگی تھی۔ عید کا دن آ گیا' بیوی نے کہا ہم تو ہر حال میں صبر کر لیں گے مگر عید قریب آ گئی بچوں کے رونے اور ضد کرنے نے میرے دل کے ٹکڑے کر دیئے۔ یہ محلہ کے بچوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ عمدہ عمدہ لباس اور سامان عید کے لیے خرید رہے ہیں اور یہ پھٹے پرانے کپڑوں میں پھر رہے ہیں۔ اگر کہیں سے تم کچھ لا سکتے ہو تو لا دو ان بچوں کے حال پر مجھے بہت ترس آتا ہے' میں ان کے بھی کپڑے بنا دوں۔ میں نے بیوی کی یہ بات سن کر اپنے ہاشمی دوست کو پرچا لکھا' اس میں صورتحال ظاہر کی۔ اس کے جواب میں اس نے سر بمہر ایک تھیلی میرے پاس بھیجی اور کہا کہ اس میں ایک ہزار درم ہیں تم ان کو خرچ کر لو۔ میرا دل اس تھیلی سے ٹھنڈا بھی نہ ہونے پایا تھا کہ میرے دوسرے دوست کا پرچہ میرے پاس اسی قسم کے مضمون جو میں نے اپنے ہاشمی دوست کو لکھا تھا آ گیا۔ میں نے وہ تھیلی سر بمہر اس کے پاس بھیج دی اور بیوی کی شرم میں گھر جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ مسجد میں چلا گیا اور دو دن رات مسجد ہی میں رہا۔ شرم کی وجہ سے گھر نہ جا سکا۔ تیسرے دن میں گھر گیا اور بیوی سے سارا قصہ سنا دیا اس کو ذرا بھی ناگوار نہ ہوا' نہ اس نے کوئی حرف شکایت کا مجھ سے کہا بلکہ میرے اس فعل کو پسند کیا اور کہا کہ تم نے اچھا کیا۔ میں بات کر ہی رہا تھا کہ میرا وہ ہاشمی دوست وہی سر بمہر تھیلی ہاتھ میں لیے ہوئے آیا اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ سچ سچ بتاؤ' اس تھیلی کا کیا قصہ ہوا۔ میں نے اس کو واقعہ سنا دیا۔ اس کے بعد وہ ہاشمی نے کہا کہ جب تیرا پرچہ پہنچا تو میرے پاس اس تھیلی کے سوا کوئی چیز بالکل نہ تھی۔ میں نے یہ تھیلی تیرے پاس بھیج دی۔ اس کے بعد میں نے تیسرے دوست کو پرچہ لکھا تو اس نے جواب میں یہی تھیلی میرے پاس بھیجی۔ اس پر مجھے بہت تعجب ہوا کہ یہ تو میں

تمہارے پاس بھیج چکا تھا۔ یہ اس تیسرے دوست کے پاس کیسے پہنچ گئی۔ اس لیے میں تحقیق کے واسطے آیا تھا۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس تھیلی میں سے سو درم تو اس عورت کو دے دیئے اور نو سو درہم ہم تینوں نے آپس میں بانٹ لیے۔ اس واقعہ کی کسی طرح مامون الرشید کو خبر ہو گئی۔ اس نے مجھے بلایا اور مجھ سے سارا قصہ سنا۔ اس کے بعد مامون الرشید نے سات ہزار درہم دیئے۔ دو دو ہزار درہم ہم تینوں کو اور ایک ہزار عورت کو دے دیئے۔ (احیاء العلوم)

3-خرچ کرنے کی مہلت کب تک ہے

خرچ کرنے کی مہلت کب تک ہے اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

(پ ۳ البقرہ: ۲۵۴)

جو رزق ہم نے تمہیں دے رکھا اس میں سے اس دن کے آنے سے پہلے خرچ کرو جس میں نہ تجارت اور نہ کافروں کے لیے دوستی اور نہ شفاعت کام آئے گی اور کافر ہی ظالم ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں یہ بیان ہوا ہے کہ مسلمانوں اپنے مال سے خرچ کرو یعنی اللہ کی راہ میں دو جو بھی اس نے تمہیں عطا فرمایا ہے جس طرح تم چاہو خرچ کر سکتے ہو اس خرچ کرنے کی مہلت انسان کی پوری زندگی ہے یعنی جب بھی تمہیں مال کی کشادگی میسر آئے تو تم اللہ کی راہ میں دے سکتے ہو انفاق فی سبیل اللہ انسان موت سے پہلے تک کر سکتا ہے یعنی خرچ کرنے کی مدت انسان کی موت تک ہے کیوں کہ موت سے قبل ہی اپنے ہاتھوں سے اللہ کی راہ میں دے لینا سب سے بہتر ہے اور زندگی میں دیا ہوا ہی قیامت کے بعد کام آئے گا کیوں کہ جب قیامت آ جائے گی تو پھر کوئی عمل بھی نہ ہو سکے گا۔ نہ کوئی دنیا کا بھائی چارہ کام آئے گا۔ اس

Marfat.com

لیے وہ وقت آنے سے پہلے ہی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے۔

اللہ کے اس فرمان کو مدنظر رکھتے ہوء اللہ کے بندے اس کا دیا ہوا مال اس کی راہ میں لٹائے جاتے ہیں یعنی انہیں جو مال بھی میسر آتا ہے وہ اللہ کی راہ میں دے دیتے ہیں۔ اس لیے اگر کوئی اللہ سے دوستی اور ولایت کا طلب گار ہو تو اسے چاہیے کہ اللہ کے لیے اپنے ہاتھ کو کشادہ رکھے۔ یہی بات اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر یوں بیان فرمائی ہے۔

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ (پ ۲۸ المنافقون: 10)

جو رزق ہم نے تم کو دیا اسے تصرف میں لاؤ قبل اس کے کہ تم میں سے کسی پر موت آجائے پھر وہ کہنے لگے کہ اے میرے رب تو نے مجھے کچھ مہلت اور کیوں نہ دی تاکہ میں صدقہ دے دیتا اور صالحین میں سے ہوتا۔

اس سے بھی یہی بات واضح ہوتی ہے کہ موت آنے سے پہلے پہلے اللہ کی راہ میں دل کھول کر اللہ کا دیا ہوا مال خرچ کرنا چاہیے کیوں کہ موت کے بعد اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا سلسلہ مرنے والے کے لیے منقطع ہو جاتا ہے اور اگر موت آنے سے پہلے انفاق فی سبیل اللہ کا خیال پیدا نہ ہو تو یہ انسان کی بدقسمتی ہے کہ جب موت آجائے تو پھر انسان سوچے کہ اے اللہ تو نے مجھے کچھ مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں تیری راہ میں صدقہ دے لیتا اور نیک لوگوں سے ہو جاتا ہے۔ اس لیے انسان کو حتی المکن کوشش کرنی چاہیے کہ انسان کو جب مالی خوش حالی حاصل ہو تو وہ اللہ کی راہ میں کچھ نہ کچھ ضرور دے اگر کسی کو کھانا کھلا سکتا ہو تو کھانا کھلائے اگر کسی کو کپڑا دے سکتا ہو تو کپڑا دے اگر اپنے مال سے کسی کی مالی امداد کر کے اس کی کوئی مشکل حل کر سکتا ہو تو

Marfat.com

اسے اس کی مشکل حل کرنی چاہیے غرضیکہ جس صورت میں بھی اللہ کی راہ میں دے سکتے ہو تو دے دو۔

4- اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی مثال

اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے جو شخص اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا۔اس کا اجر کئی سو گناہ زیادہ ہو گا اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال یوں بیان فرمائی ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ (پ٣ البقرہ: ٢٦١-٢٦٢)

جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایک دانے کے مثل ہے جس میں سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں ایک سو دانہ ہو اور اللہ تعالیٰ اضافہ فرما دیتا ہے جس کے لیے چاہے اور اللہ تعالیٰ وسیع علم والا ہے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال کو خرچ کرتے ہیں پھر اس کے سبب نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ دکھ دیتے ہیں ان کے لیے اپنے رب کے ہاں اجر ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غم زدہ ہوں گے۔

اس آیت میں یہ بیان ہوا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کو ایک کے بدلے میں سات سو ملیں گے۔اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا سات سو گنا تک بڑھ جائے گا اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔اس کے پاس مال و دولت کے خزانے ہیں۔ اس کی عطا میں کوئی کمی نہیں آتی بشرطیکہ کوئی اس کی عطا کو تلاش کرنے والا ہو اور اس کی عطا کو تلاش کرنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ اللہ کی راہ میں دل کھول کر دیا جائے اور اس کا بدل اللہ ضرور عطا فرمائے گا کیونکہ اللہ وسیع بخشش

Marfat.com

والا اور جاننے والا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں خرچ کرنے کا ایک طریقہ یہ بتایا ہے کہ جب تم میرے لیے کسی کو دیتے ہو تو اس کی بنا پر کسی کو احسان نہ جتلاؤ اور نہ ہی کسی کو دکھ پہنچاؤ کیوں کہ احسان جتلانے اور دکھ دینے سے اجر ضائع ہو جائے گا۔ اس لیے انفاق فی سبیل اللہ میں اخلاص کا ہونا لازمی ہے اللہ کے بندوں نے ہمیشہ ہی ایسے کیا کہ جب کوئی چیز یا مال اللہ کی راہ میں دے دیا تو اس کے بدلے میں انہوں نے کبھی کسی کو اذیت نہ دی اور نہ ہی کسی کو یہ کہا کہ ہم نے تمہارے لیے اتنا مال خرچ کیا ہے اس لیے ہماری عزت کرو کیوں کہ جہاں احسان جتلانا اور دکھ دینا ظاہر ہو گا وہاں اللہ کچھ نہیں عطا فرمائے گا۔ مخلص لوگوں کے لیے اللہ کے پاس بہت بڑا اجر ہے اور وہ بے خوفی اور ہمیشہ کی خوشی ہے رضائے الٰہی میں خرچ کرنے والے کبھی غمگین نہ ہوں گے اس لیے اے بندے اللہ کی راہ میں دیتے رہنے میں ہی قرب الٰہی کا راز پوشیدہ ہے اس کی راہ میں سب کچھ دل سے نکال کر اس کا بندہ بن جا پھر دیکھ وہ تیرے لیے رزق کے خزانے کس طرح کھولتا ہے۔

قاضی بیضاوی نے لکھا ہے کہ (مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ) ''ان لوگوں کی مثال جو اللہ کے راستے میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں دانے کی طرح ہے۔'' یعنی ان کے خرچ کرنے کی مثال دانے کی طرح ہے۔ یا ان کی مثال دانہ اگانے والے کی طرح ہے۔

(اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ) ''کہ اس نے سات سٹے اگائے اور ہر ایک سٹے میں سو دانے ہیں'' اگانے کی نسبت دانے کی طرف کرنا اس وقت ہے کہ جب اسباب میں سے ہو۔ یہ ایسے ہی ہے جس طرح اس کی نسبت زمین اور پانی کی طرف کر دی جائے جب کہ حقیقی اگانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

اور معنی یہ ہے کہ اس سے ایک ساق نکلتی ہے پھر اس سے سات شاخیں نکلتی ہیں اور ہر شاخ پر ایک سٹہ ہے اور ہر سٹہ میں سو دانے ہیں اور وہ ایسی تمثیل جو اپنے وقوع

Marfat.com

کا تقاضہ نہیں کرتی اور کبھی وہ اگنے میں، باجرہ میں، گندم میں اور کبھی بعض زمینوں میں سے سخت قسم کی زمین میں ہوتا ہے۔

(وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ) ''اور اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے۔''

(لِمَنْ يَّشَآءُ) ''جس شخص کے لیے وہ چاہتا ہے۔'' اپنے فضل کے ساتھ خرچ کرنے والے کے حال کے مطابق اس کے اخلاص کے ہونے اور نہ ہونے سے اور اس وجہ سے اعمال ثواب کی مقدار میں مختلف ہو جاتے ہیں۔

(وَاللّٰهُ وَاسِعٌ) اور اللہ تعالیٰ وسعت دینے والا ہے جو اس کے فضل سے زیادہ ہو جاتا ہے اس پر تنگی نہیں فرماتا۔

(عَلِيْمٌ) ''وہ جاننے والا ہے'' خرچ کرنے والے کی نیت اور اس کے خرچ کرنے کی مقدار کو جاننے والا ہے۔

یہ آیت کریمہ حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی اور یہ اس لیے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ کرنے پر ابھارا۔ جب آپ نے غزوہ تبوک کی طرف نکلنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ چار ہزار درہم لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے۔ میں نے اپنے خاندان اور اپنی ذات کے لیے چار ہزار درہم رکھے اور چار ہزار درہم میں نے اپنے رب کو قرض کے طور پر دیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اللہ تعالیٰ جو کچھ تو نے رکھا اور جو کچھ آ کر پیش کیا اس میں برکت عطا فرمائے۔

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو زادِ راہ میں دوں گا۔ جس کے پاس خرچ نہ ہو سو اس پر یہ آیت کریمہ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ نازل ہوئی۔ (ابو اللیث)

کلبی اور مقاتل نے کہا کہ یہ آیت کریمہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کی شان میں نازل ہوئی انکے پاس چار درہم تھے۔ جن کا ان کے علاوہ اور کوئی مالک نہ تھا۔ جب صدقہ پر ابھارنے کے بارے میں حکم نازل ہوا تو آپ نے ایک درہم رات کو ایک درہم دن کو ایک درہم پوشیدہ طور پر اور ایک درہم علانیہ طور پر خرچ کیا تو اس پر یہ آیت کریمہ (مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ) نازل ہوئی۔ (ابواللیث)

وَمَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِیْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَیْنِ فَاِنْ لَّمْ یُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۝

(پ۳ بقرہ ۲۶۵)

اور جو اپنے مال اللہ کی رضا کے لیے اور اپنے نفس کو ثابت قدم کرنے کے لیے خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس باغ کی مثل ہے جو ایک بلند مقام پر ہو پھر اس پر زور سے بارش ہو جس سے اس کا پھل دوگنا ہو گیا ہو پھر اگر اس پر بارش نہ برسے تو اس کے لیے شبنم کافی ہو اور اللہ دیکھتا ہے جو عمل تم کرتے ہو۔

اس آیت میں مخلص مومن کی اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی مثال بیان ہوئی ہے وہ یوں ہے کہ جس طرح بلند خطہ ذرخیز زمین کا باغ ہر حال میں بہت اچھا پھل دیتا ہے بشرطیکہ اس باغ پر بارش ہو جائے تو اس کا پھل دگنا ہو جائے گا اور اگر کبھی بارش کم بھی ہو تو پھر بھی وہ باغ اپنی ذرخیز مٹی کی بنا پر اچھی طرح پھل دیتا ہے یہی مثال خلوص کے ساتھ صدقہ کرنے والے مسلمان کی ہے خواہ انفاق فی سبیل اللہ کم ہو یا زیادہ اللہ تعالیٰ نیت کے مطابق اس کا صلہ خوب بڑھا کر دیتا ہے۔ اس لئے اللہ کی راہ میں اخلاص نیت کا بہت دخل ہے۔ ایک بات اسی آیت میں یہ بیان ہوئی ہے کہ مال خرچ کرنے سے اللہ کے مخلص بندوں کی ایک خواہش تو یہ ہوتی ہے کہ اللہ ان پر راضی ہو جائے اور اس کے علاوہ دوسری غرض یہ بھی ہوتی ہے۔ دلوں میں اللہ کی راہ میں مال و جان قربان کرنے کا جذبہ واضح ہو جائے کیوں کہ مال بڑی پیاری چیز ہے

Marfat.com

اسکا خرچ کرنا طبیعت پر گرانی پیدا کرتا ہے لیکن جب انسان اللہ کی راہ میں خرچ کرنا شروع کر دیتا ہے تو دل آہستہ آہستہ اللہ کی محبت سے آشنا ہو جاتا ہے تو پھر بندہ راہ خدا میں سب کچھ لٹانے کے لیے تیار ہو جاتا ہے کیوں کہ مال کی قربانی ہی انسان کو جان کی قربانی سکھاتی ہے لہٰذا اس مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کو لازم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہنا چاہیے۔

ایک حدیث میں آیا ہے اعمال چھ قسم کے ہیں اور آدمی چار قسم کے ہیں۔ اعمال کی چھ قسمیں یہ ہیں کہ دو عمل تو واجب کرنے والے ہیں اور دو عمل برابر برابر ہیں اور ایک عمل دگنا ثواب رکھتا ہے اور ایک عمل سات سو گنا ثواب رکھتا ہے' جو واجب کرنے والے ہیں۔ وہ تو یہ ہیں کہ جو شخص اس حالت میں مرے کہ شرک نہ کرتا ہو' وہ جنت میں داخل ہو کر رہے گا اور جو ایسی حالت میں مرے کہ شرک کرتا ہو وہ جہنم میں داخل ہو گا اور برابر برابر یہ ہیں کہ جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے اور عمل نہ کر سکے' اس کو ایک ثواب ملتا ہے اور جو گناہ کرے اس کو ایک بدلہ ملتا ہے اور جو شخص کوئی نیکی کرے اس کو دس گنا ثواب ملتا ہے اور آدمی چار طرح کے ہیں۔ ایک وہ لوگ ہیں جن پر دنیا میں بھی وسعت ہے' آخرت میں بھی' دوسرے وہ جن پر دنیا میں وسعت آخرت میں تنگی' تیسرے وہ ہیں جن پر دنیا میں تنگی آخرت میں وسعت' چوتھے وہ جن پر دنیا میں بھی تنگی ہو ان پر آخرت میں بھی تنگی ہو گی۔ (کنز العمال)

5- اللہ کی راہ میں طیب مال دیا جائے

انفاق فی سبیل اللہ میں اس بات کو مدنظر رکھا جائے کہ جو مال اللہ کی راہ میں دیا جائے وہ پاک اور طیب ہونا چاہیے کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے کہ میری راہ میں طیب کمائی سے خرچ کیا جائے اس کے متعلق آیت قرآن یہ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ

Marfat.com

اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ○ (پ۳ البقرۃ:۲۶۷)

اے ایمان والو اپنی پاکیزہ کمائی میں سے خرچ کرو اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین میں سے نکالا ہے اور اپنی کمائی میں سے ناقص چیز خرچ کرنے کا ارادہ نہ کرو حالانکہ اگر تمہیں کوئی ناقص چیز دے تو تم نہ لو گے جب تک کہ تم اس میں چشم پوشی نہ کرو اور جان لو کہ بے شک اللہ غنی ہے تعریف کیا گیا ہے۔

انسان کی کمائی دو طرح کی ہوتی ہے یعنی حلال اور حرام غرضکہ بعض چیزیں شرعی لحاظ سے حلال بعض حرام ہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میری راہ میں طیب چیزیں دو طیب سے مراد عمدہ اور حلال ہے لہٰذا اللہ کی راہ میں وہی چیز دینی چاہیے جو پاکیزہ ہو اور حلال طریقے سے کمائی گئی ہو کیوں کہ اللہ کو حلال ہی پسند ہے حلال رزق اللہ کی راہ میں دینے سے گھر میں برکت پیدا ہوگی بہت سی پریشانیاں ختم ہوں گی۔ کیوں کہ جب آپ اللہ کے لیے کسی غریب کا فائدہ کرتے ہیں تو وہ تمہیں دعائیں دے گا۔ اس غریب کی دعا تمہارے لیے اضافہ رزق کا سبب بنے گی۔ اللہ کی راہ میں دینے سے انسان کے نفس کی اصلاح بھی ہوتی ہے۔اس لیے اچھی چیز اللہ کی راہ میں دی جائے اللہ تعالیٰ ناقص اور ردی چیزوں کو پسند نہیں کرتا اور نہ ہی ناقص اشیاء سے لینے والے کو کچھ خاطر خواہ فائدہ پہنچتا ہے اور ناقص چیزیں دینے سے اللہ کی خوشنودی بھی حاصل نہیں ہوتی کیوں کہ جب اللہ تعالیٰ تمہیں بہتر سے بہتر قسم کا رزق عطا فرما رہا ہے تو اس کی راہ میں بھی بہتر چیز ہی دینی چاہیے لیکن بعض لوگ اس بات کو مدنظر نہیں رکھتے ناقص اور ناکارہ چیز کو اللہ کی راہ میں دے دیتے ہیں تو پھر اللہ ان سے کیسے راضی ہوگا چونکہ جب ہر انسان اپنے لیے خبیث چیز کو پسند نہیں کرتا تو پھر دوسروں کو اللہ کی راہ میں دینا پسند نہیں کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے غنی ہے تمام تعریف اسی کی ہے دنیا دار اللہ کی راہ میں دینے کے لیے اکثر حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتے اس لیے

Marfat.com

انہیں فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ دنیا اور آخرت میں اللہ کی راہ میں دینے کا فائدہ صرف انہی لوگوں کو ہوگا جو عمدہ اور حلال چیزیں شوق اور محبت کے ساتھ اللہ کی راہ میں دیں گے۔ اسی طرح کا مضمون حدیث پاک میں یوں بیان ہوا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ لَایَقْبَلُ اِلَّاطَیِّبًا وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ یٰاَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوْامِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ وَقَالَ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَارَزَقْنٰکُمْ ثُمَّ ذَکَرَالرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْهِ اِلَی السَّمَآءِ یَارَبِّ یَارَبِّ وَ مَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَ مَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَّغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِکَ ۝

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاک چیز کے سوا اور کسی چیز کو قبول نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو حکم دیا تھا اور فرمایا: اے رسولو! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو، میں تمہارے کاموں سے باخبر ہوں اور فرمایا اے مسلمانو! ہماری دی ہوئی چیزوں سے پاک چیزیں کھاؤ پھر آپ نے ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے اس کے بال غبار آلود ہیں وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے یا رب! یا رب! اور اس کا کھانا پینا حرام ہو اس کا لباس حرام ہو اس کی غذا حرام ہو تو اس کی دعا کہاں قبول ہوگی۔ (۴)

6-نفقہ اور نذر میں خرچ کرنا

بیوی بچوں یا اہل وعیال کے لیے جو روزانہ ان کی ضروریات زندگی کے لیے

Marfat.com

خرچ کیا جاتا ہے اسے نفقہ کہا جاتا ہے اور اللہ کی بارگاہ میں خرچ کے لیے جس بات کو تسلیم کرلیا جائے وہ نذر کہلاتا ہے۔ نفقہ اور نذر میں صحیح طریقے سے خرچ کرنے کا بھی انسان کو صلہ ملے گا بشرطیکہ وہ رضائے الٰہی کے لیے ہو اس کے بارے میں فرمان الٰہی یہ ہے۔

وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْنَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ط وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ٥ (پ۳ البقرۃ:۲۷۰)

اور جو تم نفقہ میں سے خرچ کرتے ہو یا مانی ہوئی نذر میں سے نذر دیتے ہیں تو یقیناً یہ بات اللہ کے علم میں ہے اور ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں یہ بتایا گیا ہے کہ خرچ کرنے کے سلسلے میں ہم جس طرح بھی خرچ کریں جو چیز اللہ کی راہ میں دیں جس طرح کا مال لگائیں وہ سب اللہ کے علم میں ہوتا ہے ایسے ہی کسی سلسلے میں کوئی نذر مانی جائے اور جیسی بھی نذر مانی جائے اسے اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے اور انسان کے اس فعل کا اجر نیت کے مطابق دیا جائے گا اس سے معلوم ہوا کہ خرچ کرنے میں انسان کی سوچ مخلوق خدا کی بھلائی میں ہونی چاہیے اور دوسروں کی بھلائی کرنا دراصل اپنی بھلائی ہی کرنا ہے لیکن بھلائی کرنے میں دوسرے سے اچھا سلوک اور صلہ طلب نہ کرنا چاہیے بلکہ ثواب کی طلب اللہ ہی سے کرنی چاہیے جو لوگ مال رکھتے ہوئے اللہ کی راہ میں نہیں دیتے وہ ایک طرح کی اپنی جانوں کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں اور اس طرح کی زیادتی کرنے والوں کی اللہ مدد نہیں کرتا اللہ ہمیشہ انہی کی مدد کرتا ہے جو راہ خدا میں دوسروں کی مدد کرتے ہیں۔ اس لیے انفاق فی سبیل اللہ میں جو کچھ بھی کرو وہ اللہ کی محبت میں کرو اللہ کی راضی کرنے کے لیے کرو جب تم اس کے لیے کرو گے تو اللہ راضی ہو جائے گا اور پھر تمہیں خرچ کرنے کا بہت اچھا اجر عطا فرمائے گا۔

Marfat.com

حکایت: خلیفہ ہارون الرشید نے ایک روز امام ابو یوسف سے کہا کہ مجھے حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے لے چلو۔ جب خلیفہ اور امام ابو یوسف دونوں آپ کے دروازہ پر پہنچے تو آپ نے اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ خلیفہ نے آپ کی والدہ صاحبہ سے عرض کیا کہ ہماری باریابی کی سفارش کیجئے۔ انہوں نے سفارش کی لیکن آپ نے اپنی والدہ کی سفارش کو بھی قبول نہ کیا اور فرمایا کہ مجھے ظالموں اور دنیا والوں سے کیا غرض میں ہرگز ظالم کو نہ دیکھوں گا۔ پر آپ کی والدہ نے کہا کہ الٰہی کیا تیرا حکم ہے کہ ماں کے حقوق کو نگاہ میں نہ رکھا جائے اور میری رضا مندی اس میں ہے کہ خلیفہ کو اندر آنے دیا جائے ورنہ مجھے بھی ایسے لوگوں سے کچھ غرض نہیں جو اپنی والدہ کی رضا کے طالب نہیں۔ آپ نے جب اپنی والدہ کے یہ کلمات سنے تو خلیفہ کو اندر آنے کی اجازت دی۔ خلیفہ کچھ دیر آپ کی خدمت میں بیٹھا رہا۔ جب واپس جانے لگا تو ایک اشرفی نذر کی اور عرض کیا کہ یہ حلال ہے قبول فرمایئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسے اٹھا لیجئے۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ میں نے اپنا مکان حلال روپوں کے عوض میں فروخت کیا ہے اور میں اسی روپیہ کو خرچ کرتا ہوں اور میں نے حق تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ جس وقت یہ روپے خرچ ہو جائیں تو مجھے موت دے دے تاکہ میں مخلوق کا محتاج نہ ہوں۔ مجھے امید ہے کہ حق تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی ہو گی۔ پھر دونوں واپس ہو گئے۔ حضرت امام ابو یوسف نے پوچھا کہ آپ کا نفقہ کس قدر رہ گیا ہے۔ فرمایا' دس درہم چاندی کے رہ گئے ہیں اور ایک درہم روزانہ خرچ ہے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ امام یوسف محراب میں پیٹھ لگائے بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ آج داؤد طائی نے وفات پائی ہے۔ جب دریافت کیا گیا تو درست نکلا۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے کس طرح جانا۔ ابو یوسف نے جواب دیا کہ میں نے آپ کے نفقہ کی مقدار سے حساب کیا کہ اب باقی نہیں رہا ہے اور یہ کہ آپ کی دعا ضرور قبول ہو گی۔

Marfat.com

7- اللہ کی راہ میں محبوب چیز دی جائے

اللہ تعالیٰ کی راہ میں پسندیدہ چیز دینی چاہیے جو مال اللہ نے تمہیں دے رکھا ہو اس میں سے جو سب سے اچھا ہو اسے اللہ کی راہ میں دینا بہت ہی بہتر ہے کیونکہ ارشاد باری ہے کہ

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ٥ (پ۴ آلِ عمران:۹۲)

تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک کہ تم اپنی محبوب چیز کو اس کی راہ میں خرچ نہیں کرو گے اور جو چیز تم خرچ کرو تو اللہ اسے جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں یہ بیان ہوا ہے کہ اے لوگو تمہیں اپنی محبوب اور عزیز چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے کیوں کہ اللہ کی راہ میں پسندیدہ چیز دینے سے وہ نیکی حاصل ہوگی جو بندے کو جنت میں لے جائے گی اور جب تک انسان محبوب مال کو اللہ کی راہ میں نہیں دے گا۔ اسے بھلائی میں درجہ کمال حاصل نہیں ہو سکے گا۔ محبوب اشیاء میں مال و متاع جسم و جان جاہ و منصب غرضیکہ ہر وہ چیز شامل ہے جو انسان کو بہت پیاری لگتی ہو اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہ رب العزت میں بھلائی میں درجہ کمال حاصل کرنے کے لیے اللہ کی راہ میں پیاری چیز کو نچھاور کر دینا چاہیے جس طرح کا مال بھی اللہ کی راہ میں خرچ کیا جاتا ہے اس کے بارے میں اللہ کو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کتنا اخلاص ہے اس لیے راہ خدا میں دینے کے لیے اخلاص نیت کا درست ہونا ضروری ہے اگر نیت درست نہ ہوگی تو عمل اکارت جائے گا۔

اللہ کے بندوں نے ہمیشہ اللہ کی راہ میں سب سے بہتر اور محبوب چیز ہی کو دینا پسند فرمایا ہے بلکہ اپنی زندگی کا مال و متاع اللہ کی راہ میں لگا دیا یہی وجہ ہے کہ اللہ انہیں ملا اور اس نے ان پر اپنی معرفت کے دروازے کھولے اور آج ان کی قبروں کے نشان باقی ہے۔ اے بندے تو بھی اس کا طالب بن جا تیری دنیا اور آخرت سنور

Marfat.com

جائے گی۔ تیرا خاتمہ بالخیر ہوگا۔ تجھے آخرت میں جنت ملے گی۔ غرضیکہ یہ تمام صلہ اللہ کی راہ میں محبوب چیز کو خرچ کرنے ہی کا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ ابو طَلْحَةَ اَكْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالاً مِّنْ نَّخْلٍ وَكَانَ اَحَبُّ اَمْوَالِهِ اِلَيْهِ بَيْرَحَآ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّا فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ مَالِيَّ اِلٰى بَيْرَحَآءُ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ تَعَالٰى اَرْجُوْا بِرَّهَا وَذُخْرِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّم بَخٍ بَخٍ ذَالِكَ مَالٌ رَّابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَاقُلْتَ وَاِنِّى اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِى الْاَقْرَبِيْنَ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَفْعَلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ اَقَارِبِهٖ وَبَنِيْ عَمِّهٖ ٥

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ طیبہ میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس سب سے زیادہ کھجوریں ہوتی تھیں اور جائیداد میں انہیں سب سے زیادہ بیرحا والا باغ جو مسجد نبوی کے عین مقابل تھا بہت محبوب تھا خود رسول خدا بھی اکثر اس باغ میں جا کر اس کا عمدہ پانی پیتے تھے۔ جناب انس فرماتے ہیں جب آیت نازل ہوئی ’’تم نیکی کو اس وقت تک حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ اس چیز کو خرچ نہ کرو جس کو تم سب سے زیادہ محبوب رکھتے ہو اس وقت حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ رب کریم فرماتا

Marfat.com

ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ اور مجھے اپنے تمام اموال میں بیرحاء والا باغ سب سے زیادہ پسند ہے لہٰذا میں اس کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں اور میں اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھتا ہوں یا رسول اللہ آپ اس کا جو چاہیں کریں۔ اس موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاباش یہ بہت منافع بخش چیز ہے اور میں نے وہ سب کچھ سن لیا ہے جو تم نے کہا ہے اور میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اس کو اپنے اعزہ میں تقسیم کر دو ابوطلحہ نے کہا یا رسول اللہ! میں ایسا ہی کروں گا۔ اس کے بعد ابوطلحہ نے اس کو اپنے چچازاد بھائیوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا۔ (بخاری)

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اپنی ایک گھوڑی لے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جس کا نام شبلہ تھا اور انہیں اپنے مال میں سے کوئی چیز اس گھوڑی سے زیادہ محبوب نہیں تھی اور عرض کیا کہ یہ گھوڑی اللہ کے لیے صدقہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرما کر ان کے بیٹے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سواری کے لیے دے دی۔ حضرت زید بن حارثہ کو یہ اچھا نہ لگا کہ ان کی صدقہ کی ہوئی گھوڑی ان کے بیٹے کو مل گئی۔ یوں صدقہ کی ہوئی چیز اپنے ہی گھر واپس آ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ناگواری کا اثر ان کے چہرے پر محسوس فرمایا تو ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے اس صدقہ کو قبول کر چکے ہیں۔ لہٰذا اب یہ گھوڑی جسے بھی مل جائے تمہارے اجر میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

(ابن ابی حاتم۔ درمنثور)

ابونعیم کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی اونٹنی پر جا رہے تھے کہ وہ اونٹنی انہیں اچھی لگنے لگی تو

Marfat.com

فوراً اسے بٹھانے کے لیے فرمایا اِخ اِخ اس زمانے میں اس آواز سے عرب اونٹ کو بٹھایا کرتے تھے اور اسے بٹھا کر فرمایا اے نافع! اس سے کجاوہ اتار لو۔ میں یہ سمجھا کہ وہ مجھے کجاوہ اتارنے کو جو فرما رہے ہیں یا تو اپنی کوئی ضرورت اس کجاوہ سے پوری کرنا چاہتے ہیں یا آپ کو اس اونٹنی کے بارے میں کوئی شک گزرا ہے کہ کہیں اس کو کوئی تکلیف تو نہیں ہو رہی ہے۔ چنانچہ میں نے اس سے کجاوہ اتار دیا تو مجھ سے فرمایا دیکھو اس پر جو سامان ہے کیا اس سے دوسری اونٹنی خریدی جا سکتی ہے؟ یعنی اسے تو اللہ کے نام پر قربان کر دیا جائے کیونکہ یہ پسند آ گئی ہے اور پسندیدہ مال اللہ کے نام پر قربان کر دینا چاہیے اور اس کے سامان کو بیچ کر اس سے سفر کے لیے دوسری اونٹنی خرید لی جائے میں نے کہا میں آپ کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ اگر آپ چاہیں تو اسے بیچ کر اس کی قیمت سے دوسری اونٹنی خرید سکتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی اس اونٹنی کو جھول پہنائی اور اس کی گردن میں جوتے کا ہار ڈالا۔ یہ ہار بھی اس بات کی نشانی تھی کہ اس جانور کو حرم شریف میں لے جا کر قربان کیا جائیگا۔ اور اسے اپنے قربانی کے اونٹوں میں شامل کر دیا اور ان کو جب بھی اپنی کوئی چیز اچھی لگنے لگتی تو اسے فوراً آگے بھیج دیتے یعنی اللہ کے نام پر خرچ کر دیتے تاکہ کل قیامت کو کام آئے ابونعیم کی ایک اور روایت میں یہ ہے کہ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مستقل معمول یہ تھا کہ جب بھی انہیں اپنے مال میں سے کوئی چیز پسند آ جاتی تو فوراً اسے اللہ کے نام پر خرچ کر دیتے اور اس کی ملکیت سے دستبردار ہو جاتے اور بعض مرتبہ ایک ہی مجلس میں تیس ہزار اللہ کے لیے دے دیتے اور دو مرتبہ ان کو ابن عامر نے تیس ہزار دیئے تو انہوں نے مجھ سے فرمایا اے نافع! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ابن عامر کے درہم مجھے فتنہ میں مبتلا نہ کر دیں۔ جا تو آزاد ہے۔ سفر اور رمضان شریف کے علاوہ کبھی بھی پورے مہینے مسلسل گوشت نہیں کھاتے تھے۔ بعض دفعہ پورا مہینہ گزر جاتا اور گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ چکھتے۔ (طبرانی)

Marfat.com

ابو نعیم نے اپنی کتاب حلیہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ عادت تھی کہ جب انہیں اپنے مال میں سے کوئی چیز زیادہ پسند آنے لگتی تو اسے فوراً اللہ کے نام پر خرچ کر دیتے اور یوں اللہ کا قرب حاصل کر لیتے اور ان کے غلام بھی ان کی اس عادت شریفہ سے واقف ہو گئے تھے چنانچہ بعض دفعہ ان کے بعض غلام نیک اعمال میں خوب زور دکھاتے اور ہر وقت مسجد میں اعمال میں لگے رہتے۔ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کو اس اچھی حالت پر دیکھتے تو ان کو آزاد کر دیتے۔ اس پر ان کے ساتھی ان سے کہتے اے ابو عبدالرحمٰن اللہ کی قسم! یہ لوگ تو اس طرح آپ کو دھوکہ دے جاتے ہیں۔ انہیں مسجد سے اور مسجد والے اعمال سے دلی لگاؤ کوئی نہیں ہے صرف آپ کو دکھانے کے لیے یہ کرتے ہیں تاکہ آپ خوش ہو کر انہیں آزاد کر دیں تو یہ جواب دیتے کہ ہمیں جو اللہ کے اعمال میں لگ کر دھوکہ دے گا ہم اللہ کے لیے اس سے دھوکہ کھا جائیں گے چنانچہ میں نے ایک دن شام کو دیکھا کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک عمدہ اونٹ پر جا رہے ہیں جسے انہوں نے بہت زیادہ قیمت دے کر خریدا تھا۔ چلتے چلتے انہیں اس کی چال بڑی پسند آئی وہیں اونٹ کو بٹھایا اور اس سے نیچے اتر کر فرمایا اے نافع! اس کی نکیل نکال دو اور اس کا کجاوہ اتار دو اور اس پر جھول ڈال دو اور اس کے کوہان کے ایک طرف زخم کر دو (اس زمانے میں یہ زخم اس بات کی نشانی تھا کہ یہ جانور اللہ کے نام پر قربان کیا جائے گا) اور پھر اسے قربانی کے جانوروں میں شامل کر دو۔ (۵)

8- اہل ایمان کو انفاق کا حکم

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہر انسان کے فرض میں داخل ہے اور اس کے ساتھ ہی اس پر یہ فریضہ بھی عائد ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو رزق اسے دیا ہے اس میں سے اللہ کے لیے خرچ کرے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ہے۔

Marfat.com

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًاo (پ ۵ نساء ۳۹)

اور ان کا کیا بگڑتا تھا کہ یہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتے اور جو رزق اللہ نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے اور اللہ ان کو خوب جانتا ہے۔

اسلام کے ابتدائی دور میں مشرکوں اور کافروں کو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی تو کچھ لوگ ایمان لے آئے اور کچھ لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان نہ لائے بلکہ وہ اپنے کفر وشرک ہی میں مبتلا رہے تو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور یوم آخرت کو سچ نہیں جانتے اس میں انہی لوگوں کا نقصان ہے بلکہ انسانی زندگی کا فائدہ اللہ پر ایمان لانے پر ہے اور پھر صاحب ایمان ہونے کے علاوہ اللہ جو اسے رزق دیتا ہے اس سے خرچ کرنے میں فائدہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ اہل ایمان کو اللہ کی راہ میں لازم خرچ کرنا چاہیے کیونکہ اللہ کی رضا مال کے خرچ کرنے میں ہے۔ بخل میں نہیں اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے خرچ کیے ہوئے سے خوب واقف ہے لوگ اپنی ذات اور اولاد کے لیے تو بہت کچھ خرچ کرتے ہیں لیکن خلوص دل سے اللہ کی راہ میں دینے والے لوگ بہت کم ہیں لہٰذا ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ ضرورتوں سے زائد مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔

حکایت: صاحب نزہۃ المجالس بیان کرتے ہیں کہ کسی نیک مرد نے خواب دیکھا' قیامت قائم ہے اور لوگ جنت کی طرف رواں دواں ہیں میری نظر ایک جماعت پر پڑی جن کے چہرے نہایت خوبصورت' حسن و جمال میں بے مثال' میں بھی انکے ساتھ ہولیا' لیکن فرشتے درمیان میں آگئے میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں وہ کہنے لگے یہ نیکیوں میں سبقت لے جانے والے ہیں اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دینے والے' لہٰذا ان کے ساتھ اور کوئی نہیں چل سکتا' ہاں البتہ وہ جا سکتا ہے جس

Marfat.com

کے پاس صرف ایک قمیض ہو جبکہ تیرے پاس تو دو کرتے ہیں' بلکہ ہر چیز ڈبل ہے' مجھ پر خوف طاری ہوا' نیند سے بیدار ہوا تو میں نے ہر قسم کی ایک ایک چیز اپنے پاس رہنے دی اور باقی سبھی راہ خدا میں تقسیم کر دیں۔(۶)

حکایت: ایک عورت حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک پیالی لے کر آئی کہ مجھے تھوڑے سے شہد کی ضرورت ہے اگر آپ کے پاس ہو تو مرحمت فرما دیجئے۔ انہوں نے ایک مشک شہد کی اس کے حوالہ کر دی۔ کسی نے کہا کہ وہ تو تھوڑا سا مانگتی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اس کا فعل تھا کہ اس نے اپنی حاجت کے بقدر مانگا' مجھے اس کے موافق دینا چاہیے تھا جتنا میرے اللہ نے مجھ پر احسان فرما رکھا ہے۔

9- سچے مومن کی علامت

سچا مومن وہ ہے جو صاحب ایمان ہو اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ ہو اور اللہ کا ڈر اس میں سمایا ہو اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا ہے۔

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں وہی حقیقت میں مومن ہیں ان کے لیے ان کے رب کے ہاں درجات ہیں اور مغفرت ہے اور عزت والا رزق ہے۔

(پ9 الانفال 3-4)

اس آیت میں سچے مومن کی خوبیاں بیان ہوئی ہیں کہ سچے مومن وہ ہیں جن میں خشیت الٰہی اخلاص اور توکل جیسی خوبیاں ہوں اور اس کے ساتھ وہ نماز کو قائم کرنے والے ہوں یعنی نماز کے وقت نماز کی حفاظت کرتے ہوں اچھی طرح وضو کرتے ہوں رکوع و سجود میں اللہ کے خوف کو اپنے دل پر طاری رکھتے ہوں قرآن کی تلاوت کرتے ہوں درود پاک کی کثرت کرتے ہوں اور اللہ کے ان حقوق کی ادائیگی

Marfat.com

کے ساتھ ساتھ وہ بندوں کے حقوق بھی ادا کرتے ہوں زکوٰۃ کا فریضہ ادا کرنے کے ساتھ اللہ کی راہ میں انفاق فی سبیل اللہ کرتے ہوں تمام مخلوق چونکہ اللہ کی پیدا کردہ ہے اور جو اس کی مخلوق کی خدمت کرے اللہ کو سب سے پیارا لگنے لگ جاتا ہے اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے وہ اللہ کی مخلوق پر اللہ کی خوشنودی کے لیے دل کھول کر خرچ کرتے ہیں یاد رکھو کہ جو مال انسان کے پاس ہے وہ تو ایک طرح کی امانت ہے بہت جلد انسان نے اسے چھوڑ کر دنیا سے چلے جانا ہے اس لیے اللہ کی راہ ہی میں دیتے رہنا سب سے بہتر ہے جو شخص عمر بھر اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہے گا۔ وہی سچا مومن آخرت میں اس کے لیے بڑے درجے ہیں جنت میں وہ بلند مقام سے نوازا جائیگا سچے مسلمانوں ہی کے لیے مغفرت اور رزق کریم ہے اس لیے اے لوگو یاد رکھو کہ اللہ کی راہ میں کچھ نہ کچھ ضرور دیتے رہنا چاہیے کیونکہ وہی انسان کے لیے نفع بخش ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو اپنے قرض خواہ سے قرض کی واپسی کا تقاضا کرتے دیکھا تو آپ نے فرمایا اپنے قرض خواہ پر احسان کرو! یہ سنتے ہی حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جاؤ میں تجھے' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک ہزار روپے معاف کیے اور ایک ہزار خود تیری وجہ سے تجھے بخشے نیز فرمایا یہ تو کچھ بھی نہ ہوا اور ایک ایک ہزار روپے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اور ایک ہزار اپنی طرف سے اسے عنایت کردیئے' جب یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے حضرت اُبی کے لیے تین بار بخشش ومغفرت کی دعا فرمائی۔

<u>حکایت</u>: حضرت سعید بن عامر رحمۃ اللہ علیہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے حمص کے حاکم (گورنر) تھے۔ اہل حمص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی متعدد شکایتیں کیں اور ان کے معزول کرنے کی درخواست کی۔ حضرت عمر رضی اللہ

Marfat.com

عنہ کو حق تعالیٰ شانہ نے فراست کا خاص حصہ عطا فرمایا تھا جس کی وجہ سے وہ لوگوں کو بہت جلد جان جاتے تھے کہ وہ کیسا ہے اور اس کا ہزاروں مرتبہ تجربہ بھی ہو چکا تھا۔ اس پر تعجب فرمایا کہ میں نے تو بہت بہتر سمجھ کر تجویز کیا تھا اور اس کی دعا کی یا اللہ میری فراست کو لوگوں کے بارے میں زائل نہ فرما کیونکہ اس سے تو سارے ہی محکموں کے آدمیوں میں نا اہلوں کے گھس جانے کا اندیشہ ہے اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید کو طلب فرمایا اور شکایت کرنے والوں کو بھی بلایا اور ان سے دریافت فرمایا کہ تم لوگوں کو ان سے کیا کیا شکایتیں ہیں۔ انہوں نے تین شکایتیں کی تھیں۔ ایک یہ کہ دن میں بہت دیر سے گھر سے نکلتے ہیں (عدالت میں دیر سے پہنچتے ہیں) دوسرے رات کو اگر کوئی ان کے پاس جائے تو اس وقت اس کی شکایت نہیں سنتے۔ تیسرے ہر مہینہ میں ایک دن تعطیل کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں فریق کو سامنے کھڑا کیا اور فرمایا کہ سلسلہ وار مطالبات کرو' تا کہ ہر شکایت کا علیحدہ علیحدہ جواب لیا جائے۔ ان لوگوں نے کہا کہ صبح کو دیر سے گھر سے نکلتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے جواب طلب کیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ میری بیوی تنہا کام کرنے والی ہے۔ میں آٹا گوندھتا ہوں' روٹی پکاتا ہوں' جب روٹی تیار ہو جاتی ہے تو کھانے سے فارغ ہو کر وضو کر کے باہر چلا آتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا دوسرا مطالبہ کیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ رات کو کام نہیں کرتے کہ کوئی جاتا ہے تو اس کی حاجت پوری نہیں ہوتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا کیا جواب تمہارے پاس ہے۔ حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ اس کا اظہار کروں میں نے دن اور رات کو تقسیم کر رکھا ہے۔ دن مخلوق کا اور رات خالق کی میں نے رات ساری کی ساری اپنے مولیٰ کو دے رکھی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیسرا مطالبہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ مہینہ میں ایک تعطیل کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا کیا جواب

Marfat.com

ہے؟ حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ میرے پاس کوئی خادم نہیں ہے میں مہینہ میں ایک دن اپنے کپڑے خود ہی دھوتا ہوں ان کو خشک کر کے پہننے میں شام ہو جاتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حق تعالیٰ شانہ کا شکر ادا کیا کہ میری فراست غلط نہ ہوئی۔ اس کے بعد ان لوگوں سے فرمایا کہ تم اپنے امیر کی قدر کرو۔ ان سب کے جانے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک ہزار دینار (اشرفیاں) بھیجیں کہ ان کو اپنی ضروریات میں خرچ کریں۔ ان کی بیوی نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے بہت سی ضروریات کا انتظام فرما دیا۔ اب تمہیں خود گھر کے کاروبار کرنے کی احتیاج نہ رہے گی۔ ایک خادم بھی اس میں سے خریدا جا سکتا ہے اور دوسری ضروریات بھی پوری کی جا سکتی ہیں۔ حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہاں ہم سے بھی زیادہ محتاج اور ضرورت مند لوگ ہیں ان کو ان لوگوں میں نہ خرچ کر دیں۔ بیوی نے اس کو خوشی سے قبول فرما لیا۔ انہوں نے اس میں سے چھوٹی چھوٹی تھیلیاں بنا کر ایک فلاں مسکین کو ایک فلاں یتیم کو ایک فلاں کو۔ غرض بہت سا حصہ تو اسی وقت تقسیم فرما دیا۔ کچھ بچا تھا اس کو بیوی کے حوالہ کر دیا کہ تھوڑا تھوڑا خرچ کرتی رہیں۔ بیوی نے کہا کہ اس بچی ہوئی رقم سے ایک غلام خرید لیں گے۔ گھر کے کاروبار میں تمہیں سہولت ہو جائیگی۔ فرمانے لگے کہ نہیں عنقریب تجھ سے زیادہ حاجت والے تیرے پاس آئیں گے۔

10۔ انفاق کو تاوان نہ سمجھا جائے

انفاق فی سبیل اللہ دینے والے کی مرضی پر مبنی ہوتا ہے کوئی مجبوری نہیں بلکہ دلی لگن اور چاہت کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ اس لیے اسے تاوان نہیں سمجھنا چاہیے۔ اس کے بارے میں فرمان الٰہی حسب ذیل ہے۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّ يَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

Marfat.com

اورعرب دیہاتیوں میں سے کچھ ایسے ہیں کہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کریں تو اسے تاوان سمجھتے ہیں اور تم پر گردش زمانہ کے انتظار میں۔ ہیں بری گردش تو انہی پر ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

اس آیت میں منافق لوگوں کی ایک عادت کا ذکر کیا گیا ہے کیوں کہ منافقین جب اللہ کی راہ میں کچھ دیتے تھے تو ان کے دلوں میں اللہ کی محبت اور لگن نہ ہوتی تھی۔ ان کا خرچ کرنا اللہ کے لیے نہ تھا بلکہ اس خرچ کو تاوان خیال کیا کرتے تھے اور ان کی سوچ تھی کہ یہ تو زمانے کی گردش ہے اس لیے اپنے دلوں پر جبر کر کے کچھ نہ کچھ اللہ کی راہ میں تو دیتے لیکن ان کے دلوں میں تھا کہ مسلمان کہیں ترقی نہ کر جائیں۔ اس لیے جو مال بھی اللہ کی راہ دیا جائے اسے تاوان یعنی جرمانہ نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ اللہ کو راضی کرنے کے لیے دینا چاہیے۔

حکایت: حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ بڑے مالدار تھے اور اللہ نے انہیں سخاوت کرنے کا جذبہ بھی عطا کر رکھا تھا۔ ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے ان کے ایک باغ کا پھل خریدا۔ اس میں خریداروں کو نقصان ہوا۔ ان کو اطلاع ہوئی انہوں نے باغ کی بیع کا معاملہ فسخ کر دیا۔ ان کی قیمت واپس کر دی اور ان کو اپنے پاس سے پچاس دینار اشرفیاں نذر کیے کسی نے پوچھا کہ یہ کس چیز کا تاوان دیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تاوان نہیں بلکہ میں نے اللہ کی خوشنودی کے لیے ایسا کیا ہے کیونکہ ان لوگوں نے میرے باغ سے نفع کی امید باندھی تھی میرا دل چاہا کہ ان کی امید پوری کر دوں۔

11- اللہ کے رزق سے خرچ کرنا

تمام دنیا کو اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتا ہے وہی تمام جہانوں کو پالنے والا ہے وہی قادر مطلق ہے اس لیے ہر انسان کو اس کی اطاعت کرنی چاہیے اس کے بارے میں ارشاد ہے کہ

Marfat.com

اَلَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَالصّٰبِرِیْنَ عَلٰی مَآ اَصَابَھُمْ وَالْمُقِیْمِی الصَّلٰوۃِ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ○ (پ17 الحج 35)

جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور جو تکلیف انہیں پہنچتی ہے اس پر صبر کرتے ہیں اور نماز قائم کرنے والے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے۔ اس میں سے خرچ کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں یہ بیان ہوا ہے کہ اللہ کے اچھے بندے وہی ہیں جو اللہ کی توحید پر کار بند ہو کہ اس کی عبادت کرتے ہیں اور اس کا ذکر کرتے ہیں اور ذکر کے وقت ان کے دل پوری طرح اللہ کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ ذکر کا راستہ چونکہ بڑا مشقت طلب ہے اس لیے اللہ والوں کو اگر اس راہ میں کوئی تکلیف بھی پہنچ جاتی ہے تو وہ صبر کرتے ہیں تقویٰ اختیار کرتے ہیں متواضع رہتے ہیں۔ رضائے الٰہی پر خوش رہتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں یعنی ہر حال میں نماز کی پابندی کو دنیا کے کاموں پر ترجیح دیتے ہیں یہ تمام اللہ والوں کی خوبیاں ہیں جنہیں اللہ نے بیان فرمایا ہے اور انکی ایک خوبی جو سب سے بڑھ کر ہے وہ یہ ہے کہ جو رزق اللہ نے انہیں دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں دوسروں کے ساتھ اچھے سلوک اور احسان سے پیش آتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والے اللہ کی راہ میں دل کھول کر انفاق کرتے ہیں لہٰذا اے بندے تجھے سخاوت کی راہ اختیار کرنی چاہیے چونکہ سخی ہونا اللہ والوں کی نمایاں خوبی ہے۔

اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور انداز میں یوں بیان فرمایا ہے۔

وَابْتَغِ فِیْمَآ اٰتٰکَ اللّٰہُ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ وَلَاتَنْسَ نَصِیْبَکَ مِنَ الدُّنْیَا وَاَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ○ (پ20 قصص 77)

اور اللہ نے جو مال تجھے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر بنا اور دنیا میں اپنا

حصہ نہ بھول اور احسان کرو جس طرح کہ اللہ نے تم پر احسان کیا ہے اور زمین میں فساد نہ ڈال بے شک اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے جو دولت انسان کو دی ہے اسے اللہ کی راہ میں اس طرح خرچ کرنا چاہیے کہ جو آخرت میں نجات کا ذریعہ بن جائے کیوں کہ اسی دولت سے آخرت کا گھر بنتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور دین مصطفیٰ کی سربلندی کے لیے خرچ کر دیا جائے ورنہ جو مال اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کیا جائے گا وہ آخرت کی زندگی میں کام نہیں آئے گا اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو رزق تجھے دیا ہے اسے اللہ کی عطا سمجھ کر استعمال میں لاؤ البتہ اسراف نہ کرو یعنی اچھا کھانا اور اچھا پہننا اور مناسب طریقے سے دینا بھی اللہ ہی کی اطاعت میں شامل ہے۔

تفسیر قرطبی میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین کی کھیتی باڑی، پھل دار درختوں اور تاریکیوں میں کوئی ایسا دانہ نہیں جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مرقوم نہ ہو! بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ 'یہ رزق فلاں بن فلاں کا ہے!! یعنی ہر ایک دانے پر کھانے والے کا نام لکھا ہوتا ہے۔!

__حکایت:__ حضرت محمد بن یعقوب خراسانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں اپنے شہر سے سیاحت کے ارادے سے نکلا اور بیت المقدس جا پہنچا اور بنی اسرائیل کے ایک غار میں بہت دنوں تک عبادت میں مشغول رہا۔ اس عرصہ میں نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ یہاں تک کہ موت کے قریب پہنچ گیا۔ اسی حالت میں میں نے دو راہبوں کو سیر کرتے دیکھا۔ ان کے بال پریشان اور گرد آلود تھے۔ میں ان کے پاس گیا۔ انہیں سلام کیا اور پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔ میں نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ تم کہاں ہو۔ ان راہبوں نے کہا ہاں ہم اللہ کے ملک میں اس

Marfat.com

کے سامنے ہیں۔ میں اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوا اور اسے ملامت کرنے لگا اور کہا کہ یہ دونوں راہب باوجود غیر مسلم ہونے کے توکل پر قائم ہیں اور تو مسلمان ہوتے ہوئے بھی توکل پر قائم نہیں رہ سکتا۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ کیا تم مجھے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دے سکتے ہو۔ انہوں نے کہا بہتر ہے۔ چنانچہ ہم تینوں چلے۔ جب شام ہوئی تو وہ دونوں راہب اپنے معبود کی عبادت کرنے لگے اور میں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے تیمم کیا۔ وہ مجھے مٹی سے تیمم کرتے دیکھ کر مسکرائے۔ جب وہ عبادت کر چکے تو ان میں سے ایک نے اپنے ہاتھ سے زمین کھودی تو موتی کی طرح چمکتا ہوا صاف شفاف پانی وہاں سے نکلا۔ میں حیران رہ گیا اور دیکھا تو ان کے دائیں جانب کھانا تیار رکھا ہوا تھا۔ اس سے اور تعجب ہوا۔ انہوں نے مجھ سے کہا تجھے کیا ہوا ہے؟ جو حیران ہے آگے بڑھو اور اسے کھاؤ جو حلال روزی ہے اور یہ ٹھنڈا پانی پی اور اللہ کریم کی عبادت کر۔ میں آگے بڑھا اور سب نے مل کر کھانا کھایا اور پانی پیا۔ پھر نماز کے واسطے میں نے وضو کیا اور نماز ادا کی۔

صبح ہوئی اور ہم تینوں سفر کے لیے تیار ہوئے اور شام تک چلتے رہے۔ جب شام ہوئی تو ایک جگہ ٹھہرے۔ ایک راہب نے ہم سے ذرا دور نماز پڑھ کے چپکے سے دعا کی اور پھر اپنے ہاتھ سے زمین کھودی تو پانی کا چشمہ ویسا ہی نکل آیا جیسے کل اس کے ساتھی نے کھودا تھا اور اس کے پہلو میں کھانا بھی رکھا تھا اس راہب نے مجھ سے کہا آگے بڑھ کر کچھ کھاؤ پیو اور اپنے پرودگار کی عبادت کرو۔ چنانچہ ہم نے کھا پی کے نماز کے واسطے وضو کیا اور بعد ازاں دیکھا تو اپنی زمین میں اس طرح چلا گیا تھا جیسے یہاں تھا ہی نہیں۔ جب تیسری شب آئی تو انہوں نے کہا' اے محمدی یہ رات تیری ہے اور آج تیری باری ہے۔ حضرت خراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' مجھے ان کے اس سوال سے بہت شرم آئی اور دل پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ میں نے ان سے کہا انشاء اللہ اچھا ہی ہوگا۔ پھر ان سے ہٹ کر ایک طرف گیا اور دو رکعت نماز

Marfat.com

پڑھی اور کہا اے میرے مولا! اے میرے مالک تو جانتا ہے کہ میرے گناہ بہت ہیں۔ جس کی وجہ سے تیرے نزدیک میرا کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ میرا چہرہ اس قابل ہے لیکن میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے مانگتا ہوں کہ مجھے ان لوگوں کے سامنے شرمندہ نہ کیا جائے۔ جب میں دعا سے فارغ ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک چشمہ جاری ہے اور میرے پہلو میں کھانا رکھا ہوا ہے۔ میں نے ان سے کہا آگے بڑھو اور کھانا کھاؤ چنانچہ وہ آگے بڑھے اور ہم تینوں نے کھانا کھایا' پانی پیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اسی حالت میں جب میری دوسری باری آئی' پر میں نے پہلے ہی کی طرح اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چشمہ جاری ہوا اور کھانا بھی مہیا ہوا۔ جب تیسری باری آئی اور میں نے اسی طرح دعا کی تو دو آدمیوں کا کھانا میسر آیا۔ میرا دل ٹوٹ گیا۔ انہوں نے کہا کہ اے محمدی! یہ حادثہ کیونکر ہوا۔ تم اپنے کھانے اور پانی میں کمی نہیں دیکھتے ہوئے میں نے کہا تمہیں معلوم نہیں' یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور ہم اس کے حکم اور ارادے کے آگے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہیں۔ ہمارا دین یہ چاہتا ہے کہ کبھی تکلیف ہو' کبھی راحت' کبھی سختی ہو' کبھی آرام۔ تاکہ ہمارے صبر کی آزمائش ہو جائے۔ انہوں نے کہا' اے محمدی! تم نے سچ کہا۔ وہ بڑا رب ہے اور تمہارا دین اچھا ہے۔ اپنا ہاتھ بڑھاؤ تاکہ ہم کلمہ شہادت پڑھیں۔ ان دونوں راہبوں نے کلمہ شہادت پڑھا اور کہا دین اسلام حق ہے اور اس کے سوائے سب باطل ہے میں نے ان سے کہا اے بھائیو! کیا تم کسی شہر میں چلو گے تاکہ جمعہ کے اجتماع میں شریک ہوں۔ کیونکہ جمعہ حج مساکین ہے۔ انہوں نے مجھ سے کہا' یہ اچھی رائے ہے اور اچھا فعل ہے۔ جب ہم اس ارادے سے چلے تو سامنے ایک عمارت نظر آئی' اندھیری رات تھی' غور سے دیکھا تو ہم بیت المقدس میں تھے۔ ہم اس میں داخل ہو گئے اور ایک عرصہ تک اس میں رہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے۔ ہمارا رزق ایسی جگہ سے ہمیں ملتا تھا۔ جس کا گمان بھی نہ ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ میرے دنوں ساتھی

Marfat.com

رحلت کر گئے۔

12- اللہ کی راہ میں دینا اچھی تجارت ہے

اللہ کی راہ میں پوشیدہ یا ظاہراً دینا بڑی اچھی تجارت ہے اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۝ لِیُوَفِّیَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَیَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝

بے شک جولوگ کتاب الٰہی کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے پوشیدہ یا اعلانیہ خرچ کرتے ہیں ان کی تجارت ہرگز نقصان والی نہیں ہے تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا اجر دے اور اپنے فضل میں سے کچھ مزید اضافہ کر دے بے شک اللہ مغفرت کرنے والا قدر دان ہے۔ (پ22 الفاطر 29-30)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں بتایا گیا ہے کہ اچھے بندے وہی ہیں جو اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید کو پڑھتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں اس پر غور وفکر بھی کرتے ہیں اور اس کے ساتھ نماز بھی قائم رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو انہیں رزق دیا ہے اس سے ظاہراً یا پوشیدہ انفاق فی سبیل اللہ کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں چپکے سے دینا بھی جائز ہے اور اعلانیہ طور پر بھی دینا بڑا نفع بخش ہے یہ ایک طرح کی ایسی تجارت ہے جس میں نفع ہی نفع ہے اور نفع اس لحاظ سے ہے کہ جو چیز اللہ کی راہ میں دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پوری طرح جزاء دیتا ہے اور ساتھ ہی اس کی راہ میں دینے والے کے رزق میں اضافہ فرما دیتا ہے اس لیے ہر مسلمان کو اپنے ذہن میں یہ سوچ پیدا کر لینی چاہیے کہ اس نے اللہ کی راہ میں کچھ نہ کچھ روزانہ ضرور دینا ہے اگر روزانہ نہیں تو پھر ہفتے میں ضرور جو ہو سکے اللہ کی راہ میں

Marfat.com

خرچ کرے اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو پھر جب موقعہ ملے کھانا پکا کر اس کی راہ میں تقسیم کردیوے پھر اس کا حسن سلوک دیکھ کہ وہ کس طرح تجھے بہتر طریقے سے انفاق فی سبیل اللہ کا اجر عطا فرماتا ہے یاد رکھ کہ اللہ اتنا عظیم ہے کہ وہ ہر خرچ کرنے والے کو کبھی خالی نہیں رہنے دیتا بلکہ اضافے کے ساتھ مزید مال سے نوازتا چلا جاتا ہے۔

حکایت: حضرت علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ کسی تاجر کے پاس قرض لینے گیا' اس نے کہا واللہ میرے پاس اس تھیلی کے سوا کچھ نہیں جس میں بارہ سو اشرفیاں ہیں' میں نے وہ تھیلی لے لی اور گھر چلا آیا! تو ایک ہاشمی میرے پاس قرض لینے آ پہنچا' میں نے اس تھیلی سے کچھ رقم نکال کر دینے کا ارادہ کیا تو میری بیوی بولی! آپ تو ایک بازاری آدمی کے پاس گئے تھے اس نے تجھے بھری تھیلی دے دی اور تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی اولاد سے یہ سلوک کرنے لگے ہو۔ یہ سنتے ہی وہ تھیلی ہاشمی کو دے دی' ہاشمی کے پاس وہی آدمی قرض لینے چلا گیا جس سے میں تھیلی لایا تھا' ہاشمی نے وہی تھیلی اسے دے دی اور اس نے پہچان لیا کہ یہ تو میری وہی تھیلی ہے پھر میں نے یہ واقعہ حضرت یحییٰ برمکی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے دس ہزار اشرفیوں کی تھیلی نکالی اور کہا یہ لو دو ہزار تیرے لیے یا دو ہزار اس ہاشمی کے لیے دو ہزار قرض خواہ کے لیے اور چار ہزار تمہاری بیوی کے لیے ہیں۔ (مجمع الاحباب)

حکایت: ایک بزرگ سے روایت ہے کہ ایک تاجر نے ان سے بیان کیا کہ میں مسافر تھا۔ ایک خچر پر تجارت کا سامان لاد کر مصر میں داخل ہوا اور کاروباری لوگوں سے ملا۔ لیکن جب خچر کو تلاش کیا تو وہ کہیں گم ہو گیا تھا۔ میں نے لوگوں سے اپنے خچر کے سلسلے میں دریافت کیا۔ لیکن کسی نے اس کے متعلق صحیح اطلاع نہ دی۔ بعض لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تم شیخ ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤ شاید تمہارے لیے دعا کریں۔ میں شیخ ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ کو جانتا تھا۔ ان کی خدمت میں جا پہنچا اور

Marfat.com

سلام کر کے سارا واقعہ سنایا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے میری بات پر کوئی توجہ نہ دی بلکہ مجھ سے کہا ہمارے پاس دو مہمان آئے ہیں ان کے واسطے آٹا' گوشت اور چند چیزیں لے آؤ۔ میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے اٹھا اور دل ہی دل میں کہنے لگا۔ اب میں دوبارہ ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔ یہ فقیر لوگ اپنی ہی ضرورتوں کو جانتے ہیں۔ دوسروں کی مصیبتوں کا انہیں احساس نہیں ہوتا۔ یہ سوچتا ہوا میں جا رہا تھا کہ راستے میں مجھے میرا ایک قرض دار مل گیا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور اس سے کہا کہ جب تک تم قرض ادا نہیں کرو گے میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ اس نے مجھے ساٹھ درہم دیئے جب ساٹھ درہم مجھے مل گئے تو میں نے دل میں سوچا' مجھے آج شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی آزمائش کرنی چاہیے اگر میرا مال مل گیا تو اچھا ہے ورنہ اس کے ساتھ یہ ساٹھ درہم بھی اللہ کی راہ میں چلے جائیں گے۔ میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی حسب فرمائش تمام چیزیں خرید کر ان کی خدمت میں پہنچا۔ جب شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پر پہنچا تو دیکھا کہ میرا خچر کھڑا ہے اور اس پر تمام مال لدا ہوا ہے۔ میں خانقاہ کے اندر داخل ہوا اور تمام چیزیں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھ دیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ایک چیز دیکھ کر کہا' یہ شیرینی کیوں لائے ہو۔ میں نے تو نہیں کہا تھا۔ میں نے عرض کیا' یا شیخ! کچھ درہم بچ گئے تھے۔ سوچا کہ شیرینی بھی لیتا چلوں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تم قیساریہ جا کر اپنا مال فروخت کرو۔ مال فروخت کرتے ہوئے جلدی نہ کرنا۔ جتنا مال بیچو دام نقد لینا۔ میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق قیساریہ پہنچا' میرا تمام مال ہاتھوں ہاتھ گراں قدر قیمت پر بک گیا اور میں خوش خوش خشکی کے راستے وطن پہنچا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں دینا بہت اچھی تجارت ہے۔

13- انفاق فی سبیل اللہ کا اجر

انفاق فی سبیل اللہ چونکہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اس لیے اس کا بدل بہت بہتر عطا فرماتا ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔

Marfat.com

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ ط وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ○

آپ فرما دیں کہ بے شک بندوں کے رزق میں کشادگی اور تنگی کا انحصار میرے رب کی چاہت پر مبنی ہے اور جس چیز کو تم اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے ہو تو وہ اس کی جگہ اور دے دیتا ہے اور وہ بہترین رزق دینے والوں میں سے ہے۔ (پ 22 سبا 39)

رزق کی تنگی اور وسعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور دونوں صورتوں میں اللہ کی راہ میں دینا بہت ہی بہتر ہے چونکہ اللہ جب اور جس وقت چاہتا ہے وسعت فرما دیتا ہے اور اپنے بندوں میں سے جس کا رزق چاہتا ہے تنگ بھی کر دیتا ہے رزق کی تنگی دراصل اللہ کی راہ میں نہ دینے کے باعث ہی آتی ہے اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ ہر صورت میں اپنی بساط کے مطابق انفاق فی سبیل اللہ کرے پھر جو مال اللہ کی راہ میں دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا بدل عطا فرما دیتا ہے جو رزق میں اضافے کا سبب بنتا ہے اگر کسی کی روزی تنگ ہو تو اسے چاہیے کہ روزانہ کسی کو اللہ کے لیے کھانا کھلائے۔ اللہ کی راہ میں کھلایا ہوا کھانے کا بدل اس کی روزی میں شامل ہو جائے گا یہ عمل وہ کر سکتا ہے جس کے دل میں اللہ کی محبت ہوگی جو اللہ کے لیے مرے گا اللہ کے لیے جئے گا اور ہر کام اسی کے لیے کرے گا اللہ بہتر رزق عطا فرمانے والا ہے۔ اللہ خواہ کسی کو تھوڑا دیتا ہے یا زیادہ دیتا ہے لیکن اسی میں اس کی بہتری ہوتی ہے اس لیے ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر راضی رہنا چاہیے۔

حکایت: ایک شخص اپنی کوٹھری بھوسے سے بھر رہا تھا وہاں لڑکے کھیل رہے تے ان میں سے ایک لڑکا کوٹھری کے سوراخ سے گرا اور بھوسے میں دب گیا' کسی کو خبر تک نہ ہوئی اور پھر کوٹھڑی کے سوراخ کو بند کر کے لپائی کر دی گئی' بہت زیادہ تلاش کے باوجود لڑکا نہ ملا تو اس کی والدہ نے مایوس ہو کر سمجھا وہ کہیں فوت ہو چکا ہے

Marfat.com

روزانہ اس کے ایصال ثواب کے لیے ایک روٹی خیرات کرنے لگی یہاں تک کہ کوٹھڑی کے منہ سے آہستہ آہستہ بھوسا نکالتے رہے۔ آخر کار بھوسا اختتام کو پہنچا اور وہی لڑکا روٹی ہاتھ میں لیے باہر نکل آیا' جب اسے اس کی والدہ کے پاس پہنچایا گیا تو اس نے احوال پوچھنے پر بتایا کہ امی جان! جب رات ہوتی تو ایک شخص میرے پاس ایک روٹی لایا کرتا وہی میں کھا لیتا جب تک سو نہ جاتا میرے دل بہلانے کے لیے باتیں کرتا رہتا۔ الغرض یہ سب خیرات کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا فرزند دوبارہ ملا دیا!!

14- اللہ کے لیے کھلانا انفاق فی سبیل اللہ ہے

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ جو رزق وہ اپنے بندوں کو دیتا ہے اس میں سے خود بھی کھائیں اور اللہ کے لیے دوسروں کو بھی کھلائیں۔ اس طرح اللہ کی راہ میں کھانا کھلانا انفاق فی سبیل اللہ میں شامل ہے۔ اس کے بارے میں اس طرح ارشاد ہوا ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنُطْعِمُ مَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝

(پ ۲۳ یٰسین ۴۷)

اور جب انہیں اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرنے کے لیے کہا جاتا ہے تو کفار کہنے لگتے ہیں کہ کیا ہم انہیں کھلائیں کہ اگر اللہ چاہتا تو انہیں خود کھلا دیتا یہ کہ تم تو واضح طور پر گمراہی میں مبتلا ہو گئے ہو۔

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب لوگوں کو کہا جاتا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم خرچ کیوں کریں بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں خود کھلا دے یہ بات اچھی نہ تھی اگر وہ ایمان لے آتے تو ان کے لیے ضروری ہو جاتا کہ وہ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے اس آیت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اہل ثروت لوگوں کو اگر تلقین کی جائے کہ اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے اس کے نادار اور مفلس

Marfat.com

بندوں پر خرچ کرو تو وہ امیر لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب ان لوگوں کو مفلسی میں رکھا ہے تو ہم ان کی امداد کیوں کریں ہم ان کے کھانے کا بندوبست کیوں کر کریں لیکن جوں جوں انسان قرب قیامت کی طرف جا رہا ہے تو انسان اللہ کی راہ میں غریبوں کی مدد کرنے سے کنارہ کش ہوتا جا رہا ہے خود دولت جمع کر کے رکھی جا رہا ہے لیکن دوسرے لوگوں کا احساس تک نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے سبق حاصل کرنا چاہیے کہ اس کی راہ میں لوگوں کو کھانا بھی کھلائیں اور دوسروں پر بوقت ضرورت خرچ بھی کریں۔

15- اللہ کے بندے کون؟

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی کچھ خصوصیات بیان کرتے ہوئے بتایا ہے

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

اور وہ لوگ جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور وہ اپنے معاملات کو باہمی مشورے سے سرانجام دیتے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں (پ 25 شوریٰ آیت 38)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں اس بات کی وضاحت فرمائی گئی ہے کہ اللہ کے بندے وہ ہیں جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں یعنی شریعت مطہرہ میں جو احکامات الٰہیہ موجود ہیں۔ ان پر عمل کرنے والے ہی اللہ کے بندے ہیں پھر اللہ کے بندوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ اطاعت الٰہی کے ساتھ نماز قائم کرتے ہیں۔ نماز انسان کے لیے دنیا اور آخرت میں ذریعہ نجات ہے اس لیے ہر مسلمان کو نماز پڑھنی چاہیے اللہ کے بندوں کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ وہ آپس میں محبت اور مروت کو قائم رکھتے ہیں اور اس کے لیے اپنے کاموں میں ایک دوسرے سے مشورہ کرتے ہیں پھر اللہ کے بندوں کی ایک اور نمایاں خوبی یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا نہایت ہی

Marfat.com

ضروری ہے۔ لیکن انفاق فی سبیل اللہ کرتے ہوئے اخلاص کو مدنظر رکھنا چاہیے جو چیز اس کی راہ میں دی جائے وہ ہر لحاظ سے بہتر اور اچھی ہو۔

حکایت: ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ایک تنگدست سائل حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یا حضرت! میں بہت غریب اور مسکین ہوں۔ کھانے پینے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اس وقت محتاج ہوں۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سائل کا سوال سن کر اٹھے اور اپنی جوتیاں اٹھا کر اسے دے دیں۔ وہ سائل ان جوتوں کو بغل میں دبا کر چلا گیا۔

اتفاق سے ایک سرائے میں حضرت امیر خسرو اپنے خادموں کے ساتھ ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہ سائل بھی پھرتا پھراتا ادھر جا پہنچا۔ حضرت امیر خسرو نے اپنے خادموں سے کہا کہ یہاں پر شیخ کے قدموں کی بو محسوس ہوتی ہے۔ آپ کے فرمان پر خادموں نے اسی وقت سرائے میں بھاگ دوڑ شروع کر دی اور ان کو صرف اس قدر پتہ چل سکا کہ اس سرائے میں ایک سائل ٹھہرا ہوا ہے جو کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے ہو کر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت امیر خسرو نے اس سائل کو اپنے پاس بلوایا اور اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں کافی دیر تک بیٹھا رہا مگر مجھے ان دو جوتیوں کے سوا وہاں سے اور کچھ نہیں ملا۔ حضرت امیر خسرو نے اس سے کہا کہ تم یہ جوتیاں مجھے دے دو اور اس کے بدلے میں میرا تمام مال و دولت اور سارے خادم لے لو۔ سائل کہنے لگا۔ جناب! معلوم ہوتا ہے کہ آپ تو میرے ساتھ مذاق فرما رہے ہیں۔ حضرت امیر خسرو نے کہا کہ میں مذاق نہیں کر رہا بلکہ تم سے بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ غرضیکہ حضرت امیر خسرو نے اس سے وہ جوتیاں لے لیں اور پھر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ عرض کیا۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ہنس دیئے اور فرمایا

اے خسرو! تم نے یہ جوتیاں بہت ہی سستی خریدی ہیں۔

حکایت: نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک دفعہ مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جا رہے تھے خدام ساتھ تھے' کھانے کا وقت ہو گیا۔ خدام نے دستر خوان بچھایا' سب کھانے کے لیے بیٹھے۔ ایک چرواہا بکریاں چراتا ہوا گزرا۔ اس نے سلام کیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی کھانے سے تواضع کی۔ اس نے کہا میرا روزہ ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس قدر سخت گرمی کے زمانہ میں سخت لو چل رہی ہے اور جنگل میں تو روزہ رکھ رہا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میں اپنے ایام خالیہ کو وصول کر رہا ہوں (یہ قرآن پاک کی ایک آیت شریفہ کی طرف اشارہ تھا جو سورۃ الحاقہ میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ' جنتی لوگوں کو فرمائے گا۔ (كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ) کھاؤ اور پیو مزے کے ساتھ ان اعمال کے بدلہ میں جو تم نے گزرے ہوئے زمانے میں (دنیا میں) کیے ہیں'' اس کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے امتحان کے طور پر اس سے کہا کہ ہم ایک بکری خریدنا چاہتے ہیں' اس کی قیمت بتا دو اور لے لو۔ ہم اسے ذبح کریں گے اور تمہیں بھی گوشت دیں گے جو افطار میں کام دے گا۔ اس نے کہا کہ یہ بکریاں میری نہیں میں تو غلام ہوں۔ یہ میرے سردار کی بکریاں ہیں۔ اس کے بعد اس غلام نے کہا کہ اللہ ہمارے کاموں کو دیکھ رہا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما شہر میں واپس تشریف لائے تو اس غلام کے آقا سے اس غلام اور بکریوں کو خرید کر غلام کو آزاد کر دیا اور وہ بکریاں اسی کو ہبہ کر دیں (درمنثور)

16- سائلوں اور محروموں کو دینا انفاق فی سبیل اللہ ہے

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ سائلوں اور محروموں کو خالی ہاتھ نہ لوٹایا جائے کیوں کہ سائل اپنی حیثیت کو گرا کر کسی کے سامنے مالی مدد کی استدعا کرتا ہے پھر صاحب حیثیت کو چاہیے کہ اسے کچھ نہ کچھ ضرور دے اس کے بارے میں ارشادات باری

Marfat.com

تعالیٰ مندرجہ ذیل ہیں۔

وَفِىۡۤ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ○ (پ26 ذٰریٰت 19)

اوران کے مالوں میں سائلوں اور محروموں کا حق شامل ہے۔

وَالَّذِيۡنَ فِىۡۤ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ مَّعۡلُوۡمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ○

اور جن کے مالوں میں مانگنے والوں کا حق مقرر شدہ ہے جو سائلوں اور حاجت مندوں کے لیے ہوتا ہے۔ (پ29 معارج 24-25)

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ○

اور جو سائل بن کر آئے اسے مت جھڑکیں اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کریں۔ (پ30 الضحیٰ 10-11)

اَبُوۡ بُرۡدَةَ بۡنِ مُوۡسٰى عَنۡ اَبِيۡهِ قَالَ كَانَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَآءَهُ السَّآئِلُ اَوۡ طُلِبَتۡ اِلَيۡهِ حَاجَةٌ قَالَ اشۡفَعُوۡا تُوۡجَرُوۡا وَيَقۡضِىَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَاشَآءَ ۔

حضرت ابو بردہ بن ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جب کوئی سائل آتا یا آپ کے حضور کوئی حاجت پیش کی جاتی تو فرماتے: سفارش کرو تاکہ تمہیں ثواب ملے اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان سے فیصلہ کرواتا ہے جو وہ چاہے۔ (۷)

حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روزہ سے تھیں کہ کوئی سوالی آیا گھر میں تھوڑا سا آٹا تھا آپ نے سائل کو عنایت فرما دیا' خادمہ نے اس سلسلے میں کوئی بات کی' اتنے میں کیا دیکھتی ہیں کہ کسی شخص نے آپ کی خدمت میں بکری کا گوشت اور تازہ روٹیاں بھیج دیں۔ آپ نے خادمہ سے فرمایا یہ تمہاری روٹی سے بہتر ہے۔

Marfat.com

عَنْ اُمِّ بُجَیْدٍ قَالَتْ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الْمِسْکِیْنَ لَیَقِفُ عَلٰی بَابِیْ حَتّٰی اَسْتَحْیِیَ فَلَا اَجِدُ فِیْ بَیْتِیْ مَا اَدْفَعُ فِیْ یَدِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِدْفَعِیْ فِیْ یَدِہٖ وَلَوْ ظِلْفًا مُّحْرَقًاo

حضرت ام بجید رضی اللہ عنہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ فقیر میرے دروازے پر آتا ہے اور میرے پاس اس کو دینے کے لیے کچھ نہیں ہوتا مجھے اس وقت شرم آتی ہے نبی کریم نے فرمایا اس کو کچھ دے دو اگرچہ جلا ہوا کھر ہی کیوں نہ ہو (احمد ابوداؤد)

حکایت: حضرت ام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سخاوت میں بہت مشہور تھیں جس راستے سے ان کا گزر ہوا کرتا تھا وہاں دواندھے اس طرح ان سے سوال کیا کرتے تھے کہ ایک کہتا الٰہی! مجھے اپنے فضل سے رزق عطا فرما! دوسرا کہتا الٰہی مجھے اُم جعفر کے فضل سے روزی عنایت فرما!

ام جعفر رضی اللہ عنہا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سوال کرتا اسے دو درہم دیتیں اور جو ام جعفر کے فضل سے مانگتا اسے ایک بھنی ہوئی مرغی اور اس میں دس درہم رکھ کر بھیج دیا کرتیں! اور وہ نابینا اپنے ساتھی کو بھنی ہوئی مرغی اسی طرح دو درہم میں فروخت کر دیتا!

دس دن بعد حضرت ام جعفر رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تو ابھی ہمارے فضل سے غنی نہیں ہوا' اس نے کہا آپ نے یہ کیوں پوچھا! وہ بولیں ہم نے تجھے آج تک سو درہم بھیجا ہے وہ کہنے لگا ہائے افسوس میں تو وہ مرغی اپنے ساتھی کو دو درہم میں بیچ دیا کرتا تھا' آپ نے فرمایا: پھر سن لو! تم نے ہمارے فضل سے سوال کیا اس نے اللہ تعالیٰ سے اسی کا فضل مانگا تو اللہ تعالیٰ پر توکل کے باعث جو کچھ ہم تجھے دیتے رہے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے وہ بھی اسے دلوادیا۔ (۸)

حکایت: امیر مامون کے عہد کا واقعہ ہے کہ ایک اعرابی ریتلے تھل میں رہا کرتا تھا۔ اس کے نواح کے سب کنوئیں کھاری تھے۔ پانی آسمان پر سے بھی برستا تو زمین کے شور کے سبب کھارا ہو جاتا۔ وہاں کی خلقت نے میٹھے پانی کا مزہ مطلق نہ چکھا تھا قضارا وہاں قحط پڑا۔ ہر کوئی کہیں کا کہیں نکل گیا۔ اس اعرابی نے بھی اس علاقہ سے مسافرت اختیار کی۔ اس خیال سے کہ امیر کے پاس التجا لے کر جائے۔ امیر ان دنوں کوفہ کے قرب و جوار میں لب آب فرات شکار کھیل رہا تھا۔ جب یہ اعرابی اپنے علاقہ کی حدود سے باہر کسی گاؤں کے نزدیک پہنچا تو دیکھا کہ ایک گڑھے میں بارش کا پانی جمع ہے اس نے اس میں سے کچھ پیا تو تعجب کیا کہ دنیا میں ایسا میٹھا پانی بھی ہوتا ہے۔ ہو نہ ہو یہ ضرور بہشت کا پانی ہے جو پروردگار نے میری خاطر جنت سے اتارا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ یہاں سے مشک بھر کر امیر کے پاس لے جاؤں تو وہ خوش ہو کر مجھے انعام دے گا۔ آخر چند روز کے بعد وہ پانی لے کر امیر کی خدمت میں پہنچا۔ امیر نے پوچھا' تو کہاں سے آیا ہے۔ کہا فلاں علاقہ سے اور ایک تحفہ بھی لیتا آیا ہوں جو کسی بادشاہ کو میسر نہ ہوا ہو گا۔ پانی خلد کا خوش ذائقہ ہے۔ امیر نے کہا اچھا دے تا کہ میں پیوں۔ اعرابی نے وہ مشک آگے رکھ دی۔ امیر نے ایک چلو اس میں سے پیا اور باقی کوزوں میں بھروالیا اور فرمایا تیری کیا حاجت ہے۔ بولا اے امیر! قحط نے مجھے بے وطن کر کے دربدر بھٹکایا ہے۔ اب تیرے دامن کا آسرا لیا ہے۔ امیر نے کہا میں تیری حاجت روا کرتا ہوں۔ بشرطیکہ تو یہیں سے پلٹ جائے آگے نہ بڑھے۔ وہ اس بات پر راضی ہوا۔ پھر امیر نے وہ مشک زر سے پر کر دی اور بدرقہ ہمراہ دے کر اسے رخصت کر دیا۔ تب مقربوں نے پوچھا کہ اسے یہیں سے واپس کر دینے میں کیا حکمت تھی۔ فرمایا اگر وہ چند قدم اور بڑھتا اور عرفات کا پانی پیتا تو ایسا تحفہ لانے سے خجالت کھینچتا۔ مجھے حیا آئی کہ کوئی میرے پاس تحفہ لا کر شرمندہ ہو۔

Marfat.com

حکایت: حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمۃ کی زوجہ محترمہ نے آٹا گوندھا اور آگ لینے گئیں، اتنے میں سوالی آیا اور آپ نے وہ آٹا ہی سائل کو دے دیا۔ بیوی نے پوچھا آٹا کہاں گیا! فرمایا سائل آیا تھا اسے دے دیا وہ قدرے خفگی کا اظہار کرنے لگی۔ اچانک اسی وقت دروازہ کھٹکا' باہر گئے تو ایک شخص گوشت اور روٹیاں لیے حاضر تھا! آپ نے وہ کھانا لیا اور بیوی صاحبہ سے کہا دیکھو اللہ تعالیٰ نے کتنی جلدی نیکی کا بدلہ عطا فرمایا۔

17-مومن کیلئے انفاق فی سبیل اللہ ضروری ہے

جو شخص اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لے آتا ہے اس کے لیے یہ بات انتہائی ضروری ہو جاتی ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے کیونکہ ایمان لانے کے بعد اللہ کی راہ خرچ کرنے کا بہت بڑا ہے اور اس اجر کو حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ مومن انفاق فی سبیل اللہ کرے۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ط
فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس مال کو خرچ کرو جس پر اس نے تمہیں نائب بنایا ہے پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور خرچ کیا تو ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔ (پ 27 الحدید آیت 7)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنی ذات اور اپنے رسول پر ایمان لانے اور پھر ہمیشہ اس پر قائم رہنے کی تاکید فرمائی ہے اور اس کے ساتھ یہ بات ضروری قرار دی ہے کہ مومن کو چاہیے کہ وہ اللہ کی راہ میں خیرات کرے اور جو مال اللہ نے بندوں کے ہاتھوں ہاتھ پہنچایا ہے اسے اللہ کی اطاعت گزاری میں خرچ کیا جائے چونکہ انسان کا مال مرنے کے بعد دوسرے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے جیسا کہ ان کے آباؤ اجداد کا مال ان کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء کے ہاتھوں چلا گیا۔ اسی طرح اے لوگو

Marfat.com

تمہارا مال بھی موت کے بعد دوسرے ہاتھوں میں چلا جائے گا۔ پھر اس سے خرچ کرنا ناممکن ہو گا۔ لیکن جس نے مال اکٹھا کر کے اللہ کی راہ میں نہ دیا اور وہ مال ورثاء کے لیے چھوڑ دیا اور اس کے ورثاء نے اس ترکے کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا تو وہی مال انسان کے لیے عتاب کا باعث بن جائے گا اور اللہ کی راہ میں دینے کا صلہ بہت بڑا ہو گا۔ وہ صلہ جنت اور ہمیشہ کی زندگی عطا ہونے کی صورت میں دنیا کی زندگی سے بہت بڑا ہے لہٰذا اہل ایمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کریں اور اس خطرے کو بھول جائیں کہ ان کا مال خرچ کرنے سے کم ہو گا بلکہ اللہ کی راہ میں دینے سے مال ہمیشہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اے لوگو تمہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہنا چاہیے اللہ قبول فرمانے والا ہے وہ قبول فرما کر بہت جلد اس کا صلہ دنیا میں بھی دے گا اور آخرت میں بھی دے گا۔ یہی بات ایک اور انداز میں یوں بیان ہوئی ہے۔

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ (پ ۲۷ الحدید 10)

اور تمہیں کیا ہو گیا ہے یہ کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی کی ہے تم میں سے کوئی بھی ان کے برابر نہیں ہے جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا ان کا درجہ ان لوگوں سے بہت بڑا ہے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا اور ان تمام کے ساتھ اللہ نے اچھا وعدہ کیا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

تنگی اور عسرت میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا درجہ اس سخاوت سے

Marfat.com

بہت افضل ہے جو خوشحالی کی حالت میں کی جاتی ہے اس یے اللہ تعالیٰ نے اس طرف توجہ دلائی کہ فتح مکہ سے پہلے جن مسلمانوں نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا ان کا یہ فعل فتح مکہ کے بعد خرچ کرنے والوں سے بدرجہا افضل ہے۔

مندرجہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے ساتھ جو بات فرائض میں سے عائد ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جو مال اللہ تعالیٰ عطا کرے اسے خرچ کیا جائے تاکہ مال کا لین دین رک نہ جائے کیونکہ انسانی فلاح کے لیے اس کا روکنا اچھا نہیں بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے مطابق خرچ کرنا چاہیے۔

حکایت: حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے ایک باغ پر گزرے ایک حبشی غلام اس باغ کا رکھوالی تھا۔ وہ روٹی کھا رہا تھا اور ایک کتا اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ جب وہ ایک لقمہ بنا کر اپنے منہ میں رکھتا تو ویسا ہی ایک لقمہ بنا کر اس کتے کے سامنے ڈالتا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما اس منظر کو کھڑے دیکھتے رہے۔ جب وہ غلام کھانے سے فارغ ہو چکا تو یہ اس کے پاس تشریف لے گئے اس سے دریافت کیا کہ تم کس کے غلام ہو؟ اس نے کہا کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وارثوں کا غلام ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے تم میں ایک عجیب بات دیکھی۔ اس نے عرض کیا۔ آقا آپ نے کیا دیکھا؟ فرمانے لگے کہ تم جب ایک لقمہ کھاتے تھے ساتھ ہی ایک لقمہ اس کتے کو دیتے تھے۔ اس نے عرض کیا کہ یہ کتا ستائیس سال سے میرا ساتھی ہے اس لیے ضروری ہے کہ میں کھانے میں بھی اس کو اپنا ساتھی رکھوں۔ انہوں نے فرمایا کہ اس کتے کے لیے تو اس سے کم درجہ کی چیز بھی بہت کافی تھی۔ غلام نے عرض کیا مجھے اللہ جل شانہٗ سے اس کی غیرت آتی ہے کہ میں کھاتا رہوں اور ایک جاندار آنکھ مجھے دیکھتی رہے۔ حضرت ابن جعفر رضی اللہ عنہ اس سے بات کر کے واپس تشریف لائے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کے وارثوں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اپنی ایک عرض لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا ارشاد ہے ضرور فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ فلاں باغ میرے ہاتھ بیچ دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ جناب کی خدمت میں وہ ہدیہ ہے اس کو بلا قیمت قبول فرمالیں۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں بغیر قیمت کے لینا نہیں چاہتا۔ قیمت طے ہو کر معاملہ ہو گیا پھر حضرت ابن جعفر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس میں جو غلام کام کرتا ہے اس کو بھی لینا چاہتا ہوں۔ انہوں نے عذر کیا کہ وہ بچپن سے ہمارے ہی پاس پلا ہے اس کی جدائی شاق ہے مگر عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے اصرار پر انہوں نے اس کو بھی ان کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ یہ دونوں چیزیں خرید کر اس باغ میں تشریف لے گئے اور اس غلام سے فرمایا کہ میں نے اس باغ کو اور تم کو خرید لیا ہے۔ غلام نے عرض کیا اللہ تعالیٰ شانہ' آپ کو یہ خریداری مبارک فرمائے اور برکت عطا فرمائے۔ البتہ مجھے اپنے آقاؤں سے جدائی کا رنج ہوا کہ انہوں نے بچپن سے مجھ کو پالا تھا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں تم کو آزاد کرتا ہوں اور یہ باغ تمہاری نذر ہے۔ اس غلام نے عرض کیا کہ پھر آپ گواہ رہیں کہ یہ باغ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وارثوں پر وقف کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی اس بات پر اور بھی تعجب ہوا اور اس کو برکت کی دعائیں دے کر واپس آ گیا۔

18- اللہ تعالیٰ کو قرضۂ حسنہ دینا

اچھے طریقے سے قرض دینے کو قرض حسنہ کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کے لیے یہ بات روا رکھی ہے کہ جو لوگ ان پر خرچ کریں گے وہ اللہ تعالیٰ پر قرض حسنہ کی مثل ہوگا اور اس قرض کو اللہ تعالیٰ بہت جلد واپس لوٹا دے گا۔ غرضیکہ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ترغیب دی ہے کہ میری راہ میں خرچ کرو خواہ مجھے قرض ہی کی صورت میں دو اس کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ

Marfat.com

اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا يُّضٰعِفۡهُ لَكُمۡ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ شَكُوۡرٌ حَلِيۡمٌ ۙ عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَ الشَّهَادَةِ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝

اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے تو وہ تمہارے لیے اس کو دوگنا کر دیگا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ قدر فرمانے والا حلم والا ہے ہر چھپی اور ظاہر چیز کا جاننے والا عزت والا حکمت والا ہے۔ (پ ۲۸ تغابن ۱۷،۱۸)

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کو قرضہ حسنہ دینے کے مترادف ہے خاص کر اللہ کے بندوں یعنی اولیا کرام پر خرچ کرنا اللہ تعالیٰ پر قرض بڑھ جاتا ہے کیوں کہ ایسا قرض اللہ ہی نے اتارنا ہے اس لیے اس کے ولیوں پر خرچ کیا ہوا پیسہ اللہ کئی گنا بڑھا کر واپس کرتا ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اللہ کے بندوں کو تلاش کر کے ان پر خرچ کریں اور ان کے ذریعے سے دیں اللہ بہت جلد راضی ہوگا۔ اللہ کے بندوں کا کھانا پینا چونکہ اللہ کے سپرد ہوتا ہے۔ اس لیے جب کوئی اس کے بندوں کے لیے خرچ کرتا ہے تو وہ اللہ کو بہت پسند آتا ہے ان کی روزی میں بہت اضافہ فرما دیتا ہے۔ یہی وہ قرض ہے جسے اللہ تعالیٰ ہر حال میں دنیا میں واپس لوٹا دیتا ہے اور آخرت میں بھی اس کا اجر بہت زیادہ دے گا۔ لوگ یہ چاہتے تو ہیں کہ اللہ کے بندوں کی خدمت کریں لیکن اللہ والے نہیں ملتے ان کی تلاش جاری رکھنی چاہیے کبھی نہ کبھی ضرور اللہ کا بندہ مل سکتا ہے کیوں کہ تلاش کرنے والا ہی پاتا ہے۔ ان کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرو تو اللہ تعالیٰ تم پر رزق کی کثرت کے دھارے کھول دے گا۔ مگر افسوس کہ لوگ اللہ والوں کو تلاش ہی نہیں کرتے اللہ والے ہمیشہ سخی ہوتے ہیں اور لالچ نہیں کرتے اور اگر انہیں کچھ ان کی ضرورت سے زائد بھی دے دیا جائے تو وہ اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہی کے لیے خرچ کر دیتے ہیں لہٰذا اللہ کو قرض دینے کی بہترین صورت اس کی راہ میں خرچ کرنا ہے یہی بات ایک اور مقام پر یوں بیان ہوئی ہے۔

Marfat.com

مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہُ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً
وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْصُطُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَo (پ2البقرہ:245)

کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ کی صورت میں قرض دے تو اللہ اسے اس کے لیے بڑھا دے جو اضافہ کثیر ہو اور اللہ تنگی اور کشادگی کرنے والا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو قرض دینے سے اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا مراد ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی تو حضرت ابو الدحداح انصاری رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل شانہ ہم سے قرض مانگتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک' وہ عرض کرنے لگے اپنا دست مبارک مجھے پکڑا دیجیے (تا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر ایک عہد کروں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ انہوں نے معاہدے کے طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنا باغ اپنے اللہ کو قرض دے دیا۔ ان کے باغ میں چھ سو درخت کھجوروں کے تھے اور اسی باغ میں ان کے بیوی بچے رہتے تھے۔ یہاں سے اٹھ کر پھر اپنے باغ میں گئے اور اپنی بیوی ام وحداح رضی اللہ عنہا سے آواز دے کر کہا کہ چلو اس باغ سے نکل چلو' یہ باغ میں نے اپنے رب کو دے دیا۔

مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ وَلَہٗ اَجْرٌ کَرِیْمٌo (پ27 الحدید 11)

کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دے پس اللہ اسے اس کے لیے بڑھا دے اور اس کے لیے اجر کریم ہے۔

روایت میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابو الداح حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض مانگتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ہاں وہ بولے اپنا دست مبارک میری طرف کیجیے انہوں نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور گزارش کی کہ میں نے اپنا یہ باغ اللہ تعالیٰ کو قرض میں دیا اس باغ میں کھجور کے 6 سو درخت تھے ان کے بیوی اور بچے اسی باغ میں رہائش پذیر تھے۔ حضرت ابو الدحداح یہ کرنے کے بعد اپنے باغ کی طرف آئے اور باہر کھڑے ہو کر اپنی بیوی کو آواز دی کے اے وحداح کی ماں اس باغ سے اپنے بال بچے کو لے کر نکل آؤ میں نے یہ باغ اللہ کو قرض دے دیا ہے۔ اس نیک عورت نے جب اپنے خاوند کی یہ بات سنی تو پکار اٹھی کہ تو نے بڑا نفع والا سودا کیا ہے۔ اس کے بعد اپنے بال بچے سمیت باغ سے باہر نکل آئیں اور پھر کہیں اور رہائش اختیار کر لی۔ (طبرانی)

قرضِ حسن کے بارے میں ایک اور مقام پر ارشاد ہے کہ

اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ○ (پ27 الحدید 18)

بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور جنہوں نے اللہ کو قرض حسنہ دیا ان کے لیے کئی گنا اضافہ ہے اور ان کے لیے اجر کریم بھی ہے۔

بنی اسرائیل سے جب اللہ نے عہد لیا تو اس میں قرض حسنہ کا ذکر فرمایا

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْبًا وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مَعَكُمْ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ○

Marfat.com

اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے پختہ وعدہ لیا تھا اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار مقرر کیے تھے اور اللہ نے کہا کہ تمہارے ساتھ ہوں بشرطیکہ تم نماز قائم کرتے رہو اور زکوۃ دیتے رہو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اللہ کو قرض حسنہ کی صورت میں قرض دو بے شک اللہ تم سے برائیاں ختم کر دے گا اور تمہیں باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ پس تم میں سے جس نے اس کے بعد کفر کیا تو یقیناً وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔

اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کو قرض سے اس لیے تعبیر کیا گیا کہ جیسے قرض کی ادائیگی اور واپسی ضرور ہوتی ہے اسی طرح اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کا اجر و ثواب اور بدلہ ضرور ملتا ہے۔ اس لیے اس کو قرض سے تعبیر کیا۔

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ط وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَاتَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاقْرَءُوْا مَاتَيَسَّرَ مِنْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ط وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی نصف اور کبھی تہائی رات قیام کرتے ہیں اور آپ کے ساتھیوں میں سے بھی ایک جماعت آپ کے ساتھ قیام کرتی ہے اور اللہ ہی رات اور دن کا اندازہ فرماتا ہے اسے علم ہے کہ تم ہرگز اس پر عمل پیرا نہ رہ سکو

گے تو اس نے تم پر نگاہ شفقت فرمائی پس قرآن میں سے جتنا آسانی سے ہو سکے پڑھ لیا کریں اسے اس بات کا علم ہے کہ کچھ لوگ تم میں سے مریض ہوں گے اور کچھ اللہ کے فضل کی تلاش میں زمین میں سفر کرتے ہوں گے اور کچھ دوسرے لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہوں گے۔ پس قرآن سے جس قدر آسانی سے تم پڑھ سکو تلاوت کر لیا کرو اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو قرض حسنہ کی صورت میں قرض دیتے رہو اور جو نیکی تم اپنی ذات کے لیے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے ہاں پاؤ گے۔ یہی بہتر ہے اور اس کا اجر عظیم ہے اور اللہ کے حضور استغفار کیا کرو بے شک اللہ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ ...... (الآیۃ) ''جو ایک نیکی کرے اس کو دس گنا ثواب ملے گا'' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ یا اللہ میری امت کو ثواب اس سے بھی زیادہ کر دے اس کے بعد یہ آیت (مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ) نازل ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دعا کی یا اللہ! میری مت کا ثواب اور بھی زیادہ کر دے پھر مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ...... (الآیۃ) نازل ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دعا کی یا اللہ! میری امت کا ثاب بڑھا دے۔ اس پر اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ (الزمر: ع۲) نازل ہوئی کہ صبر کرنے والوں کو ان کا ثواب پورا پورا دیا جائے گا جو بے اندازہ اور بے شمار ہوگا۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک فرشتہ ندا کرتا ہے' کون ہے جو آج قرض دے اور کل کو پورا بدلہ لے لے؟ ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ اے آدمی اپنا خزانہ میرے پاس امانت رکھ دے نہ اس میں آگ لگنے کا اندیشہ ہے' نہ غرق ہو جانے کا' نہ چوری کا میں ایسے وقت میں وہ تجھ کو پورے کا پورا واپس کر دوں گا

Marfat.com

جس وقت تجھے اس کی انتہائی ضرورت ہوگی۔ (درمنثور)

حکایت: حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب کوئی شخص آتا تو اس کا حال پوچھتے اور حاجت روائی کرتے۔ شاگردوں میں جو تنگ حال تھے ان کی ضروریات خانگی کی بھی کفالت فرماتے' تاکہ اطمینان کے ساتھ علم کی تحصیل و تکمیل کر سکیں۔ ایک بار آپ رحمۃ اللہ علیہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک مقروض آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آتا دیکھ کر کترا کر دوسری طرف چلنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آواز دی اور کترانے کا سبب دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دس ہزار درہم میرے ذمہ واجب ہیں جواب تک ادا نہ ہو سکے اس سبب سے آنکھ ملاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ یہ سن کر حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سب قرض معاف کر دیا' اور وہ شخص وہاں سے خوش و خرم چلا گیا۔

19- انفاق فی سبیل اللہ فلاح کا راستہ ہے

وہ راستہ جو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے اپنے پیغمبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے مقرر فرمایا ہے اسے فلاح کا راستہ کہا جاتا ہے یعنی یہی اصل صراط مستقیم جس کے مطابق زندگی گزارنے میں انسان دنیا و آخرت میں کامیاب قرار دیا جائے گا۔ جسے فلاح کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے متعین کردہ راستے کو اختیار کر کے اس کے لیے خرچ کرنے ہی میں فلاح ہے۔ اس کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ○

پس اپنی استطاعت کے مطابق اللہ سے ڈرتے رہو اور اللہ کی باتیں سنو اور اطاعت کرو اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو یہی تمہاری ذات کے لیے بہتر ہے اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی لوگ صاحب فلاح ہیں۔ (پ 28 التغابن 16)

Marfat.com

اس ارشاد میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے انسان دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوگا کیوں کہ انفاق فی سبیل اللہ سے انسان میں بہت سی خوبیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ پر ایمان میں استقامت پیدا ہوتی ہے کہ نیک اعمال میں انسان اطاعت کرنے لگتا ہے جب کسی چیز سے اللہ کا حصہ نکال دیا جاتا ہے تو وہاں اللہ کی رحمت اور خیر و برکت کا نزول ہونے لگتا ہے۔ انفاق سے لالچ کی برائی ختم ہونے لگتی ہے انسان کے دل میں ذات باری کی محبت جلوہ گر ہو جاتی ہے رزق حلال کمانے والوں اور اپنی اولاد پر خرچ کرنے والوں اور اللہ کی راہ میں دینے والوں کے لیے آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ رزق حلال پر پلی ہوئی اولاد والدین کی فرمانبردار ہوتی ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ سے اللہ تعالیٰ کئی بلائیں ٹال دیتا ہے سخی لوگوں کا اکثر خاتمہ بالایمان ہوتا ہے سخاوت اندھیری قبر کو روشن کر دیتی ہے سخاوت سے چونکہ نیکیاں اعمال نامے میں زیادہ ہو جاتی ہے اس لیے سخاوت آخرت میں بھی فلاح یعنی کامیابی کا ذریعہ بنے گی۔ اس لحاظ سے انفاق فی سبیل اللہ میں ہر طرح سے فائدہ ہے اور یہی نجات والی راہ ہے۔

حکایت: عبداللہ بن عامر کریز رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خالد بن عقبہ رضی اللہ عنہ اموی سے ان کا مکان اپنی ضرورت سے نوّے ہزار درم میں خریدا جب وہ فروخت ہو گیا اور خالد کے گھر والوں کو اس کی خبر ہوئی تو ان کو رنج اور صدمہ بہت ہوا۔ رات کو کچھ رونے کی آواز ابن عامر رحمۃ اللہ علیہ کے کان میں پڑی۔ اپنے گھر کی مستورات سے پوچھا کہ یہ رونے کی آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ خالد کے گھر والوں کو اپنے مکان کے فروخت ہونے کا صدمہ ہو رہا ہے۔ اسی وقت ابن عامر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے غلام کو ان کے پاس بھیجا اور یہ کہلوایا کہ مکان تمہاری نذر ہے اور قیمت جو میں دے چکا ہوں وہ بھی اب واپس نہ ہوگی۔ یہ مکان میری طرف سے تمہاری نذر ہے۔ (۹)

Marfat.com

حکایت: عبداللہ بن عامر کریز رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی ایک مرتبہ مسجد سے باہر آئے اپنے مکان کی طرف تنہا جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک نوجوان لڑکے کی نظر پڑی۔ وہ ان کے ساتھ ہولیا۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہیں کچھ کہنا ہے۔ اس نے عرض کیا جناب کی صلاح و فلاح کا متمنی ہوں۔ کچھ عرض کرنا نہیں ہے میں نے جناب کو تنہا اس وقت جاتے دیکھا۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ تنہائی سے کوئی تکلیف نہ پہنچے' اس لیے جناب کی حفاظت کے خیال سے ساتھ ہولیا۔ خدا نہ کرے کہ راستہ میں کوئی ناگوار بات پیش آ جائے۔ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ اس نوجوان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر تک ساتھ لے گئے اور وہاں پہنچ کر ایک ہزار دینار (اشرفیاں) اس کو مرحمت فرمائیں کہ اس کو اپنے کام میں لے آنا' تمہارے بڑوں نے تمہیں بہت اچھی تربیت دی ہے (احیاء العلوم)

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

انفاق فی سبیل اللہ سے متعلقہ احادیث

انفاق فی سبیل اللہ کے بارے میں احادیث بھی کثرت سے وارد ہوئی ہیں جن میں مختلف انداز سے اور فیوض و برکات کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تمام ارشادات کا مقصد یہی ہے کہ اللہ کی راہ میں حسب توفیق ضرور گاہے بگاہے دیتے رہنا چاہیے صحاح ستہ کی مستند احادیث جو اللہ کی راہ میں دینے کے بارے میں ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

1- اللہ کی راہ میں دینے کا حکم

ضرورت سے زائد مال ہی اللہ کی راہ میں دینا چاہیے اور اپنے پاس بقدر کفالت مال ضرور رکھا جائے جو شب و روز گزارنے کے لیے صرف ہوگا۔ اس سے ضروریات پوری ہوں گی اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ ہے۔

عَنْ اَبِی اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا ابْنَ اٰدَمَ اَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَیْرٌ لَّکَ وَاِنْ تُمْسِکْہُ شَرٌّ لَّکَ وَلَا تُلَامُ عَلٰی کَفَافٍ وَّابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَالْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی ۝

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضروریات سے زیادہ مال کو خرچ کرنا تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم اس کو خرچ نہ کرو گے تو یہ تمہارے لیے بہتر نہیں ہے اور حد

Marfat.com

اعتدال تک خرچ کرنے میں تمہیں برا نہ کہا جائے گا اور جو تیری کفالت میں ہیں ان سے ابتدا کر اور اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔

(مسلم کتاب الزکوۃ حدیث 2284)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ زائد مال کو جمع کر کے رکھنا نہیں چاہیے اس کا بہتر مصرف یہ ہے کہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جائے اور آئندہ کے لیے اللہ سے اور مانگا جائے اللہ کی راہ میں دیا ہوا مال ایسے وقت میں کام آئے گا جبکہ کوئی دوسری چیز کام نہیں آئیگی چونکہ انسان کا اصل مال تو پھر وہی ہوا جس سے انسان نے آخرت میں نجات کا ذریعہ بنالیا۔

اسی حدیث میں دوسری بات یہ بیان ہوئی ہے کہ ضرورت کے لیے رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں یعنی جتنے مال کی ضرورت ہو جس کے بغیر گزر اوقات مشکل ہو محفوظ رکھ سکتا ہے اور جن لوگوں کی کفالت ذمے ہو ان کی مال سے خبر گیری کرنا بھی ضروری ہے۔

حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ ان کا وظیفہ جو بیت المال میں تھا وہ ان کو ملا۔ وہ اپنی ضروریات خریدنے کے لیے جارہے تھے' ان کی باندی ساتھ تھی جو ان کی ضرورتیں مہیا کر رہی تھی۔ اس کے پاس ضروری چیزوں کے بعد سات اشرفیاں بچ گئیں۔ انہوں نے باندی سے فرمایا کہ ان کے پیسے لے آ تا کہ ان کو تقسیم کر دیں میں نے کہا ان اشرفیوں کو آپ ابھی رہنے دیں کہ اور ضرورتیں پیش آئیں گی۔ مہمان بھی آتے رہتے ہیں۔ فرمایا کہ مجھ سے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہی تھی کہ جو سونا یا چاندی باندھ کر رکھا جائے گا وہ مالک پر آگ کی چنگاری ہے جب تک کہ اس کو اللہ کے راستہ میں خرچ نہ کر دیا جائے (ترغیب)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ ایک سفر میں جا رہے تھے کہ ایک شخص اپنی اونٹنی کو کبھی ادھر کبھی ادھر لے جاتے تھے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس زائد سواری ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں اور جس کے پاس توشہ زائد ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس توشہ نہیں، حتی کہ ہمیں گمان ہونے لگا کہ آدمی کا اپنی ضرورت سے زیادہ میں کوئی حق ہی نہیں۔ (ابوداؤد)

الغرض! انفاق فی سبیل اللہ میں اطاعت الٰہی کا راز ہے۔ اگر اللہ سے دوستی کے طالب ہو تو پھر اللہ کی محبت میں اپنی دولت کو لٹانا سیکھ لو اسے بڑا ہی اچھا دوست پاؤ گے۔

دنیا کی صحیح خوشحالی چار چیزوں میں ہے۔ (1) بہت زیادہ دولت رکھتے ہوئے دل کھول کر سخاوت کرنا (2) ہر دم یادِ الٰہی میں مشغول رہنا۔ (3) لوگوں سے طعنے اور تکلیف ملنے پر انتقام نہ لینا۔ (4) کسب حلال سے کما کر کھانا۔

حضرت ابوالحسن خرقانی کا ارشاد ہے کہ جوانمردی ایک دریا ہے جس میں تین نہریں ہیں۔ (1) سخاوت (2) لوگوں سے بے نیازی (3) خدمت خلق

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دوسروں کے مال کا طمع نہ کرنا سخاوت میں شامل ہے۔

<u>حکایت:</u> بصرہ کے چند قاری حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارا ایک پڑوسی ہے جو بہت کثرت سے روزے رکھنے والا ہے، بہت زیادہ تہجد پڑھنے والا ہے۔ اس کی عبادت کو دیکھ کر ہم میں سے ہر شخص رشک کرتا ہے اور اس کی تمنا کرتا ہے کہ اس کی سی عبادت ہم بھی کیا کریں۔ اس نے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے بھتیجے سے کر دیا ہے لیکن غریب کے پاس جہیز کے لیے کوئی چیز نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان حضرات کو لے کر اپنے گھر تشریف لے گئے اور ایک صندوق کھولا جس میں چھ توڑے (روپیہ یا اشرفی

کی تھیلی توڑا کہلاتی ہے) نکالے اور ان حضرات کے حوالہ کر دیئے کہ اس کو دے دیں۔ یہ لے کر چلنے لگے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا کہ ہم لوگوں نے اس کے ساتھ انصاف کا برتاؤ نہیں کیا یہ مال اس کے حوالہ اگر کر دیا جائے گا تو اس غریب کو بڑی دقت ہوگی وہ اس جہیز کے انتظام کے جھگڑے میں لگ جائے گا۔ جس سے اس کی مشغولی بڑھ جائے گی۔ اس کی عبادت میں حرج ہوگا۔ اس دنیا کم بخت کا ایسا درجہ نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے ایک عبادت گزار مومن کا حرج کیا جائے ہماری اس میں کیا شان گھٹ جائے گی کہ ایک صالح کی خدمت ہم ہی کر دیں۔ لہٰذا اس مال سے شادی کا سارا سامان اس رقم سے مکمل تیار کر کے اس فقیر کے حوالے کر دیا (احیاء العلوم)

2- اللہ کی راہ میں دینے پر رشک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رشک صرف دو باتوں میں جائز ہے ایک تو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے پر رشک کر سکتے ہیں اللہ سے توفیق مانگی جائے کہ اس کے لیے سخاوت کی جائے دوسرا رشک علم کے بارے میں کر سکتے ہیں کیوں کہ جسے اللہ نے حکمت اور علم دیا ہے۔ اس کی طلب آپ بھی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی حکمت اور علم سے نوازے اس کے بارے میں حدیث یہ ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَاحَسَدَ اِلَّافِیْ اثْنَیْنِ رَجَلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَسَلَّطَہٗ فِیْ ھَلَکَتِہٖ فِی الْحَقِ وَرَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ حِکْمَۃً فَھُوَ یَقْضِیْ بِھَاوَیُعَلِّمُھَاہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رشک صرف دو چیزوں میں جائز ہے ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اس کو راہ میں خرچ کرتا ہے اور دوسرا وہ جسے اللہ نے حکمت عطا فرمائی اور وہ اس کے مطابق فیصلے کرتا ہے اور دوسروں

Marfat.com

کو تعلیم دیتا ہے۔ (۱۱)

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کسی کو کم دیا اور کسی کو زیادہ دیا ہے شیطان حسد کے ذریعے سے اللہ کی اس تقسیم پر اعتراض کرتا ہے جو اللہ کو پسند نہیں چونکہ اللہ چاہتا ہے کہ ہر بندے کو جو وہ عطا فرمائے اس پر راضی رہے اور دوسروں کے دیئے ہوئے پر حسد نہ کرے حسد انسان کو لے ڈوبتا ہے۔ حسد سے بعض اوقات بڑے بڑے زاہد، عابد اور سخی بھی گرفت میں آ جاتے ہیں۔ اس لیے حسد سے ہر ممکن بچنا چاہیے۔

حسد کی بجائے رشک کرنا جائز ہے اور رشک یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے یہ خواہش کرے کہ جس طرح کوئی دوسرا نیک عمل کر رہا ہے اسی طرح عمل کرنے کی اسے بھی توفیق ملے مندرجہ بالا حدیث میں اسی بات پر روشنی ڈالی گی ہے کہ اگر کسی کو اللہ نے بے پناہ دولت دے رکھی ہے اور وہ اسے اللہ کے لیے خرچ کر رہا ہے تو تم بھی اللہ سے اس چیز کے طالبگار بن سکتے ہو کہ اللہ تمہیں مال و ولت عطا کرے اور تم بھی اللہ کی راہ میں دینے کی خواہش ظاہر کرو۔ اسی طرح اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا کر رکھا ہو اور وہ دوسروں کو علم سکھاتا ہو تو تم بھی اللہ سے یہ خواہش کر سکتے ہو کہ اللہ تمہیں بھی علم عطا فرمائے تو تم بھی دوسروں کو اس کی تعلیم دو۔

اے رشک کرنے والے بدفہم نہ ہو بلکہ خوش فہمی پیدا کر اللہ سے نیکی کی توفیق مانگ اللہ تجھے نیکی کی توفیق عطا فرما دے گا۔ کسی کا قول ہے کہ جب تجھ میں حسد پیدا ہونے لگے تو تو اسے رشک میں تبدیل کر لے اللہ کی راہ میں دینے والوں کی طرح ہو جا اسی میں تیری بہتری ہو گی۔

کہا جاتا ہے کہ حسد ظلم ہے جو کسی چیز کو باقی نہیں چھوڑتا مگر رشک اللہ کی توفیق ہے جس سے ہر چیز قائم ہو جاتی ہے۔

اہل بصیرت کا قول ہے کہ حاسدوں کو دوست نہ بناؤ کیونکہ ان کی دوستی تمہاری نیکیوں کو بھی برباد کر دے گی۔ اس کے برعکس اہل رشک سے تعلق رکھنے سے رشک ہی پیدا

Marfat.com

کرے گا جو تیری نیکیوں کو قائم کر دے گا۔ حاسد اس شخص پر غصے کا اظہار کرتا ہے جس پر اللہ کی عنایت ہوتی ہے رشک عاجزی اختیار کر کے اللہ کی عنایت طلب کرتا ہے۔ جس سے اللہ کی مہربانیاں عطا ہونے کی امید ہوتی ہے۔

ایک دانشمند کا قول ہے کہ جب کوئی حسد کے غلبے میں مغلوب ہو جاتا ہے تو اس کا برا حال ہوتا ہے اور جس میں رشک کی خوبی پیدا ہو جائے اسے اللہ کی طرف سے انعام ملتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ حاسد جب کسی پر اللہ کی نعمت دیکھتا ہے تو وہ پریشان ہوتا ہے اور اس شخص سے کوئی لغزش دیکھتا ہے تو خوش ہوتا ہے جب کہ رشک کرنے والا اللہ کی عطا دیکھ کر اللہ کی تعریف کرتا ہے اور گناہ سے کنارہ کشی کرتا ہے۔

حکایت: ایک بادشاہ کا وزیر بڑا نیک سیرت تھا اور بادشاہ کا انتہائی وفادار اور خیر خواہ تھا۔ وہ ہر کام میں پہلے رضائے الٰہی کو مدنظر رکھتا تھا اور پھر بادشاہ کے حکم کی تعمیل کو ہر چیز پر مقدم رکھتا تھا۔ بادشاہ اس کی خوبیوں کا دل سے قدردان تھا اور یہ بات وزیر کے دشمنوں کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکتی تھی۔ وہ ہمیشہ ایسے موقع کی تاک میں رہتے تھے کہ نیک سیرت وزیر کو بادشاہ کی نظروں سے گرا سکیں۔ ایک دفعہ ان حاسدوں کو یہ خبر ملی کہ وزیر نے کئی لوگوں کو اس شرط پر روپے قرض دے رکھے ہیں کہ جب بادشاہ مر جائے گا تو یہ قرض ان سے وصول کر لیا جائے گا۔

ایک حاسد' بادشاہ کے پاس گیا اور کہا کہ جہاں پناہ یہ وزیر آپ کا خیر خواہ نہیں ہے اس نے لوگوں کو اس شرط پر قرض دے رکھا ہے کہ آپ کے وفات پانے پر ان سے واپس لیا جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ کی موت کا خواہاں ہے۔ تاکہ آپ کے بعد لوگوں سے روپیہ واپس لے کر مزے اڑائے۔ بادشاہ نے وزیر کو طلب کیا اور پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ وزیر نے دست بستہ عرض کی کہ عالم پناہ یہ سچ ہے کہ میں نے اس شرط پر لوگوں کو روپے دیئے ہوئے ہیں۔ لیکن میں نے یہ بات

Marfat.com

خیر خواہی سے کی ہے بدخواہی سے نہیں۔ میری غرض تو یہ ہے کہ بیچارے مقروض ہمیشہ آپ کی زندگی اور سلامتی کے لیے دعا کرتے رہیں تاکہ انہیں قرض واپس کرنے کی نوبت نہ آئے۔ (حکایات سعدی)

3-اللہ سے ڈرتے ہوئے اللہ کی راہ میں خرچ کرو

خوف الٰہی درحقیقت ایک کیفیت ہے جو انسان کے دل میں عظمت کے باعث طاری ہوتی ہے جس کی بنا پر انسان اللہ سے ڈرتا ہے اور یہی اللہ سے ڈرنا نیک اعمال میں اخلاص کی بنیاد ہے جو ہر دم ڈرتے ہیں وہی اللہ کے خاص بندے بنتے ہیں لہٰذا جن لوگوں کے دلوں میں ہر وقت خوف الٰہی رہتا ہو وہ اللہ سے ڈرتے ہوئے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور ایسی سخاوت کو اللہ تعالیٰ قبول فرمالیتا ہے اس کے بارے میں حدیث یہ ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ اشْتَکٰی سَلْمَانُ فَعَادَهٗ سَعْدٌ فَرَاٰهُ یَبْکِیْ فَقَالَ لَهٗ سَعْدٌ مَا یُبْکِیْكَ یَا اَخِیْ اَلَیْسَ قَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَیْسَ اَلَیْسَ قَالَ سَلْمَانُ مَا اَبْکِیْ وَاحِدَةٌ مِّنَ اثْنَتَیْنِ مَا اَبْکِیْ ضَنًّا لِلدُّنْیَا وَلَا کَرَاهِیَةً لِلْاٰخِرَةِ وَلٰکِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَیَّ عَهْدًا فَمَا اَرَانِیْ اِلَّا قَدْ تَعَدَّیْتُ قَالَ وَمَا عَهِدَ اِلَیْكَ قَالَ عَهِدَ اِلَیَّ اَنَّهٗ یَکْفِیْ اَحَدُکُمْ مِثْلُ زَادِ الرَّکْبِ وَلَا اَرَانِیْ اِلَّا قَدْ تَعَدَّیْتُ وَاَمَّا اَنْتَ یَا سَعْدُ فَاتَّقِ اللّٰهَ عِنْدَ حُکْمِكَ وَعِنْدَ قَسْمِكَ اِذَا قَسَمْتَ وَعِنْدَ هَمِّكَ اِذَا هَمَمْتَ قَالَ ثَابِتٌ فَبَلَغَنِیْ اَنَّهٗ مَا تَرَكَ اِلَّا بِضْعَةً وَّ عِشْرِیْنَ دِرْهَمًا مِنْ نَّفَقَةٍ کَانَتْ عِنْدَهٗ ٥

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلمان بیمار ہو گئے تو حضرت سعد بن ابی وقاص ان کی عیادت کو آئے تو انہیں روتا ہوا

Marfat.com

پایا سعد بولے اے میرے بھائی! آپ کیوں روتے ہیں کیا آپ کو حضور کی صحبت خاص نہیں ہوئی کیا آپ کو فلاں فلاں نعمت حاصل نہیں ہوئی مسلمان نے جواب دیا میں ان میں سے کسی بات پر نہیں روتا نہ میں دنیا چھوڑنے کی وجہ سے رو رہا ہوں اور نہ آخرت کو برا سمجھتے ہوئے رو رہا ہوں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ دنیا میں صرف اتنا مال لینا جتنا دنیا میں ایک سوار کے لیے ضروری ہے اور میرا خیال ہے کہ میں نے اس سے تجاوز کیا ہے اور اے سعد جب تم فیصلہ کیا کرو تو اللہ سے ڈرا کرو جب مال تقسیم کرو یا کسی کام کا ارادہ کرو تو اللہ سے ڈرو۔ ثابت کہتے ہیں سلمان کی جب وفات ہوئی تو ان کے پاس تقریباً بیس درہم نکلے جو انہوں نے اپنے خرچ کے لیے رکھ چھوڑے تھے۔ (سنن ابن ماجہ)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب اللہ کی راہ میں دیا جائے تو اس وقت دل میں خوف خدا ہونا چاہیے کہ اے اللہ جس طرح تو نے مجھے اطاعت کا حکم دیا ہے اس طرح تیری عطا کردہ توفیق کے بغیر مجھ سے اطاعت نہیں ہو سکی۔ یہی خوف درحقیقت خوف خدا ہوتا ہے جس سے اعمال میں اخلاص پیدا ہوتا ہے لہٰذا اللہ کی راہ میں دیتے ہوئے دل میں غرور و تکبر کی بجائے خشیت الٰہی اور خوف خدا ہونا چاہیے اس سے اللہ کی راہ میں دیا ہوا مال فوراً بارگاہ رب العزت میں قبول ہو گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہارے تمام نیک اعمال میں پانچ عملوں کو سب سے اعلیٰ و افضل پایا مصیبت میں صبر کرنا' باوجود قدرت کے مجرم کی خطا کو معاف کر دینا' مال و دولت پا کر تواضع کرنا' تنگ دستی میں سخاوت کرنا' بغیر کسی قسم کا احسان جتائے سلوک کرنا۔

خشیت الٰہی اور اللہ سے ڈرتے ہوئے سخاوت کرنے میں اخلاص ہوتا ہے۔

Marfat.com

اپنے دلوں میں خوف الٰہی پیدا کرنے والے ہر قسم کی برائی سے بچ جاتے ہیں اور انفاق فی سبیل اللہ کی نیکی میں لوگوں سے بڑھ جاتے ہیں۔

ایک بزرگ کا قول ہے کہ اللہ سے ڈرتے ہوئے اللہ کی راہ میں دینے سے انسان میں خودداری پیدا ہوتی ہے۔

حکایت: زہر الریاض میں حضرت نسفی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں کہ ہارون الرشید کے زمانہ میں ڈاکوؤں کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔ لوگوں نے ان کے ساتھ ایک ایسے شخص کو بھی پکڑ کر قید کرا دیا جو ڈاکو نہیں تھا۔ اب ڈاکوؤں کے ساتھی آتے رہے اور سفارش و ضمانت سے رہائی دلواتے رہے یہاں تک کہ وہ بے چارہ اکیلا قید خانہ میں پڑا رہا کیونکہ اس کا کوئی حمایتی اور سفارشی نہیں تھا! وہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی، صابر و شاکر دن بسر کرتا رہا، ایک دن جیل کے چوکیدار کو اس نے ایک رقعہ دیا اور کہا اسے مکان کی چھت پر رکھ دو اس نے اسے مکان پر رکھ دیا، ادھر ہارون الرشید نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے قید خانے میں ایک غریب لیکن بے گناہ قیدی ہے۔ جس کا کوئی حمایتی اور سفارشی نہیں جب کہ ہر ایک کے ساتھی نے اپنا اپنا ساتھی رہا کرا لیا ہے۔ اب میں اس کی سفارش کرتا ہوں! جب ہارون الرشید بیدار ہوا تو اس نے اس کے پاس دس جوڑے کپڑے، دس گھوڑے اور دس ہزار درہم بھیج دیئے اور پھر پورے شہر میں اعلان کرایا یہ اس شخص کی جزا ہے جس نے مخلوق کی بجائے خالق پر توکل اور بھروسہ کیا!! (۱۲)

حکایت: حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اپنی حاجت پیش کر کے کچھ مدد چاہی اور سوال کیا۔ آپ نے فرمایا تیرے سوال کی وجہ سے جو مجھ پر حق قائم ہو گیا ہے وہ میری نگاہ میں بہت اونچا ہے اور تیری جو مدد مجھے کرنا چاہیے وہ میرے نزدیک بہت زیادہ مقدار ہے اور میری مالی حالت اس مقدار کے پیش کرنے سے عاجز ہے جو تیری شان کے مناسب ہو اور اللہ کے راستہ میں تو

Marfat.com

آدمی جتنا بھی زیادہ سے زیادہ خرچ کرے وہ کم ہی ہے لیکن میں کیا کروں، میرے پاس اتنی مقدار نہیں ہے جو تیرے سوال کے شکر کے مناسب ہو، اگر تو اس کے لیے تیار ہے کہ جو میرے پاس موجود ہے اس کو تو خوشی سے قبول کر لے اور مجھے اس پر مجبور نہ کرے کہ میں اس مقدار کو کہیں سے حاصل کروں جو تیرے مرتبہ کے مناسب ہو اور تیرا جو حق مجھ پر واجب ہو گیا ہے اس کو پورا کر سکے تو میں بخوشی حاضر ہوں۔ اس سائل نے کہا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے! میں جو کچھ آپ دیں گے اسی کو قبول کرلوں گا اور اس پر شکر گزار ہوں گا اور اس سے زیادہ نہ کرنے میں آپ کو معذور سمجھوں گا۔ اس پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے خزانچی سے فرمایا کہ ان تین لاکھ درہموں میں سے جو تمہارے پاس رکھوائے تھے جو بچے ہوں، لے آؤ۔ وہ پچاس ہزار درہم لائے کہ اس کے علاوہ سب خرچ کر چکے تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پانچ سو دینار (اشرفیاں) اور بھی تو کہیں تھے۔ خزانچی نے عرض کیا کہ وہ بھی موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ بھی لے آؤ۔ جب یہ سب کچھ آ گیا تو اس سائل سے کہا کہ کوئی مزدور لے آؤ جو ان کو تمہارے گھر پہنچا دے۔ وہ دو مزدور لے کر آیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے وہ سب کچھ ان کے حوالے کر دیا اور اپنے بدن مبارک سے چادر اتار کر مرحمت فرمائی کہ ان مزدوروں کی مزدوری بھی تمہارے گھر تک پہنچانے کی میرے ہی ذمہ ہے لہٰذا یہ چادر فروخت کر کے ان کی مزدوری میں دے دینا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے غلاموں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس تو اب کھانے کے لیے ایک درم بھی باقی نہیں رہا، آپ نے سب کا سب ہی دے دیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ شانہ کی ذات سے اس کی قوی امید ہے کہ وہ اپنے فضل سے مجھے اس کا بہت ثواب دے گا۔ سب کچھ دے دینے کے بعد جب کہ اپنے پاس کچھ بھی نہ رہا اور مقدار بھی اتنی زیادہ تھی پھر اس کا قلق اور اس کی ندامت تھی کہ سائل کا حق ادا نہ ہو سکا۔

Marfat.com

4-راہ خدا میں بطور شکر خیرات کرنا

اللہ کے نیک اور صالح بندوں پر جب کوئی بارگاہ رب العزت کی طرف سے کوئی مہربانی ہوتی ہے تو وہ شکرانے کے طور پر اس کی راہ یمں سخاوت کرتے ہیں بعض لوگوں کی جب سچی توبہ قبول ہو جاتی ہے تو وہ بھی شکرانے کے طور پر راہ خدا میں کچھ نہ کچھ مال خیرات کر دیتے ہیں ایسا کرنا عین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ہے کیوں کہ اس سے انفاق فی سبیل اللہ بڑھتا ہے اس کے بارے میں حدیث یہ ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بِنِ كَعْبٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٌ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِیْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِیْ صَدَقَةً اِلَی اللّٰهِ وَاِلٰی رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ اَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَاِنِّی اُمْسِكُ سَهْمِیَ الَّذِیْ بِخَيْبَرَ ٥

حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد محترم حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو بارگاہ رسالت میں یہ عرض کرتے ہوئے سنا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میری طرف جانب سے توبہ قبول ہونے کا شکر یہ یہ ہے کہ راہ خدا میں اور اس کے رسول کی راہ میں اپنے سارے مال کو خیرات کر کے اس سے جدا ہو جاؤں آپ نے ارشاد فرمایا کچھ مال اپنے پاس روک لو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ عرض گزار ہوئے تو خیبر کی زمین والا حصہ رکھ لیتا ہوں۔ (۱۳)

اس حدیث سے ہمیں یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں جب کسی کی توبہ قبول ہوتو سے شکرانے کے طور پر کچھ مال خیرات کرنا چاہیے یا اللہ کی طرف سے انسان کا کوئی کام ہو جائے تو اس کے لیے بھی شکرانے کے طور پر صدقہ اور خیرات

Marfat.com

دینا انتہائی بہتر ہے۔ شکر بہت ہی اچھا عمل ہے لہٰذا ہر حال میں اللہ کا شکر کرتے رہنا چاہیے اور خاص کر جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی گوناگوں نعمتوں سے نوازا ہو تو اس کی ہر نعمت کا شکر کرنا چاہیے۔ اللہ اپنے بندوں پر بڑے بڑے احسان کرتا ہے اس نے انسان کو بے پناہ نعمتیں دے رکھی ہیں ان نعمتوں میں بہت بڑی نعمت مال کی کشادگی ہے جس شخص کے مالی حالات بہت اچھے ہوں انہیں اللہ کی اطاعت اور عبادت میں مصروف رہنا چاہیے کیوں کہ اس کی اطاعت بھی شکر ہی ہے خاص کر اللہ کے نیک بندے بڑے ہی شاکر ہوتے ہیں وہ جس حال میں بھی ہوں۔ وہ اللہ کا شکر ادا کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں بہت مقامات پر اس بات کا احساس دلایا ہے کہ میرا شکر ادا کرتے رہو ایسے ہی جس شخص کے اللہ تعالیٰ نے رزق میں اضافہ کیا ہو اسے اللہ کا انتہائی شکر گزار ہونا چاہیے کہ اللہ نے اسے لینے والوں کی بجائے دینے والا بنایا ہے لہٰذا اے بندے اس کی نعمتوں کی پہنچان کر اور حق شکر گزاری ادا کر اللہ تعالیٰ کی نعمت پہنچان کہ اسکا احسان مند ہو ہر وقت شکر بجا لا اور اپنے نفس کو خود پسندی کے گڑھے میں گرنے سے بچالے جب تمام اعمال اللہ تعالیٰ کی توفیق اور عنایت ہی سے سرانجام پاتے ہیں تو پھر انسان کو نازاں نہیں ہونا چاہیے اپنے کسب معاش کو محنت سے سرانجام دینا چاہیے اللہ تعالیٰ تیرے اسباب پیدا کرے گا۔ بشرطیکہ اللہ کی راہ میں خرچ کر کے اس کے شکر کا اظہار کرتا رہ۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے میری توبہ قبول فرمائی تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی قوم کا وہ گھر چھوڑنا چاہتا ہوں جس میں مجھ سے غزوہ تبوک سے پیچھے رہنے کی کوتاہی ہوئی تھی اور میں اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صدقہ کرنا چاہتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابولبابہ! تہائی مال کا صدقہ تمہارے لیے کافی ہے۔ چنانچہ میں نے تہائی مال صدقہ کر

Marfat.com

دیا۔ (۱۴)

5- اللہ کی راہ میں دینا ہی اصل بچت ہے

یہ کہنا بظاہر بڑا عجب ہے کہ جو کچھ اللہ کی راہ میں دے دیا وہ اصل بچت ہے اور جو موجود رہا وہ ختم ہو گیا یعنی اس کی بچت نہ ہوئی اس پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ جس چیز کو ہم اللہ کی راہ میں دے دیتے ہیں اس کا ثواب اللہ کے ہاں قائم دائم ہو جاتا ہے اور جس چیز کو بچا کر ہم اپنے لیے رکھ دیتے ہیں یا استعمال میں لاتے ہیں تو اس کا ثواب اللہ کے ہاں کچھ نہیں ہوتا لہٰذا حقیقت میں بچت اسی چیز کی ہوئی جو اللہ کی راہ میں دے دی۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهُمْ ذَبَحُوْا شَاةً فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا بَقِیَ مِنْهَا قَالَتْ مَا بَقِیَ مِنْهَا اِلَّا كَتِفُهَا قَالَ بَقِیَ كُلُّهَا غَیْرَ كَتِفِهَا ○

حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے ایک بکری ذبح کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے معلوم کیا کہ اس میں سے کیا بچا تو انہوں نے فرمایا صرف شانہ باقی بچ گیا ہے تب سرکار نے فرمایا سوائے شانے کے سب کچھ بچا ہے۔ (ترمذی)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جو اللہ کے لیے خرچ کر دیا گیا وہ حقیقت میں باقی ہے کہ اس کا دائمی ثواب باقی ہے اور جو رہ گیا وہ فانی ہے۔ نہ معلوم باقی رہنے والی چیز خرچ ہو یا نہ ہو چونکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ تمہارے پاس دنیا میں ہے وہ ایک دن ختم ہو جائے گا۔ اور جو کچھ اللہ جل شانہ کے پاس ہے وہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مال کو اللہ کے راستہ میں بڑی کثرت سے خرچ کیا کرتے تھے۔ ان کی والدہ اور بھائیوں نے حضرت عبداللہ بن

Marfat.com

مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے شکایت کی کہ یہ سب کچھ خرچ کرنا چاہتے ہیں، ہمیں ڈر ہے کہ یہ چند روز میں فقیر ہو جائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ ہی بتائیں کہ اگر کوئی مدینہ طیبہ کا رہنے والا رُستاق میں جو ملک فارس کا ایک شہر ہے۔ زمین خرید لے اور وہاں منتقل ہونا چاہے، وہ مدینہ طیبہ میں اپنی کوئی چیز چھوڑے گا؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں کہنے لگے بس یہی بات ہے۔ لوگوں کو ان کے جواب سے یہ خیال ہو گیا کہ وہ دوسری جگہ انتقال آبادی کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ (تنبیہ الغافلین)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہما سے زیادہ سخی کوئی عورت نہیں دیکھی۔ البتہ ان دونوں کی سخاوت کا طریقہ الگ الگ تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھوڑی تھوڑی چیز جمع کرتی رہتیں۔ جب کافی چیزیں جمع ہو جاتیں تو پھر ان کو تقسیم فرما دیتیں اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا تو اگلے دن کے لیے کوئی چیز نہ رکھتیں یعنی جو کچھ تھوڑا بہت آتا اسی دن تقسیم کر دیتیں۔ (الادب المفرد)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ لوگوں سے تکلیفوں کو دور کر کے خود اٹھانا حقیقی سخاوت ہے۔ ایک صوفی کا کہنا ہے کہ جو مال اللہ کی راہ میں دے دیا وہ آخرت کے لیے بچ گیا جو دنیا میں استعمال کر لیا وہ چلا گیا۔

دنیا کی بچت دنیا میں رہ جائے گی اور سخاوت کی بچت آخرت میں کام آئے گی۔

حضرت اسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک جوان عورت ملی اور اس نے کہا اے امیر المؤمنین! میرا خاوند فوت ہو گیا ہے اور اس نے اپنے پیچھے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں، اور وہ اللہ کی قسم! (فقر وفاقہ کی وجہ) سے پائے بھی نہیں پکا

سکتے (ملک عرب میں پائے مفت ملتے تھے بکا نہیں کرتے تھے) نہ ان کے پاس کوئی کھیتی ہے اور نہ کوئی دودھ کا جانور اور مجھے ڈر ہے کہ قحط سالی سے کہیں وہ مر نہ جائیں اور میں حضرت خفاف بن ایماء غفاری رضی اللہ عنہما کی بیٹی ہوں۔ میرے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں شریک ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس عورت کے پاس کھڑے (باتیں سنتے) رہے اور آگے نہیں گئے۔ پھر فرمایا خوش آمدید ہو قریبی رشتہ داری نکل آئی (یعنی تمہارے قبیلہ غفار کا ہمارے قبیلہ قریش سے قریبی رشتہ ہے یا تم ایک مشہور صحابی کے خاندان میں سے ہو) پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے گھر واپس گئے' ان کے گھر میں ایک خوب بوجھ اٹھانے والا اونٹ بندھا ہوا تھا دو بورے غلہ سے بھر کر اس پر رکھ دیئے اور ان دونوں بوروں کے درمیان خرچے کے پیسے اور کپڑے رکھ دیئے اور پھر اس اونٹ کی نکیل اس عورت کو پکڑا کر کہا یہ اونٹ لے جاؤ۔ انشاء اللہ ان چیزوں کے ختم ہونے سے پہلے ہی اللہ تمہارے لیے بہتر انتظام فرما دے گا۔ ایک آدمی نے کہا اے امیر المومنین! آپ نے اس عورت کو بہت زیادہ دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس عورت کا باپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں شریک ہوا تھا اور اللہ کی قسم! میں نے اس عورت کے باپ اور بھائی کو دیکھا ہے کہ ایک عرصہ تک انہوں نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیے رکھا۔ پھر انہوں نے اس قلعہ کو فتح کر لیا اور ہم اس میں سے اپنے حصے خوب وصول کر رہے ہیں (چونکہ یہ بات زیادہ دینی فضائل والے خاندان کی عورت ہے اس وجہ سے میں نے اسے زیادہ دیا ہے) (بیہقی)

6- مالداروں کو سخاوت کرنے کا حکم

مالداروں کے لیے حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو انہیں مال عطا کر رکھا ہے وہ اسے دائیں بائیں آگے پیچھے خرچ کرتے رہیں اس طرح ان کی نیکیاں بڑھتی جائیں گی ورنہ قیامت کے روز اللہ کی راہ میں نہ دینے کی وجہ سے کم نیکیوں والے شمار ہوں

Marfat.com

گے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ خَرَجْتُ لَیْلَۃً مِّنَ اللَّیَالِیْ فَاِذَارَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْشِیْ وَحْدَہٗ وَلَیْسَ مَعَہٗ اِنْسَانٌ قَالَ فَظَنَنْتُ اِنَّہٗ یَکْرَہُ اَنْ یَّمْشِیَ مَعَہٗ اَحَدٌ قَالَ فَجَعَلْتُ اَمْشِیْ فِیْ ظِلِّ الْقَمَرِ فَالْتَفَتَ فَرَاٰنِیْ فَقَالَ مَنْ ھٰذَا قُلْتُ اَبُوْذَرٍ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاءَ کَ قَالَ یَااَبَاذَرٍّ تَعَالَہٗ قَالَ فَمَشَیْتُ مَعَہٗ سَاعَۃً فَقَالَ اِنَّ الْمُکْثِرِیْنَ ھُمُ الْمُقِلُّوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِلَّا مَنْ اَعْطَاہُ اللّٰہُ خَیْرٌ افَتَفَحَ فِیْہِ یَمِنَہٗ وَ شِمَالَہٗ وَبَیْنَ یَدَیْہِ وَوَرَآءَہٗ وَعَمِلَ فِیْہِ خَیْرًا قَالَ فَمَشَیْتُ مَعَہٗ سَاعَۃً فَقَالَ لِیْ اَجْلِسْ ھٰھُنَا قَالَ فَاَجْلَسَنِیْ فِیْ قَاعٍ حَوْلَہٗ حِجَارَۃٌ فَقَالَ لِیْ اَجْلَسْ ھٰھُنَا حَتّٰی اَرْجِعَ اِلَیْکَ قَالَ فَانْطَلَقَ فِی الْحَرِۃِ حَتّٰی لَا اَرَاہُ فَلَبِثَ عَنِّیْ فَاَطَالَ اللُّبْثَ، ثُمَّ اِنِّیْ سَمِعْتُہٗ وَھُوَ مُقْبِلٌ وَھُوَ یَقُوْلُ وَ اِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰی قَالَ فَلَمَّا جَآءَ لَمْ اَصْبِرْ حَتّٰی قُلْتُ یَانَبِیَّ اللّٰہِ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَآءَ کَ مَنْ تُکَلِّمُ فِیْ جَانِبِ الْحَرَّۃِ مَاسَمِعْتُ اَحَدًایَرْجِعُ اِلَیْکَ شَیْاءً قَالَ ذٰلِکَ جِبْرَیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَرَضَ لِیْ فِیْ جَانِبِ الْحَرَّۃَ قَالَ بَشِّرْ اُمَّتِکَ اَنَّہٗ مَنْ مَّاتَ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْأً دَخَلَ الْجَنَّۃَ قُلْتُ یَاجِبْرِیْلُ وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰی قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ وَاِنْ سَرَقَ وَاِن زَنٰی قَالَ نَعَمْ وِ اِنْ شَرِبَ الْخَمْرَہ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ رات کے وقت میں باہر نکلا تو دیکھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تنہا جا رہے تھے اور آپ کے ساتھ کوئی آدمی نہیں تھا میں نے سوچا کہ شاید آپ کو ناپسند ہو کہ کوئی آپ کے ساتھ چلے بس میں چاندنی میں آپ کے پیچھے چلتا رہا کہ آپ نے

پیچھے مڑ کر مجھے دیکھ لیا اور فرمایا کون ہے؟ عرض گزار ہوا کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے۔ میں ابوذر ہوں۔ فرمایا کہ اے ابوذر آ جاؤ۔ ان کا بیان ہے کہ میں آپ کے ساتھ ایک ساعت چلتا رہا تو آپ نے فرمایا کہ زیادہ مال والے قیامت کے روز کم نیکیوں والے ہوں گے سوائے اس کے جس کو اللہ تعالیٰ مال عطا فرمائے اور وہ اسے دائیں بائیں اور آگے پیچھے خرچ کرے اور اس کے ذریعے نیکی کمائے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر میں گھڑی بھر آپ کے ساتھ چلتا رہا پھر فرمایا کہ یہاں بیٹھ جاؤ۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسی جگہ پر بٹھا دیا جس کے چاروں طرف پتھر تھے اور فرمایا کہ جب تک میں واپس نہ آؤں تم یہیں بیٹھے رہنا۔ پس آپ پتھریلی زمین کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ مجھ سے اوجھل ہو گئے چنانچہ آپ نے کافی دیر لگائی اور پھر میں نے سنا کہ آپ تشریف لاتے ہوئے فرما رہے تھے۔ ''اگرچہ اس نے چوری کی یا زنا کیا''۔ جب آپ تشریف لے آئے تو میں صبر نہ کر سکا اور عرض گزار ہوا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے۔ پتھریلی زمین میں آپ کس کے ساتھ کلام فرما رہے تھے جب کہ میں نے تو کسی کو آپ سے گفتگو کرتے ہوئے نہیں سنا؟ فرمایا کہ وہ جبریل علیہ سلام تھے جو پتھریلی زمین میں میرے پاس آئے اور کہا کہ اپنی امت کو بشارت دینا کہ جو اس حالت میں مرے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو۔ وہ جنت میں داخل ہوا میں نے کہا: اے جبریل! خواہ اس نے چوری کی یا زنا کیا؟ کہا ہاں اگرچہ وہ شراب پیتا ہو۔ (۱۵)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیْلٌ لِلْاَغْنِیَاءِ مِنَ الْفُقَرَاءِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ظَلَمُوْنَا حُقُوْقَنَا

Marfat.com

الَّتِیْ فَرَضْتُ عَلَیْهِمْ بِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَعِزَّتِیْ وَ جَلَالِیْ لَاُبَعِّدَنَّهُمْ وَلَاُقَرِّبَنَّکُمْ وَتَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْنَ فِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ٥

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان مالداروں کے لیے ہلاکت ہے قیامت کے دن فقراء جن کے درپے ہوں گے۔ فقراء کہیں گے کہ اے ہمارے رب! انہوں نے ہمارے حقوق کے بارے میں زیادتی کی وہ حقوق کہ جن کو تو نے ان پر فرض فرمایا تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم میں ان مالداروں کو دور کر دوں گا اور تمہیں اپنے قریب کر دوں گا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی وہ لوگ کہ جن کے مالوں میں محروم اور سائل کے لیے حق معلوم ہے۔

حضرت بشیر اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب مہاجرین مدینہ منورہ آئے تو ان کو یہاں کا پانی موافق نہ آیا۔ بنو غفار کے ایک آدمی کا کنواں تھا جس کا نام رومہ تھا وہ اس کنویں کے پانی کی ایک مشک ایک مد (تقریباً ۱۴ چھٹانک) میں بیچتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنویں والے سے فرمایا تم میرے ہاتھ یہ کنواں بیچ دو تمہیں اس کے بدلے میں جنت میں ایک چشمہ ملے گا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے اور میرے اہل و عیال کے لیے اس کے علاوہ اور کوئی آمدنی کا ذریعہ نہیں ہے اس لیے میں نہیں دے سکتا۔ اس بات کی خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے وہ کنواں پینتیس ہزار درہم میں خرید لیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جیسے آپ نے اس سے جنت کے چشمے کا وعدہ فرمایا تو کیا اگر میں اس کنویں کو خرید لوں تو مجھے بھی جنت میں وہ چشمہ ملے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں بالکل ملے گا۔ حضرت عثمان رضی

Marfat.com

اللہ عنہ نے فرمایا میں نے وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے صدقہ کر دیا ہے۔ (طبرانی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو بیر رومہ (مدینہ منورہ کے ایک کنویں کا نام)
خرید کر مسلمانوں کے لیے صدقہ کر دے؟ قیامت کے دن سخت پیاس کے وقت اللہ تعالیٰ اس کو پانی پلائے گا۔ چنانچہ یہ فضیلت سن کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے صدقہ کر دیا۔ (ابن عدی - ابن عساکر)

مالداری کا تقاضا ہی یہی ہے کہ جس اللہ نے اسے مالدار بنایا ہے وہ اپنے مال کو اسی کی راہ میں دے۔ مالدار کی سخاوت یہ نہیں کہ اپنے مال سے تھوڑا سا دے بلکہ اپنی دولت کی مناسبت سے سخاوت کرنا ہی اصل سخاوت ہے۔

ترغیبات الابرار میں ذکر کیا گیا کہ دنیا چار چیزوں سے قائم ہے۔

(1) علماء کے علم کی وجہ سے (2) امراء کے انصاف کی وجہ سے (3) اغنیاء کی سخاوت کے سبب (4) فقراء کی دعاؤں کے سبب اگر علماء کرام نہ ہوں تو جاہل ہلاک ہو جائیں۔ اگر بادشاہ کا انصاف نہ ہو تو لوگوں میں سے بعض بعض کو کھا جائیں۔

اگر امراء کی سخاوت نہ ہو تو فقراء ہلاک ہو جائیں اور اگر فقراء کی دعائیں نہ ہوں تو زمین و آسمان ویران ہو جائیں۔ (موعظ)

7۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے والے مالدار سخی

سرمایہ داروں کو جو کثرت دولت ملتی ہے وہ اللہ کی خصوصی عنایت ہوتی ہے اس لیے انہیں اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ وہ اس کے دیئے ہوئے مال سے اللہ کی راہ میں کیوں نہ خرچ کریں لیکن جو لوگ سرمایہ رکھ کر اس کی راہ میں نہیں دیں گے وہ دنیا اور آخرت میں خسارے میں رہ جائیں گے اور جو خرچ کریں گے وہ اس کا انعام پائیں گے۔

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ انْتَهَیْتُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِیْ ظِلِّ الْکَعْبَةِ فَلَمَّا رَاٰنِیْ قَالَ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ فَقُلْتُ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ مَنْ هُمْ قَالَ هُمُ الْاَکْثَرُوْنَ اَمْوَالاً اِلَّا مَنْ قَالَ هٰکَذَا وَهٰکَذَا وَهٰکَذَا مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَعَنْ یَّمِیْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَلِیْلٌ مَّا هُمْ ؂

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ دیوار کعبہ کے سائے میں بیٹھے تھے جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا رب کعبہ کی قسم وہ لوگ خسارے میں۔ ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں وہ کون لوگ ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ایسے سرمایہ دار جو مال رکھتے ہوئے اللہ کی راہ میں نہیں دیتے مگر ایسے مالدار خسارے میں نہیں جو اپنے مالوں کو اس طرح اور اس طرح یعنی دائیں بائیں آگے اور پیچھے خرچ کرتے ہیں اور ایسے بہت کم ہیں۔ (بخاری)

اللہ کی راہ میں دینے والے مالدار کم ہوتے ہیں سرمائے کی کثرت جن لوگوں کے پاس ہو انہیں چاہیے کہ وہ اللہ کے بندے بننے کے لیے اللہ کی راہ میں اپنی دولت کو بے دریغ خرچ کریں جو لوگ اللہ کی محبت میں اس کی مخلوق کے لیے دل کھول کر خرچ کریں گے۔ اللہ انہیں اپنا دوست بنا لے گا اور جسے اللہ دوست بنالے مخلوق خدا بھی اس کی طرف رغبت کرنے لگتی ہے اس لیے اللہ کے طالبوں کو چاہیے کہ دل میں اس کی محبت پیدا کریں اللہ سے باطنی تعلق قائم کریں جس کی بنا پر انہیں اللہ کی طرف سے رہنمائی حاصل ہو گی اور انہیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ باطنی طور پر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بہت ہی فائدے ہیں اللہ ایسے لوگوں کی مدد فرماتا ہے انہیں صالحین کی صحبت عطا فرما دیتا ہے جس سے ان کا تزکیہ نفس ہونے لگتا ہے اور جس کا تزکیہ

Marfat.com

نفس ہو جائے اور اس کے گناہ معاف ہو جائیں اسے اور کیا چاہیے غرضیکہ اللہ کی راہ میں دینے کا فائدہ ہی فائدہ ہے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں نہیں دیتے اور سرمایہ داری کے باعث ان کی دولت برائیوں میں خرچ ہو گی تو انہیں نقصان ہی ہو گا۔ برائیوں کی وجہ سے ان کے گناہ زیادہ ہو جائیں گے۔ ان کے اعمال نامہ میں گناہ ہی گناہ ہوں گے۔ جو روز قیامت کو وبال جان بنیں گے۔ یہ بہت بڑا خسارہ ہے قیامت کے روز اس کی تلافی نہ ہو سکے گی۔ ایسی سرمایہ داری کا کیا فائدہ۔ اے بندے اللہ سے ڈر جا دنیا کی باتوں کی طرف توجہ نہ دے جو مال اس سے ملے اسے خوشی سے قبول کر اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے بعد اللہ کے عطا کردہ مال کو اسی کی راہ میں خرچ کر دے اس کے کم ہونے کا اندیشہ نہ کر کیوں کہ اللہ کی راہ میں دیا ہوا مال ہمیشہ بڑھتا ہے کبھی کم نہیں ہوتا اس لیے ایسی کتابوں کا مطالعہ کر جس سے تیرا دل انفاق فی سبیل اللہ کی طرف راغب رہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جیش عسرہ کی مدد کرنے کے لیے پیغام بھیجا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دس ہزار دینار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجے۔ لانے والے نے وہ دینار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سامنے ان دیناروں کو اوپر نیچے الٹنے پلٹنے لگے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی کہ اے اللہ ان پر رحمت اور بخشش عطا فرما۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے۔ لوگوں کو (سخت بھوک کی) مشقت اٹھانی پڑی (جس کی وجہ سے) میں نے مسلمانوں کے چہروں پر غم اور پریشانی کے آثار اور منافقوں کے چہروں پر خوشی کے آثار دیکھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ بات دیکھی تو آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! سورج غروب ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ آپ لوگوں

Marfat.com

کے لیے رزق بھیج دے گا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو انہیں یقین ہو گیا کہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ضرور پوری ہو گی۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چودہ اونٹنیاں کھانے کے سامان سے لدی ہوئی خریدیں اور ان میں سے نو اونٹنیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیج دیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اونٹنیاں دیکھیں تو فرمایا یہ کیا ہے؟ عرض کیا گیا یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو ہدیہ میں بھیجی ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے زیادہ خوش ہوئے کہ خوشی کے آثار آپ کے چہرے پر محسوس ہونے لگے اور منافقوں کے چہروں پر غم اور پریشانی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پ نے دعا کے لیے ہاتھ اتنے اوپر اٹھائے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے ایسی زبردست دعا کی کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کسی کے لیے ایسی دعا کرتے ہوئے سنا۔ اے اللہ! عثمان رضی اللہ عنہ کو (یہ اور یہ) عطا فرما اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ (ایسا اور ایسا) معاملہ فرما۔ (طبرانی)

حضرت ابونضرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ انہوں نے ایک کمرہ (مہمانوں سے) بات چیت کے لیے خالی رکھا ہوا تھا۔ ایک آدمی ان کے پاس سے مینڈھا لے کر گزرا۔ انہوں نے مینڈھے والے سے پوچھا کہ تم نے یہ مینڈھا کتنے میں خریدا ہے؟ اس نے کہا بارہ درہم میں' میں نے (دل میں) کہا کاش میرے پاس بھی بارہ درہم ہوتے تو میں بھی ایک مینڈھا خرید کر (عید پر) قربان کرتا اور اپنے اہل وعیال کو کھلاتا۔ جب میں ان کے پاس سے کھڑا ہو کر اپنے گھر آیا تو انہوں نے میرے پیچھے ایک تھیلی بھیجی جس میں پچاس درہم تھے۔ میں نے ان سے زیادہ برکت والے درہم کبھی نہیں دیکھے۔ انہوں نے مجھے وہ درہم ثواب کی نیت سے دیئے اور مجھے

Marfat.com

ان دنوں ان درہموں کی شدید ضرورت تھی۔ (طبرانی)

ایک دانشور کا قول ہے کہ مالدار سخیوں کو اللہ پسند کرتا رہتا ہے جبکہ وہ اللہ کی راہ میں دل کھول کر دیتے ہیں سخی مالدار جب سخاوت کریں تو اللہ غریبوں کے دلوں میں ان کا احترام ڈال دیتا ہے۔ سخاوت ہمیشہ باعث عزت بنتی ہے اور بخل سے ہمیشہ ذلت ہی حاصل ہوگی کیوں کہ بخیل خواہ کتنا ہی دولت مند کیوں نہ ہو اسے لوگ اچھا نہیں سمجھتے۔

ایک صوفی کا قول ہے کہ سخاوت اللہ تعالیٰ کا ایک انمول انعام ہے۔

8- انسان کا اصل اثاثہ انفاق فی سبیل اللہ ہے

مال کو جمع کر کے رکھ چھوڑنا کوئی دانشمندی نہیں کیونکہ موت کے بعد وہ مال ورثاء کا ہوگا البتہ انسان کو صرف اسی مال کا فائدہ پہنچے گا جو اس نے اللہ کی راہ میں دیا ہوگا۔ اس لیے اس دار فانی سے کوچ کرنے سے پہلے زندگی میں انسان کو آخرت کے فائدے کے لیے اثاثہ جمع کرنا چاہیے اور وہ اثاثہ وہی ہوگا جو انسان نے انفاق فی سبیل اللہ کی صورت میں دیا ہوگا۔

وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّکُمْ مَالُ وَارِثِہٖ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ مَّالِہٖ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُہٗ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ مَّالِ وَارِثِہٖ قَالَ فَاِنَّ مَالَہٗ مَا قَدَّمَ وَمَالَ وَارِثِہٖ مَا اَخَّرَہٗ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا کس کو ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس کو اپنے مال سے اپنے وارث کا مال زیادہ پیارا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا مال تو وہی ہے جو اس نے آگے بھیجا اور وہ اس کے وارث کا مال ہے جو اس نے پیچھے چھوڑا۔ (١٦)

Marfat.com

اس حدیث میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ انسان کا اصل اثاثہ وہی ہوتا ہے جو اسے آخرت میں کام آئے ایسے اثاثے کا کیا فائدہ جسے جمع کر کے انسان دوسروں کے لیے چھوڑ جائے شریعت نے اس کی تو اجازت دی ہے کہ صرف اتنا مال چھوڑو کہ جس سے مرنے والے کے بعد اس کے ورثاء آسانی کے ساتھ کمانے کے قابل ہونے تک گزر اوقات کر سکیں۔

اللہ کے بندے چونکہ بڑے فیاض ہوتے ہیں وہ اپنی اولادوں کے لیے جمع کرنے کی سوچ نہیں رکھتے مگر اولاد ہونے کے ناطے سے اللہ انہیں ہمیشہ باعزت اور کشادہ رزق عطا فرما دیتا ہے بشرطیکہ وہ بھی اللہ کی راہ پر چلنے کے لیے کوشاں ہوں۔ اس لیے وہ لوگ اچھے نہیں ہیں جو اپنے وارثوں کے لیے انتہائی زیادہ دولت جمع کر کے چھوڑ جاتے ہیں ان کی اکثر اولاد مال کی کثرت کے باعث اللہ کی یاد سے غافل رہتی ہے۔ ان کے ورثاء دولت کے نشے میں اس قدر ڈوبے ہوتے ہیں کہ انہیں کاروبار سے نماز پڑھنے کی فرصت ہی نہیں ملتی وہ ہر وقت دولت کو بڑھانے کے چکر میں ہوتے ہیں ایسی اولاد اور ایسے بُرے ورثاء جو برائیاں کریں گے۔ ان کا وبال آخرت میں ان کے والدین ہی پر پڑے گا۔ جنہوں نے ان کی سوچ کا دھارا نہ بدلا بلکہ وہ گناہوں کی کثرت میں مبتلا ہو کر آخرت میں ذلیل وخوار ہوں گے۔

ایک صوفی کا قول ہے کہ اللہ کی راہ میں اپنی حیثیت سے خرچ کرتے رہنے سے توشہ آخرت بن جاتا ہے۔ مال و دولت آ کر ہمیشہ چلی جاتی ہے مگر جس قدر مال اللہ کی راہ میں دے دیا وہ آخرت کے لیے اثاثہ بن گیا۔ حضرت شیخ سعدی کا قول ہے کہ جو سخی کھائے اور اللہ کی راہ میں دیتا رہے وہ اس عابد سے بہت بہتر ہے جو لے کر جمع کرتا رہے۔

9- خرچ کرنے کی ابتداء گھر سے کرو

ذاتی اخراجات کے علاوہ اگر انسان کے پاس کچھ مال و دولت بچ جائے تو اسے

Marfat.com

پہلے اپنے گھر سے خرچ کرنے کی ابتداء کرنی چاہیے بشرطیکہ گھر کے افراد میں سے کوئی مستحق ہو۔ بہر کیف دینے والا لینے والے سے بہت بہتر ہوتا ہے اس کے بارے میں حدیث پاک یہ ہے۔

شَدَّادُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ اِنْ تَبْذُلِ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ وَاِنْ تُمْسِكْهُ شَرٌّ لَكَ وَلَا تُلَامُ عَلٰى كَفَافٍ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى ○

حضرت شداد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو امامہ سے سنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انسان اگر تو (اپنے اخراجات سے) بچا ہوا خرچ کرے، تیرے لیے بہتر ہے اگر روک رکھے تو بُرا ہے ضرورت کے مطابق روزی رکھنے پر تمہیں ملامت نہیں کیا جائے گا۔ (صدقہ دیتے وقت) پہلے اپنے گھر سے شروع کرو (بشرطیکہ مستحق ہوں) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔(۱۷)

مال خرچ کرنے ہی کے لیے کمایا جاتا ہے مال تھوڑا ہو یا زیادہ اسلام میں اسے خرچ کرنے کا ایک ہی طریقہ دیا ہے کہ مال جب بھی خرچ کرو۔ اس میں اعتدال کو مدنظر رکھو جو کمائی ادھر ادھر کے کاموں پر خرچ کر دیں تو پھر ذلت اور رسوائی آ جائے گی۔ اس لیے انسان نے جن کاموں پر خرچ کرنا ہے۔ ان میں سے سب سے اچھا یہی ہے کہ اپنی دولت میں سے سب سے پہلے اپنے اور گھر کے اخراجات کو پورا کرے اس کے بعد جب کوئی اللہ کی راہ میں صدقہ یا خیرات کرنے لگے تو اس کی ابتداء ان لوگوں سے کرے جو اس سے متعلقہ ہوں یعنی گھر کے قریبی افراد سے کرے بشرطیکہ وہ مستحق ہوں اگر خیرات کرتے وقت ان کا خیال نہ رکھا جائیگا تو یہ اس کے حق میں بہتر نہ ہوگا۔ اچھے بندے وہی ہیں جو اللہ کی رسی کو تھامے ہوئے ہیں اور اس کی

Marfat.com

بندگی میں ہر وقت مصروف ہیں۔

بعض درویش اپنی انا کو قائم رکھنے کے لیے لوگوں میں بڑی سخاوت کرتے ہیں لیکن گھر والوں کی ضرورت کو پورا نہیں کرتے ایسی درویشی کا کچھ فائدہ نہیں کہ گھر والے تنگی برداشت کریں اور دوسرے کھا کر نعرے لگائیں۔ مال کی کشادگی میں جان اور اہل خانہ کی ضرورت کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔ جو شخص دوسروں میں سخی مشہور ہونے کے لیے ان کو خوشحال کرے اور گھر والوں کو بدحالی کا شکار کرے وہ اللہ کی نظر میں سخی نہ ہوگا۔

دنیا کی دولت ہی سب گناہوں کی سردار بن جاتی ہے بشرطیکہ اسے اللہ کی راہ میں نہ دیا جائے۔

10-سوالی کو خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ

سائل کو خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹانا چاہیے اسے کچھ نہ کچھ ضرور دے دینا چاہیے خواہ معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو کیا معلوم کہ سائل کسی اشد ضرورت کے تحت سوال کر رہا ہو۔ اللہ والوں کا یہ شیوہ ہے کہ وہ سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے اس لیے اہل طریقت کو خصوصی طور پر اس بات پر عمل کرنا چاہیے کہ سائل کو لازماً کچھ دے کر رخصت کریں۔

أُمِّ بُجَيْدٍ كَانَتْ مِمَّنْ بَايَعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمِسْكِيْنَ لَيَقُوْمُ عَلٰى بَابِىْ فَمَا اَجِدُ لَهٗ شَيْئًا اُعْطِيْهِ اِيَّاهُ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ لَّمْ تَجِدِىْ لَهٗ شَيْئًا تُعْطِيْهِ اِيَّاهُ اِلَّا ظِلْفًا مُحْرِقًا فَادْفَعِيْهِ اِلَيْهِ فِىْ يَدِهٖ ٥

ام بجید رضی اللہ عنہا (جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کا شرف حاصل کیا) فرماتی ہیں میں نے بارگاہ رسالت

میں عرض کیا" یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ایک مسکین میرے دروازے پر آ کر کھڑا ہوتا ہے میرے پاس اس کو دینے کے لیے کچھ نہیں ہوتا (تو میں کیا کروں)" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تیرے پاس اسے دینے کے لیے جلے ہوئے کھر کے سوا کچھ نہ ہو تو وہ ہی اسے دے ڈال۔ (۱۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے شخص کے نزدیک سے گزرے جو خانہ کعبہ کے غلاف سے چمٹ کر یہ دعا مانگ رہا تھا اے اللہ! اپنے اس گھر کی حرمت کے صدقے مجھے بخش دے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اے اللہ کے بندے اپنی حرمت کے طفیل مانگ کیونکہ مومن کی حرمت اللہ کے نزدیک اس گھر کی حرمت سے بڑی ہے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے بہت بڑے گناہ ہیں۔ آپ نے فرمایا تیرا گناہ کیا ہے؟ عرض کیا میرے پاس مال مویشی بہت زیادہ ہیں اور گھوڑے بھی بہت ہیں لیکن جب کوئی آدمی مجھ سے سوال کرتا ہے تو میرے منہ سے آگ کے شعلے نکلنے لگ جاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے دور ہو جا اے فاسق کہیں تو مجھے بھی اپنی آگ سے نہ جلا ڈالے، قسم بخدا اگر تو ہزار برس روزے رکھے اور ہزار سال تک نمازیں پڑھے پھر بھی تو لئیم ہو کر مرے گا اور اللہ تعالیٰ تجھے جہنم میں الٹا لٹکائے گا' کیا تو نہیں جانتا کہ کمینہ پن کفر سے ہے اور کفر جہنمی ہے جب کہ سخاوت ایمان سے ہے اور ایمان جنتی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام عبدالرحمٰن سلمانی روایت کرتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی سائل سوال کرے تو سوال مکمل کرنے سے پہلے اس کو نہ ٹوکو پھر نرمی وقار سے اس کو خرچ کے لیے کچھ دے دو یا پھر اچھے طریقے سے انکار کر دو۔ بیشک تمہارے پاس ایسے سائل بھی آتے ہیں جو نہ انسان ہوتے

Marfat.com

ہیں اور جنات بلکہ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں سے کیا سلوک کرتے ہیں۔

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیمار ہو گئے۔ ان کے لیے ایک درہم میں انگور کا ایک خوشہ خریدا گیا (جب وہ خوشہ ان کے سامنے رکھا گیا تو) اس وقت ایک مسکین نے آ کر سوال کیا۔ انہوں نے کہا یہ خوشہ اسے دے دو (گھر والوں نے وہ خوشہ اس مسکین کو دے دیا وہ لے کر چل دیا) گھر کے ایک آدمی نے جا کر اس مسکین سے وہ خوشہ ایک درہم میں خرید لیا (کیونکہ بازار میں اس وقت انگور نایاب تھا۔ اس لیے اس سے خریدا) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس مسکین نے آ کر پھر سوال کیا آپ نے فرمایا یہ اسے دے دو (گھر والوں نے اسے دے دیا وہ لے کر چل دیا) گھر کے ایک آدمی نے جا کر اس مسکین سے وہ خوشہ پھر ایک درہم میں خرید لیا اور لا کر پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس مسکین نے آ کر پھر سوال کیا آپ نے فرمایا یہ اسے دے دو۔ (گھر والوں نے اسے دے دیا وہ لے کر چل دیا) پھر گھر کے ایک آدمی نے جا کر اس مسکین سے وہ خوشہ پھر ایک درہم میں خرید لیا اور لا کر ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس مسکین نے پھر واپس آ کر مانگنے کا ارادہ کیا تو گھر والوں نے اسے روک دیا لیکن اگر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو معلوم ہو جاتا کہ یہ خوشہ اس مسکین سے خریدا گیا ہے اور اسے سوال کرنے سے بھی روکا گیا ہے تو وہ اسے بالکل نہ چکھتے۔ (ابو نعیم فی الحلیۃ)

حضرت سعید بن ابی ہلال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جحفہ مقام پر قیام فرمایا اور وہ بیمار بھی تھے۔ انہوں نے کہا مچھلی کھانے کو میرا دل چاہ رہا ہے ان کے ساتھیوں نے بہت تلاش کیا بس صرف ایک مچھلی ملی۔ ان کی بیوی حضرت صفیہ بنت ابی عبید نے اس مچھلی کو لیا اور اسے تیار کر کے

ان کے سامنے رکھ دیا۔ اتنے میں ایک مسکین ان کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے اس مسکین سے کہا یہ مچھلی لے لو۔ اس پر ان کی بیوی نے کہا سبحان اللہ! ہم نے بڑی مشقت اٹھا کر یہ مچھلی خاص طور پر آپ کے لیے تیار کی ہے (اس لیے اسے تو آپ خود کھائیں) ہمارے پاس سامان سفر ہے اس میں سے اس مسکین کو دے دیں گے۔ انہوں نے (اپنا نام لے کر) کہا عبداللہ کو یہ مچھلی بہت پسند آ رہی ہے (اس لیے اس مسکین کو یہی مچھلی دینی ہے) ابونعیم فی الحلیۃ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ایک مسکین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کھانا مانگا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے انگور رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک آدمی سے کہا انگور کا ایک دانہ لے کر اسے دے دو۔ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا تمہیں تعجب ہو رہا ہے؟ اس دانے میں تمہیں کتنے ذرے نظر آ رہے ہیں؟ (یہ فرما کر انہوں نے اس آیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے)

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾

"سو جو شخص دنیا میں ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ وہاں اس کو دیکھ لے گا"۔

حکایت: عبدالملک بن مروان نے حضرت اسماء بن خارجہ رحمۃ اللہ علیہا سے پوچھا کہ مجھے تمہاری بعض عادتیں بہت اچھی پہنچی ہیں تم اپنے معمولات مجھے بتاؤ۔ انہوں نے عذر کر دیا کہ میری کیا عادت اچھی ہو سکتی ہے۔ دوسروں کی عادتیں بہت بہت اچھی ہیں ان سے دریافت کریں مگر جب انہوں نے اصرار سے قسم دے کر پوچھا' تو انہوں نے بتایا کہ میں نے تین چیز کا ہمیشہ اہتمام کیا۔ ایک یہ کہ کبھی کسی بیٹھنے والے کی طرف میں نے پاؤں نہیں پھیلایا' دوسرے جب میں نے کھانا پکایا اور اس پر لوگوں کو بلایا تو ان کھانے والوں کا میں نے اپنے اوپر احسان اس سے بہت زیادہ سمجھا جتنا میرا ان پر ہو۔ تیسرے جب مجھ سے کسی ضرورت مند نے کوئی سوال

Marfat.com

کیا میں نے اس کے دینے میں کسی مقدار کو بھی زائد نہیں سمجھا (جو کچھ دیا' اس کو ہمیشہ کم ہی سمجھتا رہا) (۱۹)

11- مال کے تین حصے

انسان ساری عمر میرا مال میرا مال کہتا رہتا ہے لیکن اس مال کی اصل حقیقت یہ ہے کہ اگر اس مال کے تین حصے کر لیے جائیں تو ایک حصہ وہ ہوتا ہے جسے انسان کھا پی کر ختم کر جاتا ہے یا طرح طرح کے لباس بنوا کر جسمانی زیب و زینت میں استعمال کر لیتا ہے اور مال کا دوسرا حصہ وہ ہوتا ہے جو اس نے اللہ کی راہ میں دے دیا اور مال کا تیسرا حصہ وہ ہوتا ہے جو موت کے بعد بچ جاتا ہے جسے وہ اپنے وارثوں کے لیے چھوڑ جاتا ہے اگر اس بات پر غور کیا جائے تو اصل مال وہی تھا جو اس نے زندگی میں اللہ کی راہ میں دے دیا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْعَبْدُ مَالِیْ مَالِیْ وَاِنَّ مَالَهُ مِنْ مَّالِهٖ ثَلٰثٌ مَّا اَكَلَ فَاَفْنٰی اَوْلَبِسَ فَاَبْلٰی اَوْاَعْطٰی فَاقْتَنٰی وَمَا سِوٰی ذَالِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَّتَارِكُهٗ لِلنَّاسِ٥

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بندہ میرا مال میرا مال کہتا رہتا ہے حالانکہ اس کے مال کے تین حصے ہیں ایک وہ جو کھا کر ختم کر دیا یا پہن کر پرانا کر دیا۔ دوسرا وہ جو راہ خدا میں دے کر جمع کروا لیا اور جو اس کے سوا ہے وہ جانے والا ہے اور اُسے لوگوں کے لیے چھوڑنے والا ہے۔ (صحیح مسلم)

انسان کو دولت بہت پیاری لگتی ہے جبکہ وہ آتی رہے لیکن دولت کا تعلق نا پائیدار ہے اس نے آ کر کسی نہ کسی صورت میں ایک دن چلے ہی جانا ہے لیکن وہ دولت سب سے اچھی ہوتی ہے جو اللہ کی راہ میں دی جائے جس نے یہاں دیا اسی

Marfat.com

نے آخرت میں پایا مندرجہ بالا حدیث میں جو بات بیان ہوئی ہے وہ یہی ہے کہ کسی نہ کسی صورت میں اللہ کی راہ میں انسان کو سخاوت اور خیرات کرتے رہنا چاہیے کیوں کہ خیرات بہت سی کوتاہیوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ عبادات کی کمی کا ازالہ بھی کرتی ہے جوں جوں انسان اللہ کی راہ میں دینے کا عادی ہو جاتا ہے اس کے دل میں اللہ کی محبت راسخ ہونا شروع ہو جاتی ہے اللہ کے بندے دولت سے محبت نہیں کرتے صرف ضرورت پوری کر لیتے ہیں باقی مال کو اسی کی راہ میں نچھاور کر دیتے ہیں مخلوق خدا کی خدمت کرتے ہیں۔ عبادت خضوع اور خشوع سے کرتے ہیں بے جا خواہشات کی پیروی نہیں کرتے دین و دنیا میں خود ساختہ عزت نہیں چاہتے بلکہ اسے اللہ کی رضا پر چھوڑ دیتے ہیں لہٰذا یقین کر لو کہ تم نے ہی اللہ کا بندہ بننا ہے اور بندے کی ہر چیز مولیٰ کی ہوتی ہے۔ رب العالمین اپنی مخلوق پر بڑا ہی مہربان ہے وہ چاہتا ہے اس کے بندے بھی اس کی مخلوق کے ساتھ مہربانیاں کرتے چلے جائیں یہی ایک نفع بخش سودا ہے جو انسان کے کام آئے گا لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے ارشاد پر عمل کی توفیق مانگتے رہنا چاہیے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہر مال میں تین شریک ہوتے ہیں ایک تو تقدیر ہے جو مال کے ہلاک ہونے اور جانوروں کے مر جانے کی صورت میں تیرا مال لے جاتی ہے اور تجھ سے پوچھتی بھی نہیں ہے کہ وہ تیرا عمدہ مال لے جائے یا گھٹیا۔ دوسرا شریک وارث ہے جو اس کا انتظار کر رہا ہے کہ تو (قبر میں) سر رکھے یعنی تو مر جائے اور وہ تیرا مال لے جائے۔ وہ تیرا مال بھی لے جائے گا اور تو اس کی نگاہ میں برا بھی ہو گا اور تیسرا شریک تو خود ہے۔ لہٰذا تم اس بات کی پوری کوشش کرو کہ تم ان تینوں شریکوں میں سے سب سے کمزور شریک نہ بنو (یعنی تم ان دونوں سے زیادہ مال اللہ کے راستہ میں خرچ کر لو) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۝ (ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء)

حکایت: مصر میں ایک صاحب خیر شخص تھے جو اہل ضرورت اور فقرا کے لیے چندہ دیا کرتے تھے۔ جب کسی کو کوئی حاجت پیش آتی وہ ان سے کہتا۔ وہ اہل ثروت لوگوں سے کچھ مانگ کر اس کو دے دیا کرتے ایک فقیر ان کے پاس گیا اور کہا کہ میرے لڑکا پیدا ہوا ہے اور میرے پاس اس کی اصلاح کے انتظام کے لیے کوئی چیز نہیں ہے یہ صاحب اٹھے اور لوگوں سے اس کے لیے مانگا لیکن کہیں سے کچھ نہ ملا (کہ جو آدمی کثرت سے مانگتا رہتا ہو اس کو ملنا بھی مشکل ہو جاتا ہے) یہ سب سے مایوس ہو کر ایک سخی کی قبر پر گئے اور اس کی قبر پر بیٹھ کر یہ سارا قصہ بیان کیا اور وہاں سے اُٹھ کر چلے آئے اور واپس آ کر اپنے اپس سے ایک دینار نکالا اور اسے توڑ کر دو ٹکڑے کیے اور ایک ٹکڑا اپنے پاس رکھ لیا اور دوسرا اس فقیر کو دے دیا کہ یہ میں قرض دیتا ہوں اس وقت تم اس سے اپنا کام چلا لو۔ جب تمہارے پاس کہیں سے کچھ آ جائے تو میرا قرضہ ادا کر دینا۔ وہ لے کر چلا گیا اور اپنی ضرورت پوری کر لی۔ رات کو ان دینار والے صاحب نے اس قبر والے کو خواب میں دیکھا وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے تمہاری بات تو ساری سن لی تھی مگر مجھے جواب دینے کی اجازت نہ ہوئی۔ تم میرے گھر والوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ مکان کے فلاں حصے میں جو چولہا ہے۔ اس کے نیچے ایک چینی کا مرتبان ہے۔ اس میں پانچ سو اشرفیاں ہیں۔ وہ اس فقیر کو دے دیں۔ یہ صبح کو اٹھ کر اس کے مکان پر گئے اور گھر والوں سے سارا قصہ اور اپنا خواب بیان کیا۔ انہوں نے اس جگہ کو کھودا اور وہ پانچ سو اشرفیاں کا مرتبان نکال کر اس کے حوالہ کر دیا۔ اس شخص نے کہا کہ خواب کوئی شرعی چیز نہیں ہے تم لوگ اس مال کے وارث اور مالک ہو اس لیے میں محض اپنے خواب کی وجہ سے اس کو نہیں لیتا۔ مگر ان وارثوں نے اصرار کیا کہ جب وہ مر کر سخاوت کرتا ہے تو بڑی بے غیرتی ہے کہ ہم زندہ سخاوت نہ کریں۔ ان کے اصرار پر اس نے وہ اشرفیاں لے کر اس فقیر کو دے دیں اور سارا قصہ سنایا۔ اس نے ان میں سے ایک دینار لے کر اس کے دو

Marfat.com

ٹکڑے کیے۔ ایک ان صاحب کو اپنے قرضہ کی ادائیگی میں دیا اور دوسرا ٹکڑا اپنے پاس رکھ کر کہا کہ میری ضرورت کے لیے تو یہ کافی ہے باقی یہ سب رقم میری ضرورت سے زائد ہے میں اس کو لے کر کیا کروں گا' وہ سب فقراء پر تقسیم کر دی۔ اس قصہ میں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ سب سے زیادہ سخی کون ہے۔ میت یا اس کے گھر والے یا یہ فقیر یہ فقیر سب سے زیادہ سخی ہے کہ اپنی شدت حاجت کے باوجود نصف دینار سے زیادہ لینا پسند نہ کیا۔

12- اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے

اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا مالک اور خالق ہے اور اسی نے اس دنیا کی ہر چیز کو پیدا کیا ہے اس کے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں جن کے وسائل اور ذرائع اس نے انسان کو دے رکھے ہیں اگر انسان اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال سے کچھ خرچ بھی کر ڈالے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِیْ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنُ اللّٰهِ مَلْاٰى لَا يَغِيْضُهَا سَحَّآءَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ اَرَاَيْتُمْ مَّا اَنْفَقَ مُذْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَغِضْ مَافِیْ يَمِيْنِهٖ قَالَ وَعَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ وَبِيَدِهِ الْاُخْرٰى الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَ يَخْفِضُ ٥

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: تم خرچ کرو میں تم پر خرچ کروں گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے رات دن کے خرچ سے' اس میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ بھلا بتلاؤ تو سہی جب سے اس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے کس قدر خرچ

Marfat.com

کر چکا ہے (اس کے باوجود) اس کے ہاتھ میں کوئی کمی نہیں ہوئی اس کا عرش پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں صفت قبض ہے' وہ جسے چاہتا ہے بلند کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے پست کر دیتا ہے۔(۲۰)

اللہ رزاق ہے اللہ ہر چیز کا مالک اور خالق ہے ہر کمال اور خوبی اسی میں ہے وہ دن رات خرچ کر رہا ہے لیکن اس کے خرچ کرنے سے کوئی کمی نہیں ہوتی وہ کسی مانگنے والے کو مایوس نہیں کرتا دنیا کی تمام مخلوق اسی کی محتاج ہے اور دن رات اسی سے مانگ رہی ہے وہ کسی نہ کسی صورت میں عطا ہی کرتا چلا جا رہا ہے۔ اس کے خزانے لازوال ہیں دنیا اس سے مال و دولت کی کشادگی تو مانگتی ہے اور جب وہ کشادگی کر دیتا ہے تو پھر اس کی راہ میں نہیں دیتی اس کی راہ میں دینے ہی میں بہتری ہے کیوں کہ جو چیز تم اس کی راہ میں خرچ کر دو گے۔ وہ بہت جلد تمہیں اس کا بدلہ عطا فرما دے گا۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دینے میں اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے لہٰذا وہ چاہتا ہے کہ جس طرح ہر وقت میں عطا کرنے میں مصروف ہوں اسی طرح مجھ سے دوستی اور محبت کرنے والے لوگ بھی میری محبت کی بنا پر دوسروں کو عطا کرتے چلے جائیں جتنا مال وہ اللہ کی راہ میں دیتے ہیں اللہ پیچھے انہیں عطا کرتا چلا جاتا ہے اس لیے اس کے ساتھ ہی نفلی عبادت میں بھی کثرت کرو اللہ تعالیٰ ہر عمدہ چیز کی طرف گامزن کر دے گا۔ تم اس کے پسندیدہ اور محبوب بندے بن جاؤ گے اس لیے اسی کا بن جا اور اسی کے در پر پڑا رہ۔ اللہ تیری زندگی کے شب روز بڑی آسانی سے گزار دے گا۔

حکایت: حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں جب رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی حجاب کبریائی پھیلا دیتا ہے اور پھر عرش سے ندا ہوتی ہے میں جواد ہوں' میرے مثل کوئی نہیں' جو گنہگاروں پر اپنی بخشش و عنایت فرمائے! میں تو لوگوں کا ان کی خواب گاہوں میں بھی محافظت کرنے والا ہوں' گویا کہ انہوں نے کوئی خطا ہی

Marfat.com

نہیں کی، میں ان کا والی ہوں ایسے گویا کہ ان سے کوئی حکم عدولی ہی نہیں ہوئی، میں تو سرتابی کرنے والوں پر بھی جود وکرم فرماتا ہوں! گنہگاروں پر فضل کرتا ہوں، کون ہے جس نے مجھ سے مانگا مگر میں نے اسے عطا نہ کیا ہو کون ہے جو میرے در پر کھڑا ہوا ہو اور پھر میں نے اس کے دامن مراد کو بھرپور نہ کر دیا ہو میں صاحب فضل ہوں اور مجھ ہی سے فضل ہے، میں جواد ہوں، مجھ ہی سے جود ہے میں کریم ہوں اور مجھ ہی سے کرم ہے، بعض کہتے ہیں کہ کریم وہ ہے۔ جب کسی ایک بندے کا گناہ بخشے تو جتنے بندوں سے اس قسم کا گناہ سرزد ہوا ہو ہر ایک کو معاف کر دے، بلکہ اس نام والے جتنے لوگ ہوں ان سے بھی درگزر کرے۔ (نزہۃ المجالس)

13- اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی بہترین صورتیں

انفاق فی سبیل اللہ کی کئی صورتیں ہیں اس کی ایک صورت یہ ہے کہ انسان جب اللہ کی راہ میں مصروف ہو تو اس وقت جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے گا وہ خرچہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شمار ہوگا۔ ایسے ہی جہاد کے موقع پر اپنی سواری پر خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں ساتھیوں پر خرچ کرنا اور خصوصاً اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرنا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی بہترین صورتیں ہیں اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ دِيْنَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِيْنَارٌ يُّنْفِقُهُ عَلٰى عِيَالِهٖ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلٰى دَآبَّتِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ وَبَدَا بِالْعِيَالِ ثُمَّ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ وَاَىُّ رَجُلٍ اَعْظَمُ اَجْرًا مِنْ رَجُلٍ يُنْفِقُ عَلٰى عِيَالٍ صِغَارٍ يُعِفُّهُمْ اَوْ يَنْفَعُهُمُ اللّٰهُ بِهٖ وَيُغْنِيْهِمْ۝

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین دینار وہ ہے جسے کوئی شخص اپنے اہل وعیال پر خرچ

کرتا ہے، بہترین دینار وہ ہے جسے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی سواری پر خرچ کرتا ہے اور بہترین دینار وہ ہے جسے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے ابو قلابہ نے کہا آپ نے گھر والوں پر خرچ سے شروع کیا تھا۔ ابو قلابہ نے کہا اس شخص سے زیادہ اور کس کا اجر ہوگا جو اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کے سبب سے بچوں کو نفع دیتا ہے اور غنی کرتا ہے۔ (۲۱)

اس حدیث پاک میں چند ان باتوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ جن پر خرچ کرنا اللہ کو بہت پسند ہے اللہ چاہتا ہے کہ محنت سے کمایا ہوا مال سب سے پہلے اپنی ذات اور اہل وعیال پر خرچ کیا جائے تاکہ تجھے کسی دنیادار کی محتاجی نہ ہو کیوں کہ دنیا کی محتاجی بری چیز ہے اس سے بچنے کے لیے دعا گو رہنا چاہیے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ ایسا خرچ کرنا بہت بہتر ہے جو اللہ کی راہ میں نکلا ہو اور اپنے سفر پر خرچ کر رہا ہو اسی طرح اپنی سواری پر خرچ کرے تاکہ وہ باعزت طریقے سے اپنی منزل مقصود پر پہنچے تاکہ اسے کسی سے مانگنا نہ پڑے۔ اللہ کی عطا کردہ دولت سے عزت ہی عزت ہے اور دنیا سے مانگنے میں ذلت ہی ذلت ہے پھر اللہ کی راہ میں جو ساتھی اس کے ساتھ ہوں ان کی ضروریات پر خرچ کرے ان کے خورد ونوش کا بندوبست کرے اگر اللہ تعالیٰ نے مزید مال خرچ کرنے کی توفیق دے رکھی ہو تو اسے اپنے ساتھیوں کی ضروریات کا پورا خیال رکھنا چاہیے جو راہ خدا میں اس کے ساتھ ہوں۔

حدیث کے آخر میں یہ بات دوبارہ دہرائی گئی ہے کہ اس خرچ کا اجر سب سے زیادہ ہے جو انسان اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے اور ان کی پرورش کر کے انہیں جوان کرتا ہے ان کو دین کا علم دلواتا ہے ان کے دل میں نیک اعمال کرنے کا جذبہ بیدار کرتا ہے اس طرح اس کا ہر خرچ نیکی میں شمار ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا

Marfat.com

کہ ہم جو کچھ کریں اللہ کے لیے کریں اس کی خوشنودی کو مدنظر رکھیں اسی میں انسان کی بہتری ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ایک مہینہ یا ایک ہفتہ یا جتنا اللہ چاہیں اس وقت تک مسلمانوں کے کسی ایک گھرانہ کی ضروریات زندگی پوری کروں یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں حج پر حج کروں اور ایک دانق (یعنی درہم کے چھٹے حصے) کا طباق (خرید کر) اللہ کی نسبت پر تعلق رکھنے والے اپنے بھائی کو ہدیہ کردوں یہ مجھے ایک دینار اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنے سے زیادہ محبوب ہے (حالانکہ ایک دینار ایک دانق سے بہت زیادہ ہوتا ہے) (ابونعیم فی الحلیۃ)

حکایت: حضرت عامر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کو بہت فتوحات حاصل ہوتی تھیں جن میں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے لیے کچھ بھی نہ رکھا کرتے تھے بلکہ خلق اللہ پر تقسیم فرما دیا کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اسی سخاوت نفس اور دریا دلی کی بدولت خدا نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کرامت عطا فرمائی تھی کہ روزانہ علی الصباح آپ رحمۃ اللہ علیہ دو ہزار درہم ایک بکس میں ساتھ لے کر مکان سے باہر تشریف لاتے تھے اور جو بھی فقیر و مسکین اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آتا آپ رحمۃ اللہ علیہ اس میں سے مٹھی بھر کر اسے دیتے تھے۔ یہ سلسلہ چلتا رہتا' یہاں تک کہ پورے شہر کا چکر لگا کر جب آپ رحمۃ اللہ علیہ گھر واپس تشریف لاتے تو وہ بکس بدستور دو ہزار درہموں سے بھرا رہتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اپنے مصلیٰ پر پہنچ کر دو نفل پڑھتے۔ خدا کا شکر ادا کرتے اور اس بکس کو ایک کونے میں رکھنے کی ہدایت فرما دیتے۔ بخشش و عطا کا یہ سلسلہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی بھر چلتا رہا۔ لیکن اس بکس کے دو ہزار درہموں میں سے کبھی بھی ایک درہم کم نہیں ہوا۔

14- بہتر زمانے کی علامت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے اور برے زمانے کو پرکھنے کا ایک اصول یہ

Marfat.com

بیان کیا ہے کہ وہ زمانہ تمہارے لیے بہت اچھا ہوگا جبکہ تمہارے اوپر حکومت کرنے والے لوگ نیک ہوں گے اور اس زمانے کے مالدار انتہائی سخی ہوں گے اور لوگ آپس میں اکثر کاموں کو باہمی صلاح مشورے سے سرانجام دیں گے۔ ایسے زمانے میں جینا بہت اچھا ہوگا۔ برے زمانے کی علامت یہ ہے کہ حکام شریر ہوں گے۔ مالدار لوگ بخل کرنے والے ہوں گے اکثر کام عورتوں کی زیر نگرانی ہوگا اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مندرجہ ذیل ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ اُمَرَاءُ کُمْ خِیَارُکُمْ وَاَغْنِیَاءُ کُمْ سُمَحَاءَ کُمْ وَاُمُوْرُکُمْ شُوْرٰی بَیْنَکُمْ فَظَهْرِ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ بَطْنِهَا وَاِذَا کَانَ اُمَرَاءُ کُمْ شِرَارَکُمْ وَاَغْنِیَاءُ کُمْ بُخَلَاءَ کُمْ وَ اُمُوْرُکُمْ اِلٰی نِسَآءِ کُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَّکُمْ مِّنْ ظَهْرِهَا۝

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ؟ نے فرمایا: جس وقت تمہارے حکام نیک' تمہارے مال دار سخی اور تمہارے کام باہمی مشورے سے ہوں اور زمین کی پیٹھ تمہارے لیے اس کے پیٹ سے بہتر ہے اور جب تمہارے حکام شریر لوگ ہوں' تمہارے مال دار بخیل ہو جائیں اور تمہارے کام عورتوں کی تحویل میں ہوں تو زمین کا پیٹ تمہارے لیے اس کی پیٹھ سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی پانچ قسمیں ہیں: کریم' سخی' بخیل' لئیم اور شقی:

کریم وہ ہے جو خود نہ کھائے اور حاجت مندوں کو بخش دے

سخی وہ ہے جو خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی دے۔

بخیل وہ ہے جو خود کھائے اور دوسروں کو نہ دے۔

لئیم وہ ہے جو خود بھی نہ کھائے اور دوسروں کو بھی نہ دے۔

شقی وہ ہے جو خود بھی نہ کھائے اور دوسرے کو بھی نہ دے اور دینے والے کو بھی دینے سے روکے۔

مسلمانوں کے لیے بہترین دور اسلام کا ابتدائی دور ہے جبکہ نیکی کا خوب پرچار کیا گیا اس دور سے لے کر قیامت تک مسلمان قوم کو اپنے اپنے زمانہ میں اچھی اور بری حکومتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے اور آئندہ بھی سامنا کرنا پڑے گا۔ اچھی حکومت وہ ہوتی ہے جس میں حکومت کے کارندے اچھے ہوں اور وہ اپنی رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہوں انہیں زندگی کے کسی شعبے میں تنگ نہ کرتے ہوں بلکہ سہولتیں پہنچاتے ہوں جب اچھے لوگوں کا دور ہوگا تو ملک میں خوشحالی ہوگی تو ملک کے دولتمند لوگ بھی سخی ہوں گے وہ لوگوں کو ضروریات کے لیے مالی تعاون کا اظہار کریں گے۔ بھوکوں کو کھانا کھلائیں گے ضرورتمندوں کی مالی امداد کریں گے۔ غربت اور افلاس میں جن کے پاس کپڑا نہ ہوگا۔ انہیں کپڑے مہیا کرنے کی کوشش کریں گے تو ایسا دور جس کے مالدار سخاوت کرنے والے ہوں تو وہ دور لوگوں کے لیے انتہائی بہتر ہوگا۔ اس وقت انسان کو جینے کی آرزو کرنی چاہیے اور اس خوشحالی کے دور میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنی چاہیے پانچوں وقت نماز پڑھنی چاہیے صبح شام تلاوت کلام پاک اور ذکرِ الٰہی کے ذریعے عبادت میں محو رہنا چاہیے کیوں کہ خوشحالی میں عبادت کرنا تنگی کی نسبت آسان ہوتا ہے ایسا دور جن لوگوں کو نصیب ہو انہیں اللہ کا شکر کرنا چاہیے کیوں کہ خوشحالی پر انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

حضرت عمیر بن سلمہ دولی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوپہر کو ایک درخت کے سائے میں سو رہے تھے ایک دیہاتی عورت مدینہ منورہ آئی اور لوگوں کو بڑے غور سے دیکھتی رہی (کہ ان میں سے کون میرا کام کرا سکتا ہے) اور دیکھتے دیکھتے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئی (انہیں دیکھ کر اسے یہ

اطمینان ہوا کہ یہ آدمی میرا کام کرا دے گا) اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا میں ایک مسکین عورت ہوں اور میرے بہت سے بچے ہیں اور امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو (ہمارے علاقہ میں) صدقات وصول کرنے بھیجا تھا (وہ صدقات وصول کر کے واپس آ گئے) اور انہوں نے ہمیں کچھ نہیں دیا۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ ان سے ہماری سفارش کر دیں (شاید وہ آپ کی بات مان لیں) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے دربار میں) یرفا کو پکار کر کہا حضرت محمد بن مسلمہ کو بلا کر میرے پاس لاؤ۔ اس عورت نے کہا میری ضرورت کے پورا ہونے کی زیادہ بہتر صورت یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ ان کے پاس جائیں (اس عورت کو معلوم نہیں تھا کہ ان کا مخاطب آدمی خود امیر المؤمنین ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا (میرے بلانے پر) انشاء اللہ وہ تمہارا کام کر دے گا۔ حضرت یرفا نے جا کر حضرت محمد بن مسلمہ سے کہا چلیں آپ کو امیر المؤمنین بلا رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہ آئے اور انہوں نے کہا السلام علیک یا امیر المومنین! اب اس عورت کو پتہ چلا کہ یہ امیر المؤمنین ہیں تو وہ بہت شرمندہ ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد بن مسلمہ سے فرمایا اللہ کی قسم! میں تو تم میں سے بہترین آدمی مُنتخب کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتا۔ جب اللہ تعالیٰ تم سے اس عورت کے بارے میں پوچھے گا تو تم کیا کہو گے؟ یہ سن کر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے پاس بھیجا۔ ہم نے ان کی تصدیق کی اور ان کا اتباع کیا۔ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حکم دیتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر عمل کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صدقات (وصول کر کے) اس کے حقدار مساکین کو دیا کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یونہی چلتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کا خلیفہ بنایا تو وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر ہی عمل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی اپنے پاس بلا لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کا خلیفہ بنا دیا اور میں نے تم میں سے بہترین آدمی منتخب کرنے میں کبھی کمی نہیں کی۔ اب اگر میں تمہیں بھیجوں تو اس عورت کو اس سال اور گزشتہ سال کے اس کا حصہ صدقات میں سے دے دینا اور مجھے معلوم نہیں شاید اب میں تمہیں صدقات وصول کرنے کے لیے نہ بھیجوں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے لیے ایک اونٹ منگوایا اور اس عورت کو آٹا اور تیل دیا اور فرمایا یہ لے لو۔ پھر ہمارے پاس خیبر آ جانا کیونکہ اب ہمارا خیبر جانے کا ارادہ ہے۔ چنانچہ وہ عورت خیبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو اونٹ اور منگوائے اور اس عورت سے کہا یہ لے لو۔ (کنز العمال)

15- اللہ کی راہ میں کسی کو لباس پہنانے کا اجر

لباس انسان کی بنیادی ضروریات سے ہے جسے ہر انسان کے لیے پہننا ضروری ہوتا ہے مگر بعض اوقات مسلمانوں میں ایسے غریب لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں لباس میسر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے کسی مسلمان کو لباس پہنا دینا بہت بڑی نیکی ہے لہٰذا صاحب ثروت مسلمانوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ جب وہ ایسے ضرورت مند کو دیکھیں جس کے اوپر لباس نہ ہو تو اسے لباس لے کر دیں تو اللہ ان پر بڑا مہربان ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان حسب ذیل ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَامِنْ مُّسْلِمٍ کَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا اِلَّا کَانَ فِیْ حِفْظٍ مِّنَ اللّٰہِ مَادَامَ عَلَیْہِ مِنْہُ خِرْقَۃٌ ٥

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں میں نے رسول خدا سے سنا ہے آپ نے فرمایا جس نے کسی مسلمان کو لباس پہنایا تو اس کے

Marfat.com

جسم پر جب تک اُس کا ایک ٹکڑا بھی باقی رہے گا یہ لباس پہنانے والا حفظ وامن میں رہے گا۔ (احمد-ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مومن کے دل کو کچھ دے کر خوش کرے خواہ کپڑے کا ایک چیتھڑا یا روٹی کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو' اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے اس خیرات کی وجہ سے ایک عظیم الشان فرشتہ پرندے کی شکل میں پیدا کرتا ہے جس کا:

ایک بازو مشرق میں اور دوسرا بازو مغرب میں ہوگا' اس کے ہزار جسم ہوں گے اور ہر جسم میں ہزار سر' جو موتی کی طرح چمکدار ہوں گے۔ ہر سر میں ہزار چہرے اور ہر چہرے میں ہزار منہ ہر منہ میں ہزار زبانیں اور ہر زبان میں ہزار نعت ہر نعت میں ہزار آوازیں ہوں گی اور ہر آواز میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور اس شخص کے لیے قیامت تک دعائے مغفرت نکلا کرے گی۔

ہر دم یہ دعا اس کے لیے جاری رہے گی۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِمَنْ فَرِحَ مُؤْمِنًا

یا اللہ! جس شخص نے تیرے بندۂ مومن کو خوش کیا ہے اُسے بخش دے۔

نبی پاک صاحب لولاک عَلَیْہِ التَّحِیَّۃ وَالثَّنَاء کا فرمان عالی شان ہے کہ تمام مخلوقات بہشت کی مشتاق ہیں جبکہ بہشت کو دس لوگوں کا اشتیاق ہے:

جو شخص رات کو نیند سے اٹھ کر دو رکعت نماز ادا کرے (یعنی نماز تہجد)

جو شخص گرمیوں میں روزے رکھے۔

جس کی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو۔

جو شخص عبادت الٰہی کی وجہ سے رات کو بہت کم سوئے۔

جو شخص ہمیشہ سچی بات زبان پر لائے۔

Marfat.com

جو شخص اپنے گھر والوں اور اولاد کے ساتھ رحم اور شفقت سے پیش آئے۔
جو شخص ہمیشہ باوضو رہے۔
جو شخص شراب وغیرہ کوئی نشہ کی چیز استعمال نہ کرے۔
جو شخص ہر آن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے۔
جو شخص کسی بھوکے کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا پیاسے کو پانی سے سیراب کرے یا برہنہ کو کپڑے پہنائے یا کسی کی اور کوئی ضرورت پوری کرے۔

ایک صوفی کا قول ہے کہ لباس انسان کی زینت ہے لہٰذا جو کسی کی لباس کی غرض کو پورا کرے گا اللہ اسے زینت عطا فرمائے گا جو شخص اللہ کی معرفت کی تلاش میں نکلتا ہے اسے لباس مہیا کرنا بڑا ہی بہتر ہے کیونکہ اللہ کے بندے دنیا سے مانگا نہیں کرتے اس لیے اہل دنیا کو ان کے لباس کا خیال رکھنا چاہیے۔

16- نفس کو سخاوت کی طرف مائل رکھا جائے

نفس انسان کو بری خواہشات اور برے خیالات کی طرف مائل کرنے کی کوشش میں رہتا ہے۔ نفس بہت جلد شیطانی وسوسوں کا آلہ کار بن جاتا ہے اور اکثر خلاف شرع باتیں سوچتا ہے اس لیے نفس کو پاکیزہ رکھنا از حد ضروری ہے تاکہ انسان آسانی سے اچھے عمل کر سکے جب نفس پاکیزہ رہنے لگتا ہے تو وہ سخاوت کی طرف مائل ہو جاتا ہے ایسی سخاوت خوبیوں کی حامل ہو گی اس لیے کوشش کر کے پاکیزگی نفس کے ساتھ اللہ کی راہ میں دیا جائے اور انفاق فی سبیل اللہ کا عمل رتے دم تک جاری رہے۔

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِىْ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِىْ ثُمَّ قَالَ يَا حَكِيْمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهُ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِىْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ

مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى فَقَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَاءُ اَحَدًا بَعْدَكَ شَيْاءً حَتّٰى اُفَارِقُ الدُّنْيَا فَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يَدْعُوْا حَكِيْمًا اِلَى الْعَطَاءِ فَيَابٰى اَنْ يَقْبَلَهٗ ثُمَّ اَنَّ عُمَرَدَعَاهٗ لِيُعْطِيَهٗ فَاَبٰى اَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْاءً فَقَالَ عُمَرُ اِنِّىْ اُشْهِدُكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى حَكِيْمٍ اَنِّىْ اَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهٗ مِنْ هٰذَا الْفَيْئِ فَيَاْبٰى اَنْ يَّاْخُذَهٗ فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيْمٌ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ شَيْئًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تُوُفِّيَ ٥

حضرت عروہ بن زبیر اور ابن مسیب رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حکیم بن حزام فراتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے (کچھ) مانگا آپ نے عطا فرمایا پھر مانگا تو آپ نے عطا کیا پھر ارشاد فرمایا اے حکیم! یہ مال سبز باغ اور میٹھا ہے جس نے اسے نفس کی سخاوت کے ساتھ لیا اس کے لیے اس میں برکت دی جائے گی اور جس نے اسے نفس کے غلبہ کے ساتھ لیا اس کے لیے اس میں برکت نہ ہوگی اور یہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا نیز اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے حضرت حکیم فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس ذات کی قسم جس نے آپ کو برحق نبی بنایا میں آپ کے بعد جب تک میری زندگی ہے کسی کا مال کم نہیں کروں گا چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کو کچھ دینے کے لیے بلاتے لیکن آپ قبول کرنے سے انکار فرما دیتے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو بلایا تو آپ نے کچھ بھی لینے سے انکار فرما دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اے قوم مسلم! میں تمہیں حضرت حکیم پر گواہ بناتا ہوں میں نے انہیں مال فیَ میں سے ان کا حصہ دینے کی کوشش کی لیکن

انہوں نے لینے سے انکار کر دیا'' چنانچہ حضرت حکیم بن حزام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کسی سے کچھ نہ لیا یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

نفس انسان کا دشمن ہے جو انسان کے اندر ہی ہر وقت موجود رہتا ہے دنیا کی تمام چیزوں کی نفس خواہش کرتا ہے نفس کو درحقیقت اسی نے پیدا کیا ہے نفس انسان کے جسم پر حکمرانی چاہتا ہے آرزوں خواہشوں اور لذتوں کے ذریعے سے انسان کو دنیا کی طرف راغب کرتا ہے جو انسان کو ہر اس کام کی طرف لگاتا ہے جو اللہ سے دوری کا سبب ہو نفس انسان کو اللہ کی راہ سے دور رکھنے کے لیے حیلے اور بہانے بناتا رہتا ہے انسان کو اس سوچ پر لاتا ہے کہ اگر تم اپنا مال اللہ کی راہ میں دو گے تو تمہارا مال کم ہو جائے گا اور تم غریب ہو جاؤ گے۔ جن کی بنا پر وہ انسان کو خیرات اور انفاق فی سبیل اللہ سے روکنے کے لیے کوشاں رہتا ہے مگر عبادت اور اللہ کی اصل اطاعت نفس کی مخالفت ہی میں ہے لہٰذا نفس کا کہنا نہ مانا جائے اور اللہ کے ساتھ دوستی اور بندگی کی طرف چلو جب اللہ کی مدد اور تائید تمہارے شامل حال ہو جائے گی تو تم معزز اور مکرم ہو جاؤ گے دنیا تمہاری تابعداری اور اطاعت کرنے لگے گی انسانی عظمت اور ہیبت کا رعب نفس پر چھا جائے گا اس طرح نفس تقویٰ کی طرف راغب ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے حکم ماننے لگے گا جس سے انسان عملاً انفاق فی سبیل اللہ کرنے لگے گا۔

حکایت: ایک شخص کا کہنا ہے کہ ایک دفعہ دمشق میں ایسا سخت قحط پڑا کہ لوگ دانے دانے کو ترسنے لگے۔ ہر طرف پریشان حال لوگ بھوک سے ایڑیاں رگڑتے نظر آتے۔ کھیتیاں اور باغ اجڑ گئے یہاں تک کہ کنوؤں اور چشموں کا پانی بھی سوکھ گیا۔ دمشق میں میرا ایک دوست تھا جسے اللہ نے ہر قسم کی نعمت سے نواز رکھا تھا۔ اسے کے گھر میں دولت کی ریل پیل تھی۔ قحط کے دنوں میں اس سے میری ملاقات ہوئی تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا ہوا تھا میں نے پوچھا دوست تجھ

Marfat.com

پ کیا مصیبت پڑی ہے کہ سوکھ کر کانٹا ہو گئے ہو۔

اس نے خشم آلود ہو کر جواب دیا کہ تمہیں دکھائی نہیں دیتا کہ خلق خدا کس مصیبت میں گرفتار ہے۔ آخر جان بوجھ کر انجان بننے سے کیا فائدہ؟

میں نے کہا کہ بھائی قحط کا حال تو مجھے معلوم ہے لیکن میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ اس کا اثر تجھ ایسے آسودہ حال آدمی پر کیسے پڑ سکتا ہے زہر اس جگہ ہلاک کرتا ہے جہاں تریاق نہیں ہے۔ قحط سے تو نادار ہی مرتے ہیں جن کو اللہ نے سب کچھ دے رکھا ہے ان پر اس کا کیا اثر ہو سکتا ہے آخر بطخ کو پانی کے طوفان سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔

میرے دوست نے رنجیدہ ہو کر میری طرف ایسے دیکھا جیسے ایک عالم جاہل مطلق کو دیکھتا ہے اور پھر کہا کہ اے دوست انسان کنارے پر ہو لیکن اس کے دوست دریا میں ڈوب رہے ہوں تو اس کو کیسے چین آ سکتا ہے میرا چہرہ بے سروسامانی کی وجہ سے زرد نہیں ہے بلکہ بے کس لوگوں کی مصیبت اور غم نے میرا دل توڑ دیا ہے۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ لوگ روٹی کے ایک ایک لقمے کو ترس رہے ہیں تو میرے حلق میں لقمہ زہر بن جاتا ہے یہ کہاں کی انسانیت ہے۔ یہ کہاں کی انسانیت ہے کہ لوگ روکھی سوکھی روٹی کو ترسیں اور میں مرغن کھانے کھاؤں۔ خدا نے مجھے دولت اس لیے نہیں دی کہ اپنا جسم پالتا رہوں اور محتاجوں کی طرف سے آنکھیں بند کر لوں۔ ایسے دولت مند پر لعنت ہے جو اپنی دولت اللہ کے بندوں کی حاجتیں پوری کرنے پر صرف نہیں کرتا۔

<u>حکایت</u>: ہارون الرشید نے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر جا کر دستک دی اور کہا امیر المؤمنین میں ہوں۔ جواب ملا، مجھے تم سے اور تمہیں مجھ سے کیا کام؟ کہا اجازت ہے یا حکم سے اندر آؤں؟ جواب ملا، اجازت نہیں حکم سے آتے ہو آؤ۔ ہارون نے نصیحت کی درخواست کی۔ فرمایا تمہارے جد عمؑ نے رسول سے امارت مانگی تھی۔ آنحضرت نے جواب دیا، تمہیں تمہارے نفس پر امیر مقرر کیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بزرگ نے ہدایت کی تھی کہ بوڑھوں کو باپ' جوانوں کو بھائی' لڑکوں کو بیٹے' عورتوں کو ماں بہن کی طرح جانو۔ ملک اسلام تمہارا گھر ہے اور مسلمان تمہارے گھر کے آدمی' بوڑھوں کے ساتھ لطف' بھائیوں کے ساتھ کرم' بیٹوں کے ساتھ احسان کرو۔ فرمایا کہ یہاں کے کئی امیر وہاں امیر ہوں گے۔ تم سے ہر ایک شخص کے بارے میں پوچھا جائے گا اور ہر ایک کا انصاف تم سے چاہیں گے۔ اگر کسی رات ایک بیوہ اپنے گھر میں احتیاج کی حالت میں سوئی ہو گی تو تمہارا گریبان پکڑا جائے گا۔ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے گئے حتیٰ کہ ہارون روتے روتے گر پڑا۔ فضل برمکی نے کہا۔ بس اے فضیل! تم نے امیر المؤمنین کو مار ڈالا۔ فرمایا' چپ اے ہامان! تم نے اس کو مارا ہے نہ کہ میں نے۔ ہارون نے اسے کہا کہ تم ہامان اس لیے بنے کہ میں فرعون ہوں۔ پس ہارون نے ایک ہزار سونے کے سکے نذر کیے کہ یہ حلال ہیں۔ میری والدہ کی میراث میں ہیں۔ فرمایا کہ میری نصیحتوں کو بھلا بیٹھے اور ظلم کرنے لگے۔ میں تمہاری نجات چاہتا ہوں اور تم میری ہلاکت کے درپے ہوتے ہو۔ میں محتاج نہیں ہوں۔ اسے محتاجوں کو دو یہ کہہ کر اٹھے اور ہارون مجبوراً رخصت ہوا۔

17- فاقے سے رہنے کا خوف نہ کیا جائے

اللہ تعالیٰ نے ذی روح کو رزق دینے کا اہتمام کر رکھا ہے اس لیے رزق کے سلسلے میں متفکر نہیں رہنا چاہیے کسی کھانے والی چیز کو جمع کر کے نہ رکھنا چاہیے اگر رزق جمع ہو اور اپنی ضرورت سے فالتو ہو تو ضرور اللہ کی راہ میں دینا چاہیے۔ فقر اور اخلاس کا خوف نہ کرنا چاہیے اللہ پر اعتماد رکھنا چاہیے کہ جس نے تمہیں پیدا کیا ہے وہ تمہیں روزی ضرور پہنچائے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى بِلَالٍ وَّعِنْدَهٗ صُبْرَةٌ مِّنْ تَمْرٍ فَقَالَ مَاهٰذَا یَا بِلَالُ قَالَ شَیْءٌ اَدَّخَرْتُهٗ

Marfat.com

لِغَدٍ فَقَالَ اَمَا تَخْشٰی اَنْ تَرٰی لَهٗ غَدًا الْبُخَارًا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَنْفِقْ بِلَالُ وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ تَمْرٍ اِقْلَالًا ۝

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال کے ہاں تشریف لے گئے تو ان کے پاس کھجوروں کی ایک گٹھڑی دیکھ کر دریافت کیا اے بلال اس میں کیا ہے انہوں نے کہا کہ کل کھانے کے لیے کھجوریں جمع کی ہیں یہ سن کر آپ نے فرمایا اے بلال تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم کل قیامت کے دن ان کی وجہ سے دوزخ کی حرارت اور تپش دیکھو۔ اے بلال ان کو خرچ کرو اور صاحب عرش سے فاقہ کی کمی کا خوف نہ کرو۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

اس حدیث میں ذخیرہ اندوزی کے بارے میں اشارہ کیا گیا ہے کہ ذخیرہ اندوزی نہ کی جائے بلکہ طمع اور لالچ کی جمع کر کے رکھنے کی بجائے اللہ کے نام پر خرچ کر دینا چاہیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس کھجوروں کی ایک گٹھڑی رکھی ہوئی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کیا ہے حضرت بلال نے بتایا کہ یہ کھجوریں میں نے آنے والے وقت کے لیے جمع کر رکھی ہیں تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بلال تمہیں آنے والے وقت میں بھوکا رہنے کا خوف نہیں ہونا چاہیے کیوں کہ ہر کسی کو رزق پہنچانے والا اللہ ہے بلکہ تمہیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ قیامت کے روز کھجوروں کی تپش جمع کرنے والے کو پہنچے تو یہ اچھا نہ ہوگا۔ غرضکہ ذخیرہ اندوزی جس میں طمع اور لالچ ہو وہ انسان کو آخرت میں برے انجام کے قریب لے جائے گی یعنی جو شخص اللہ پر توکل نہ کرے فقر اور افلاس کے خوف سے خوراک کو جمع کر کے رکھنے کی فکر میں رہے تو وہ قیامت کے روز دوزخ کے قریب ہو جائے گا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

Marfat.com

بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان کھجوروں کو اللہ کی راہ میں تقسیم کر دو اور صاحب عرش سے فقر اور افلاس کا خوف نہ کرو بلکہ اللہ پر اعتماد اور بھروسہ رکھو کہ جس قادر مطلق نے عرش عظیم کو پیدا کیا ہے اور تمہیں بھی بنایا وہ تمہیں ضرور روزی پہنچائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جس بات کی اس حدیث میں تعلیم دی ہے وہ اللہ کے خاص بندوں کے لیے ہے اور وہ یہ ہے اللہ کا قرب' ولایت اور مقام کمال توکل کے بغیر حاصل نہیں ہوتا اور یہ انہی لوگوں کے لیے ہے اور دنیا کی ضروریات کو بہت محدود کر کے ذات حق کے متلاشی ہوتے ہیں کیوں کہ انہیں قدم قدم پر اللہ کے بھروسہ کی ضرورت ہوتی ہے لیکن عوام الناس کے لیے یہ ہے کہ اگر وہ کسب حلال کر کے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی ضروریات کے لیے خوراک کا بقدر ضرورت ذخیرہ کر لیں تو ان کے لیے جائز ہوگا جیسا کہ عام گھروں میں چند دن کا آٹا چاول' گھی' نمک' مرچ اور طعام کی دوسری چیزیں رکھنے میں کوئی حرج نہیں کیوں کہ بازار سے بار بار لانے میں دقت ہوگی۔ اس لیے اہل فقر کو حد درجہ توکل کی تعلیم دی گئی ہے جبکہ عوام الناس کے لیے ضرورت کے باعث کسی چیز کو رکھنا جائز ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین پرندے ہدیہ میں آئے۔ آپ نے ایک پرندہ اپنی خادمہ کو دیا۔ اگلے دن وہ پرندہ لیکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں نے تجھے منع نہیں کیا تھا کہ اگلے دن کے لیے کچھ نہ رکھا کرو۔ جب اگلا دن آئے گا تو اس دن کی روزی بھی اللہ پہنچائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ آپ مجھے کچھ عطا فرمادیں۔ آپ نے فرمایا تمہیں دینے کے لیے اس وقت میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ تم ایسا کرو کہ میری طرف سے کوئی چیز ادھار پر خرید لو۔ جب میرے پاس کچھ آئے گا تو میں وہ ادھار ادا کر دوں گا۔

Marfat.com

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسروں کو دینے کا بہت زیادہ شوق تھا) اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (ازراہ شفقت) کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ اسے پہلے دے چکے ہیں (اب مزید دینے کے لیے کیوں اس کا ادھار اپنے ذمہ لے رہے ہیں) جو آپ کے بس میں نہیں ہے اس کا اللہ نے آپ کو مکلف نہیں بنایا۔ آپ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات پسند نہ آئی۔ ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ خرچ کریں اور عرش والے سے کمی کا ڈر نہ رکھیں اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ انصاری کی اس بات پر خوشی اور مسکراہٹ کے آثار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر نظر آنے لگے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی کا مجھے (اللہ کی طرف سے) حکم دیا گیا ہے۔ (بزاز)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آیا اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیدیا۔ پھر ایک اور آدمی نے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وعدہ فرمالیا (کیونکہ دینے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ تھا نہیں) اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر (ازراہ شفقت) عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے فلاں نے مانگا آپ نے اسے دیا پھر فلاں نے مانگا آپ نے اسے بھی دیا (پھر دینے کو کچھ نہ رہا) پھر فلاں نے مانگا آپ نے اس سے دینے کا وعدہ فرمالیا۔ پھر فلاں نے مانگا آپ نے اس سے بھی وعدہ فرمالیا (مطلب یہ تھا کہ آپ کے پاس ہوا کرے تو ضرور دیا کریں اور نہ ہوا کرے تو انکار کر دیا کریں اور اس سے آئندہ دینے کا وعدہ نہ کیا کریں) ایسا معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات اچھی نہیں لگی۔ پھر حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ خرچ کریں اور عرش والے سے کمی کا ڈر نہ رکھیں۔ آپ نے فرمایا مجھے اسی کا حکم دیا گیا

Marfat.com

ہے۔ (ابن جریر)

حضرت یعقوب بصری رحمۃ اللہ علیہ جب حرم شریف میں تھے' دس دن تک بھوکے رہے۔ یہاں تک کہ جسم میں شدت کے ساتھ کمزوری طاری ہونے لگی۔ تب آپ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہونے لگی کہ جنگل میں جائیں شاید وہاں کھانے پینے کی کوئی چیز دستیاب ہوسکے۔ اس ارادے سے آپ جنگل میں نکل گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ کی نگاہ ایک جگہ گلے سڑے ہوئے شلجم پر پڑی۔ آپ نے اسے اٹھالیا۔ لیکن اس عمل سے دل میں ایک عجیب سا اضطراب اور بے چینی سی پیدا ہوئی۔ یوں محسوس ہوا جیسے کوئی آپ سے کہہ رہا ہو۔

اے یعقوب بصری! تم دس روز تک بھوکے رہے۔ آخر تمہارا حصہ یہ سڑا ہوا شلجم نکلا۔

آپ نے وہ شلجم اسی وقت زمین پر پھینک دیا اور خدا کی رضا پر راضی ہوتے ہوئے مسجد الحرام میں تشریف لے آئے اور بیٹھ رہے۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ اچانک ایک شخص داخل ہوا اور آپ کے قریب آکر بیٹھ گیا۔ اس نے اشرفیوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی نکالی اور آپ کو پیش کرتے ہوئے بولا کہ یہ خصوصی طور پر آپ کے لیے ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ میرے لیے خصوصی طور پر کیوں؟ اس نے جواب دیا کہ ایک روز دریا میں سفر کر رہا تھا اور میری کشتی طوفان میں آپھنسی۔ کشتی میں ایک شخص نے یہ دعا کی کہ اگر خدا ہمیں غرقابی سے نجات دے تو اس کی راہ میں ہم کچھ خیرات کریں گے۔ میں نے بھی یہ منت مانی تھی کہ اگر خدا نے میری جان بچالی تو میں پانچ سو اشرفیاں خیرات کروں گا اور مسجد حرام میں جس شخص پر سب سے پہلے میری نظر پڑے گی اسی کو دوں گا۔ آپ چونکہ سب سے پہلے ملے اس لیے یہ آپ کی نذر ہیں۔

آپ نے جب تھیلی کھولی تو اس میں اشرفیوں کی بجائے میدے کی روٹی'

Marfat.com

مصری اور بادام نکلے۔ آپ نے اس میں ایک مٹھی خود لی اور باقی اسے واپس کرتے ہوئے کہ اسے جا کر اپنے بچوں میں تقسیم کر دے۔ پھر اپنے نفس سے فرمایا "اے نفس! تیرا رزق تیری طرف خود چلا آ رہا ہے اور تو اسے جنگل میں جا کر ڈھونڈتا ہے۔"

18- اضافۂ رزق کا ذریعہ انفاق فی سبیل اللہ ہے

انفاق فی سبیل اللہ اہل تقویٰ کی صفات سے ہے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا بہترین ذریعہ ہے جو شخص اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا اللہ اسے اور عطا فرما دے گا بلکہ وہ دنیا اور عقبیٰ میں اتنا زیادہ عطا فرمائے گا جو انسان کی سوچ سے بالاتر ہوگا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنْفِقْ یَابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَیْكَ ٥

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے فرمایا رب کریم کا ارشاد ہے اے ابن آدم خرچ کر تجھ پر وسعت کی جائے گی۔ (بخاری)

شیخ احمد جام نے اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ خیرات کرنے والے کے لیے دس نعمتیں ہیں۔ پانچ دنیا میں، پانچ آخرت میں...... دنیا کی پانچ نعمتیں یہ ہیں۔

(۱) اس کا مال پاک ہو جاتا ہے۔

(۲) اس کے جسم میں طہارت آ جاتی ہے

(۳) اس کے بدن کی بیماری دفع ہو جاتی ہے

(۴) ہمیشہ ذکر الٰہی اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے

(۵) وہ شخص موت کے وقت با آواز بلند کلمہ شہادت پڑھے گا۔

آخرت کی پانچ نعمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ قیامت کے دن جب تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب کے لیے حاضر ہوں گے اور آفتاب سوا نیزے پر ہوگا، وہ

شخص اپنی خیرات کے سائے میں رہے گا۔

مال و دولت کو جمع کر کے رکھنے سے اضافہ رزق نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے اضافہ رزق ہوتا ہے لوگوں کو دینے سے بظاہر مال جاتا ہوا نظر آتا ہے مگر اللہ اسے دوبارہ دینے کے لیے پر عطا فرما دیتا ہے اس طرح جو بھی اللہ کی راہ میں دیتا ہے اسے اللہ کی راہ میں دیا ہوا مال اضافے کے ساتھ مل جاتا ہے مگر اسے ہی ملے گا جو اللہ کی محبت میں دے گا جو کچھ نہیں دے گا اسے کچھ نہیں ملے گا۔

ایک بزرگ کا قول ہے کہ جب کوئی بیمار ہو تو اسے چاہیے کہ اللہ کی راہ میں خیرات کرے اللہ تعالیٰ اس خیرات کے بدلے میں اس سے نرمی کا برتاؤ کرے گا۔

ایک صوفی کا کہنا ہے کہ فقر و فاقہ اور تنگ دستی کا علاج یہی ہے کہ انسان کچھ نہ کچھ اللہ کی راہ میں دے تو اللہ تنگ دستی کو دور کر دیتا ہے۔

غرضیکہ جب کوئی اللہ کی راہ میں دے گا اللہ اس کے رزق میں اضافہ فرما دے گا۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پاک پر حاضر ہوا اور یوں عرض کرنے لگا! الٰہی مجھے صاحبِ مزار اور سورۂ اخلاص کے وسیلہ سے چار ہزار دینار عنایت فرما' میں نے اسے کہا دنیا کے لیے اللہ تعالیٰ کو اس روضہ پاک کا واسطہ دیتا ہے! وہ کہنے لگا میں ایک ہزار قرض اتارنے کے لیے' ایک ہزار نکاح کے لیے ایک ہزار اخراجات کے لیے اور ایک ہزار راہ جہاد میں گھوڑا خریدنے کے لیے طلب کر رہا ہوں!

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے چار ہزار دینار کی تھیلی اسے عطا فرمائی جب آپ مسجد نبوی شریف میں داخل ہوئے تو آپ کو وہاں چار تھیلیاں ملیں ہر تھیلی میں چار ہزار دینار موجود تھے اور ان میں تحریر تھا یہ اسی کا بدلہ ہے جو تم راہ خدا

میں خرچ کرتے ہو اور وہ بہترین روزی دینے والا ہے اور ایک رقعہ جس میں یہ لکھا تھا! اے ابو ایوب! یہ تمہاری خیرات کا بدلہ ہے اور اس کا مزید ثواب آخرت میں پاؤ گے۔ (نزہتہ المجالس)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے زیادہ کھلے ہاتھ والے یعنی سخی تھے اسی سخاوت کی وجہ سے بہت سا قرضہ اٹھالیا (چونکہ سارا دوسروں پر خرچ کر دیتے تھے اس لیے قرض ادا کرنے کے لیے ان کے پاس کچھ نہیں تھا) آخر قرض خواہ ان کے پیچھے پڑ گئے تو یہ ان سے چھپ کر کئی دن اپنے گھر بیٹھے رہے (تھک ہار کر) ان کے قرض خوہ مدد لینے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قاصد بھیج کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو وہ قرض خواہ بھی ان کے ساتھ آ گئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ان سے ہمارا حق دلوادیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (قرض معاف کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے) فرمایا جو معاذ رضی اللہ عنہ کا قرضہ معاف کرے اللہ اس پر رحم فرمائے۔ یہ دعا سن کر کچھ قرض خواہوں نے قرضہ معاف کردیا لیکن باقی قرض خواہوں نے معاف کرنے سے انکار کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! ان (کا قرضہ ادا کرنے) کے لیے تم صبر سے کام لو۔ یعنی سارا مال بھی دینا پڑے تو تم دے دو اور صبر سے کام لو آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا سارا مال لے کر ان کے قرض خواہوں کو دے دیا انہوں نے آپس میں تقسیم کیا تو ہر ایک کو اس کے سات حصوں میں سے پانچ حصے ملے۔ اس پر ان قرض خواہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا (ہمارا باقی قرضہ ادا کرنے کے لیے) انہیں (غلام بنا کر) بیچ دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اب انہیں چھوڑ دو۔ اب ان سے باقی قرضہ وصول کرنے کے لیے تمہارے پاس کوئی راستہ نہیں رہا۔

اس کے بعد حضرت معاذ بنوسلمہ کے ہاں چلے گئے۔ وہاں ان سے ایک آدمی نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! چونکہ تم بالکل فقیر ہو گئے ہو اس لیے تم جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگ لو۔ انہوں نے کہا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں مانگوں گا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کچھ دن اسی طرح رہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا کر یمن بھیج دیا اور فرمایا ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے نقصان کی تلافی کر دے اور تمہارے قرض کو ادا کروا دے۔ چنانچہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن چلے گئے اور وہیں رہے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا جس سال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا اس سال حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بھی حج کے لیے آئے۔ آٹھ ذی الحجہ کو دونوں کی حج کے موقع پر ملاقات ہوئی۔ دونوں ایک دوسرے سے گلے ملے۔ پھر دونوں نے ایک دوسرے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تعزیت کی پھر دونوں زمین پر بیٹھ کر آپس میں باتیں کرنے لگے اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس چند غلام دیکھے۔ (امام حاکم)

حضرت عبداللہ (ابن مسعود) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا اور لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی زندگی میں) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا۔ وہاں مکہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بہت سے غلام تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ لوگ کون ہیں؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تو یمن والوں نے مجھے ہدیہ کیے ہیں اور یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تمہارے لیے میری رائے یہ ہے کہ تم ان سب غلاموں کو حضرت ابوبکر رضی

Marfat.com

اللہ عنہ کے پاس لے جاؤ۔ راوی کہتے ہیں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی اگلے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پھر ملاقات ہوئی تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے ابن الخطاب! آج رات میں نے خواب دیکھا کہ میں آگ میں کودنا چاہتا ہوں اور آپ مجھے کمر سے پکڑے ہوئے ہیں۔ اس لیے اب تو میری یہ رائے ہے کہ میں آپ کی بات مان لوں۔ چنانچہ ان غلاموں کو لے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے کہا یہ غلام تو مجھے ہدیہ میں ملے ہیں اور یہ غلام آپ کے لیے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم تمہارے ہدیہ کی تمہارے لیے منظوری دیتے ہیں اور پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ وہاں سے نماز کے لیے باہر نکلے (اور انہوں نے نماز پڑھائی) تو انہوں نے دیکھا کہ وہ سب ان کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کس لیے نماز پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا اللہ کے لیے۔ اس پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا اب تو تم لوگ بھی اللہ کے ہو گئے ہو اور یہ کہہ کر ان سب کو آزاد کر دیا۔

نزہۃ المجالس میں لکھا ہے کہ جس دن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اللہ کا عقد مبارک حضرت سیدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے ہوا، اس دن حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے دیکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زرہ چار سو درہم میں فروخت ہو رہی ہے آپ نے فرمایا یہ شہسوار اسلام کی زرہ ہے میں اسے ہرگز بکنے نہیں دوں گا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے غلام کو چار سو درہم دیئے اور زرہ کو بھی واپس کر دیا نیز غلام سے فرمایا یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہرگز نہ کہنا! غلام رقم اور زرہ لے کر واپس پہنچا! جب صبح ہوئی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں چار سو تھیلیاں پائیں، ہر ایک میں چار چار سو درہم موجود تھے (گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ان چار سو درہم کے عوض ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم عطا فرما دیئے) اور ہر تھیلی پر نقش تھا یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ تعالیٰ

نے مختص فرمائی ہیں، پھر جبریل امین بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اس ایثار و محبت کی خبر دی! آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا یہ تحفہ مبارک ہو! (نزہۃ المجالس)

19- اللہ کی راہ میں دینے والے کے لیے فرشتے کی دعا

فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایک نورانی مخلوق ہیں ان کے جسم بڑے ہی لطیف ہیں وہ ہمیں مادی آنکھوں سے نظر نہیں آتے اللہ تعالیٰ نے اپنے ان فرشتوں کو مختلف کاموں پر مامور کر رکھا ہے اور وہ اللہ کے حکم کے مطابق اپنا فریضہ سرانجام دیتے ہیں ان فرشتوں میں سے کچھ فرشتوں کے ذمے یہ ہے کہ وہ صبح کے وقت نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک فرشتہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کے حق میں دعا کرتا ہے جبکہ دوسرا فرشتہ بخیل کے لیے بددعا کرتا ہے اس کے بارے میں حدیث پاک مندرجہ ذیل ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ یَوْمٍ یُصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْهِ اِلَّا مَلَکَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَ یَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر روز صبح کو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ایک کہتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اور مال عطا کر اور دوسرا کہتا ہے الٰہی بخیل کا مال تباہ کر دے۔ (۲۳)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب بھی آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں طرف دو فرشتے اعلان کرتے ہیں جس کو جن و انس کے سوا سب سنتے ہیں کہ اے لوگو! اپنے رب کی طرف چلو،

Marfat.com

تھوڑی چیز جو کفایت کا درجہ رکھتی ہو اس زیادہ مقدار سے بہت بہتر ہے' جو اللہ سے غافل کر دے اور جب آفتاب غروب ہوتا ہے تو اس کے دونوں جانب دو فرشتے زور سے دعا کرتے ہیں اے اللہ خرچ کرنے والے کو بہتر بدلہ عطا فرما اور روک کر رکھنے والے کے مال کو برباد کر (مسند امام احمد)

ایک حدیث میں ہے کہ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں جانب دو فرشتے آواز دیتے ہیں کہ یا اللہ خرچ کرنے والے کا بدل جلدی عطا فرما اور یا اللہ روک کر رکھنے والے کے مال کو جلدی ہلاک فرما۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آسمان میں دو فرشتے ہیں' جن کے متعلق صرف یہی کام ہے کوئی دوسرا کام نہیں' ایک کہتا رہتا ہے' یا اللہ! خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما' دوسرا کہتا ہے یا اللہ! خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما' دوسرا کہتا ہے یا اللہ! روک کر رکھنے والے کو ہلاکت عطا فرما۔ (کنز العمال)

وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں جن کے لیے اللہ کی پاکیزہ مخلوق فرشتے دعا کریں اللہ اپنے فرشتوں کی دعائیں ان کی صفت ملکوتیت بنا پر قبول کر لیتا ہے اس لیے فرشتے سخیوں مخیّروں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لیے یہ کہتے رہتے ہیں کہ ان کو اور عطا کرتا کہ یہ تیری راہ میں زیادہ سے زیادہ دیتے رہیں۔

20- انفاق فی سبیل اللہ کا کئی گنا اجر

ثواب ایک صلہ ہے جو نیک اعمال کی بنا پر ملتا ہے لہٰذا جو شخص اپنے مال میں سے اللہ کی راہ میں گاہے بگاہے خرچ کرنے کا معمول بنائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے بہت زیادہ اجر دے گا اور یہ اجر سات سو گنا تک لکھ دیا جاتا ہے۔

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّاْئَةُ حَبَّةٍ) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبِّ زِدْ

Marfat.com

اُمَّتِیْ فَنَزَلَتْ (مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضَاعِفُہٗ لَہٗ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً) قَالَ رَبِّ زِدْ اُمَّتِیْ فَنَزَلَتْ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ○

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

''جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں' ان کی مثال اس دانے کی سی ہے جس نے سات خوشے اگائے' ہر خوشہ میں سات سو دانے ہیں'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! میری امت کے اجر میں اضافہ فرما'' تب یہ آیت نازل ہوئی! کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے تو اللہ اس کے اجر کو کئی گناہ بڑھا چڑھا کر دے' آپ نے فرمایا: اے اللہ میری امت کے اجر میں اضافہ فرما' تب یہ آیت نازل ہوئی'' صبر کرنے والے کو ان کا اجر بے حساب ہی دیا جائے گا۔

(امام طبرانی)

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ بِنَاقَۃٍ مَّخْطُوْمَۃٍ فَقَالَ ھٰذِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَکَ بِھَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ سَبْعُمِائَۃٍ کُلُّھَا مَخْطُوْمَۃٌ○

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص اونٹنی کی مہار پکڑ کر لایا اور کہنے لگا یہ اللہ کی راہ میں ہے' رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں اس کے بدلہ قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں ملیں گی اور ان سب کے نکیل ڈلی ہوگی (۲۴)

عَنْ خُرَیْمِ بْنِ فَاتِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَنْفَقَ نَفْقَۃً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کُتِبَ لَہٗ بِسَبْعِ مِائَۃِ ضِعْفٍ○

Marfat.com

حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا تو اس کے لیے سات سو گنا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔ (۲۵)

اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کو جتنا چاہتا ہے اس کا اجر عطا کر دیتا ہے کیوں کہ اجر کا عطا کرنا مکمل طور پر اس کے اختیار میں ہے جتنا اجر چاہے عطا کر دے اوپر کی حدیث میں یہی بات واضح کی گئی ہے کہ جو کوئی اللہ کی راہ میں دینے میں جتنا زیادہ اظہار محبت کرتا ہے اللہ اسے اسی قدر عطا فرمانے کا اظہار کرتا ہے لہٰذا اے لوگو اس کے بندے بننے کے لیے اس سے محبت کا اظہار کرو ہر عمل اخلاص نیت سے کرو تم اسے بڑا ہی قریب پاؤ گے جو لوگ اللہ کی راہ میں دینے میں اظہار محبت نہیں کرتے ان کی اللہ بھی پروا نہیں کرتا۔

حضرت عبید اللہ بن عائشہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک سائل امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کھڑا ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا اپنی والدہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو میں نے آپ کے پاس چھ درہم رکھوائے تھے ان میں سے ایک درہم دے دو۔ وہ گئے اور انہوں نے واپس آ کر کہا امی جان کہہ رہی ہیں وہ چھ درہم تو آپ نے آٹے کے لیے رکھوائے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کسی بھی بندے کا ایمان اس وقت تک سچا ثابت نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کو جو چیز اس کے پاس ہے اس سے زیادہ اعتماد اس چیز پر نہ ہو جائے جو اللہ کے خزانوں میں ہے۔ اپنی والدہ سے کہو کہ چھ درہم بھیج دیں۔ چنانچہ انہوں نے چھ درہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھجوا دیئے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سائل کو دے دیئے۔ راوی کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی نشست بھی نہیں بدلی تھی کہ اتنے میں ایک آدمی ان کے پاس سے ایک اونٹ لئے گزرا جسے وہ بیچنا چاہتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ

اونٹ کتنے میں دو گے؟ اس نے کہا ایک سو چالیس درہم میں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اسے یہاں باندھ دو۔ البتہ اس کی قیمت کچھ عرصہ کے بعد ملے گی وہ آدمی اونٹ وہاں باندھ کر چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں ایک آدمی آیا اور اس نے کہا یہ اونٹ کس کا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میرا۔ اس آدمی نے کہا کیا آپ اسے بیچیں گے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں۔ اس آدمی نے کہا کتنے میں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا دو سو درہم میں اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو سو درہم دے کر وہ اونٹ خرید لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو سو درہم دے کر وہ اونٹ لے گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس آدمی سے اونٹ ادھار خریدا تھا۔ اسے ایک سو چالیس درہم دیئے اور باقی ساٹھ درہم لا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیئے۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی ہم سے وعدہ کیا ہے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (پ ۸ الانعام:۱۶۰)

''جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس کے دس حصے ملیں گے۔'' (کنز العمال)

''تنبیہ الغافلین'' میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ایک بار اپنے بھائی حضرت جبرائیل علیہ السلام سے صدقہ اور خیرات کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا۔ ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! صدقہ سات قسم کا ہوتا ہے:

وہ صدقہ کہ ایک کا ثواب ایک ہے۔ ایک کا ثواب دس ہے۔ ایک کا ثواب ستر ہے۔ ایک کا ثواب سو ہے' ایک کا ثواب سات سو ہے' ایک کا ثواب نو سو ہے' ایک کا ثواب نو لاکھ ہے۔ میں نے کہا: ''ان ساتوں اقسام کی تفصیل بیان کرو'' حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا:

وہ صدقہ جس میں ایک کا ثواب ایک ہے وہ یہ ہے کہ کسی مالدار یا ظالم کو دیکر

جائے۔

ایک کا ثواب ستر یہ ہے کہ کسی رشتہ دار محرم کو دیا جائے۔

ایک کا ثواب سو یہ ہے کہ فقراء اور مساکین' بیوہ اور یتیموں کو دیا جائے۔

ایک کا ثواب نو سو یہ ہے کہ کسی مریض حاجت مند یا مردہ کی روح کو ثواب بخشا جائے۔ ایک کا ثواب نو لاکھ یہ ہے کہ کسی طالب علم کو جو تقویٰ اور طہارت کے ساتھ علم دین حاصل کرنے میں مشغول ہو دیا جائے۔''

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور فرمایا:

يَا فَاطِمَةُ مَا يُرِيْدُ قَلْبُكِ مِنْ حَلْوَاتِ الدُّنْيَا؟

اے فاطمہ رضی اللہ عنہ دنیا کی لذتوں میں سے آپ کا دل کیا چاہتا ہے؟

فَقَالَتْ يَا عَلِيُّ اِشْتَهِي رُمَّانًا

آپ نے فرمایا کہ اے حضرت علی رضی اللہ عنہ میرا دل انار کی خواہش کرتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کچھ دیر کے لیے سوچنے لگے کیونکہ اس وقت انکے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور بازار کی طرف چلے گئے ایک درہم قرض لیا اور اس کے ساتھ انار خریدا اور اپنی اہلیہ محترمہ کی طرف واپس لوٹے آپ نے ایک بیمار آدمی کو دیکھا جو راستے میں پڑا ہوا تھا آپ اس کے پاس ٹھہر گئے اور اس سے فرمایا:

مَا يُرِيْدُ قَلْبُكَ يَا شَيْخُ؟

اے شیخ آپ کا دل کیا چاہتا ہے۔

فَقَالَ يَا عَلِيُّ لِي خَمْسَةَ اَيَّامٍ هُنَا وَاَنَا مَطْرُوْحٌ وَ مَرَّ النَّاسُ عَلَيَّ وَلَمْ يَلْتَفِتْ اَحَدًا اِلَيَّ يُرِيْدُ قَلْبِيْ رُمَّانًا

Marfat.com

اس نے عرض کیا کہ اے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مجھے راستہ پر پڑے ہوئے پانچ دن گزر گئے ہیں اور کسی ایک آدمی نے بھی میری طرف توجہ نہیں کی میرا دل انار کی خواہش کر رہا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کچھ دیر کے لیے سوچا اور اپنے دل ہی میں کہا کہ میں نے ایک ہی انار حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے لیے خریدا ہے۔ اگر میں نے یہ انار اس سائل کو دے دیا تو حضرت فاطمۃ رضی اللہ عنہا محروم رہیں گی اور اگر میں نے یہ انار اس آدمی کو نہ دیا تو اللہ تعالیٰ کے فرما(وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ)"آپ سائل کو نہ جھڑکیں" کی خلاف ورزی لازم آئے گی اور اس طرح نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان لَا تَرُدُّوْا السَّائِلَ وَلَوْ كَانَ عَلٰى فَرْسٍ کہ تم سوال کرنے والے کو رد نہ کرو۔ اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے پر عمل نہ ہو سکے گا۔

بحرحال آپ نے اس انار کو توڑا اور اس آدمی کو کھلا دیا اس انار کے کھانے سے اس آدمی کو اسی وقت تندرستی مل گئی ادھر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی شفایاب ہو گئیں۔حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے اور شرم محسوس کر رہے تھے۔

جب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ان کو دیکھا تو آپ کھڑی ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمانے لگیں کیا آپ مغموم ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت و جلال کی قسم کہ جب آپ نے وہ انار اس آدمی کو کھلایا تو اسی وقت میرے دل سے انار کھانے کی خواہش ختم ہو گئی۔ حضرت علی المرتضیٰ حضرت خاتون جنت کی یہ بات سن کر خوش ہوئے۔

اس دوران ایک آدمی آیا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا حضرت علی لمرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کون ہیں؟ دروازے پر آنے والے شخص نے کہا کہ میں حضرت

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہوں۔ آپ دروازہ کھولیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے دروازہ کھولا آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ہاتھ میں ایک طبق ہے جس کو رومال کے ساتھ ڈھانپا ہوا تھا۔ آپ نے وہ ان کے سامنے رکھ دیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

مِنْ هٰذَا يَا سَلْمَانُ؟ اے سلمان یہ کس کے پاس سے آئے ہیں؟

فَقَالَ مِنَ اللّٰهِ اِلَى الرَّسُوْلِ وَمِنَ الرَّسُوْلِ اِلَيْكَ

آپ نے فرمایا کہ اللہ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی طرف۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس برتن سے رومال کو ایک طرف کیا تو اس میں نو انار تھے۔

فَقَالَ يَا سَلْمَانُ لَوْ كَانَ هٰذَا اِلَىَّ لَكَانَ عَشْرًا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى (مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اگر یہ میری طرف آئے ہوتے تو وہ دس ہوتے اس لیے کہ رب ذوالجلال نے فرمایا" کہ جو نیکی کا ایک کام کرے اس کے لیے دس گناہ اجر ہے"

فَضَحِكَ سَلْمَانُ فَاَخْرَجَ رُمَّانَةً مِنْ كُمِّهٖ فَوَضَعَهَا فِى الطَّبَقِ

فَقَالَ يَا عَلِىُّ وَاللّٰهِ كَانَتْ عَشْرَةً وَلٰكِنْ اَرَدْتُ بِذٰلِكَ اَنْ اَخْتَبِرَكَ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مسکرائے اور آپ نے اپنی آستین سے ایک انار نکال کر اس کو طبق میں رکھ دیا اور عرض کرنے لگے اے حضرت علی رضی اللہ عنہ قسم بخدا یہ انار دس ہی تھے لیکن میں نے آپ کے بارے

Marfat.com

تجربہ کرنے کا ارادہ کیا۔(روضۃ المتقین)

21- زکوٰۃ کے علاوہ بھی اللہ کی راہ میں دیا جائے

اسلام میں کتاب وسنت کی رو سے زکوٰۃ فرض ہے کیوں کہ اللہ نے اپنے کلام میں بے شمار مقامات پر نماز کے قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا ہے نماز حقوق اللہ ہے اور زکوٰۃ حقوق العباد ہے نماز جسمانی عبادت ہے جبکہ زکوٰۃ مالی عبادت ہے اس مالی عبادت کے علاوہ انسان کو اللہ کی راہ میں دینے کی ترغیب دی گئی ہے جس کے بارے میں حدیث پاک یہ ہے:

عَنْ فَاطِمَةَ قَيْسٍ قَالَتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْمَالِ لَحَقًّا سِوَى الزَّكٰوةِ ثُمَّ تَلَا لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ الْاٰيَةَ

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال میں زکوٰۃ کے سوا بھی حق ہے اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی نیکی یہ نہیں کہ اپنے چہروں کو مشرق یا مغرب کی جانب پھیرا جائے آخر آیت تک۔(سنن ابن ماجہ)

یہی بات ایک اور طرح یوں بھی مروی ہے

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ اِنَّ فِي الْمَالِ حَقًّا سِوَى الزَّكٰوةِ.

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔(۲۶)

زکوٰۃ کے علاوہ حق سے مراد انفاق فی سبیل اللہ ہے۔شرح مشکوٰۃ مرقاۃ میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث پاک میں جو آیت شریفہ پڑھی ہے اس میں زکوٰۃ کے علاوہ جو امور ذکر کیے ہیں،وہ مراد ہیں جیسا کہ صلہ رحمی،یتیموں پر

Marfat.com

احسان کرنا، مسکین، مسافر سوالی کو دینا، لوگوں کی گردنوں کو آزادی وغیرہ کے ذریعہ خلاص کرنا ہے اور یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سند کے طور پر پڑھی ہے اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے ان مومنوں کی تعریف کی ہے جو اللہ کی راہ میں مال دیتے ہیں، پس اس کے بعد نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے پس اس سے مراد زکوٰۃ کے علاوہ صدقہ نفل ہے یعنی پہلے زکوٰۃ ادا کریں اس کے بعد مال وافر ہو تو اللہ کی راہ میں بھی دیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ دو خصلتیں ایسی ہیں جن سے افضل و برتر کوئی خصلت نہیں:

☆ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔

☆ مسلمان بھائیوں کو نفع پہنچانا۔

اور دو خصلتیں ایسی ہیں جن سے بدتر کوئی خصلت نہیں:

☆ خدا کے ساتھ شرک کرنا۔

☆ مسلمان بھائیوں کو نقصان پہنچانا۔

جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی ستر حاجتیں دنیا و آخرت میں پوری کرے گا اور اعمال نامہ میں سات ہزار برس کے دن بھر روزے اور شب بھر نماز کا ثواب درج فرمائے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے، سو درہم سے اڑھائی درہم دینا دنیاداروں کی زکوٰۃ ہے اور صدیقوں کی زکوٰۃ تمام مال کا صدقہ کرنا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ سخاوت مال کا پھل ہے اور اعمال علم کا پھل ہوتے ہیں اور اخلاص کا پھل اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے

حکایت: حضرت ابن سرین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عیالدار تنگ دست شخص سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا۔ اس شخص کا حال آپ رحمۃ اللہ علیہ کیا

Marfat.com

پوچھتے ہیں جس کے ذمے پانچ سو درہم قرض ہوں اور عیالدار بھی ہو۔ یہ سن کر حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ گھر میں گئے اور ہزار درہم لا کر اس شخص سے فرمایا۔ پانچ سو سے قرض ادا کرو اور پانچ سو سے اپنے عیال کی خبر گیری کرو۔ اس رقم کے علاوہ حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کچھ بھی نہیں تھا' اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عہد کیا کہ اب کسی کا حال نہیں پوچھیں گے کیوں کے اگر اس کی امداد مقصود نہیں ہے تو حال پوچھنا اس کی غربت کا مذاق اڑانا ہے۔

حکایت: ایک مرتبہ ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ سو دینار (اشرفیاں) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی نذر کیے۔ حضرت لیث ابنِ سعد رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے ایک ہزار دینار حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بطورِ نذرانہ بھیجے۔ بادشاہ کو جب اس کا علم ہوا تو وہ نارض ہوا کہ تم رعایا ہو کر بادشاہ سے بڑھنا چاہتے ہو (گویا میری توہین مقصود ہے) لیث رحمۃ اللہ علیہ نے کہا امیر المؤمنین یہ بات نہیں ہے بلکہ آج کل میری روزانہ کی آمدنی ایک ہزار دینار ہے۔ مجھے غیرت آئی کہ اتنے بڑے جلیل القدر امام کو میں نذرانہ پیش کروں اور اپنی ایک دن سے بھی کم کی آمدنی دوں۔ حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ کا مستقل معمول بھی یہی تھا کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سو اشرفی سالانہ نذرانہ پیش کیا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ بھی نذرانے آتے تھے لیکن اس کے باوجود اللہ کے فضل سے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بسا اوقات مقروض رہتے تھے۔ اور خود یہ حضرت لیث ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدثین اور علماء میں سے تھے جن کی روزانہ کی اس وقت کے لحاظ سے آمدنی ایک ہزار دینار (اشرفیاں) تھیں۔ مگر عمر بھر کبھی ان کے ذمہ زکوٰۃ واجب نہیں ہوئی مختلف زمانوں میں ان کی آمدنی مختلف رہی۔ اور ایسا ہوتا رہتا ہے کہ آمدنی کم وبیش ہوتی رہتی ہے لیکن زکوٰۃ کسی زمانے میں بھی واجب نہ ہوئی کہ زکوٰۃ تو جب واجب ہو جب کوئی جمع کر کے رکھے محمد بن رمح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں

کہ حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ کی سالانہ آمدنی ہر سال اسی ہزار دینار تھے مگر اللہ تعالیٰ نے کبھی ان پر ایک درم کی زکوٰۃ بھی واجب نہیں کی۔ خود ان کے بیٹے شعیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے والد کی آمدنی بیس پچیس ہزار (اشرفیاں) سالانہ تھی۔ مگر وہ ہمیشہ مقروض ہی رہتے تھے ابتداء میں بیس ہزار ہوگی، جس پر قرضہ ہوتا رہتا تھا اس کے باوجود وہ سب کچھ اللہ کے راستہ میں خرچ کر دیتے تھے اس وجہ سے اس کا بڑھنا ضروری تھا۔ اس لیے کسی وقت میں ایک ہزار روزانہ بھی ہو گیا۔

22- جہنم سے نجات

جہنم بہت برا ٹھکانا ہے جو لوگ برے کام کرتے ہیں ان کے لیے آخرت کی سزا جہنم ہی ہے لیکن جو شخص اللہ کی راہ میں کچھ نہیں دیتا اس کا انجام جہنم ہی ہوگا۔ جو نیک عمل کرے گا وہ جہنم سے بچ جائے گا اور ہی جو اللہ کی راہ میں خیرات کرتا رہے گا اسے بھی اللہ تعالیٰ جہنم سے بچا دے گا۔ اس کے بارے میں حدیث پاک یہ ہے۔

عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَامِنْکُمْ اِلَّاسَیُکَلِّمُہٗ رَبُّہٗ لَیْسَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَہٗ تَرْجُمَانٌ فَیَنْظُرُ اَیْمَنَ مِنْہُ وَلَایَرٰی اِلَّا مَاقَدَّمَ مِنْ عَمَلِہٖ وَیَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْہُ فَلَایَرٰی اِلَّامَاقَدَّمَ وَیَنْظُرُ بَیْنَ یَدَیْہِ فَلَایَرَی النَّارَ تِلْقَآءَ وَجْہِہٖ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ایسا کوئی نہیں مگر عنقریب وہ اپنے رب سے کلام کرے گا جبکہ رب کے اور اس کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہو گا جب وہ دائیں جانب دیکھے گا تو کچھ نظر نہیں آئے گا مگر وہی عمل جو آگے بھیجے اور جب سامنے نظر کرے گا تو نہیں دیکھے گا مگر جہنم، جو اس کے سامنے ہوگی۔ پس جہنم سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی خیرات ہو

سکے۔(۲۷)

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَقُوْلُ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ ۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جہنم سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر۔(۲۸)

ان احادیث یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں دیا ہوا مال آخرت میں جہنم کے عذاب سے بچنے کا ذریعہ ہے خواہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو کیوں کہ جو شخص تھوڑا تھوڑا بھی اللہ کی راہ میں دیتا رہے گا آخر ایک دن وہ بہت زیادہ ہو جائے گا حتیٰ کہ اس کے اعمال نامے میں انفاق فی سبیل اللہ کی بے پناہ نیکیاں جمع ہو جائیں گی جو اس کے لیے نجات کا ذریعہ بنیں گی۔

انسان دنیا کے کاموں میں مصروف ہو کر جہنم کی نجات سے بھولا ہوا ہے اگر وہ غافل نہ ہو تو وہ آخرت کے لیے ضرور توشہ جمع کرے۔

ایک صوفی کا قول ہے کہ انسان کو ہر دم آخرت کا فکر کرتے رہنا چاہیے اور اس کے لیے انفاق فی سبیل اللہ کا عمل ہی آسان ہے جو لوگ نیک بندوں کی صحبت اختیار کرتے ہیں ان میں انفاق فی سبیل اللہ کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔

سخاوت' زبان کی سچائی' احساس حقوق العباد' جذبہ مہمان نوازی اور خدمت خلق کی تڑپ اللہ سے محبت پیدا کرتی ہے جو آخرت میں نجات کا ذریعہ بنے گی۔

حضرت جنید بغدادی کا قول ہے کہ سخاوت' نصیحت' الفت اور شفقت ایسی چیزیں ہیں جن سے انسان اپنی آخرت کو بڑی آسانی سے سنوار سکتا ہے۔

ایک عالم دین کا کہنا ہے کہ اچھا اخلاق کسب حلال تکلیفوں پر صبر اور خوشحالی کی سخاوت انسانی سیرت اور کردار کو سنوار دیتی ہے۔

اللہ کی راہ میں خرچ کر کے کسی سے خدمت کا طالب نہ بننا چاہیے یہی بات جہنم سے نجات دلائے گی۔

اسلام لانا سب سے اچھا ہے اور اسلام میں ادب بہترین کمالات سے ہے اور خیرات افضل ترین مالی عبادت سے ہے۔

اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جس نے غریبوں پر مال خرچ کرنا سکھایا ہے پھر اے بندے انفاق ہی میں تیری نجات ہے۔ابتدائی زندگی میں عمر کی آخری زندگی کی نسبت زیادہ سخاوت کرنا خوشحالی کا باعث بنتا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک لوگوں کے گیارہ گروہ ایسے ہیں جن کی قبروں میں قیامت تک روشنی اور فراخی ہوگی:

وہ شخص جو بیمار کی عیادت کو جائے۔

جو شخص گرمیوں میں روزے رکھے۔

جو شخص اپنے مصیبت زدہ بھائی کی مدد کرے۔

جو اپنے ماں باپ کی خدمت گزاری اور فرماں برداری کرے۔

وہ عورت جس کا شوہر اس سے خوش ہو۔

جو شخص امت محمدیہ کی اصلاح و درستی کو دوست رکھے۔یہ وہ علمائے امت ہیں جو علم فقہ وحدیث کی تعلیم اہل امت کو دیں گے۔

وہ صاحب ایمان جس کی تمام عمر فاقے کی وجہ سے بھوک میں گزری۔

جس نے کثرت سے کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ورد رکھا۔

جو شخص اپنے قول کا سچا ہو۔

جو شخص فقراء، مساکین اور یتیموں سے محبت رکھے۔

وہ سخی مرد جو اپنی تھوڑی آمدنی سے اللہ کی راہ میں خیرات کرے۔

Marfat.com

حکایت: حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ لوگوں کو وعظ فرما رہے تھے تو اسی دوران ایک سائل کھڑا ہوا اور اس نے چار درہم طلب کیے۔

حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کون ایسا شخص ہے کہ جو اس کو چار درہم عطا کرے تو میں اس کے لیے چار دعائیں کروں گا۔

مسجد کے ایک طرف سے یہودی سردار کا ایک حبشی غلام بیٹھا ہوا تھا اس حبشی غلام کے پاس چار درہم تھے اس نے ان کو اکٹھا کیا اور اپنے ہاتھ میں لے کر کھڑا ہو گیا اس نے عرض کیا۔ اے شیخ میں چار درہم اس سائل کو دیتا ہوں لیکن میری شرط یہ ہے کہ آپ میرے لیے چار دعائیں کریں۔ میں جس طرح چاہتا ہوں اس طرح ہو جائے شیخ منصور ابن عمار نے فرمایا کہ ہاں حبشی غلام نے وہ چار درہم سائل کو دے دیے اور کہا کہ اے شیخ میں غلام ہوں۔ آپ میرے لیے آزادی کی دعا کریں میرا آقا یہودی ہے اس کے مسلمان ہونے کی دعا کریں۔ میں فقیر ہوں میرے لیے مالداری کی دعا کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل سے بے نیاز کر دے اور اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا کریں کہ وہ مجھے بخش دے۔

حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ نے یہ چار دعائیں فرمائیں جب وہ حبشی غلام واپس آیا اس نے اپنے آقا کو دیکھا اور اسے سارے قصے کی خبر دی۔ یہودی اس سے بڑا خوش ہوا اور اس نے کہا کہ میں نے تجھے اپنا مال خرچ کر کے آزاد کر دیا اب تک میں تیرا آقا اور تو میرا غلام تھا۔ آج کے بعد تو میرا آقا اور میں تیرا غلام ہوں اس کے بعد یہودی نے کلمہ شہادت پڑھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور سچے رسول ہیں۔

نیز اس آقا نے کہا کہ میں نے تجھے اپنے تمام مال کے اندر شریک کر لیا ہے۔

بہرحال کہ تیری چوتھی حاجت کہ میں تجھے بخش دوں تو وہ میرے اختیار میں نہیں ورنہ

Marfat.com

میں تیرے سارے گناہ بخش دیتا۔ اس دوران اس نے ہاتف غیبی سے یہ آواز سنی اس نے بیت اللہ شریف کے ایک کنارے سے آسمان سے یہ کہا کہ میں نے تم دونوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا میں نے تم دونوں سمیت حضرت منصور ابن عمار رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بخش دیا۔ (رونق المجالس)

23-خرچ کے متعلق روز قیامت پوچھا جائے گا:

قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو جمع کرے گا تو ان پر کیے ہوئے احسانات اور انعامات یاد دلائے گا انسان اس کے جواب میں کہے گا کہ میں نے تیرے دیے ہوئے مال کو جمع کیا اور بڑھا کہ چھوڑ آیا ہوں مجھے واپس بھیج تا کہ میں اس مال کو واپس لے آؤں اس سے کوئی جواب بھی صحیح بن نہیں پائے گا۔

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَالَ یُجَآءُ بِابْنِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ کَاَنَّہٗ بَذَجٌ فَیُوْقَفُ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ فَیَقُوْلُ لَہٗ اَعْطَیْتُکَ وَخَوَّلْتُکَ وَاَنْعَمْتُ عَلَیْکَ فَمَا صَنَعْتَ فَیَقُوْلُ یَارَبِّ جَمَعْتُہٗ وَثَمَّرْتُہٗ وَتَرَکْتُہٗ اَکْثَرَمَا کَانَ فَارْجِعْنِیْ اٰتِکَ بِہٖ کُلِّہٖ فَیَقُوْلُ لَہٗ اَرِنِیْ مَا قَدَّمْتَ فَیَقُوْلُ رَبِّ جَمَعْتُہٗ وَثَمَّرْتُہٗ وَتَرَکْتُہٗ اَکْثَرَ مَا کَانَ فَارْجِعْنِیْ اٰتِکَ بِہٖ کُلِّہٖ فَاِذَا عَبْدٌ لَّمْ یُقَدِّمْ خَیْرًا فَیُمْضٰی بِہٖ اِلَی النَّارِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کو قیامت کے روز بکری کے بچے کی طرح لایا جائے گا تو وہ اللہ کے حضور کھڑا ہو جائے گا اللہ اس سے فرمائے گا کہ میں نے تجھ پر عطائیں کیں، احسانات کیے اور تجھے انعامات دیے تو نے ان کا کیا بنایا؟ عرض کرے گا، میں نے سب کو جمع کیا اور بڑھایا اور اس میں سے زیادہ تر کو چھوڑ آیا۔ مجھے واپس بھیج کہ اس سارے کو لے آؤں۔ اس سے

فرمائے گا کہ دیکھ تو نے آگے کیا بھیجا تھا۔ عرض کرے گا کہ اے رب سب کچھ جمع کیا اور بڑھایا اور جو کچھ تھا اس میں سے اکثر کو چھوڑ آیا ہوں۔ مجھے واپس بھیج کہ اس سارے کو لے آؤں۔ جب ظاہر ہو جائے گا کہ اس نے آگے کچھ نہیں بھیجا تو اسے جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا۔ (۲۹)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ یوم حساب میں جب اللہ تعالیٰ حساب لے گا تو اس وقت انسان کو بارگاہ رب العزت کے حضور میں اس طرح کھینچ کر لایا جائے گا جس طرح کہ بکری کے بچے کو کھینچ کر لاتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ انسان اس روز ہر طرح سے بے اختیار ہوگا اور اسے ہر صورت میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا پڑے گا اس وقت اللہ اس سے کہے گا کہ اے انسان میں نے تجھے بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں تجھ پر احسان کیے تو وہ کہے گا کہ یا اللہ میں نے تیری عطا کو جمع کر کے بڑھا دیا اور بہت سا مال و دولت جمع کر کہ چھوڑ آیا ہوں اب مجھے واپس اس دنیا میں بھیج تاکہ میں مال لا کر تیرے حضور پیش کروں تو اللہ کی طرف سے جواب ملے گا اس میرے دیے ہوے مال سے تو نے کیا دیا جس کا بدلہ میں آج تجھے عطا فرماؤں۔ درحقیقت اس مال جمع کرنے والے نے اللہ کی راہ میں کچھ نہ دیا ہوگا اس کا اعمال نامہ انفاق فی سبیل اللہ کی نیکی سے خالی ہوگا۔ تو اس کے متعلق حکم ہوگا کہ اس نے چونکہ دنیا میں ہمارا کہنا نہیں مانا تو اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

ایک صوفی کا قول ہے کہ جس کے پاس بے پناہ دولت ہوگی اور وہ اسے اللہ کے حکم کے مطابق خرچ نہیں کرے گا تو روز قیامت اس کا حساب و کتاب بڑا طویل ہوگا۔ اگر تیرے ساتھ کرئی برائی کرے تو تو پھر بھی اسے اللہ کی راہ میں دے بشرطیکہ وہ لینے کا مستحق ہو تیری یہ نیکی قیامت کے روز نجات کا ذریعہ بنے گی۔

ایک فقیر کا کہنا ہے پانچ چیزیں انسانی دل کو روشن کر دیتی ہیں۔

1۔ گناہ ہو جائے تو جلدی توبہ کرے۔

Marfat.com

2۔ علم سیکھے تو اس پر عمل کرے۔

3۔ اللہ سے جو رزق ملے اسے خود بھی استعمال کرے اور دوسروں کو بھی دے۔

4۔ سخاوت کے وقت اللہ کا شکر ادا کرے کہ اللہ نے اسے لینے والا نہیں بلکہ دینے والا بنایا ہے۔

5۔ جو لوگ سخاوت نہیں کرتے ان کے انجام سے عبرت حاصل کرے۔

24- انفاق فی سبیل اللہ کا اجر جنت ہے:

جنت کو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لیے بنایا ہے جنت ایک بڑے باغ کی مانند ہے جہاں کی زندگی جاودانی ہے جہاں مسرتیں غیر فانی ہیں جہاں سکھ ہی سکھ ہے تکلیف نہیں جہاں خوشی ہے غم نہیں ہے جہاں لذت ہے درد نہیں ہے جہاں سکون ہے بے چینی نہی ہے جہاں شادمانی ہے غم نہیں ہے غرضیکہ جنت آرام و آسائش کا بہترین مقام ہے جو شخص اللہ کی راہ میں ڈبل چیز دے گا وہ جنت کے ہر دروازے سے جاسکے گا اس کے بارے میں حدیث پاک یہ ہے۔

اَبَاهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ كُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ اَیْ قُلْ هَلُمَّ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ يَارَسُوْلُ اللّٰهِ ذَاكَ الَّذِیْ لَاتَوٰی عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اِنِّیْ لَاَرْجُوْااَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو راہ خدا میں ڈبل چیز خرچ کرے تو جنت کے ہر دروازے کا منتظم اسے جنت میں داخل ہونے کے لیے اپنے دروازے کی طرف بلائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اس شخص کو تو کوئی خوف نہیں ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے قوی امید ہے کہ تم بھی ان لوگوں میں سے

Marfat.com

ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے اور جو شخص اللہ کی راہ میں پوشیدہ طور پر خیرات کرے خواہ رائی کے ایک دانہ کے برابر ہی کیوں نہ ہو، تو اس شخص کو اللہ تعالیٰ بغیر حساب و کتاب کے پوشیدہ طور پر جنت میں داخل کرے گا۔ (تذکرۃ الواعظین)

حضرت اسماء بنت زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تمام لوگ ایک ہی وقت میں میدان حشر میں جمع کیے جائیں گے۔ پھر ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا: کہاں ہیں وہ لوگ جن کے پہلو راتوں کو نماز تہجد ادا کرنے کے لیے اپنے بستروں سے علیحدہ ہوتے تھے اور کہاں ہیں وہ لوگ جو اپنے مقدور (حیثیت) کے مطابق رزق الٰہی میں سے خیرات کرتے تھے۔ یہ دونوں گروہ باہر آئیں گے جن کی تعداد بہت کم ہوگی۔ سب سے پہلے یہ گوگ بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوں گے۔ پھر سب لوگوں کے لیے حساب کا حکم ہوگا۔

(تذکرۃ الواعظین)

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کے قیامت کے دن اہل دوزخ ایک طرف صف بستہ کھڑے ہوں گے۔ اتنے میں ایک اجنبی مردان کی طرف سے گزرے گا۔ جس کو دیکھ کر: کوئی ان میں سے کہے گا کہ اے فلاں کیا تم مجھ کو نہیں پہچانتے؟ میں وہ ہوں جس نے تم کو ایک بار پیٹ بھر کے کھلایا تھا۔ دوسرا کہے گا کہ کیا تم مجھ کو نہیں پہچانتے، میں وہ ہوں جس نے تم کو ایک بار پانی پلایا تھا۔ تیسرا کہے گا، کیا تم مجھ کو نہیں پہچانتے، میں وہ ہوں جس نے ایک بار تمہیں پرانا کپڑا پہنایا تھا جس سے تمہارا ستر چھپ گیا۔ یہ سن کر وہ بہشتی مرد بارگاہ الٰہی میں شفاعت کرے گا اور اس کے ساتھ وہ بھی بہشت میں داخل ہوں گے۔ (تذکرۃ الواعظین)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مٹھی بھر چھوہارے اور روٹیوں کے ٹکڑے

Marfat.com

حوران جنت کا مہر ہیں۔ (تذکرۃ الواعظین)

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عامر کو شام کا گورنر بنایا ان کا طریقہ تھا کہ جب انہیں تنخواہ ملتی تو گھر والوں کے گزارے کا سامان خرید لیتے اور باقی کو صدقہ کر دیتے تو ان کی بیوی ان سے کہتی آپ کی باقی تنخواہ کہاں ہے؟ وہ کہتے میں نے وہ قرض دے دی ہے (ان کا یہ طرز عمل دیکھ کر) کچھ لوگ ان کے پاس آئے اور ان سے کہا آپ کے گھر والوں کا آپ پر حق ہے۔ آپ کے سسرال والوں کا آپ پر حق ہے تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ان کے حقوق کی ادائیگی میں کبھی کسی کو ان پر ترجیح نہیں دی ہے۔ میں موٹی آنکھوں والی حوریں حاصل کرنا چاہتا ہوں تو میں نے کسی بھی انسان کو اس طرح خوش کرنا نہیں چاہتا کہ اس سے حوروں کے ملنے میں کمی آئے یا وہ نہ مل سکیں کیونکہ اگر جنت کی ایک بھی حور جھانک لے تو اس کی وجہ سے ساری زمین ایسے چمکنے لگے گی جیسے سورج چمکتا ہے۔ میں جنت میں سب سے پہلے جانے والی جماعت سے پیچھے رہ جانے کے لیے بالکل تیار نہیں ہوں کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو حساب کے لیے جمع فرمائے گا تو فقراء مومنینِ جنت کی طرف ایسے تیزی سے جائیں گے جیسے کبوتر اپنے گھونسلے کی طرف تیزی سے پر پھیلا کر اترتا ہے۔ فرشتے ان سے کہیں گے ٹھہرو حساب دے کر جاؤ وہ کہیں گے ہمارے پاس حساب کے لیے کچھ ہے ہی نہیں۔ ہمیں دیا ہی کیا تھا جس کا ہم حساب دیں۔ اس پر ان کا رب فرمائے گا میرے بندے ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ پھر ان کے لیے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا اور وہ لوگوں سے ستر سال پہلے جنت میں چلے جائیں گے اور اسی حصہ دوم کے صفحہ ۲۳۷ پر ان ہی حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کا یہ قصہ گزر چکا ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کیا تم اس سے بہتر بات چاہتی ہو؟ کہ ہم یہ دینار اسے دے دیتے ہیں جو ہمیں سخت ضرورت کے وقت دے دے۔ ان کی

Marfat.com

بیوی نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے گھر والوں میں سے ایک آدمی کو بلایا جس پر انہیں اعتماد تھا اور ان دیناروں کو بہت سی تھیلوں میں ڈال کر اس سے کہا۔ جا کر یہ دینار فلاں خاندان کی بیواؤں، فلاں خاندان کے یتیموں، فلاں خاندان کے مسکینوں اور فلاں خاندان کے مصیبت زدہ لوگوں کو دے آؤ۔ تھوڑے سے دینار بچ گئے تو اپنی بیوی سے کہا لو یہ خرچ لو۔ پھر اپنے گورنری کے کام میں مشغول ہو گئے۔ چند دن بعد ان کی بیوی نے کہا آپ ہمارے لیے کوئی خادم نہیں خرید لیتے؟ اس مال کا کیا ہوا؟ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا وہ مال تمہیں سخت ضرورت کے وقت ملے گا۔ (ابونعیم فی الحلیۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم فلاں آدمی کا کھجور کا ایک درخت ہے اور مجھے اپنی دیوار کی اصلاح کے لیے اس کی ضرورت ہے آپ اسے حکم فرما دیں کہ وہ یہ درخت مجھے دے دے تاکہ میں اپنی دیوار کو اس کے ذریعہ درست کر سکوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو فرمایا تم کھجور کا یہ درخت اسے دے دو، تمہیں اس کے بدلے جنت میں کھجور کا درخت ملے گا اس آدمی نے انکار کر دیا۔ حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس آدمی سے کھجور کا یہ درخت جنت کے کھجور کے درخت کے بدلہ میں لے کر اس دوسرے آدمی کو دینا چاہتے ہیں تو حضرت ابوالدحداح اس کھجور والے کے پاس گئے اور اس سے کہا تم میرے اس باغ کے بدلے میں اپنا کھجور کا درخت میرے ہاتھ بیچ دو۔ وہ راضی ہو گیا۔ پھر حضرت ابوالدحداح نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنا باغ دے کر کھجور کا وہ درخت خرید لیا ہے اور اب آپ کو دے رہا ہوں آپ اس آدمی کو وہ درخت دے دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (خوش ہو کر) کئی بار فرمایا ابوالدحداح کو جنت میں کھجور کے پھل دار اور بڑے

بڑے درخت بہت سے ملیں گے۔ پھر انھوں نے اپنی بیوی کے پاس آ کر کہا اے ام دحداح تم اس باغ سے باہر آ جاؤ میں نے اسے جنت کے کھجور کے ایک درخت کے بدلہ میں بیچ دیا ہے۔ ان کی بیوی بھی ان کی طرح جنت کی طالبہ تھیں اس لیے انہوں نے کہا کہ آپ نے بڑے نفع کا سودا کیا ہے۔

25- سخاوت جنت کا ایک درخت ہے:

سخاوت اعمال جنت سے ہے اور جنت ایسا مقام ہے جہاں جنتی ہمیشہ کی زندگی گزارے گا اس لیے سخاوت کرتے رہنا چاہیے تاکہ آخرت میں سخی جنت کا حقدار بن جائے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ السَّخَاءُ شَجَرَةٌ فِی الْجَنَّةِ فَمَنْ کَانَ سَخِیًّا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْهَا فَلَمْ یَتْرُکْهُ الْغُصْنُ حَتّٰی یُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَالشُّحُّ شَجَرَةٌ فِی النَّارِ فَمَنْ کَانَ شَحِیْحًا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْهَا فَلَمْ یَتْرُکْهُ الْغُصْنُ حَتّٰی یُدْخِلَهُ النَّارَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخاوت جنت کا ایک درخت ہے سخی اس کی شاخیں پکڑتا ہے اور یہ شاخیں اس کو جنت میں داخل کیے بغیر نہیں چھوڑیں گی اسی طرح بخل بھی دوزخ کا ایک درخت ہے پس جو بخیل ہوتا ہے وہ ان شاخوں کو پکڑتا ہے اور وہ شاخیں اس کو دوزخ میں داخل کیے بغیر نہ چھوڑیں گی۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سخاوت ایک درخت ہے۔ جس کی جڑ جنت میں ہے اور اس کی شاخیں دنیا میں جھکی ہوئی ہیں۔ جس نے اس کی کسی شاخ کو پکڑ لیا وہ اس کے ذریعہ جنت میں

Marfat.com

پہنچ جائے گا۔ اور بخل ایک درخت ہے جس کی جڑ دوزخ میں ہے اور اس کی ٹہنیاں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں۔ جو شخص اس کی کسی ٹہنی سے لپٹا وہ اسے کھینچ کر دوزخ میں ڈال دے گی۔

سخاوت ان اعمال میں سے ہے جو انسان کو جنت میں لے جائے گی اس لئے جو سخاوت کرے گا وہ لازماً جنت میں جائے گا اور جو سخاوت نہیں کرے گا وہ جنت میں جانے سے محروم رہ جائے گا۔

بے شمار احادیث میں اس بات کی ترغیب دی گئی کہ ضرورت سے زائد اللہ کی راہ میں دینا جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے اس لئے دنیا میں اللہ کی راہ میں دینا بڑا آسان ہے کہ اگر کوئی سو روپیہ روزانہ کماتا ہے تو اس میں سے کچھ نہ کچھ اللہ کی راہ میں دینا چاہیے اس طرح اسے محسوس بھی نہیں ہو گا لیکن اس کے اعمال نامے میں انفاق فی سبیل اللہ کی نیکی جمع ہوتی جائے گی لہٰذا لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ وہ کچھ نہ کچھ اللہ کی راہ میں دینے کا معمول ضرور بنا لیں۔

اس حدیث میں سخاوت کو درخت کی مانند کہا گیا ہے گویا کہ اس وصف کو جنت کے درخت کے ساتھ مشابہ قرار دیا گیا ہے کہ جس طرح درخت بہت بڑا ہوتا ہے اس کی بے شمار شاخیں ہوتی ہیں یعنی وہ بہت پھیلا ہوتا ہے اسی طرح سخاوت بھی ایک عظیم وصف ہے جو درخت کی طرح پھیل جاتا ہے غرضیکہ سخاوت کے بھی بہت سے انداز ہیں جس طرح کی سخاوت انسان اپنائے گا وہی سخاوت کے زمرے میں ہو گی یعنی کسی مال سے مدد کرنا سخاوت ہے کسی بھوکے کو کھانا کھلانا سخاوت ہے کسی کو کپڑے لے کر دینا سخاوت ہے کسی کو ضرورت کی چیز دینا سخاوت ہے کسی کو کوئی چیز ادھار دینا سخاوت ہے۔ غرضیکہ جس کسی کی کسی بھی صورت میں مدد کی جائے گی وہ سخاوت ہو گی۔ اور سخاوت کے یہ شعبے جنت کی سخاوت کی شاخوں کی مانند ہیں یعنی سخاوت کے جس شعبے کو بھی اختیار کیا جائے گا وہ جنت میں جانے کا ذریعہ بن جائے گا۔

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے جو بیان فرمایا اس کی صورت یہ ہوئی کہ آپ منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند فرمایا ہے لہٰذا اسلام میں سخاوت اور حسن اخلاق کے ساتھ اچھی زندگی گزارو۔ غور سے سنو! سخاوت جنت کا ایک درخت ہے اور اس کی ٹہنیاں دنیا میں جھکی ہوئی ہیں۔ لہٰذا تم میں سے جو آدمی سخی ہوگا وہ اس درخت کی ایک ٹہنی کو مضبوطی سے پکڑنے والا ہوگا اور وہ یوں ہی اسے پکڑے رکھے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں پہنچا دے گا۔ غور سے سنو! کنجوسی دوزخ کا ایک درخت ہے اور اس کی ٹہنیاں دنیا میں جھکی ہوئی ہیں لہٰذا تم میں سے جو آدمی کنجوس ہوگا وہ اس درخت کی ایک ٹہنی کو مضبوطی سے پکڑنے والا ہوگا اور وہ یوں ہی اسے پکڑے رکھے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں پہنچا دے گا۔ پھر آپ نے دو مرتبہ فرمایا تم لوگ اللہ کی وجہ سے سخاوت کو اختیار کرو۔ اللہ کی وجہ سے سخاوت کو اختیار کرو۔ (۳۰)

26-سخی اللہ اور جنت کے قریب ہوتا ہے

اللہ کی راہ میں سخاوت کرنے والا اللہ کا منظور نظر بن جاتا ہے اللہ اسے قیامت کے بعد جنت میں داخل فرمائے گا اس لیے وہ جنت کے قریب ہے سخی کو لوگ عزیز و محترم سمجھتے ہیں اس لیے وہ دوستوں کے قریب ہوتا ہے چونکہ وہ دوزخ سے بچ جائے گا اس لیے وہ آگ سے دور ہوتا ہے اس کے برعکس بخیل اللہ، جنت اور اس کی مخلوق سے دور ہوتا ہے اور دوزخ کے قریب ہوتا ہے اس کے بارے میں حدیث یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ السَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِّنَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِیْلُ بَعِیْدٌ مِّنَ اللّٰهِ بَعِیْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّارِ وَلَجَاهِلٌ سَخِیٌّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِیْلٍ .

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخی شخص اللہ تعالیٰ سے قریب جنت سے قریب اور لوگوں کے قریب اور دوزخ سے دور ہے جبکہ بخیل اللہ سے دور جنت اور بندگان خدا سے دور ہے اور دوزخ سے قریب ہے اور سخی جاہل اللہ کو عابد بخیل سے زیادہ محبوب ہے۔ (۳۱)

حدیث شریف میں ہے کہ سخی آدمی دوزخ میں داخل نہ ہوگا، اس کے لیے صرف جنت ہے۔ اور بخیل آدمی کبھی جنت میں داخل نہ ہوگا، اس کے لیے صرف دوزخ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ چار خصلتیں اہل جنت کی ہیں اور چار اہل دوزخ کی۔

جنتیوں کی چار خصلتیں یہ ہیں:

(1) شیریں زبان۔ (2) بارونق چہرہ۔ (3) پرہیزگار دل۔ (4) سخی ہاتھ۔

اہل دوزخ کی چار خصلتیں یہ ہیں۔

(1) ترش روئی۔ (2) فحش گوئی۔ (3) سخت دلی۔ (4) کنجوسی۔

حکایت: ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابو دجانہ رضی اللہ عنہ آپ کی اقتدا میں فجر کی نماز پڑھتے ہی جلدی سے گھر واپس آجایا کرتے حتیٰ کہ مشترکہ دعا بھی نہ مانگا کرتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، ابودجانہ کیا وجہ ہے تم ہمارے ساتھ دعا مانگنے سے قبل چلے جاتے ہو، عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پڑوسی کے گھر کھجور کا درخت ہے ہوا سے اس کی کھجوریں میرے صحن میں گری ہوتی ہیں، میں بچوں کے جاگنے سے پہلے پہلے ان کھجوروں کو چن کر پڑوسی کو دے دیتا ہوں تاکہ میرے بچے ناجائز طور پر وہ کھجوریں استعمال نہ کر لیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے پڑوسی کو بلایا، اور فرمایا جنت کے دس

Marfat.com

درختوں کے بدلے تم اپنا کھجور کا درخت میرے ہاتھ فروخت کر دو! اس نے کہا غائب کا حاضر کے بدلے کیسے سودا کرلوں، حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہی فرمایا! فلاں مقام پر میرے پاس دس کھجور کے درخت ہیں ان کے بدلے تو اپنی کھجور ہمیں فروخت کر دے اس منافق نے بخوشی سودا کر لیا اور گھر آ کر بیوی سے کہنے لگا، میں نے خوب عمدہ سودا کیا کھجور کے دس درخت بھی لے لیے اور یہ بھی تو ہمارے ہی گھر کھڑا ہے، یہاں سے تھوڑی سی کھجوریں دے دیا کریں جب وہ رات کو سو کر اٹھے تو وہ کھجور کا درخت ان کے گھر سے منتقل ہو کر حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے صحن میں موجود تھا! (نزہۃ المجالس)

27- اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنا ناداری ہے

دنیا کی مالداری مال و دولت سے وابستہ ہے لیکن آخرت کی مالداری کا تعلق نیکیوں سے ہے جس کی نیکیاں بہت زیادہ ہوں گی قیامت کے روز وہ بہت مالدار تصور ہوگا اور جس کی برائیاں زیادہ ہوں گی وہ نادار ہوگا مگر لوگ یہ سمجھتے ہیں جو یہاں اسودہ حال یعنی مالدار ہے وہ قیامت کے روز بھی مالدار ہوگا ان کی یہ سوچ بالکل غلط ہے کیوں کہ اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ خَرَجْتُ لَیْلَۃً مِّنَ اللَّیَالِیْ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْشِیْ وَحْدَہٗ لَیْسَ مَعَہٗ اِنْسَانٌ قَالَ فَظَنَنْتُ اَنَّہٗ یَکْرَہُ اَنْ یَّمْشِیَ مَعَہٗ اَحَدٌ قَالَ فَجَعَلْتُ اَمْشِیْ فِیْ ظِلِّ الْقَمَرِ فَالْتَفَتَ فَرَاٰنِیْ فَقَالَ مَنْ ھٰذَا فَقُلْتُ اَبُوْ ذَرٍّ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاکَ قَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ تَعَالَ قَالَ فَمَشَیْتُ مَعَہٗ سَاعَۃً فَقَالَ اِنَّ الْمُکْثِرِیْنَ ھُمُ الْمُقِلُّوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا مَنْ اَعْطَاہُ اللّٰہُ خَیْرًا فَنَفَخَ فِیْہِ یَمِیْنَہٗ وَشِمَالَہٗ وَبَیْنَ یَدَیْہِ وَوَرَآءَہٗ وَعَمِلَ فِیْہِ خَیْرًا قَالَ فَمَشَیْتُ مَعَہٗ سَاعَۃً فَقَالَ اجْلِسْ ھٰھُنَا قَالَ فَاَجْلَسَنِیْ فِیْ قَاعٍ حَوْلَہٗ حِجَارَۃٌ

Marfat.com

فَقَالَ لِیَ اجْلِسْ ھٰھُنَا حَتّٰی اَرْجِعَ اِلَیْکَ قَالَ فَانْطَلَقَ فِی الْحَرَّۃِ حَتّٰی لَا اَرَاہُ فَلَبِثَ عَنِّیْ فَاَطَالَ اللُّبْسَ ثُمَّ اِنِّیْ سَمِعْتُہٗ وَھُوَ مُقْبِلٌ وَھُوَ یَقُوْلُ وَاِنْ سَرَقَ وَ اِنْ زَنٰی قَالَ فَلَمَّا جَآءَ لَمْ اَصْبِرْ فَقُلْتُ یَانَبِیَّ اللّٰہِ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاکَ مَنْ تُکَلِّمُ فِیْ جَانِبِ الْحَرَّۃِ مَاسَمِعْتُ اَحَدًا یَّرْجِعُ اِلَیْکَ شَیْئًا قَالَ ذَاکَ جِبْرِیْلُ عُرِضَ لِیْ فِیْ جَانِبِ الْحَرَّۃِ فَقَالَ بَشِّرْ اُمَّتَکَ اَنَّہٗ مَنْ مَّاتَ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ فَقُلْتُ یَاجِبْرِیْلُ وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰی قَالَ نَعَمْ قَالَ قُلْتُ وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰی قَالَ نَعَمْ وَاِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک رات نکلا کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تشریف لے جارہے ہیں اور آپ کے ساتھ کوئی نہیں ہے۔ میں نے سوچا کہ شاید کسی کا ساتھ جانا آپ کو ناگوار گزرے، اس وجہ سے میں چاند کے سائے میں چلنے لگا (تاکہ مجھ پر آپ کی نظر نہ پڑے) آپ نے مجھے دیکھ لیا اور فرمایا: کون ہے؟ میں نے کہا ابوذر! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے۔ آپ نے فرمایا اے ابوذر آو میں کچھ دیر آپ کے ساتھ چلا آپ نے فرمایا مالدار لوگ قیامت کے دن نادار ہوں گے سوائے ان لوگوں کے جنھیں اللہ تعالیٰ خیر عطاء کرے اور وہ اپنے مال کو دائیں بائیں اور آگے پیچھے دیں اور اس میں نیکی کے کام کریں میں کچھ دیر آپ کے ساتھ چلا آپ نے فرمایا میرے واپس آنے تک یہاں بیٹھے رہو! آپ نے مجھے ایک صاف زمین پر بیٹھا دیا جس کے اردگرد سیاہ پتھر تھے اور آپ ان پتھروں میں چلے گئے حتیٰ کہ آپ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے، میں کافی دیر بیٹھا رہا، پھر میں نے ایک آہٹ سنی آپ میری طرف آرہے تھے اسی حال

میں کہ آپ فرما رہے تھے خواہ چوری کرے یا زنا کرے۔ جب آپ آگئے تو میں صبر نہ کر سکا اور میں نے کہا اے اللہ کے نبی! اللہ مجھے آپ پر قربان کر دے آپ ان پتھروں میں کن سے باتیں کر رہے تھے، میں نے تو کسی کو آپ کے ساتھ باتیں کرتے نہیں دیکھا! آپ نے فرمایا کہ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو ان پتھروں میں میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ اپنی امت کو بشارت دیں کہ جو شخص اس حال میں فوت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گا میں نے کہا: اے جبرائیل خواہ وہ چوری یا زنا کرے، انھوں نے کہا خواہ چوری کرے یا زنا کرے۔ میں نے پھر کہا اگرچہ وہ چوری کرے یا زنا کرے انھوں نے کہا ہاں خواہ وہ شراب بھی پیئے۔ (۳۲)

اللہ تعالیٰ نے جنہیں دولت دے رکھی ہے اگر وہ اس دولت کو اللہ کی راہ میں دیں گرد ونواح یعنی دائیں بائیں آگے پیچھے ایسے کام کریں جن سے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچے تو ان کی یہ دولت آخرت میں نیکیوں کی کثرت کا سبب بن جائے گی اور جس طرح وہ دنیا میں امیر کبیر ہیں اسی طرح وہ اپنی نیکیوں کے باعث قیامت میں مالدار ہوں گے اگر وہ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ نہیں کریں گے تو نہ دینے کی بنا پر ان کی نیکیاں کم نہ جائیں گی اس وجہ سے وہ قیامت کے روز نادار اور مفلس تصور کیئے جائیں گے اس وجہ سے اس حدیث سے مالداروں کو سبق حاصل کرنا چاہیے کہ مال ہوتے ہوئے اللہ کی راہ میں ضرور دینا چاہیے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں ایک بلند بالا محل سے نیچے گروں (اور میرا جسم) ٹوٹ پھوٹ جائے تو یہ میرے نزدیک مالداروں کی مجلس میں بیٹھنے سے زیادہ پسندیدہ ہے کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا۔

اِیَّاکُمْ وَ مُجَالِسَةُ الْمَوْتٰی قِیْلَ یَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمِنَ الْمَوْتٰی؟ قَالَ الْاَغْنِیَآءُ

تم اپنے آپ کو مردوں کی مجلس سے بچاؤ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرد کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا 'مالدار'

اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَطْلَعْتُ عَلَی الْجَنَّةِ فَرَأَیْتُ اَکْثَرُ اَهْلَهَا الْفُقَرَاءُ وَاَطْلَعْتُ عَلَی النَّارِ فَرَأَیْتُ اَکْثَرُ اَهْلِهَا الْاَغْنِیَآءَ

میں جنت پر مطلع ہوا تو میں نے ان میں اکثریت فقراء کی دیکھی اور میں دوزخ پر مطلع ہوا تو میں نے ان میں اکثریت مالداروں کی دیکھی۔

ایسے ہی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِنِّیْ رَأَیْتُ الْجَنَّةَ فَرَأَیْتُ الْفُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ سَعْیًا وَّلَمْ اَرَمِنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْ یَدْخُلَهَا مَعَهُمْ اِلَّا عَبْدُالرَّحْمٰنَ بْنُ عَوْف رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَهُوَ مِنَ الْعَشْرَةِ الْمُبَشِّرِیْنَ بِالْجَنَّةِ ۔

میں نے جنت کی طرف دیکھا کہ اس میں مسلمان اور مہاجرین فقراء کوشش کر کے داخل ہو رہے تھے جبکہ میں نے مالداروں میں سے سوائے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے کسی کو نہیں دیکھا کہ جو کوشش کر کے ان کے ساتھ داخل ہو رہا ہو اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں۔جن کو دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری دے دی گئی۔

وہ دس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم جن کو دنیا میں جنت کی خوش خبری دی گئی

Marfat.com

درج ذیل ہیں۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ۔

اللہ مالدار بنائے تو اس کی راہ میں دیتے رہنا ہی بندگی ہے اور اس کی راہ میں دینا ہی روز قیامت کی امیری ہے اور نہ دینا ناداری ہے۔

کھا تو سبھی لیتے ہیں لیکن اس کے لیے اللہ کے بندوں کو کھلانا ہی اصل مالداری ہے۔ سخاوت اور انفاق فی سبیل اللہ کی سب سے اچھی صورت لوگوں کو کھانا پکا کر کھلانا ہے۔

اہل سخاوت کی قدر کر کیوں کہ سخاوت اللہ کی توفیق کے بغیر نہیں ہوتی اور سخی اللہ کے دوست ہوتے ہیں۔ اللہ کی توفیق سے فائدہ اٹھا کر اللہ کی راہ میں دیتا رہ نا جانے وہ کب تم سے چھن جائے۔ قیامت کی ناداری سے بچنے کے لیے روزانہ کچھ نہ کچھ اللہ کے لیے دیتا رہ وہی جمع ہوتا ہوا تیرے اعمال نامے میں نیکیوں کا پہاڑ بن جائے گا۔

28- خاموشی سے سائل کو دینے والا اللہ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے

کسی سائل کی خاموشی سے مدد کر دینا انتہائی اچھا عمل ہے یعنی پوشیدگی سے اللہ کی راہ میں خرچ کر دینا انسان کو اللہ کے پسندیدہ بندوں میں شامل کروا دیتا ہے۔ اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کا متن یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃٌ یُحِبُّھُمُ اللّٰہُ وَثَلٰثَۃٌ یُبْغِضُھُمُ اللّٰہُ فَاَمَّا الَّذِیْنَ یُحِبُّھُمُ اللّٰہُ فَرَجُلٌ اَتٰی قَوْمًا فَسَاَلَھُمْ بِاللّٰہِ وَلَمْ یَسْاَلْھُمْ لِقَرَابَۃٍ بَیْنَہٗ وَبَیْنَھُمْ فَمَنَعُوْہُ

Marfat.com

فَتَخَلَّفَ رَجُلٌ بِاَعْيَانِهِمْ فَاَعْطَاهُ سِرًّا لَّايَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهٖ اِلَّا اللّٰهُ
وَالَّذِیْ اَعْطَاهُ وَقَوْمٌ سَارُدُ الَيْلَتَهُمْ حَتّٰی اِذَا كَانَ النَّوْمُ اَحَبَّ
اِلَيْهِمْ مِمَّا يُعْدَلُ بِهٖ فَوَضَعُوْا رَءُوْسَهُمْ فَقَامَ يَتَمَلَّقُنِیْ وَيَتْلُوْا
اٰيَاتِیْ وَرَجُلٌ كَانَ فِیْ سَرِيَّةٍ فَلَقِیَ الْعَدُوَّ فَهُزِمُوْا فَاَقْبَلَ بِصَدْرِهٖ
حَتّٰی يُقْتَلَ اَوْيُفْتَحَ لَهٗ وَالثَّلٰثَةُ الَّذِيْنَ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ الشَّيْخُ الزَّانِیْ
وَالْفَقِيْرُ الْمُخْتَالُ وَالْغَنِیُّ الظَّلُوْمُ ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں رسول خدا نے فرمایا تین اشخاص ایسے ہیں جنہیں اللہ محبوب رکھتا ہے اور تین ایسے ہیں جن سے ناراض ہوتا ہے جن کو محبوب رکھتا ہے ان میں سے ایک تو وہ ہے کہ کوئی شخص کسی قوم کے پاس آ کر ان سے اللہ کے نام پر سوال کرتا ہے اور یہ سوال دونوں کی آپس کی قرابت کی وجہ سے نہیں ہوتا اور یہ قوم اس سائل کو کچھ نہیں دیتی اور منع کر دیتی ہے لیکن ان میں سے ایک شخص نے آ کر اس سائل کے سوال کو اس طرح خاموشی سے پورا کیا جس کا علم اللہ کے اور ان دونوں کے سوا کسی اور کو نہیں ہوتا۔ دوسرا وہ شخص ہے جو ایک قافلہ کے ساتھ مصروف سفر ہے اور رات کو اس وقت تک قطع مسافت کرتے ہیں جب تک کہ نیند کا خوب غلبہ نہیں ہوتا پھر جب رکتے ہیں تو سب محو خواب ہوتے ہیں لیکن یہ کھڑا ہو کر میری بارگاہ میں تضرع وزاری کرتا ہے اور آیات کی تلاوت کرتا ہے تیسرا وہ شخص ہے جو دشمن کے مقابلہ پر لشکر میں ہے لیکن لشکر کو شکست ہوئی سب بھاگ گئے لیکن یہ تنہا ہی دشمن کے مقابلہ پر ڈٹ گیا یہاں تک کہ کامیابی حاصل کی یا موت سے ہمکنار ہوا اور وہ تین جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے وہ یہ ہیں بوڑھا، زانی، مغرور فقیر اور ظالم مالدار۔ (ترمذی)

Marfat.com

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ تین بندے ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور تین شخص ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے، چنانچہ وہ اشخاص کہ جنہیں اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے ان میں سے ایک تو وہ شخص ہے کہ جس نے ایسے شخص کو صدقہ دیا جو ایک جماعت کے پاس آیا اور اس سے اللہ کی قسم دے کر کچھ مانگا (یعنی یوں کہا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے اتنا مال یا اتنی چیز دو) اس نے جماعت والوں سے حق قرابت کی وجہ سے دیا جو اس کے اور جماعت والوں کے درمیان تھا، مگر جماعت والوں نے اسے کچھ بھی نہیں دیا، چنانچہ ایک شخص نے (یعنی صدقہ دینے والے نے) جماعت کو (کہ وہ بھی اسی جماعت کا ایک فرد تھا) پس پشت ڈالا اور آگے بڑھ کر سائل کو پوشیدہ طور پر دے دیا، اور دوسرا وہ شخص ہے، جو جماعت کے ساتھ تمام رات چلا یہاں تک کہ جب ان کے لئے نیند ان تمام چیزوں سے زیادہ جو نیند کے برابر ہیں پیاری ہوئی تو جماعت کے تمام افراد سو گئے، مگر وہ شخص کھڑا ہوا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اور میرے سامنے گڑگڑانے لگا اور میری آیتیں (یعنی قران کریم) پڑھنے لگا (سوائے اللہ کے اور اس شخص کے کہ جسے اس نے دیا اور کسی نے اس کے عطیہ کو نہیں جانا یعنی میری عبادت و مناجات میں مشغول ہو گیا) اور تیسرا وہ شخص ہے جو لشکر میں شامل تھا، جب دشمن سے مقابلہ ہوا تو اس کے لشکر کو شکست ہو گئی مگر وہ شخص دشمن کے مقابلہ پر سینہ سپر ہو گیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا یا فتحیاب اور وہ تین شخص جو اللہ کے نزدیک مبغوض ہیں ان میں سے ایک تو وہ شخص ہے جو بوڑھا ہونے کے باوجود زنا کرے، دوسرا شخص تکبر کرنے والا فقیر ہے اور تیسرا شخص دولتمند ظلم کرنے والا ہے (یعنی وہ شخص دولتمند ہوتے ہوئے قرض دینے والے کو قرض کی ادائیگی نہ کرے یا دوسروں کے ساتھ ظلم کا معاملہ کرے)۔

اے ابن آدم اگر تو اپنے زائد مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرے محتاج بندوں کو دے اسی میں تیری بہتری ہے۔ اللہ چونکہ چاہتا ہے کہ انسان اس کے محبوب بندے

Marfat.com

بنیں جو بندا تمہارے سامنے جو سائل بن کر آئے اسے کچھ نہ کچھ دینا ہی بہتر ہے۔

29- بے حساب خرچ کرو بے حساب ملے گا

اللہ تعالیٰ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی راہ میں بے حساب خرچ کیا جائے یعنی اس کو شمار میں نہ لایا جائے کہ کتنا خرچ کروں اور کتنا خرچ نہ کروں جب بے حساب راہ اللہ میں دیا جائے گا تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ بے حساب عطا فرمائے گا کیوں کہ حساب نہ کرنے میں برکت بھی ہے اس کے بارے میں حدیث مبارک یہ ہے۔

عَنْ اَسْمَآءَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْفِقِىْ وَلَا تُحْصِىْ فَيُحْصِىَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَلَا تُوْعِىْ فَيُوْعِىَ اللّٰهُ عَلَيْكَ اَرْضَخِىْ مَا اسْتَطَعْتِ ۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے حساب خرچ کرو اللہ تعالیٰ تمہیں بے حساب عطا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے گریز نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی عطا اور احسان کو روک لے گا جہاں تک ممکن ہو خیرات کرو۔ (بخاری)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان فرمائی ہے تاکہ لوگوں کو انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب ملے حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خوب خرچ کرو اور اس کا حساب نہ رکھو کہ میں نے اتنا دیا ہے لہٰذا اپنی ضروریات سے زائد مال اللہ کی راہ میں دینا چاہیے لیکن شرعی حدود کے اندر رہا جائے اسراف کے کاموں پر خرچ نہ کیا جائے اور نہ ہی خلافِ شرع چیزوں پر دولت کو ضائع کرنا چاہیے بلکہ دولت ایسے کاموں پر خرچ کی جائے جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی وضاحت فرما دی ہے۔

Marfat.com

اس حدیث میں دوسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ اللہ کی راہ میں دینے سے گریز نہ کرنا چاہیے اور جب کسی کو عطا کریں تو اس کا حساب نہ رکھیں ورنہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشادہ اجر نہ ملے گا۔

اس حدیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ دولت کو روک کر نہ رکھا جائے اگر مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی بجائے روکا جائے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اپنی عطا اور احسان کی کثرت کو روک لے گا اس کے بعد ایک اور بات بتائی گئی ہے کہ جتنا بھی انسان سے ہو سکے اس کی راہ میں دیتا رہے خواہ وہ کم ہو یا زیادہ غرضیکہ انسان کو اپنی طاقت اور بساط کے مطابق خرچ کرنا چاہیے۔

ایک نیک بزرگ کا قول ہے کہ جو کچھ اللہ کی راہ میں دو گے اللہ اس کا بدل ضرور لوٹائے گا۔

کسی کا قول ہے کہ اگر تو دنیا میں عزت چاہتا ہے تو اپنی دولت کو اللہ کی راہ میں بے حساب خرچ کر۔

مال کی حفاظت کرنا جرم نہیں مگر اسے مناسب موقعوں پر اللہ کے لیے خرچ نہ کرنا اچھا نہیں ہے۔ لوگوں کی خوشحالی مال سے ہے اور خوشحالی میں اللہ کی راہ میں دینا اپنی فلاح بھی ہے۔

اچھے لوگ دولت سے محبت نہیں کرتے بلکہ اس کے دینے والے یعنی اللہ سے محبت کرتے ہیں بے حساب دولت اللہ کا عطیہ ہے اور اسے اللہ کے لیے بے حساب خرچ کرنا اس کا شکر ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اس شخص پر تعجب ہے جو شخص حساب کو حق جانتا ہے اور پھر بھی مال جمع کرتا ہے اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا۔

آپ ہی کا ایک اور ارشاد ہے کہ وہ مال جو نیک کاموں میں خرچ نہ کیا گیا اسے

Marfat.com

سمجھو کہ وہ ضائع ہو گیا۔

حکایت: ابوالحسن مدائنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن، اور امام حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم حج کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں ان کے سامان کے اونٹ ان سے جدا ہو گئے۔ یہ بھوکے پیاسے چل رہے تھے۔ ایک خیمہ پر ان کا گزر ہوا۔ اس میں ایک بوڑھی عورت تھی۔ ان حضرات نے ان سے پوچھا کہ ہمارے پینے کو کوئی چیز (پانی یا دودھ، لسی وغیرہ) تمہارے پاس موجود ہے۔ اس نے کہا ہاں میرے پاس ہے۔ یہ لوگ اپنی اونٹنیوں سے اترے۔ اس بڑھیا کے پاس ایک معمولی سی بکری تھی۔ اس کی طرف اشارہ کر کے اس نے کہا کہ اس کا دودھ نکال لو اور اس کو تھوڑا تھوڑا پی لو۔ ان حضرات نے اس کا دودھ نکالا اور پی لیا۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ کوئی کھانے کی چیز ہے۔ اس بڑھیا نے کہا کہ یہی بکری ہے اس کو تم میں سے کوئی ذبح کر لے تو میں پکا دوں گی۔ انہوں نے اس کو ذبح کیا۔ اس نے پکایا۔ یہ حضرات کھا پی کر جب شام کو چلنے لگے تو انہوں نے اس بڑھیا سے کہا ہم ہاشمی لوگ ہیں۔ اس وقت حج کے ارادہ سے جا رہے ہیں اگر ہم زندہ سلامت واپس مدینہ منورہ پہنچ جائیں تو تم ہمارے پاس آنا، تمہارے اس احسان کا بدلہ دیں گے یہ حضرات تو فرما کر چلے گئے۔ شام کو جب اس کا خاوند (کہیں جنگل وغیرہ سے) آیا تو اس بڑھیا نے ہاشمی لوگوں کا قصہ سنایا وہ بہت خفا ہوا کہ تو نے اجنبی لوگوں کے واسطے بکری ذبح کر ڈالی۔ معلوم نہیں کون تھے کون نہیں تھے، پھر کہتی ہے کہ ہاشمی تھے۔ غرض وہ خفا ہو کر چپ ہو گیا۔ کچھ زمانہ کے بعد ان دونوں میاں بیوی کو غربت نے جب بہت ستایا تو یہ محنت مزدوری کی نیت سے مدینہ منورہ گئے۔ دن بھر مینگنیاں چگا کرتے اور ان کو بیچ کر گزارا کرتے۔ ایک دن وہ بڑھیا مینگنیاں چگ رہی تھی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے دروازے کے آگے تشریف رکھتے تھے۔ جب یہ وہاں سے گزری تو اس کو دیکھ کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے پہچان لیا اور اپنے غلام کو

Marfat.com

بھیج کر اس کو اپنے پاس بلوایا اور فرمایا کہ اللہ کی بندی تو مجھے بھی پہچانتی ہے؟ اس نے کہا میں نے تو نہیں پہچانا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تیرا وہی مہمان ہوں دودھ اور بکری والا۔ بڑھیا نے پھر بھی نہ پہچانا اور کہا کیا اللہ کی قسم تم وہی ہو۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں وہی ہوں اور یہ فرما کر آپ نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس کے لیے ایک ہزار بکریاں خریدی جائیں۔ چنانچہ فوراً خریدی گئیں اور ان بکریوں کے علاوہ ایک ہزار دینار (اشرفیاں) نقد بھی عطا فرمائیں اور اپنے غلام کے ساتھ اس بڑھیا کو چھوٹے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ بھائی نے کیا بدلہ عطا فرمایا۔ اس نے کہا ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار دینار۔ یہ سن کر اتنی ہی مقدار دونوں چیزوں کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عطا فرمائی۔ اس کے بعد اس کو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے تحقیق فرمایا کہ ان دونوں حضرات نے کیا کیا عطا فرمایا اور جب معلوم ہوا کہ یہ مقدار ہے تو انہوں نے دو ہزار بکریاں اور دو ہزار دینار عطا فرمائے اور فرمایا کہ اگر تو پہلے مجھ سے مل لیتی تو میں اس سے بہت زیادہ دیتا یہ بڑھیا چار ہزار بکریاں اور چار ہزار دینار (اشرفیاں) لے کر خاوند کے پاس پہنچی کہ یہ اس ضعیف اور کمزور بکری کا بدلہ ہے۔

30- اللہ کی راہ میں جیسا دو گے ویسا ملے گا

اللہ تعالیٰ آخرت میں اسی قسم کا صلہ دے گا جس طرح کا کسی صاحب ایمان نے عمل کیا ہوگا اگر کوئی مسلمان اللہ کے لیے کسی ننگے مسلمان کو کپڑے پہنائے تو اللہ اسے جنت میں سبز کپڑے پہنائے گا اگر کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلایا جائے تو اللہ جنت میں اس کے بدلے میں اپنی نعمتیں کھلائے گا اگر کوئی مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اسے عمدہ قسم کا شربت پلائے گا اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ ہے۔

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَیُّمَا مُسْلِمٍ کَسٰی مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلٰی عُرًی کَسَاہُ اللّٰہُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّۃِ وَ اَیُّمَا مُسْلِمٍ اَطْعَمَ مُسْلِمًا عَلٰی جُوْعٍ اَطْعَمَہُ اللّٰہُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّۃِ وَاَیُّمَا مُسْلِمٍ سَقٰی مُسْلِمًا عَلٰی ظَمَآءٍ سَقَاہُ اللّٰہُ عَزَّوَ جَلَّ مِنَ الرَّحِیْقِ الْمَخْتُوْمِ ٥

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کسی ننگے مسلمان کو کپڑے پہنائے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے سبز کپڑے پہنائے گا اور جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھل کھلائے گا۔ اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کی ملائی والی شراب میں سے پلائے گا۔ (۳۳)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں جیسا خرچ کیا جائے گا ویسا ہی اس کا اجر ملے گا اگر کوئی اللہ کی راہ میں کپڑا دے گا تو اسے کپڑا ملے گا اگر کوئی کھانا کھلائے گا تو اسے آخرت میں کھانا ملے گا اگر کوئی کسی کی پیاس بجھائے گا تو آخرت میں اللہ اس کی پیاس بجھائے گا اس حدیث میں غور طلب بات یہ ہے کہ کپڑا یا کھانا یا پیاس بجھانے کا کوئی مشروب ایسے شخص کو دیا جائے جس کی واقعی اس کو ضرورت ہو تو اس کا درجہ اللہ کے ہاں زیادہ ہے۔ ایک غریب آدمی کو اگر کپڑے بنا کر دیئے جائیں تو اسے کپڑے دینے کا ثواب ملے گا لیکن اگر ایسے شخص کو کپڑے پہنائے جائیں جس کے کپڑے پھٹے پرانے ہوں یا ایسے شخص کو دیئے جائیں جو ننگا پھر رہا ہو تو اس کا ثواب عام لوگوں کو دینے سے زیادہ ہوگا۔ ایسے ہی اگر کسی کو کھانا کھلایا جائے تو اس کا ثواب ملے گا لیکن اگر ایسے شخص کو کھانا کھلایا جائے جو شدید بھوک میں ہو کئی روز سے اسے کھانا نہ ملا تو اس کا ثواب بہر کیف زیادہ ہوگا۔ اسی طرح ہر شخص کو پانی پلانے کا ثواب ملتا ہے لیکن ایسے شخص کو پانی پلایا جائے جس کو واقعی شدید پیاس ہو تو اسے پانی

Marfat.com

پلانے کا ثواب زیادہ ہو گا بلکہ اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں رحیق قسم کی شراب پلائے گا۔ رحیق جنت کی شرابوں میں سے ایک شراب ہے جو مشک سے بنائی گئی ہو اور اس میں تسنیم کی آمیزش ہو خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ رحیق ایک شراب ہے جس میں تسنیم ملی ہو گی۔ کھانے پلانے کے بارے میں کچھ مزید روایات یہ ہیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ جل شانہ کے نزدیک سب اعمال سے زیادہ محبوب کسی مسلمان کو خوش کرنا ہے یا اس پر سے غم کا ہٹانا ہے یا اس کا قرض ادا کرنا ہے یا بھوک کی حالت میں اس کو کھانا کھلانا ہے۔ (کنزالعمال)

ایک اور حدیث میں ہے کہ مغفرت کے واجب کرنے والی چیزوں میں سے کسی مسلمان کو خوشی پہنچانا ہے' اس کی بھوک کو زائل کرنا ہے' اس کی مصیبت کو ہٹانا ہے۔ (کنزالعمال)

ایک حدیث میں ہے کہ جس گھر سے لوگوں کو کھانا کھلایا جاتا ہو' بھلائی اس گھر کی طرف ایسی تیزی سے بڑھتی ہے جیسی تیزی سے چھری اونٹ کے کوہان میں چلتی ہے۔ (کنزالعمال)

ایک حدیث میں ہے کتنی حوریں ایسی ہیں جن کا مہر ایک مٹھی بھر کھجور یا اتنی ہی مقدار کوئی اور چیز دینا ہے۔ (کنزالعمال)

ایک حدیث میں ہے کہ فقراء کی پہچان کثرت سے رکھا کرو اور ان کے اوپر احسانات کیا کرو۔ ان کے پاس بڑی دولت ہے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ دولت کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ جس نے تمہیں کوئی ٹکڑا کھلایا ہو یا پانی پلایا ہو یا کپڑا دیا ہو اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں پہنچا دو۔

ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ایک اعلان ہو گا کہ امت محمدیہ کے فقراء کہاں ہیں اٹھو اور لوگوں کو میدانِ قیامت میں سے تلاش کر لو' جس نے تم میں

سے کسی کو میرے لئے ایک لقمہ دیا ہو میرے لئے کوئی گھونٹ پانی کا دیا ہو یا میرے لئے کوئی نیا کپڑا دیا ہو ان کے ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کر دو' اس پر فقراءِ اُمت اٹھیں گے اور کسی کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے کہ یا اللہ اس نے مجھے کھانا کھلایا تھا' اس نے مجھے پانی پلایا تھا' کوئی بھی فقراء امت میں سے چھوٹا یا بڑا شخص ایسا نہ ہو گا جو ان کو جنت میں داخل نہ کرے۔ (کنز العمال)

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد آیا ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو ایسی جگہ پانی پلائے جہاں پانی ملتا ہو' اس نے ثواب کے اعتبار سے گویا ایک غلام آزاد کیا اور جو شخص کسی کو ایسی جگہ پانی پلائے جس جگہ پانی نہ ملتا ہو' اس نے گویا اس کو زندگی بخشی یعنی مرتے ہوئے کو گویا ہلاکت سے بچایا۔ (کنز العمال)

ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اعلان کرنے والا اعلان کرے گا' کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے فقیروں اور مسکینوں کا اکرام کیا' آج تم جنت میں اس طرح داخل ہو جاؤ کہ نہ تم پر کسی قسم کا خوف ہے' نہ تم غمگین ہو اور ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا' کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے بیمار' فقیروں اور غریبوں کی عیادت کی' آج وہ نور کے منبروں پر بیٹھیں گے اور اللہ جل شانہ سے باتیں کریں اور دوسرے لوگ حساب کی سختی میں مبتلا ہوں گے۔ (کنز العمال)

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ جل شانہ کو سب سے زیادہ یہ عمل پسند ہے کہ کسی مسکین کو بھوک کی حالت میں روٹی کھلائے یا اس کا قرض ادا کرے یا اس کی مصیبت کو دور کرے۔ (کنز العمال)

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن آدمیوں کا حشر ایسی حالت میں ہو گا کہ وہ انتہائی بھوک اور پیاس کی حالت میں بالکل ننگے ہوں گے۔ پس جس شخص نے دنیا میں کسی کو اللہ کے واسطے کھانا کھلایا ہو گا' اللہ جل شانہ اس دن اس کو شکم سیر فرمائیں گے اور جس نے کسی کو اللہ کے واسطے پانی پلایا ہو گا حق تعالیٰ

Marfat.com

شانہ‘ اس کو سیراب فرمائے گا اور شکم سیر فرمائیں گے اور جس نے کسی کو کپڑا پہنچایا ہو گا‘ حق تعالیٰ شانہ اس کو لباس عطا فرمائے گا۔ (احیاء العلوم)

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ عمدہ کھجوریں دوسروں کو کھلاتے اور کہتے کہ جو شخص زیادہ کھائے گا اس کو فی کھجور ایک درم دیا جائے گا۔ (احیاء العلوم)

ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ‘ فقیر سے قیامت کے دن میں اس طرح معذرت کرے گا جیسا کہ آدمی آدمی سے کیا کرتا ہے اور فرمائے گا کہ میری عزت اور جلال کی قسم‘ میں نے دنیا کو تجھ سے اس لئے نہیں ہٹایا تھا کہ تو میرے نزدیک ذلیل تھا بلکہ اس لئے ہٹایا تھا کہ تیرے لئے آج بڑا اعزاز ہے‘ میرے بندے ان جہنمی لوگوں کی صفوں میں چلا جا‘ جس نے تجھے میرے لئے کھانا کھلایا ہو یا کپڑا دیا ہو وہ تیرا ہے۔ وہ اس حالت میں ان میں داخل ہو گا کہ یہ لوگ منہ تک پسینہ میں غرق ہوں گے‘ وہ پہچان کر ان کو جنت میں داخل کرے گا۔ (روض الریاحین)

31- بھوکے کو کھانا کھلانا افضل ترین صدقہ ہے

انسانی زندگی کی بقا کھانے پینے سے وابستہ ہے اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں کھانا مہیا کرنے پر چونکہ مال لگتا ہے اس لئے کھانا پکا کر بھوکے لوگوں کو کھلا دینا صدقہ کی افضل ترین صورت ہے کھانا کھلانے میں چونکہ پکانے کی مشقت پڑتی ہے اس لئے کھانا پکا دینا بڑا مشکل کام ہے اسی وجہ سے بھوکے کو کھانا کھلانا افضل ترین صدقہ ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصَّدَقَۃِ اَنْ تُشْبِعَ کَبِدًا جَائِعًاO

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل ترین صدقہ یہ ہے کہ تم بھوکے جگر کو بھر دو۔ (بیہقی)

عَنِ الْحُکْمِ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مَنْ اَطْعَمَ مِسْکِیْنًا جُوْعٍ اَوْ دَفَعَ عَنْہُ مَغْرَمًا اَوْ کَشَفَ عَنْہُ کُرْبًاO

حضرت حکم بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ وہ شخص محبوب ہے جو کسی بھوکے مسکین کو کھلائے یا اس کا قرض اتار دے یا اس کی مصیبت کو دور کر دے۔

حضرت مقدام بن شریح اپنے والد اور جدّ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے ایسا عمل بتلایئے جو مجھے جنت کا مکین بنا دے۔ آپ نے فرمایا: مغفرت کے اسباب میں سے کھانا کھلانا' سلام کرنا اور خوش اخلاقی ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی جاندار کو جو بھوکا ہو کھانا کھلائے' حق تعالیٰ شانہٗ اس کو جنت کے بہترین کھانوں میں سے کھانا کھلائے گا۔ (کنز العمال)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن جہنمی آدمی ایک صف میں کھڑے کیے جائیں گے ان پر ایک (کامل جنتی) گزرے گا۔ اس صف میں سے ایک شخص اس سے کہے گا کہ تو میرے لیے اللہ تعالیٰ کے یہاں سفارش کر دے۔ وہ پوچھے گا کہ تو کون ہے؟ وہ جہنمی کہے گا کہ تو مجھے نہیں پہچانتا' تو نے دنیا میں ایک مرتبہ مجھ سے پانی مانگا تھا جس پر میں نے تجھے پانی پلایا تھا۔ اس پر وہ سفارش کرے گا (اور وہ قبول ہو جائے گی) اسی طرح دوسرا شخص کہے گا کہ تو نے مجھ سے دنیا میں فلاں چیز مانگی تھی وہ میں نے تجھ کو دی تھی۔ (کنز العمال)

ایک اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن جنتی اور جہنمی لوگوں کی جب صفیں لگ جائیں گی تو جہنمی صفوں میں سے ایک شخص کی نظر جنتی صفوں میں سے کسی شخص پر پڑے گی اور وہ اس کو یاد دلائے گا کہ میں نے دنیا میں تیرے ساتھ فلاں احسان کیا

Marfat.com

تھا' اس پر وہ جنتی شخص اس کا ہاتھ پکڑ کر حق تعالیٰ شانہ' کی بارگاہ میں عرض کرے گا کہ یا اللہ! اس کا مجھ پر فلاں احسان ہے۔ اللہ پاک کی طرف سے ارشاد ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے طفیل اس کو جنت میں داخل کر دیا جائے۔ (کنز العمال)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جہنمیوں کی صف پر ایک جنتی کا گزر ہوگا تو ان میں سے ایک شخص اس کو آواز دے کر کہے گا کہ تم مجھے نہیں پہچانتے' میں وہی تو ہوں جس نے فلاں دن تمہیں پانی پلایا تھا' فلاں وقت تمہیں وضو کا پانی دیا تھا۔ (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانے سے زیادہ افضل کوئی صدقہ نہیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ مغفرت کے واجب کرنے والی چیزوں میں بھوکوں کو کھانا کھلانا ہے۔ (کنز العمال)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا مجھے بھوک نے پریشان کر رکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس آدمی بھیجا (کہ اگر کچھ کھانے کو ہے تو بھیج دیں) انہوں نے جواب دیا کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! میرے پاس پانی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ پھر آپ نے دوسری ازواج کے پاس باری باری پیغام بھیجا تو سب نے یہی جواب دیا کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! میرے پاس پانی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ پھر آپ نے (صحابہ رضی اللہ عنہم) سے فرمایا اسے آج رات کون مہمان بناتا ہے؟ اللہ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ ایک انصاری نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تیار ہوں۔ چنانچہ وہ اس آدمی کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا اور تو کچھ نہیں صرف بچوں کے لئے کچھ

Marfat.com

کھانے کو ہے اس انصاری نے کہا بچوں کو کسی چیز سے بہلا دینا اور جب وہ کھانا مانگیں تو انہیں سلا دینا اور جب مہمان اندر آئے تو چراغ بجھا دینا اور اس کے سامنے ایسے ظاہر کرنا کہ جیسے ہم بھی کھا رہے ہیں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب وہ مہمان کھانے لگے تو تو کھڑی ہو کر (بتی ٹھیک کرنے کے بہانے سے) چراغ بجھا دینا۔ چنانچہ وہ سب کھانے کے لئے بیٹھے لیکن صرف مہمان نے کھایا اور انصاری اور ان کی بیوی دونوں نے بھوکے ہی رات گزار دی۔ جب وہ صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں نے آج رات اپنے مہمان کے ساتھ جو سلوک کیا ہے وہ اللہ کو بہت پسند آیا ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اس آیت نازل ہوئی:

(وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ) (حشر:9)

"اور وہ دوسروں کو اپنے پر ترجیح دیتے ہیں خواہ خود تنگی ہی میں ہوں۔ (طبرانی)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ ان سے ایک مسکین نے سوال کیا۔ ان کے گھر میں صرف ایک روٹی تھی۔ انہوں نے اپنی باندی سے کہا یہ روٹی اس مسکین کو دے دو۔ باندی نے ان سے کہا (اس روٹی کے علاوہ) آپ کی افطاری کے لئے اور کچھ نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا (کوئی بات نہیں) تم پھر بھی اسے یہ روٹی دے دو۔ چنانچہ باندی کہتی ہے کہ میں نے اس مسکین کو وہ روٹی دے دی جب شام ہوئی تو ایک ایسے گھر والے نے یا ایک ایسے آدمی نے جو کہ ہمیں ہدیہ نہیں دیا کرتا تھا ہمیں ایک (پکی ہوئی) بکری اور اس کے ساتھ بہت سی روٹیاں ہدیہ میں بھیجیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بلا کر فرمایا اس میں سے کھاؤ یہ تمہاری (روٹی کی) ٹکیہ سے بہتر ہے۔ (موطا امام مالک)

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روزانہ رات کو

اپنے گھر والوں کو جمع کرتے اور سب ان کے بڑے پیالے میں سے کھاتے (کھانے کے دوران) بعض دفعہ وہ کسی مسکین کی آواز سنتے تو اپنے حصہ کا گوشت اور روٹی جاکر اسے دے دیتے۔ جتنی دیر میں وہ مسکین کو دے کر واپس آتے اتنی دیر میں گھر والے پیالہ ختم کر چکے ہوتے۔ اگر مجھے اس پیالہ میں کچھ مل جاتا تو ان کو بھی مل جاتا۔ پھر اسی حال میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما صبح روزہ رکھ لیتے۔ (طبقات ابن سعد 122/4)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ لوگوں کے ذمہ محتاج کا کھلانا فرض ہے جب وہ (کمانے کے لیے) نکلنے سے اور مانگنے سے عاجز ہو اور اس میں تین باتیں ہیں:
اول یہ کہ جب محتاج نکلنے سے عاجز ہو تو ہر اس شخص پر جس کو اس کا حال معلوم ہو، اس کا کھلانا فرض ہے اور اتنی مقدار کھلانا ضروری ہے جس سے وہ نکلنے پر اور فرض ادا کرنے پر قادر ہو جائے بشرطیکہ جس کو اس حال معلوم ہو وہ کھلانے پر قادر ہو اور اگر اس میں خود کھانے کی قدرت نہ ہو تو اس کے ذمہ ضروری ہے کہ دوسروں کو اس کے حال کی اطلاع کرے اور اگر نہ خود کھلا سکے نہ دوسروں کو اطلاع کرے اور وہ محتاج مر جائے تو سب گناہ گار ہوں گے جن کو اس کا حال معلوم ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر محتاج نکلنے پر قادر ہے لیکن کمانے پر قادر نہیں تو لوگوں کے ذمہ جن کو اس کا حال معلوم ہے ضروری ہے کہ وہ اپنے صدقات واجبہ سے اس کی مدد کریں اور اگر وہ کمانے پر بھی قادر ہے تو پھر اس کو جائز نہیں کہ سوال کرے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اگر وہ محتاج نکلنے پر قادر ہے لیکن کمانے پر قادر نہیں تو اس کے ذمہ ضروری ہے کہ نکل کر لوگوں سے سوال کرلے اگر وہ سوال نہیں کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ (فتاویٰ عالمگیری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اسے پانی پلائے یہاں تک کہ اسے سیر کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو آگ سے دور فرمائے گا اس کے اور جہنم کے درمیان سات خندقیں بنا دے گا۔ دو

Marfat.com

خندقوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت کے برابر فاصلہ ہوگا اور جہنم ندا کرے گی اے میرے رب تو مجھے اپنے لئے سجدۂ شکر ادا کرنے کی اجازت دے۔ پس تحقیق تو نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسے شخص کو میرے عذاب سے بچانے کا ارادہ فرمایا اس لئے کہ مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم آتی تھی کہ میں آپ کی امت کے ایسے شخص کو عذاب دوں جو صدقہ کرتا تھا۔ جب کہ میرے لئے تیری اطاعت کرنا ضروری ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا کہ حضور کی امت کا صدقہ کرنے والا شخص جنت میں داخل ہو جائے۔ پس میرے لئے تیری فرمانبرداری کرنا ضروری ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا کہ ایک روٹی کا لقمہ یا کھجور کا مٹھی صدقہ کرنے والا شخص جنت میں داخل ہو جائے۔ (درۃ الناصحین)

حکایت: بنی اسرائیل میں کئی سال تک شدید قحط رہا۔ ایک عورت کے پاس روٹی کا ایک لقمہ تھا۔ اس نے اسے کھانے کے لئے منہ میں رکھا کہ اچانک دروازے پر ایک سائل نے آکر صدا دی کہ مجھے اللہ کے راستے پر ایک لقمہ عطا کیا جائے اس عورت نے اپنے منہ سے وہ نوالہ نکالا اور اس سائل کو دے دیا پھر وہ عورت جنگل کی طرف لکڑیاں کاٹنے کیلئے گئی اور اس کے ساتھ اس عورت کا ایک بچہ بھی تھا۔ پس اچانک ایک بھیڑیا آیا اس نے بچے کو اٹھایا اور وہ چلا گیا پس وہ عورت چلائی اور اس بھیڑے کے پیچھے چلنے لگی اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے اس کے بچے کو بھیڑیئے کے منہ سے نکال کر اس کی ماں کو دے دیا اور کہا کہ اے اللہ کی بندی کیا تو اس لقمہ پر راضی ہے یہ اس لقمہ کے بدلے جو تو نے اللہ کے راستے میں خرچ کیا۔ (تفسیر حنفی)

حکایت: ایک چیل حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے پاس آئی اس نے کہا کہ ایک آدمی کا درخت ہے اور میں اس درخت پر بچے دیتی ہوں وہ شخص میرے بچوں کو اٹھا لیتا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے درخت کے مالک کو بلایا اور اسے

ایسا کرنے سے منع فرمایا اور آپ نے دو جنوں سے فرمایا کہ جب دوسرا سال آئے اور اگر یہ آدمی چیل کے بچوں کو اٹھائے تو تم اس کو پکڑ کر مشرق یا مغرب میں پھینک دینا۔ جب آئندہ سال آیا درخت کا مالک حضرت سلیمان علیہ السلام کا فرمان بھول گیا اور اس نے درخت پر چڑھنے کا ارادہ کیا جب کہ وہ ایک لقمہ صدقہ کر چکا تھا اس نے پرندے (چیل) کے بچے اٹھا لئے پس وہ پرندہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں اس درخت کے مالک کی شکایت کرنے کے لئے آیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان دونوں جنوں کو بلا کر سزا دینے کا ارادہ کیا اور آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ جس چیز کا میں نے تمہیں حکم دیا تھا اس پر تم نے کیوں نہیں کیا ان دونوں جنوں نے کہا اے اللہ تعالیٰ کے خلیفہ! اس درخت کے مالک نے جب درخت پر چڑھنے کا ارادہ کیا ہم نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا لیکن وہ ایک مسلمان آدمی کو روٹی کا ایک ٹکڑا بطور صدقہ دے چکا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف آسمان سے دو فرشتے بھیجے۔ یہاں تک کہ ان دونوں نے ہم میں سے ہر ایک کو پکڑا اور اس کے بدلے ہمیں پھینک دیا اور اللہ تعالیٰ نے صدقے کی برکت سے اسے سزا سے بچا لیا۔

32-روز قیامت خیرات اور عبادت کا پلڑا بھاری ہو گا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن میزان عمل برپا کی جائے گی۔

جس کی ڈنڈی کا طول مشرق سے مغرب تک اور ہر ایک پلڑا زمین و آسمان کے برابر ہو گا۔

ایک پلڑا عرش کے دائیں طرف رکھا جائے گا جو نیکیوں کا پلڑا ہو گا۔

دوسرا بائیں طرف جس میں بدیوں کا وزن کیا جائے گا۔

دونوں پلڑوں کے درمیان جن وَاِنسان کے نیک اعمال پہاڑوں کی مانند انبار لگے ہوں گے۔

Marfat.com

یہ قیامت کا وہ دن ہوگا جو دنیا کے حساب سے پچاس ہزار برس کے برابر ہوگا۔
بعض ایسے لوگ حاضر کیے جائیں گے جن میں سے ہر ایک کے ساتھ ستتر (77) دفتر اعمال ہوں گے۔ ہر ایک دفتر کا طول اس قدر ہوگا جہاں تک اس کی نگاہ جائے گی۔ ان تمام دفتروں میں ان کی برائیاں درج ہوں گی۔ جن کو میزان عمل کے ایک پلڑے میں رکھا جائے گا پھر انگلی کے برابر ایک کاغذ نکالا جائے گا جس پر کلمہ شہادت'

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلَ اللّٰهِ○ لکھا ہوگا۔ یہ کاغذ دوسرے پلڑے میں رکھا جائیگا۔ کلمہ شہادت والا پلڑا گناہوں کے دفتروں والے پلڑے سے وزن میں بھاری ہوگا۔ اس کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ

اس کے معنی یہ ہیں کہ ۵۶۸ وہ لوگ ہوں گے جن کے خیرات اور عبادت کا پلڑا بھاری نکلے گا۔

فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ○

یعنی" وہ شخص بہشت کے عیش و آرام میں خوش رہے گا"۔ اس کے بعد ارشاد ہوا ہے۔

فَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ○ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ○ وَمَا اَدْرٰكَ مَاهِيَهْ نَارٌ حَامِيَةٌ○

یعنی" جس شخص کے نیک اعمال (حسنہ) کا وزن قیامت کے دن اس بد اعمالی کے مقابلہ میں ہلکا ہوگا' اس کا ٹھکانہ ھاویہ ہوگا اور تم جانتے ہو کہ ھاویہ کیا چیز ہے؟ وہ ایک نہایت تیز آگ ہے۔"

یہاں تک ایک فضیلت کا بیان تھا جو اللہ کی راہ میں خیرات کرنے والے کو دیگر فضیلتوں کے ساتھ قیامت کے دن عطا ہوں گی:

Marfat.com

میدان حشر اور حساب کی سختیاں اس پر آسان ہوں گی۔

میزان عمل میں اس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اس کو نور کے دو پر عطا فرمائے گا، جن کے ذریعے وہ پل صراط سے تیز اڑنے والے پرندے کی طرح اڑ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ اس کو بہشت بریں میں داخل فرمائے گا جہاں اس کو جنت کی نعمتیں اور دیدار الٰہی کی نعمت حاصل ہوگی۔ (۳۴)

سخاوت اور خیرات ایسی نیکی ہے کہ جس کے کرنے میں آسانی ہے یعنی اللہ کے مال کو پکڑ کسی دوسرے کو پکڑا دینا آسان ہے لیکن اس کا یہی عمل قیامت میں میزان عدل کے پلڑے کو جھکا دے گا اے بندے زندگی سے فائدہ اٹھا اور اپنی دولت کا بہتر مصرف کر۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے کہ اپنے واسطے زمین پر مال جمع نہ کرو جہاں اس کے خراب ہونے کا ڈر ہے یہاں اسے کوئی چرا بھی سکتا ہے بلکہ اللہ کی راہ میں اپنے مال کو دے کر آسمان پر جمع کر لو جہاں مال نہ خراب ہوتا ہے اور نہ چوری ہوتا ہے۔

حضرت معروف کرخی کا قول ہے جو دولت دینے میں سخی ہوتا ہے اسے حقیقی راحت حاصل ہوتی ہے۔

33-انفاق فی سبیل چالیس نیک اعمال سے ہے۔

کتاب "مختار" کسی بزرگ کا قول ہے کہ مسلمان آدمی کو مرنے سے پہلے چالیس ہدیئے اپنی ذات پر فرض کر لینے چاہئیں۔

چار ملک الموت کے لیے اور وہ یہ ہیں

جھگڑے والے کو راضی کرنا

فوت شدہ عبادت کو ادا کرنا

Marfat.com

موت کے لیے تیار رہنا

دیدارالٰہی کا شوق رکھنا

چار جناب باری تعالیٰ کے لیے

چار قبر کے لیے وہ یہ ہیں:

چغل خوری ترک کرنا۔

پیشاب کے چھینٹوں سے احتیاط کے ساتھ پاک رہنا۔

قرآن مجید پڑھنا۔

رات کو جب سب لوگ سو رہیں نماز تہجد ادا کرنا۔

چار منکر نکیر کے لیے یہ ہیں:

سچ بولنا۔

غیبت ترک کرنا۔

حق بات کہنا۔

مخلوق کے ساتھ تواضع سے پیش آنا۔

میزان عمل کے لیے یہ ہیں:

عمل میں اخلاص

خوش اخلاقی

ذکرالٰہی کی کثرت۔

تکلیف کی برداشت

پل صراط کے لیے یہ ہیں:

غصہ کو ضبط کرنا۔

پرہیزگاری

مسلمان کی مدد کرنا۔

Marfat.com

جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے پیدل جانا۔

مالک دوزخ کے لیے یہ ہیں:

خوف الٰہی سے رونا۔

چھپا کر خیرات کرنا۔

گناہ سے باز آنا

ماں باپ کی خدمت کرنا

رضوان جنت کے لیے یہ ہیں:

سختیوں پر صبر کرنا۔

مال کی خیرات۔

حقوق الٰہی کی نگہداشت۔

موت کو ہر وقت یاد رکھنا اور بعض کہتے ہیں اولیاء اللہ سے محبت رکھنا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی محبت۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر چلنا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کبار رضی اللہ عنہم کو محبت سے یاد کرنا۔

جناب باری تعالیٰ کے لیے چار ہدیے یہ ہیں:

لوگوں کو نیک کام کا حکم دینا۔

بری باتوں سے باز رکھنا۔

خلق خدا کی خیر خواہی کرنا۔

حکم اللہ پر راضی ہونا۔

جس بندہ مومن میں یہ خصائل ہوں گے اس کو اللہ تعالیٰ ضرور جنت میں داخل

Marfat.com

کرے گا۔

34-ضرورت کے باوجود سخاوت

ضروت کے باوجود سخاوت کرنے کا درجہ بہت افضل ہے اس کے بارے میں ایک روایت میں یوں آتا ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چادر لے کر آئی جو کہ بُنی ہوئی تھی اور اس کا کنارہ بھی اسی کے ساتھ بنا ہوا تھا۔(یعنی وہ چادر کسی اور کپڑے سے کاٹ کر نہیں بنائی گئی تھی بلکہ کنارے سمیت بطور چادر کے ہی وہ بنی گئی تھی) اور اس عورت نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ چادر اس لئے لائی ہوں تاکہ آپ اسے پہن لیں۔آپ نے اس عورت سے چادر لے لی اور چونکہ آپ کو اس چادر کی واقعی ضرورت تھی اس لئے آپ نے اسے پہن لیا۔آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ چادر دیکھی تو عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو بہت اچھی ہے چادر ہے' یہ تو آپ مجھے پہننے کے لیے دے دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا (اور یہ کہہ کر چادر اسے دے دی حالانکہ آپ کو خود اس کی ضرورت تھی) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے کھڑے ہو کر تشریف لے گئے تو آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان صاحب کو بہت ملامت کی اور یوں کہا تم نے اچھا نہیں کیا' تم خود دیکھ رہے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اس چادر کی ضرورت تھی اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لے کر پہن لیا۔ پھر تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چادر مانگ لی اور تمہیں معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی کوئی چیز مانگی جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا انکار نہیں فرماتے بلکہ دے دیتے ہیں۔ ان صحابی نے کہا میں نے تو صرف اس لئے مانگی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر اسے ہمیشہ اپنے پاس سنبھال کر رکھوں گا تاکہ

Marfat.com

مجھے اس میں کفن دیا جائے۔(ابن جریر)

یہی بات ایک اور روایت میں یوں بھی بیان ہوئی ہے۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک دھاری دار اُونی کالے رنگ کا جوڑا بن کر تیار کیا گیا اس کا کنارہ سفید رکھا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہن کر اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس باہر تشریف لائے آپ نے اپنی ران پر (ازراہ خوشی) ہاتھ مار کر فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں یہ جوڑا کتنا اچھا ہے۔ ایک اعرابی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ تو آپ مجھے دے دیں۔ آپ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب بھی آپ سے کوئی چیز مانگی جاتی تھی آپ اس کے جواب میں نہیں، نہیں فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا! تم لے لو اور یہ کہہ کر وہ جوڑا اسے دے دیا اور اپنے پرانے دو کپڑے منگوا کر پہن لئے اور پھر آپ نے اسی طرح کا جوڑا بنانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ جوڑا بننا شروع ہو گیا لیکن ابھی وہ بن ہی رہا تھا اور کھڈی پر چڑھا ہوا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔(۳۵)

35-حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت بے مثل یکتائے زمانہ ہے آپ جیسا سخی نہ کوئی ہوا، نہ ہوگا اللہ کے نام پر مال ومتاع لگانا آپ کی عادت شریفہ کا کمال ہے آپ نے عمر بھر مال ودولت جمع نہ کی اور جو کچھ میسر آیا اللہ کے لئے نچھاور کرتے گئے اس کے بارے میں احادیث یہ ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسَ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَهُمْ عَلٰى فَرَسٍ وَقَالَ وَجَدْنَاهُ بَحْرًا ۝

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے حسین، بہادر اور سخی تھے۔ ایک دفعہ اہل مدینہ کو کچھ خطرہ محسوس ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہو کر سب سے سبقت لے گئے اور فرمایا: ہم نے (ابوطلحہ کے) اس گھوڑے کو دریا کی طرح تیز رفتار پایا ہے۔(۳۶)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ قَالَ وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَيْلَةً سَمِعُوْا صَوْتًا قَالَ فَتَلَقَّاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ وَهُوَ مُتَقَلِّدٌ سَيْفَهٗ فَقَالَ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدْتُّهٗ بَحْرًا يَعْنِي الْفَرَسَ○

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے فرماتے ہیں ایک رات اہل مدینہ ایک آواز سن کر خوف زدہ ہوئے (اور وہ تحقیق کے لیے نکلے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار (واپس آتے ہوئے) ملے۔ آپ نے تلوار لٹکا رکھی تھی فرمایا مت گھبراؤ پھر فرمایا میں نے اس گھوڑے کو دریا پایا۔(۳۷)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَا

Marfat.com

عَوْا لَمْ تُرَاعُوْا وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِأَبِىْ طَلْحَةَ عُرْىٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ وَّفِىْ عُنُقِهٖ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُّهٗ بَحْرًا ○

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ حسین، تمام لوگوں سے زیادہ سخی اور تمام لوگوں سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات اہل مدینہ کو خطرہ محسوس ہوا تو آواز کی جانب لپکے۔ راستے میں انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سامنے سے آتے ہوئے ملے جو آواز کی طرف سب سے پہلے چلے گئے تھے اور فرما رہے تھے: نہ گھبراؤ، نہ گھبراؤ۔ آپ حضرت ابوطلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر زین کے بغیر سوار تھے اور آپ کی گردن میں تلوار تھی۔ فرمایا کہ میں نے تو اسے دریا پایا ہے۔(۳۸)

ان تینوں احادیث کا متن ایک جیسا ہے اور یہی بات بتائی گئی ہے کہ آپ سب سے زیادہ حسین اور سخی ہیں۔ آپ کی سخاوت زمانہ بھر میں مشہور ہوئی اور آپ کی سخاوت اللہ سے محبت کی روشن دلیل ہے آپ نے کبھی سائل کو کچھ دیئے بغیر واپس نہ لوٹایا جب بھی کوئی کسی چیز کا سوالی بنتا تو آپ اسے کچھ نہ کچھ ضرور دیتے اس لئے آپ کے خصائل عالیہ میں سخاوت کا عنصر بہت ہی نمایاں نظر آتا ہے آپ کی سخاوت کے بارے میں بے شمار واقعات ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے۔

آپ ہی سے ایک روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو سخی نہیں دیکھا آپ اللہ کی راہ میں سب سے زیادہ دینے والے تھے آپ بہادر بھی بے مثل تھے۔(۳۹)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور لوگوں میں سب سے زیادہ نرم اور سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے۔(۴۰)

Marfat.com

36- احد پہاڑ کے برابر سونے کی تقسیم کا اظہار

احد مدینہ منورہ کا مشہور پہاڑ ہے اور کافی بڑا ہے اسی پہاڑ کے دامن میں غزوہ احد ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہاڑ کو دوست کے نام سے موسوم کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنی عادت سخاوت کا یوں اظہار فرمایا کہ اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا تو اسے بھی میں اللہ کی راہ میں لوگوں میں تقسیم کر دیتا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِیْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا لَّسَرَّنِیْ اَنْ لَّا یَمُرَّ عَلَیَّ ثَلٰثُ لَیَالٍ وَّعِنْدِیْ مِنْهُ شَیْءٌ اِلَّا شَیْءٌ اُرْصِدُهٗ لِدَیْنٍ٥

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھے اس بات سے مسرت ہوگی کہ میں اسکو تین دن ختم ہونے سے پہلے ہی ختم کر دوں اور صرف اتنا روک لوں جتنا کہ مجھے ادائے قرض کے لیے درکار ہو۔ (بخاری)

تین دن میں تقسیم کرنے کا ذکر اس لئے ہوا ہے کہ اتنی بڑی مقدار میں سونے کو تقسیم کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ وقت تو ضرور لگے گا البتہ اگر قرض ذمے ہو تو اس کی رقم قرض لینے والے کو ادا کر دوں گا۔ یہی بات ایک اور حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے۔

اَنَّ الْاَحْنَفَ بْنَ قَیْسٍ حَدَّثَ ثُمَّ قَالَ جَلَسْتُ اِلٰی مَلَاٍ مِّنْ قُرَیْشٍ فَجَآءَ رَجُلٌ خَشِنُ الشَّعْرِ وَالثِّیَابِ وَالْهَیْئَةِ حَتّٰی قَامَ عَلَیْهِمْ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بَشِّرِ الْكَافِرِیْنَ بِرَصَفٍ یُّحْمٰی عَلَیْهِ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ ثُمَّ یُوْضَعُ عَلٰی حَلَمَةِ ثَدْیِ اَحَدِهِمْ حَتّٰی یُخْرُجَ مِنْ نُّغْضِ كَتِفِهٖ وَیُوْضَعُ عَلٰی نُغْضِ كَتِفِهٖ حَتّٰی یَخْرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْیِهٖ یَتَزَلْزَلُ

Marfat.com

ثُمَّ وَلّٰی فَجَلَسَ اِلٰی سَارِیَةٍ وَّتَبِعْتُهٗ وَجَلَسْتُ اِلَیْهِ وَاَنَا لَا اَدْرِیْ مَنْ هُوَ فَقُلْتُ لَهٗ لَآ اَرَی الْقَوْمَ اِلَّا قَدْ کَرِهُوا الَّذِیْ قُلْتُ قَالَ اِنَّهُمْ لَایَعْقِلُوْنَ شَیْئًا قَالَ لِیْ خَلِیْلِیْ قَالَ قُلْتُ وَمَنْ خَلِیْلُكَ تَعْنِیْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَبَاذَرٍ تُبْصِرُ اُحُدًا قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَی الشَّمْسِ مَابَقِیَ مِنَ النَّهَارِ وَاَنَا اَرٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُرْسِلُنِیْ فِیْ حَاجَةٍ لَهٗ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَآ اُحِبُّ اَنَّ لِیْ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا اُنْفِقُهٗ کُلَّهٗ اِلَّا ثَلٰثَةَ دَنَانِیْرَ وَاِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَایَعْقِلُوْنَ شَیْئًا اِنَّمَا یَجْمَعُوْنَ الدُّنْیَا وَلَا وَاللّٰهِ لَآ اَسْئَلُهُمْ دُنْیَا وَلَآ اَسْتَفْتِیْهِمْ عَنْ دِیْنٍ حَتّٰی لَآ اَلْقَی اللّٰهَ○

حضرت احنف بن قیس سے روایت ہے کہ میں قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا تو ایک شخص آیا جس کے بال اور کپڑے کھردرے تھے اور شکل سے پراگندگی نمایاں تھی وہ لوگوں کے پاس کھڑے ہوئے اور سلام کیا اور کہا مال جمع کرنے والوں کے لے ایک تنبیہ ہے ایک پتھر جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اسے ان کی چھاتی پر رکھا جائے گا جوان کے کندھے کی ہڈی سے (آر پار ہوکر) نکل جائے گا اسی طرح وہ پتھر ڈھلکتا رہے گا (یہ کہہ کر) اس نے پیٹھ موڑی اور ایک ستون کے پاس جا بیٹھا میں اس کے پیچھے ہولیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا مجھے علم نہیں تھا کہ یہ کون شخص ہے میں نے اس سے کہا میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ آپ کی بات پر ناخوش ہیں وہ بولے وہ بے سمجھ ہیں حالانکہ میرے خلیل (دوست) نے کہا میں نے پوچھا آپ کے خلیل کون ہیں؟ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے فرمایا: ابوذر کیا تم اُحد پہاڑ دیکھتے ہو میں نے سورج کو دیکھا میرا خیال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مجھے کسی کام کے لیے بھیجیں گے میں بولا ہاں آپ نے فرمایا یہ مجھے ہرگز پسند نہیں کہ میرے پاس احد کے برابر سونا ہو اور تین اشرفیوں کے سوا میں سب کا سب خرچ نہ کر ڈالوں یہ لوگ کچھ بھی نہیں جانتے یہ لوگ دنیا جمع کرتے ہیں اور اللہ کی قسم میں ان سے تادم مرگ نہ تو دنیا کا کوئی سوال کروں گا اور نہ دین کی بات پوچھوں گا' حتی کہ میں اللہ سے جاملوں۔(۴۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت مبارک تھی کہ کسی چیز کا ذخیرہ بنا کر اپنے پاس جمع نہ رکھتے بلکہ جو کچھ آتا وہ اللہ کی راہ میں تقسیم ہو جاتا حضرت انس رضی اللہ عنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تھے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لیے کوئی چیز ذخیرہ بنا کر نہ رکھتے تھے۔

زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا وَاللّٰهِ اَبُوْ ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرَّةِ الْمَدِيْنَةِ عِشَآءً اسْتَقْبَلْنَا اُحُدٌ فَقَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ مَا اُحِبُّ اَنَّ اُحُدًا لِيْ ذَهَبًا يَاتِيْ عَلَيَّ لَيْلَةٌ اَوْثَلَاثًا عِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ اِلَّا اَرْصُدُهٗ لِدَيْنٍ اِلَّا اَنْ اَقُوْلَ بِهٖ فِيْ عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَاَرَانَا بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ يَا اَبَاذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: اَلْاَ كْثَرُوْنَ هُمُ الْاَقَلُّوْنَ اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثُمَّ قَالَ لِيْ مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ يَا اَبَاذَرٍّ حَتّٰى اَرْجِعَ فَانْطَلَقَ حَتّٰى غَابَ عَنِّيْ فَسَمِعْتُ صَوْتًا فَخَشِيْتُ اَنْ يَكُوْنَ عُرِضَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرَدْتُ اَنْ اَذْهَبَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبْرَحْ فَمَكَثْتُ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِعْتُ صَوْتًا خَشِيْتُ اَنْ يَكُوْنَ عُرِضَ لَكَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَكَ فَقُمْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

Marfat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاکَ جِبْرِیْلُ اَتَانِیْ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِیْ لَایُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ ۝

حضرت زید بن وہب کا بیان ہے کہ خدا کی قسم ہم سے ربذہ میں حدیث بیان کرتے ہوئے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں مدینہ منورہ کی پتھریلی زمین میں عشاء کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور احد پہاڑ ہمارے سامنے تھا تو آپ نے فرمایا کہ اے ابوذر! اگر میرے پاس کوہ احد کے برابر بھی سونا آئے اور ایک رات یا تین راتیں گزر جانے کے بعد میرے پاس ایک اشرفی بھی رہ جائے تو یہ مجھے پسند نہیں ہے مگر یہ کہ کسی کا قرض ادا کرنا ہو ورنہ اللہ کے بندوں پر اس طرح اور اس طرح خرچ کر دوں اور ہمیں اپنے ہاتھ کے اشارے سے منظر دکھایا۔ پھر فرمایا: اے ابوذر! میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی خدمت میں حاضر و مستعد ہوں۔ فرمایا کہ بکثرت مال والے قیامت میں کنگال ہوں گے مگر جو اللہ کے بندوں پر اس طرح اسطرح اور اس طرح خرچ کریں پھر فرمایا کہ تم اسوقت تک اپنی اس جگہ کو نہ چھوڑنا جب تک میں واپس لوٹ نہ آؤں۔ چنانچہ آپ تشریف لے گئے یہاں تک کہ میری نگاہوں سے غائب ہو گئے۔ پھر میں نے ایک آواز سنی تو مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی حادثہ تو پیش نہیں آ گیا۔ میں معلوم کرنے کے لئے جانا چاہتا تھا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد آ گیا کہ جگہ نہ چھوڑنا لہٰذا میں ٹھہرا رہا میں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایک آواز سنی تھی تو میں ڈرا کہ آپ کو کوئی حادثہ تو پیش نہیں آ گیا۔ مجھے حضور کا ارشاد یاد آ گیا تو میں ٹھہرا رہا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے جنہوں نے آ کر مجھے بتایا کہ میرا جو امتی اس حالت میں مرے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو

Marfat.com

شریک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم خواہ وہ زنا اور چوری ہی کرے؟ فرمایا کہ خواہ وہ زنا یا چوری کرے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَبْصَرَ یَعْنِیْ اُحُدًا قَالَ مَآ اُحِبُّ اَنَّہٗ یُحَوَّلُ لِیْ ذَھَبًا یَمْکُثُ عِنْدِیْ مِنْہُ دِیْنَارٌ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا دِیْنَارٌ اُرْصِدُہٗ لِدَیْنٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الْاَکْثَرِیْنَ ھُمُ الْاَقَلُّوْنَ اِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا وَاَشَارَ اَبُوْشِھَابٍ بَیْنَ یَدَیْہِ وَعَنْ یَّمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ وَقَلِیْلٌ مَّاھُمْ وَقَالَ مَکَانَکَ وَتَقَدَّمَ غَیْرَ بَعِیْدٍ فَسَمِعْتُ صَوْتًا فَاَرَدْتُ اَنْ اٰتِیَہٗ ثُمَّ ذَکَرْتُ قَوْلَہٗ مَکَانَکَ حَتّٰی اٰتِیَکَ فَلَمَّا جَآءَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ الَّذِیْ سَمِعْتُ اَوْ قَالَ الصَّوْتُ الَّذِیْ سَمِعْتُ قَالَ وَھَلْ سَمِعْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِکَ لَایُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ قُلْتُ وَاِنْ فَعَلَ کَذَا وَکَذَا قَالَ نَعَمْ ○

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ جب آپ نے احد پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ میرے لیے سونے میں تبدیل ہو جائے۔ اس میں سے ایک دینار میرے پاس تین دن سے زیادہ رہے مگر وہ دینار جو میں قرض ادا کرنے کے لیے رکھ چھوڑوں بے شک زیادہ مال والے زیادہ غریب ہوں گے سوائے ان کے جو مال کو اس طرح خرچ کرتے رہیں اور ابو شہاب نے اپنے آگے اور دائیں بائیں اشارہ کیا جبکہ ایسے کم ہیں اور فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہنا پھر آگے بڑھے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک آواز سنی۔ میں نے حاضر ہونے کا ارادہ کیا لیکن آپ کا ارشاد کہ اپنی جگہ رہنا'

یاد آ گیا۔ جب واپس تشریف لائے تو عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایک آواز سنی تھی۔ فرمایا: ہاں میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے اور کہا کہ جو آپ کی امت سے وفات پا جائے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو جنت میں داخل ہو گا۔ میں نے کہا: خواہ وہ ایسے کام بھی کرتا ہو؟ کہا ہاں۔ (۴۲)

37-مال کا پاس ہونا جب یاد آیا اللہ کی راہ میں دیدیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اگر کوئی زائد مال ہوتا اور وقتی طور پر مصروفیت کی بنا پر یاد نہ رہتا تو جب یاد آتا اسی وقت اللہ کی راہ میں تقسیم فرما دیتے۔ اس کے بارے میں حدیث پاک کے مطابق واقعہ یہ ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ سَرِيْعًا دَخَلَ عَلٰى بَعْضِ نِسَآئِهٖ ثُمَّ خَرَجَ وَرَاٰی مَا فِیْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ مِنْ تَعَجُّبِهِمْ لِسُرْعَةِ فَقَالَ ذَكَرْتُ وَاَنَا فِی الصَّلٰوةِ تِبْرًا عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ اَنْ تُمْسِیَ اَوْيَبِيْتَ عِنْدَنَا فَاَمَرْتُ بِقِسْمَتِهٖ ○

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عصر پڑھی۔ جب سلام پھیرا تو جلدی سے کھڑے ہو گئے اور اپنی کسی زوجہ مطہرہ کے پاس تشریف لے گئے۔ پھر تشریف لائے اور لوگوں کے چہروں پر جلدی کے باعث حیرانی کے اثرات دیکھ کر فرمایا: مجھے نماز میں سونے کا ایک ٹکڑا یاد آ گیا جو ہمارے پاس تھا۔ میں نے ناپسند کیا کہ وہ ہمارے پاس شام کرے یا رات گزارے لہٰذا میں نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ (۴۳)

اسی قسم کا واقعہ ایک اور حدیث میں بھی بیان ہوا ہے جو درج ذیل ہے:

عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

عِنْدِیْ فِیْ مَرَضِهٖ سِتَّةُ دَنَانِیْرَ اَوْسَبْعَةٌ فَاَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُفَرِّقَهَا فَشَغَلَنِیْ وَجَعُ نَبِیِّ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَاَلَنِیْ عَنْهَا مَا فَعَلَتِ السِّتَّةُ اَوِ السَّبْعَةُ قَالَتْ لَا وَاللهِ لَقَدْ کَانَ شَغَلَنِیْ وَجَعُكَ فَدَعَا بِهَا ثُمَّ وَضَعَهَا فِیْ کَفِّهٖ فَقَالَ مَاظَنُّ نَبِیِّ اللهِ لَوْ لَقِیَ اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَهٰذِهٖ عِنْدَهٗ ٥

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ کی علالت کے زمانہ میں ان کے میرے پاس چھ یا سات دینار تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ حکم فرمایا تھا کہ میں ان کو تقسیم کر دوں۔ لیکن آپ کی علالت کی وجہ سے بھول گئی۔ پھر رسول خدا نے مجھ سے یہ دریافت کیا کہ میں نے ان کے چھ یا سات درہم کا کیا کیا تو میں نے عرض کیا اللہ کی قسم میں آپ کی علالت اور تکلیف کی وجہ سے انہیں بھول گئی تھی۔ لہٰذا آپ نے ان کو منگایا اور اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا اللہ کے کسی نبی (علیہ السلام) نے یہ گمان بھی نہیں کیا کہ وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے اور اس کے پاس یہ درہم ہوں۔ (مسند امام احمد)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات دینار تھے جو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رکھوائے ہوئے تھے۔ جب آپ زیادہ بیمار ہوئے تو آپ نے فرمایا اے عائشہ! یہ سونا علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھجوا دو۔ اس کے بعد آپ بیہوش ہو گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے سنبھالنے میں ایسی مشغول ہوئیں کہ وہ دینار بھجوا نہ سکیں۔ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مرتبہ ارشاد فرمائی لیکن ہر مرتبہ آپ فرمانے کے بعد بے ہوش ہو جاتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے سنبھالنے میں مشغول ہو جاتیں اور وہ دینار نہ بھجوا پاتیں۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دینار خود حضرت علی رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کو بھجوائے اور انہوں نے انہیں صدقہ کر دیا۔ پیر کی رات کو شام کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نزع کی کیفیت طاری ہونے لگی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا چراغ اپنے پڑوس کی ایک عورت کے پاس بھیجا (جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ تھیں) اور ان سے کہا ہمارے اس چراغ میں اپنے گھی کے ڈبے میں سے کچھ گھی ڈال دو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نزع کی کیفیت طاری ہو چکی ہے۔ (الطبرانی فی الکبیر)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدلا ہوا تھا مجھے ڈر ہوا کہ کہیں یہ کسی درد کی وجہ سے نہ ہو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کیا ہوا؟ آپ کے چہرہ کا رنگ بدلا ہوا ہے آپ نے فرمایا ان سات دینار کی وجہ سے جو کل آئے تھے اور آج شام ہوگئی ہے اور وہ ابھی تک گھر میں پڑے ہوئے ہیں اور میں انہیں ابھی تک اللہ کی راہ میں آگے خرچ نہیں کر سکا لہٰذا آپ نے وہ دینار اللہ کی راہ میں دینے کا حکم دیا۔ (مسند امام احمد)

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِظُبْیَةٍ فِیْهَا خَرَزٌ فَقَسَمَهَا لِلْحُرَّةِ وَالْاَمَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ کَانَ اَبِیْ یَقْسِمُ لِلْحُرِّ وَالْعَبْدِ ○

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک تھیلا لایا گیا جس میں نگینے تھے۔ پس آپ نے وہ آزاد عورتوں اور لونڈیوں میں تقسیم فرمائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے والد ماجد آزاد اور غلاموں میں تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ (۴۴)

38 - میں اللہ کی طرف سے قاسم یعنی تقسیم کرنے والا ہوں

قاسم کا مطلب تقسیم کرنے والا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لئے قاسم بنایا لہٰذا آپ کے پاس جب بھی کبھی کوئی چیز آئی تو آپ نے اسے لوگوں میں تقسیم فرما دیا اس کے بارے میں احادیث یہ ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اُعْطِیْکُمْ وَلَا اَمْنَعُکُمْ اَنَا قَاسِمٌ اَضَعُ حَیْثُ اُمِرْتُ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نہ ذاتی طور پر تمہیں کچھ دیتا ہوں اور نہ کوئی چیز لینے سے تمہیں روکتا ہوں۔ بلکہ میں تو (خدا کی طرف سے) بانٹنے والا ہوں۔ جہاں جس کے رکھنے کا حکم ہوتا ہے وہاں رکھ دیتا ہوں۔(۴۵)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِّنَّا مِنَ الْاَنْصَارِ غُلَامٌ فَاَرَادَ اَنْ یُّسَمِّیَہٗ مُحَمَّدًا قَالَ شُعْبَةُ فِیْ حَدِیْثِ مَنْصُوْرٍ اَنَّ الْاَنْصَارِیَّ قَالَ حَمَلْتُہٗ عَلٰی عُنُقِیْ فَاَتَیْتُ بِہِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِیْ حَدِیْثِ سُلَیْمَانَ وُلِدَ لَہٗ غُلَامٌ فَاَرَادَ اَنْ یُّسَمِّیَہٗ مُحَمَّدًا قَالَ سَمُّوْا بِاسْمِیْ وَلَا تَکَنَّوْا بِکُنْیَتِیْ فَاِنِّیْ اِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا اَقْسِمُ بَیْنَکُمْ وَقَالَ حُصَیْنٌ بُعِثْتُ قَاسِمًا اَقْسِمُ بَیْنَکُمْ قَالَ عَمْرٌو وَاَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا عَنْ جَابِرٍ اَرَادَ اَنْ یُّسَمِّیَہٗ الْقَاسِمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِیْ وَلَا تَکْتَنُوْا بِکُنْیَتِیْ ۔ؕ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے کسی انصاری کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ تو ارادہ ہوا کہ اس کا نام محمد رکھ دیا جائے۔ شعبہ نے منصور کی روایت میں کہا ہے کہ انصاری نے بتایا: میں اس

Marfat.com

لڑکے کو اپنی گود میں لے کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا۔ سلیمان کی روایت میں ہے کہ اس کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو ارادہ ہوا کہ اس کا محمد رکھ دیں۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میرا نام رکھ لو۔ لیکن میری کنیت (ابو القاسم) نہ رکھنا کیونکہ اللہ تعالی نے مجھے اپنی نعمتیں تمہارے درمیان تقسیم کرنے کے لیے قاسم بنایا ہے۔ حصین کی روایت میں ہے کہ مجھے قاسم بنا کر معبوث فرمایا ہے: حضرت جابر کی دوسری روایت میں یہ ہے کہ ان کا ارادہ ہوا کہ بچے کا نام قاسم رکھ لیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا نام رکھ لو لیکن میری کنیت نہ رکھنا۔ (۴۶)

عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِاللّٰہِ الْاَنْصَارِیُّ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِّنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاہُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ لَانَکْنِیْہِ اَبَاالْقَاسِمِ وَلَا تُنْعِمُکَ عَیْنًا فَاَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وُلِدَلِیْ غُلَامٌ فَسَمَّیْتُہُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ لَانَکْنِیْکَ اَبَا الْقَاسِمِ وَلَا تُنْعِمُکَ عَیْنًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَتِ الْاَنْصَارُ سَمُّوْابِاسْمِیْ وَلَا تَکَنَّوْا بِکُنْیَتِیْ فَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ ۔O

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ایک آدمی کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام قاسم رکھا گیا تو دوسرے انصار کہنے لگے کہ ہم آپ کو ابوالقاسم کنیت نہیں رکھنے دیں گے اور اس (مبارک کنیت) سے آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک نہیں پہنچے گی۔ وہ آدمی بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا' یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے اور اس کا نام میں نے قاسم رکھا ہے تو انصار مجھ سے کہتے ہیں کہ تو ابوالقاسم کنیت نہ رکھ اور اس کے ساتھ اپنی

Marfat.com

آنکھیں ٹھنڈی نہ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' انصار نے اچھا کیا ہے۔ میرے نام پر نام رکھ لو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھو' کیونکہ "قاسم" صرف میں ہوں۔ (۴۷)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِّنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا فَقَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا نَدَعُكَ تُسَمِّيْ بِاسْمِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ بِابْنِهٖ حَامِلَهٗ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَاَتٰى بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ وُلِدَلِيْ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهٗ مُحَمَّدًا فَقَالَ لِيْ قَوْمِيْ لَانَدَعُكَ تُسَمِّيْ بِاسْمِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ فَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ ○

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا' اس شخص نے اس کا نام محمد رکھا' اس شخص سے اس کی قوم نے کہا تم نے اپنے بیٹے کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر رکھا ہے ہم تمہیں یہ نام نہیں رکھنے دیں گے' وہ شخص اپنے بچے کو اپنی پشت پر بٹھا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا میں نے اس کا نام محمد' میری قوم نے کہا ہم تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں رکھنے دیں گے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو' میں صرف تقسیم کرنے والا ہوں' اور تم میں تقسیم کرتا ہوں۔ (۴۸)

39- بحرین سے حاصل شدہ مال راہ اللہ میں دے دیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب فتوحات وسیع ہوئیں تو بحرین بھی اسلامی مملکت میں شامل ہوا ایک مرتبہ بحرین سے بہت سا مال آیا تو آپ نے لوگوں

Marfat.com

کو تمام کا تمام بانٹ دیا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِیْ لَوْ قَدْ جَآءَ نَا مَالُ الْبَحْرَیْنِ قَدْ اَعْطَیْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَآءَ مَالُ الْبَحْرَیْنِ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ مَنْ كَانَتْ لَهٗ عِنْدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِدَّةٌ فَلْیَاتِنِیْ فَاَتَیْتُهٗ فَقُلْتُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ قَالَ لِیْ لَوْ قَدْ جَآءَ نَا مَالُ الْبَحْرَیْنِ لَاَعْطَیْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَقَالَ لِیْ اَحْثِهٖ فَحَثَوْتُ حَیْثًا فَقَالَ لِیْ عُدَّهَا فَعَدَدْتُّهَا فَاِذَا هِیَ خَمْسُ مِائَةٍ فَاَعْطَانِیْ اَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةٍ وَقَالَ اِبْرَاهِیْمُ ابْنِ طَهْمَانَ بْنَ عَبْدِالْعَزِیْزِ بْنِ صُهَیْبٍ عَنْ اَنَسٍ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرِیْنَ فَقَالَ انْثُرُوْهُ فِی الْمَسْجِدِ فَكَانَ اَكْثَرَ مَالٍ اُتِیَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَآءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِیْ اِنِّیْ فَادَیْتُ نَفْسِیْ وَ فَادَیْتُ عَقِیْلاً قَالَ خُذْ فَحَثَا فِیْ ثَوْبِهٖ ثُمَّ ذَهَبَ یُقِلُّهٗ فَلَمْ یَسْتَطِعْ فَقَالَ اُمُرْ بَعْضَهُمْ یَرْفَعْهُ اِلَیَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ اَنْتَ عَلَیَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ احْتَمَلَهٗ عَلٰی كَاهِلِهٖ ثُمَّ انْطَلَقَ فَمَا زَالَ یُتْبِعُهٗ بَصَرُهٗ حَتّٰی خَفِیَ عَلَیْنَا عَجَبًا مِّنْ حِرْصِهٖ فَمَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ ○

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اگر بحرین کا مال آ گیا تو میں تمہیں اتنا مال دوں گا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور بحرین کا

مال آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس کسی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کا وعدہ فرمایا ہو وہ میرے پاس آ جائے' میں اتنا مال دوں گا۔ میں عرض گزار ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے تین مٹھیاں بھر کے مال دینے کا وعدہ فرمایا کہ جب تو بحرین سے آ جائے تو تجھے ضرور دوں گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لپ بھر لو۔ میں نے لپ بھر لی۔ فرمایا انہیں گنو۔ میں نے انہیں شمار کیا تو پانچ سو سکے تھے۔ پس آپ نے مجھے پندرہ پندرہ سو سکے (دینار) مرحمت فرمائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بارگاہ رسالت میں جب بحرین کا مال پیش ہوا تو آپ نے فرمایا' اسے مسجد میں پھیلا دو۔ آج تک بارگاہ رسالت میں جتنی دفعہ مال پیش ہوا یہ ان سب سے زیادہ تھا۔ اس وقت حضرت عباس آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے' یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مال عطا فرمایئے کیونکہ میں نے اپنا اور عقیل کا فدیہ ادا کرنا ہے۔ فرمایا' لے لو۔ انہوں نے اپنے کپڑے میں اتنا مال سمیٹ لیا کہ اٹھا بھی نہ سکے۔ عرض گزار ہوئے' کسی کو اٹھوانے کا حکم فرمایئے۔ فرمایا' نہیں۔ عرض گزار ہوئے' تو خود اٹھوا دیجئے۔ فرمایا' نہیں۔ تو انہوں نے اتنا مال کم کر دیا کہ باقی کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور لے کر چلے گئے۔ ان کی حرص پر تعجب کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں اس وقت تک ان کا تعاقب کرتی رہیں جب تک وہ ہماری نگاہوں سے اوجھل نہ ہوئے الغرض! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ تشریف فرما رہے یہاں تک کہ ایک درہم بھی باقی نہ رہا۔(۴۹)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علاء بن حضرمی رضی

اللہ عنہ نے بحرین سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسی ہزار بھیجے۔ آپ کے پاس اس سے زیادہ مال نہ اس سے پہلے کبھی آیا اور نہ کبھی اس کے بعد۔ آپ نے ارشاد فرمایا تو وہ اسی ہزار چٹائی پر پھیلا دیئے گئے۔۔ اس کے بعد نماز کے لئے اذان ہوگئی (نماز سے فارغ ہو کر) آپ اس مال کے پاس جھک کر کھڑے ہو گئے۔ لوگ آنے لگے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دینے لگے۔ اس دن نہ آپ گن کر دے رہے تھے اور نہ تول کر بلکہ مٹھیاں بھر کر دے رہے تھے۔ اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے جنگ بدر کے دن اپنا فدیہ بھی دیا تھا اور عقیل کا بھی دیا تھا کیونکہ اس دن عقیل کے پاس کچھ مال نہیں تھا اس لئے آپ اس مال میں سے کچھ عنایت فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لے لو۔ چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر کالے رنگ کی منقش چادر تھی۔ انہوں نے اسے بچھایا اور خوب لپ بھر کر اس میں مال ڈالا پھر اٹھا کر لے جانے لگے تو اٹھا نہ سکے تو انہوں نے سر اٹھا کر عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ اٹھا کر مجھ پر رکھ دیں اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے۔ آپ نے فرمایا تم نے جتنا مال لیا ہے اس میں سے کچھ واپس کر دو اور جتنا اٹھا سکتے ہو اتنا لے لو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور جتنا مال اٹھا سکتے تھے اتنا لے گئے اور جاتے ہوئے فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دو وعدے فرمائے تھے ان میں سے ایک تو اللہ نے پورا فرما دیا اور دوسرے وعدے کا مجھے پتہ نہیں کہ کیا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا ذکر قرآن پاک کی اس آیت میں ہے:

(قُلْ لِمَنْ فِیْٓ اَیْدِیْکُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓی اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ خَیْرًا یُّؤْتِکُمْ خَیْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ) (الانفال:70)

”آپ کے قبضہ میں جو قیدی ہیں آپ ان سے فرما دیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارے قلب میں ایمان معلوم ہوگا تو جو کچھ (فدیہ میں) تم سے لیا

Marfat.com

گیا ہے (دنیا میں) اس سے بہتر تم کو دے دے گا اور (آخرت میں) تم کو بخش دے گا۔"

اور واقعی یہ مال اس مال سے بہتر ہے جو (بدر کے موقع پر) مجھ سے (فدیہ میں) لیا گیا تھا لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت کا کیا کرے گا۔ (مستدرک امام حاکم)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رِجَالاً مِنَ الْاَنْصَارِ اسْتَاذَنُوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللهِ ائْذِنْ فَلْنَتْرُكْ لِابْنِ اُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَآءَهٗ فَقَالَ لَا تَدَعُوْنَ مِنْهَا دِرْهَمًا وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ ابْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَجَآءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ اَعْطِنِيْ فَاِنِّيْ فَادَيْتُ نَفْسِيْ وَفَادَيْتُ عَقِيْلاً فَقَالَ خُذْ فَاَعْطَاهُ فِيْ ثَوْبِهٖ ○

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے کچھ آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی۔ وہ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اجازت عنایت فرمایئے کہ ہم اپنے بھانجے عباس (بن عبدالمطلب) کا فدیہ معاف کردیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان پر ایک درہم بھی نہ چھوڑو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بحرین سے مال آیا۔ تو حضرت عباس آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے' یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ عطا فرمایئے کیونکہ میں نے اپنا اور عقیل کا فدیہ ادا کرنا ہے۔ آپ نے فرمایا' لو اور ان کے کپڑے میں ڈال دیا۔ (۵۰)

Marfat.com

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مال آیا آپ نے اسے مسلمانوں میں تقسیم کیا لیکن اس میں سے کچھ مال بچ گیا۔ آپ نے اس کے بارے میں لوگوں سے مشورہ لیا۔ لوگوں نے کہا اگر آپ اسے آئندہ پیش آنے والی ضرورت کے لئے رکھ لیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بالکل خاموش تھے انہوں نے کچھ نہ کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوالحسن! کیا ہوا آپ اس بارے میں کچھ نہیں کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے کہا لوگوں نے اپنی رائے بتا تو دی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں آپ کو بھی اپنا مشورہ ضرور دینا ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ (قرآن مجید میں خرچ کرنے کی جگہیں بنا کر) اس مال کی تقسیم (بتانے) سے فارغ ہو چکا ہے (آپ کو یہ بچا ہوا مال بھی وہیں خرچ کرنا چاہئے) پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ بیان کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے مال آیا تھا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تقسیم کرنا شروع کیا لیکن) ابھی آپ اس کی تقسیم سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ رات آ گئی (تو آپ نے وہ رات مسجد میں گزاری اور) ساری نمازیں مسجد میں پڑھائیں (یعنی سارا دن مسجد میں بیٹھ کر تقسیم کرتے رہے گھر نہ گئے) میں نے دیکھا کہ جب تک آپ نے یہ سارا مال تقسیم نہ فرمالیا آپ کے چہرے پر پریشانی اور فکر کے آثار رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب تو یہ بقیہ مال آپ کو ہی تقسیم کرنا ہوگا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے تقسیم کیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے اس میں سے آٹھ سو درہم ملے۔ (ابویعلیٰ)

40۔ ایک اعرابی کے سخت رویے کے باوجود آپ کی عطا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سلوک کی یہ شان ہے کہ بعض لوگ آپ سے بہت زیادتی کر دیتے اس کے باوجود آپ ان سے نرم رویے سے پیش آتے اور انہیں اللہ کی راہ میں کچھ نہ کچھ عطا فرما دیتے ایک مرتبہ ایک اعرابی نے بڑے سخت

روپے سے مال طلب کیا بلکہ آپ کے ساتھ انتہائی سختی سے پیش آیا مگر اس نے جو آپ سے مانگا آپ نے اسے عطا فرمایا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنه قَالَ كُنْتُ اَمْشِىْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ فَاَدْرَكَهٗ اَعْرَابِيٌّ فَجَذَبَهٗ جَذْبَةً شَدِيْدَةً حَتّٰى نَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَّرَتْ بِهٖ حَاشِيَةُ الرِّدَآءِ مِنْ شِدَّةِ جَذْبَتِهٖ ثُمَّ قَالَ مُرْلِىْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِىْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَلَهٗ بِعَطَآءٍO

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا۔ آپ چوڑے حاشیے والی ایک نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ ایک اعرابی (راستے میں) ملا تو اس نے بڑے زور سے آپ کی چادر کو کھینچا، یہاں تک کہ میں نے زور سے کھینچنے کے باعث چادر کے کنارے کی رگڑ کا نشان آپ کی مبارک گردن پر دیکھا، پھر وہ کہنے لگا، آپ کے پاس جو اللہ کا مال ہے مجھے اس میں سے عطا فرمایئے، آپ نے اس کی طرف توجہ فرمائی، اور تبسم ریز حالت میں اسے مال عطا کرنے کا حکم فرمایا۔ (۵۱)

اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَهُوَ يُحَدِّثُنَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ مَعَنَا فِى الْمَسْجِدِ يُحَدِّثُنَا فَاِذَا قَامَ قُمْنَا قِيَامًا حَتّٰى نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُيُوْتِ اَزْوَاجِهٖ فَحَدَّثَنَا يَوْمًا فَقُمْنَا حَتّٰى قَامَ فَنَظَرْنَا اِلٰى اَعْرَابِىٍّ قَدْ اَدْرَكَهٗ فَجَبَذَهٗ بِرِدَائِهٖ فَحَمَّرَ رَقَبَتَهٗ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَكَانَ رِدَآءً خَشِنًا فَالْتَفَتَ فَقَالَ لَهُ الْاَعْرَابِىُّ اَحْمِلْ لِىْ عَلٰى بَعِيْرَىَّ هٰذَيْنِ فَاِنَّكَ لَا تَحْمِلُ لِىْ مِنْ مَالِكَ وَلَا مِنْ مَالِ

اَبِیكَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا وَاَسْتَغْفِرُاللّٰہَ لَاوَاَسْتَغْفِرُاللّٰہَ لَاوَاَسْتَغْفِرُاللّٰہَ لَآ اَحْمِلُكَ حَتّٰی تُقِیْدَ فِیْ مِنْ جَبْذَتُكَ الَّتِیْ جَبَذْتَنِیْ فُکُلُّ ذٰلِكَ یَقُوْلُ لَہٗ الْاَعْرَابِیُّ وَاللّٰہِ لَا اُقِیْدُ کَمَا فَذَکَرَالْحَدِیْثَ ثُمَّ دَعَارَجُلًا فَقَالَ لَہٗ احْمِلُ لَہٗ عَلٰی بَعِیْرَیْہِ ھٰذَیْنِ عَلٰی بَعِیْرٍ شَعِیْرًا وَعَلَی الْاٰخَرِتَمْرًا ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَیْنَا فَقَالَ انْصَرِفُوْا عَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِO

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے باتیں کرنے کے لیے ہمارے ساتھ مسجد میں بیٹھا کرتے۔ جب آپ کھڑے ہوتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ ہم دیکھتے کہ اپنی کسی زوجہ مطہرہ کے گھر میں داخل ہو گئے ہیں۔ ایک روز آپ نے ہم سے گفتگو کی اور کھڑے ہو گئے اور ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ ہم نے ایک اعرابی کو دیکھا کہ اس نے آپ کو موجود پا کر چادر ڈالی اور آپ کو کھینچا کہ گردن مبارک سرخ ہو گئی۔ حضرت ابوھریرہ کا بیان ہے کہ چادر کھردری تھی۔ آپ متوجہ ہوئے تو اعرابی نے آپ سے کہا: میرے ان دونوں اونٹوں کو سامان سے لاد دیجئے کیونکہ آپ اپنے مال سے یا اپنے باپ کے مال سے نہیں دیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، میں تو اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں، نہیں، میں تو اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں۔ میں تمہیں مال نہیں دوں گا۔ جب تک تم مجھے اس کھینچنے کا بدلہ نہ دو۔ چنانچہ ہر دفعہ اعرابی یہی کہتا رہا کہ اللہ کی قسم، میں آپ کو بدلہ نہیں دوں گا۔ پھر آگے حدیث بیان کی۔ پھر آپ نے ایک آدمی کو بلا کر کہا کہ اس کے دونوں اونٹوں کو لاد دو۔ ایک اونٹ پر جو اور دوسرے پر کھجوریں۔ پھر ہماری جانب متوجہ ہو کر فرمایا: اللہ کی برکت کے

Marfat.com

ساتھ جاؤ۔(۵۲)

عَنْ اَنَسِ بِنْ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَدَآءٌ نَجْرَانِّیْ غَلِیْظُ الْحَاشِیَۃِ فَاَدْرَکَہٗ اَعْرَابِیْ فَجَبَذَہٗ بِرِدَآئِہٖ جَبْذَۃً شَدِیْدَۃً فَنَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَۃِ عُنُقِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَثَرَتْ بِھَا حَاشِیَۃُ الرِّدَآءِ مِنْ شِدَّۃِ جَبْذَتِہٖ ثُمَّ قَالَ یَامُحَمَّدُ مُرْلِیْ مِنْ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیْ عِنْدَکَ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضَحِکَ ثُمَّ اَمَرَلَہٗ بِعَطَآءٍO

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا درآں حالیکہ آپ ایک نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے جس کے کنارے موٹے تھے۔اچانک ایک بدو آیا اور اس نے آپ کی چادر زور سے کھینچی میں نے دیکھا اس کی وجہ سے آپ کی گردن پر نشان پڑ گیا پھر کہنے لگا: یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس جو اللہ تعالی کا مال ہے اس میں سے مجھے دینے کا حکم دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے، ہنسے اور اس کو دینے کا حکم دیا۔(۵۳)

41-حضور کے انفاق فی سبیل اللہ کا نرالا انداز

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کی راہ میں دینے کا ایک کمال یہ بھی تھا کہ اگر کسی سائل کے وقت آپ کے پاس کچھ نہ ہوتا تو آپ اسے دوسروں سے لے کر دے دیتے یا اسے کہتے کہ فلاں شخص سے لے لو بعد میں میں اسے ادا کر دوں گا اور ایسا کئی مرتبہ ہوا۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلٰی رَسُوْلُ

اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَالَهُ اَنْ يُعْطِيَهُ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاعِنْدِىْ شَىْءٍ وَلٰكِنْ اِبْتَعْ عَلَىَّ فَاِذَا جَآءَ نِىْ شَىْءٌ قَضَيْتُهُ فَقَالَ عُمَرُ يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْاَعْطَيْتَهُ فَمَا كَلَّفَكَ اللهُ مَالَا تَقْدِرُ عَلَيْهِ فَكَرِهَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَ عُمَرَ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْفِقْ وَلَا تَخَفْ مِنْ ذِى الْعَرْشِ اِقْلَالًا فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُرِفَ الْبِشْرُ فِىْ وَجْهِهٖ لِقَوْلِ الْاَنْصَارِىِّ ثُمَّ قَالَ بِهٰذَا اُمِرْتُ ٥

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کچھ مانگا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اس وقت) میرے پاس کچھ نہیں لیکن تم میرے نام پر خرید لو۔ جب میرے پاس کچھ آئے گا تو ادا کر دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک بار) آپ اس کو دے چکے ہیں اور آپ کو اللہ تعالی نے طاقت سے بڑھ کر مکلف نہیں بنایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی بات پسند نہ آئی' ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ خرچ فرمائیں اور عرش والے سے محتاجی کا فکر نہ کریں (اس پر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا پڑے اور انصاری کی اس بات سے آپ کے چہرہ اقدس پر خوشی کے آثار نمایاں ہو گئے پھر آپ نے فرمایا مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ (۸۴)

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَهُ بِدِيْنَارٍ لِيَشْتَرِىَ لَهُ بِهٖ اُضْحِيَةً فَاشْتَرٰى كَبْشًا بِدِيْنَارٍ وَّبَاعَهُ

بِدِیْنَارَیْنِ فَرَجَعَ فَاشْتَرٰی اُضْحِیَةً بِدِیْنَارٍ فَجَآءَ بِهَا وَبِالدِّیْنَارِ الَّذِی اسْتَفْضَلَ مِنَ الْاُخْرٰی فَتَصَدَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالدِّیْنَارِ فَدَعَا لَهٗ اَنْ یُّبَارَكَ لَهٗ فِیْ تِجَارَتِهٖ○

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک دینار دے کر قربانی کا جانور خریدنے کے لیے بھیجا۔ پس انہوں نے ایک دینار کا مینڈھا خرید لیا اور اسے دو دینار میں فروخت کر دیا۔ پس واپس گئے اور ایک دینار میں قربانی خرید لی۔ چنانچہ قربانی کا جانور اور ایک دینار لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جو دینار دوسرے دینار سے بچ گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دینار خیرات کر دیا اور ان کے لیے تجارت میں برکت کی دعا فرمائی۔ (ترمذی)

عوارف المعارف میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو عطا کرتے نہیں دیکھا۔ اگر کہا جائے کہ آپ کو اجود الناس کہا اکرم الناس کیوں نہ کہا گیا تو اس کے جواب میں فرماتے ہیں جود اس بخشش کو کہا جاتا ہے جو بلا سوال کے عطا کی جائے اور کرم وہ بخشش ہے جسے سوال کرنے پر دیا جائے لہٰذا جود میں مبالغہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کے جامع ہیں۔ سوال پر بھی دیتے ہیں اور بلا مانگے بھی عطا فرماتے ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزَاةٍ فَاَبْطَاَبِیْ جَمَلِیْ وَاَعْیَا فَاَتٰی عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَاشَانُكَ قُلْتُ اَبْطَاَ عَلَیَّ جَمَلِیْ وَاَعْیَا فَتَخَلَّفْتُ فَنَزَلَ یَحْجُنُهٗ بِمِحْجَنِهٖ ثُمَّ قَالَ ارْکَبْ فَرَکِبْتُ فَلَقَدْ رَاَیْتُهٗ اَکُفُّهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

قَالَ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ اَفَلَا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ اِنَّ لِيْ اَخَوَاتٍ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَتَزَوَّجَ امْرَاَةً تَجْمَعُهُنَّ فَتَمْشُطُهُنَّ وَتَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ قَالَ اَمَا اَنَّكَ قَادِمٌ فَاِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ ثُمَّ قَالَ اَتَبِيْعُ جَمَلَكَ قُلْتُ نَعَمْ فَاشْتَرَاهُ مِنِّيْ بِاُوْقِيَةٍ ثُمَّ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلِيْ وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْنَا اِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدْتُهٗ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ اَلْاٰنَ قَدِمْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَدَعْ جَمَلَكَ فَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ فَاَمَرَ بِلَالًا اَنْ يَّزِنَ لَهٗ اُوْقِيَةً فَوَزَنَ لِيْ بِلَالٌ فَاَرْجَحَ فِي الْمِيْزَانِ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى وَلَّيْتُ فَقَالَ ادْعُ لِيْ جَابِرًا قُلْتُ الْاٰنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الْجَمَلَ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْهُ قَالَ خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهٗ ٥

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غزوہ کے موقع پر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میرے اونٹ نے مجھے دیر کرادی کیونکہ تھک گیا تھا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: جابر! میں نے عرض کیا: جی حضور! فرمایا: کیا حال ہے؟ عرض کی کہ اونٹ نے دیر کر دی' یہ تھک گیا ہے۔ آپ میرے پیچھے آ کر نیچے اترے اور اسے اپنی چھڑی ماری۔ پھر فرمایا کہ سوار ہو جاؤ۔ میں سوار ہوا تو روکنے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ نکل جائے۔ فرمایا تم نے شادی کر لی؟ عرض کی ہاں۔ فرمایا کنواری سے یا بیوہ سے؟ عرض کی کہ بیوہ سے فرمایا: لڑکی سے کیوں نہ کی کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ تم سے کھیلتی۔ عرض گزار ہوا کہ میری بہنیں ہیں۔ میں نے چاہا کہ ایسی عورت سے شادی کروں جو انھیں اکٹھی رکھے' ان کی کنگھی

Marfat.com

چوٹی کرے اور ان کی نگرانی کرے' فرمایا کہ تم پہنچنے والے ہو' جب پہنچ جاؤ تو آرام کرنا۔ پھر فرمایا: کیا تم اپنا اونٹ بیچو گے؟ میں نے کہا' ہاں۔ پس آپ نے ایک اوقیہ میں وہ مجھ سے خرید لیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پہلے پہنچ گئے اور میں صبح کو پہنچا۔ میں مسجد کی طرف گیا تو آپ کو مسجد کے دروازے پر پایا۔ فرمایا کہ تم اب آئے ہو؟ عرض کی' ہاں۔ فرمایا کہ اپنے اونٹ کو چھوڑ کر اندر جاؤ اور دو رکعتیں پڑھو۔ میں اندر گیا اور نماز پڑھی تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اسے ایک اوقیہ چاندی تول دو پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے میرے لیے جھکتی ہوئی تول دی۔ میں واپس جا رہا تھا تو فرمایا کہ جابر کو میرے پاس بلاؤ۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر آپ نے اونٹ واپس کیا تو یہ میرے نزدیک سب سے ناپسندیدہ بات ہو گی۔ فرمایا کہ اپنا اونٹ لے لو اور قیمت بھی تمہیں دے دی۔(۵۵)

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

صلۂ رحمی

صلۂ رحمی کا مطلب قریبی رشتہ داروں کا حق ادا کرنا ہے کیونکہ ماں باپ کے حقوق کی ادائیگی کے بعد اہل قربت کا سب سے زیادہ حق ہے اس لیے قریبی رشتہ داروں سے رحم سے پیش آنا لازم ہے۔ کیونکہ رشتہ داروں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنے کا بڑا درجہ ہے لہٰذا رشتہ داروں کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی مالی امداد کرنی چاہیے ان سے ہمیشہ محبت اور مروّت سے پیش آنا چاہیے۔ ان سے ملتے رہنا چاہیے۔ بیماری کی حالتُ میں عزیز واقارب کی تیمارداری کرنی چاہیے تاکہ رشتو داروں کا جو حصہ شریعت کے مطابق بنتا ہوا ادا کرنا چاہیے غرض یہ کہ رشتے داروں کے ہر دکھ اور خوشی میں شامل رہنا صلہ رحمی کے زمرے میں آتا ہے۔

ایک دانشور کا کہنا ہے کہ صلہ رحمی رشتہ ناطہ جوڑنے کا نام ہے کیونکہ رحم مادری تعلقات کی جڑ ہے اس لیے جو تعلق رحم مادر کا سبب بنتا ہے اس کو مضبوط کرنا چاہیے کیوں کہ یہ رحم کا تعلق خالق کائنات کا پیدا کردہ ہے۔ اس لیے اس رحم کے تعلق کی نگہداشت کرنا انسان کا فرض عین ہے۔

رشتہ داروں سے حسن سلوک کر کے ان پر احسان نہیں جتلانا چاہیے بلکہ جو کچھ کسی کے لیے کیا جائے اس میں صرف اللہ کی خوشنودی کو مدنظر رکھا جائے۔ اہل تصوف کا اس کے بارے میں یہ نظریہ ہے کہ رشتہ داروں سے ہر لحاظ سے صلہ رحمی کی جائے بلکہ اپنی ضروریات کو پس پشت ڈال کر ان کی ضروریات کو پورا کر دیا جائے۔

Marfat.com

آیات صلہ رحمی

کلام الٰہی میں کچھ آیات ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے والدین عزیز و اقارب یتیم، مساکین اور مسافروں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے مفسرین نے رشتے داروں سے اچھا سلوک کرنے کو صلہ رحمی میں شمار کیا ہے پھر کچھ آیات ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے تمام مردوں اور عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ بیان کیا ہے کہ جو ایک پیٹ کی پیدائش سے پیدا ہوئے ہوں۔ وہ اس تعلق کی بنا پر آپس میں ایک دوسرے سے اچھا سلوک کریں۔ اہل علم نے رشتہ داروں سے اچھے سلوک ہی کو صلہ رحمی قرار دیا ہے۔ جن آیات سے صلہ رحمی کا مفہوم ظاہر ہوتا ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

1- رشتہ داروں سے احسان کرنا صلہ رحمی ہے۔

زندگی کے معاملات میں اور میل جول میں رشتہ داروں سے اچھا رویہ اختیار کرنا صلہ رحمی ہے ان کی موجودگی اور غیر موجودگی میں ان سے بھلائی کرنی چاہیے اگر کسی رشتہ دار کو آپ سے کوئی کام پڑ جائے تو ہر ممکن طریقے سے اسے کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ان کے ساتھ احسان کرنا ان کا حق ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یوں تاکید فرمائی ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا ۝

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں سے بھی احسان کرو گے اور لوگوں سے اچھی بات کہو گے۔

(پ1 البقرہ:83)

اس آیت میں رشتہ داروں سے احسان کی اہمیت واضح کرتے ہوئے یہ بیان کیا

Marfat.com

گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے جن باتوں کا عہد لیا ان میں ایک بات یہ بھی شامل تھی کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے احسان کریں گے لیکن انہوں نے اللہ کے اس عہد کو توڑتے ہوئے رشتہ داروں سے احسان کرنا چھوڑ دیا ان کے اس رویے سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تنبیہ کی ہے کہ تم حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا بھی خیال کرنا رشتہ داروں سے احسان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر یوں ارشاد فرمایا ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًاۙ

اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ اور والدین اور قریبی رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایوں اور دور کے ہمسایوں اور پاس بیٹھنے والوں اور مسافروں اور جو تمہاری ملکیت میں ہوں سب سے احسان کرو بے شک اللہ بڑائی مارنے والوں اور تکرار کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (پ5 النساء:36)

اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان لانے اور اس کی عبادت کرنے اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے بعد سب سے اہم چیز رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرنا ہے یعنی رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ ان کی خوشی اور غمی میں شریک حال رہو اور شرعی تقاضوں کے مطابق ان کی حمایت اور مدد کرتے رہو تکالیف اور تنگی کے اوقات میں ان کے ساتھ رواداری اور خوش خلقی سے پیش آؤ۔ اگر کسی رشتہ دار سے کبھی زیادتی کی بات ہو جائے تو اس سے درگزر کرو۔

اے دوست: رشتہ داروں کی خدمت کر دکھ درد میں ان کے کام آ' اپنی زبان کو

خاموش رکھ۔ ان کے طعنوں پر صبر کر' ان سے ملنے والی اذیتوں کا بدلہ احسان سے چکا۔ غرضیکہ رشتہ داروں سے جو بھی دکھ ملتا ہے اسے اللہ کی رضا سمجھتے ہوئے برداشت کر۔ پھر اللہ کا انعام دیکھ کہ وہ تیری دنیا اور آخرت سنوار دے گا مگر یاد رکھ کہ صرف اور صرف اللہ کی محبت کے لیے دکھ سہنے سیکھ لے۔

2-رحم کی رشتہ داری کو قائم رکھنے کا حکم

رحم کی رشتہ داری سے مراد وہ رشتے ہیں جو مادری یا پدری لحاظ سے تعلق رکھتے ہوں رحم کے رشتے بڑے اہم ہیں اس لئے اللہ تعالی نے انہیں قائم رکھنے کا حکم دیا ہے رشتہ داری قائم رہے تو رشتہ داری ہے ورنہ بیگانگی کا کیا فائدہ بیگانگی تو بقیہ دنیا ہے اسی لئے اللہ تعالی نے حکم دیا ہے کہ رحم کی رشتہ داری کو ہمیشہ قائم رکھ اسی میں انسان کی بہتری ہے۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَآءً ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ٱلَّذِى تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ○

اے لوگو اپنے رب سے ڈر جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں کے ذریعے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے سوال کرتے ہو اور صلہ رحمی کا لحاظ رکھو بے شک اللہ تعالی تم پر نگرانی کر رہا ہے۔

(پ4 النساء:1)

اس آیت میں تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے یعنی ایک ربّ کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو کیوں کہ اللہ تعالی نے انسانوں کو ایک شخص یعنی آدم سے پیدا کیا ہے تم اسی آدم کی اولاد ہو پھر نسل آدم کو دنیا میں پھیلا دیا جس طرح انسان پہلے اللہ کی پوری طرح اطاعت میں تھا اور ہر لحاظ سے اس کے قبضے اور اختیار میں تھا اسی طرح ایک وقت

آئے گا اللہ تمام انسانوں کو اپنے قبضے میں کر کے ایک میدان میں جمع کر دے گا اور حساب لے گا پس اللہ سے ڈرتے رہو اس کی اطاعت اور عبادت کرتے رہو اور اسی خوف الٰہی کی بنا پر آپس کے رشتوں اور ناطوں کی حفاظت کرتے رہو بلکہ جو صلہ رحمی نیکی اور سلوک آپس میں کرتے ہو اسے آخری دم تک جاری رکھو ارحام سے مراد رشتہ داری ہے اس لئے اسلام میں قریبی رشتہ داروں سے بار بار حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ اور ان کے ساتھ بدسلوکی سے منع فرمایا گیا ہے لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کو وہ معاشرے میں صلہ رحمی کا خیال رکھیں۔

3- اللہ کیلئے عزیز واقارب سے محبت کرنا صلہ رحمی ہے

اللہ تعالیٰ نے لوگوں میں انس اور محبت پیدا کر رکھی ہے اسی محبت اور الفت کی بنا پر یہ معاشرہ قائم دائم ہے اس لئے رشتہ داروں سے اچھے تعلقات وہی ہوتے ہیں جن میں محبت ہو ہمدردی اور شفقت ہو کیوں کہ محبت اور ہمدردی کی بنا پر رشتہ داری میں نباہ ہوتا ہے محبت ہی خلوص اور وفاداری کی بنیاد ہے اس لئے رشتہ داروں سے محبت رکھنا ضروری ہے۔

اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے:

ذٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيهَا حُسْنًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝

یہی وہ عطیہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ اپنے ایمان لانے والے اور نیک عمل کرنے والے بندوں کو خوشخبری دیتا ہے آپ فرما دیجئے کہ میں اس پر اپنے قرابت داروں کی محبت کے سوا کچھ صلہ نہیں مانگتا اور جو کوئی نیکی کرے گا تو ہم اس نیک عمل کو دلکش بنا دیں گے بے شک اللہ بخشنے والا قدر کرنے والا ہے۔ (پ25 الشوریٰ:23)

Marfat.com

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرابت کو بہت اہمیت حاصل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیفیں جو تبلیغ دین میں آپ کو پیش آئیں اس کا آپ نے عوضانہ نہ مانگا البتہ اس کے بدلے میں یہ خواہش کی کہ آپس میں رشتہ داروں اور قرابت داروں کا حق ادا کرو۔ اور ان سے لطف ومحبت سے پیش آو۔ یعنی مصیبت اورر پریشانی کے وقت رشتہ داروں کی ہر طرح سے دلجوئی کی جائے اگر کوئی احسان کرے تو اسے نہ جتائے۔

4-رشتہ داروں کی مالی امداد صلہ رحمی ہے

مال ودولت کا کم یا زیادہ ہونا اللہ تعالی کی خصوصی مہربانیوں سے ہے لہٰذا اللہ تعالی نے جن لوگوں کو اپنی اس نعمت سے نواز رکھا ہو ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ مالی ضروریات کے پیش نظر گاہے بگاہے اپنے ضرورت مند اور محتاج رشتہ داروں کی مالی معاونت کرتے رہیں اس سے اللہ بہت راضی ہوگا کیوں کہ بارگاہ رب العزت میں رشتہ داروں کی مالی امداد کی بڑی فضلیت اور اجر ہے اس کے متعلق چند قرآنی آیات قرآنی مندرجہ ذیل ہیں۔

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ۝

آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں فرما دیجئے کہ جو خرچ کرو اس میں اپنے والدین، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کی بہتری کو مدنظر رکھو اور جو نیکی تم کرو گے تو بے شک اللہ تعالی اسے خوب جانتا ہے۔(پ2البقرہ: آیت 215)

خرچ کرنے کی بہترین صورت غریب اور محتاج رشتہ داروں کی مالی معاونت ہے کیونکہ بعض لوگوں کے رشتہ دار غریب اور سفید پوش ہوتے

Marfat.com

ہیں لہٰذا خفیہ طریقے سے ایسے رشتہ داروں کی مالی مدد کرنا بہت ہی افضل ہے اور اس کا بڑا ثواب ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا ط اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ O

اور تم میں سے مال و دولت میں وسعت والے یہ قسم نہ کھائیں کہ وہ رشتہ داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دیں گے بلکہ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور اللہ بخشنے والا رحم والا ہے۔ (پ 18 النور 122)

تم میں سے جو کشادہ روزی والے صاحب حیثیت ہیں صدقہ اور احسان کرنے والے ہیں انھیں اس بات کی قسم نہ کھانی چاہیے کہ وہ اپنے قرابتداروں کو مسکینوں کو مہاجروں کو کچھ دیں گے ہی نہیں۔ اس طرح انھیں متوجہ فرما کر پھر اور نرم کرنے کے لیے فرمایا کہ ان کی طرف سے کوئی قصور بھی سرزد ہو گیا ہو تو انھیں معاف کر دینا چاہیے۔ ان سے کوئی برائی یا ایذا پہنچی ہو تو ان سے درگزر کر لینا چاہیے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حلم و کرم اور لطف و رحم ہے کہ وہ اپنے نیک بندوں کو بھلائی ہی کا حکم دیتا ہے۔

مالی امداد کی کئی صورتیں ہیں' ایک صورت تو یہ ہے کہ اگر کسی رشتہ دار کے مالی وسائل کمزور ہیں اور اس کا ذریعہ معاش مستحکم نہیں تو آپ اس کی مدد کر کے اس کا ذریعہ معاش نہ کر سکتے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر کسی رشتہ دار کو قرض کی ضرورت پیش آ جائے اور آپ اسے قرض دے سکتے ہوں تو اسے ضرور قرض دیں۔ تیسری صورت یہ بھی ہے کہ اگر کوئی رشتہ دار طویل عرصے تک بیمار ہو گیا ہے اور اس کا

Marfat.com

ذریعہ معاش نہیں رہا تو اگر آپ اس کی ماہوار مالی امداد کر سکتے ہیں تو کریں۔ مالی امداد کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اگر کسی رشتہ دار کی بیٹی کی شادی ہونے والی ہو تو اس میں مالی امداد کر سکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رشتہ داروں کی مالی معاونت کی تاکید فرمائی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ O

بے شک اللہ انصاف اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور برے کاموں اور سرکشی سے منع فرماتا ہے، تمہیں وعظ کرتا ہے تاکہ تمہیں نعمت حاصل ہو۔

(پ 14 نحل آیت 90)

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے بہت محبت تھی اور اس کی شرم میں میں مسلمان ہوا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے مسلمان ہونے کو فرماتے تھے۔ اس وجہ سے میں مسلمان ہو گیا۔ لیکن اسلام میرے دل میں جما نہ تھا۔ ایک مرتبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا کچھ باتیں کر رہا تھا کہ مجھ سے باتیں کرتے کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی دوسری طرف ایسے متوجہ ہو گئے جیسے کسی اور سے باتیں کر رہے ہوں۔ تھوڑی دیر میں پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تھے اور یہ آیت شریفہ (اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ) آخر تک نازل ہوئی۔ مجھے اس مضمون سے بہت مسرت ہوئی اور اسلام میرے دل میں جم گیا۔ میں وہاں سے اٹھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کے پاس گیا ان سے جا کر میں نے کہا کہ میں تمہارے بھتیجے کے پاس تھا۔ اس پر اس وقت یہ آیت نازل ہوئی وہ کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرو فلاح کو پہنچو گے۔ اللہ کی قسم وہ اپنی نبوت کے دعویٰ میں

Marfat.com

جیسے بھی ہیں لیکن تمہیں تو اچھی عادتوں کی ہی تعلیم اور کریمانہ اخلاق سکھاتے ہیں۔(تنبیہ الغافلین)

5-رشتہ داروں کو صدقہ دینا صلہ رحمی ہے۔

رشتہ داروں میں بعض اوقات ایسے رشتہ دار بھی ہوتے ہیں جو انتہائی غریب مسکین اور نادار ہوتے ہیں، اور صدقہ وزکوٰۃ لینے کے مستحق ہوتے ہیں اس لیے جب کوئی شخص اللہ کی راہ میں صدقہ یا زکوٰۃ دینے لگے تو پہلے اپنے خاندان میں مستحق رشتہ داروں کو دے۔ ایسا کرنے سے اللہ راضی ہوگا اور ثواب بھی زیادہ ملے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ O

اور اپنا مال جو پیارا ہو اسے رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں اور سائلوں اور غلاموں کو آزاد کرانے میں خرچ کیا جائے اور نماز قائم کی جائے اور زکوٰۃ دی جائے اور جب عہد کیا جائے تو اپنے اس عہد کو پورا کیا جائے اور مصیبت میں اور سختی میں اور جہاد میں صبر کرنے والے یہی لوگ سچے ہیں اور یہی اہل تقویٰ ہیں۔(پ2 البقرہ:177)

دنیا کے مال میں بڑی کشش ہے مگر انسان بھول جاتا ہے کہ اس کی کشادگی اللہ ہی نے دی اور پھر جب اللہ ہی کہے کہ میرے لے میرے ہی عطا کردہ مال سے اپنے رشتہ دار کو کچھ دے اس وقت بخل کی سوچ کیسی۔ یاد رکھ کہ اللہ کا بندہ بننے کے لیے اس کا مال اس کی راہ میں لٹاتا جا۔ اہل محبت نے ہمیشہ ایسا ہی کیا۔ ایک اور مقام پر ارشاد

Marfat.com

باری تعالیٰ ہے کہ:

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ○

اور رشتہ داروں کو اور مسکینوں کو، اور مسافروں کو ان کا حق دے اور فضول خرچی کے ذریعے بے جا خرچ نہ کر۔ (پ 15 بنی اسرئیل :26)

مال و دولت کا کثرت سے ملنا اللہ تعالیٰ کی عنایت اور عطا ہے اور جس کے پاس اللہ تعالیٰ نے زیادہ مال دے رکھا ہے تو جب وہ اس مال سے اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کا ارادہ کرے تو پہلے اپنے رشتہ داروں کو دے۔ ایسا کرنے کا درجہ بہت زیادہ ہے۔ مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ز وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

پس عزیز و اقارب، مساکین اور مسافروں کو ان حق دو یہ ان کے لئے بہت بہتر ہے جو اللہ کی خوشنودی چاہتے ہیں اور وہی لوگ کامیابی سے ہمکنار ہونے والے ہیں۔ (پ 21 الروم :38)

پس جب زکوٰۃ تقسیم کی جائے تو سب سے پہلے ان رشتہ داروں کو زکوٰۃ دی جائے جو زکوٰۃ لینے کے مستحق ہوں لہٰذا ان کا حق ان تک پہنچانے میں انسان کی آخرت میں کامیابی ہے۔

6- گھر کے رشتہ داروں کو نماز اور زکوٰۃ کی ترغیب دینا صلہ رحمی ہے

نماز اور زکوٰۃ اسلام کے بنیادی فرائض میں سے ہیں اس لئے گھر کے سربراہ کو چاہیے کہ وہ خود نماز اور زکوٰۃ پر کاربند ہونے کے ساتھ ساتھ گھر کے افراد کو نماز پڑھنے کی تاکید کرتے رہیں اہل خانہ کو اس طرح کی ترغیب دینا صلہ رحمی ہے اس کے بارے اللہ تعالیٰ کا ارشاد مندرجہ ذیل ہے۔

وَ كَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا O

اور وہ اپنے اہل خانہ کو نماز اور زکوٰۃ کی تلقین کرتے تھے اور وہ اپنے رب کے ہاں مقبول ترین تھے۔ (پ16 مریم55)

اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خوبی بیان کی گئی ہے کہ وہ نبی اور رسول تھے اور اپنے گھر کے رشتہ داروں کو نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی تاکید کرتے تھے۔ اس لئے رشتہ داروں کو نماز اور زکوٰۃ کی طرف راغب کرنا صلہ رحمی ہے۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ط نَحْنُ نَرْزُقُكَ ط وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى O

اور اپنے اہل خانہ کو نماز کی ترغیب دو اور خود اس پر ثابت قدم رہو ہم تجھ سے رزق کا سوال نہیں کرتے بلکہ تمہیں رزق دیتے ہیں اور عاقبت اہل تقویٰ کے لئے ہے۔ (پ16 طٰہٰ 132)

بعض گھرانوں میں بیوی اور اولاد کے علاوہ دیگر رشتہ دار بھی اسی گھر میں رہتے ہیں جن میں اکثر بہن بھائی یا ان کی اولاد چچا یا خالائیں بھی رہتی ہیں گھر کے سربراہ کو چاہیے کہ گھر میں جتنے بھی رشتہ دار رہتے ہوں ان کو نماز کی تلقین کرتا رہے اس سے ان کی بہتری ہوگی اور یہی بہتری ان کی صلہ رحمی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہے کہ جب آپ کو کوئی تنگی ہوتی تو آپ اپنے گھر والوں کو فرماتے اے میرے گھر والو نماز پڑھو اور نمازوں کو قائم رکھو تمام انبیاء علیہم السلام کا یہی طریقہ رہا ہے کہ اپنی ہر گھبراہٹ اور ہر کام کے لئے نماز شروع کر دیتے۔ (ابن ابی حاتم)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عادت مبارکہ تھی کہ رات کو جب تہجد کے لئے اٹھتے تو اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے اور اسی آیت کی تلاوت فرماتے۔

یہ بات حقیقت ہے کہ روزی کی تنگی کی صورت میں اگر تمام قریبی رشتہ دار مل

Marfat.com

جل کر نماز کی پابندی کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ روزی کشادہ کر دیتا ہے۔

7- بیوی اور اولاد کے لئے اچھی دعا کرنا صلہ رحمی ہے۔

اللہ کے نیک بندوں کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے نیک بیوی اور فرمانبردار اولاد کے حصول کی دعا کرتے رہتے ہیں ان کا ایسی دعا کرنا درحقیقت صلہ رحمی ہے اس کے بارے میں قرآنی آیت یہ ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۝

اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک پہنچا اور ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنا دے۔ (پ19 الفرقان:74)

اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جو سچی توبہ کر کے نیک کام کرنے شروع کر دیتے ہیں اور ہر کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کرنے لگتے ہیں جھوٹی گواہی نہیں دیتے لہوولعب کی محفلوں میں نہیں جاتے یعنی دنیا کے ایسے کام جو اللہ کی یاد سے غفلت کا باعث بن سکتے ہوں ان میں شامل نہیں ہوتے جب نیک اور صالح لوگوں کو کوئی نصیحت کی جاتی ہے تو فوراً قبول کر لیتے ہیں وہ قرآن پاک کی آیتوں پر غور و فکر کرتے ہیں جس سے انہیں اسرار و معارف حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ان کی ایک خوبی یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کے لئے اچھی دعا مانگتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں ایسی بیویاں دے جو ہمارے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں ایسے ہی ہمیں ایسی نیک اور صالح اولاد دے جو ہمارے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہو یعنی جو ہمارے لئے باعث سکون ہو۔

8- وراثت میں عزیز و اقارب کا حصہ دینا صلہ رحمی ہے

اسلام میں وراثت کی تقسیم کے لئے اصول مقرر ہیں۔ ان اصولوں کے مطابق

Marfat.com

مرنے والے کی وراثت میں رشتہ داروں کا حصہ مقرر ہوتا ہے اس لئے وراثت کے حصہ کو شریعت کے مطابق رشتہ داروں میں تقسیم کر دینا صلہ رحمی ہے اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ یہ ہے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ط نَصِيبًا مَّفْرُوْضًا○

اس مال میں سے مردوں کا حصہ ہے جسے والدین اور عزیز و اقارب چھوڑ کر مر جائیں اور اسی طرح عورتوں کا حصہ ہے جسے ان کے والدین اور رشتہ دار چھوڑ جائیں تھوڑا ہو یا زیادہ یہ حصہ داری مقرر ہے۔

(پ4 النساء آیت 7)

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا○

اور اگر تقسیم کے وقت رشتہ دار اور یتیم اور مساکین آ جائیں تو انہیں بھی کچھ اس میں سے دے دو اور ان سے بھلی بات کہو۔(پ4 النساء:8)

اسلام سے پہلے عربوں میں وراثت تقسیم کرنے یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی شخص مر جاتا تو اس کی بڑی اولاد کو اس کا مال مل جاتا عورتیں اپنے خاوندوں کی جائیداد سے محروم رہتیں اس طرح چھوٹے بچوں اور بچیوں کو بھی متوفی کی جائیداد سے محروم کر دیا جاتا اور اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی کہ جو بچہ میدان جنگ میں دادِ شجاعت حاصل کرنے کے قابل نہیں وہ وراثت میں بھی حصہ حاصل کرنے کا بھی حقدار نہیں ہے مگر اسلام میں مندرجہ بالا آیت نازل ہونے کے ذریعے وراثت میں سب کی مساویانہ حیثیت قائم کر دی گئی اور اسی آیت کی رو سے عورتوں کو بھی وراثت میں حصہ دار ٹھہرایا گیا سابقہ طریقہ تقسیم کو ختم کر کے مرنے والے باپ کی وراثت میں تمام اولاد کو حصہ

Marfat.com

دار بنا دیا گیا چھوٹی اور بڑی جائیدادوں کو وارثوں میں حسب حصہ حقدار تسلیم کرلیا گیا۔ حقیقی قرابت اور قرابت زوجیت کا اصول بھی مدنظر رکھا گیا۔ اسلام کے قانون وراثت میں اس بات کو بھی ملحوظ خاطر رکھنے کی تاکید کی گئی ہے کہ اگر تقسیم کے وقت ایسا رشتہ دار آجائے جس کا شرعاً وراثت میں حق نہ بنتا ہو اور مستحق ہو تو اسے بھی متوفی کے مال میں سے کچھ دے دیا جائے۔ اسی طرح محلے کے یتیم بچے اور غریب لوگ تقسیم کے وقت موجود ہوں تو انہیں بھی کچھ نہ کچھ دے دیا جائے۔

9-خون کے رشتوں کا حق پہچاننا صلہ رحمی ہے۔

قریبی رشتہ داری میں ایک دوسرے کے حق کو ملحوظ خاطر رکھنا اخلاق حسنہ ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ایک مربوط خاندان کی صورت استوار کر رکھا ہے تا کہ لوگ آپس میں تعاون کر کے زندگی کو احسن طریقے سے گزار سکیں۔ اس کے بارے میں اللہ کا فرمان یہ ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ۝

اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کر کے آگئے اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد کرتے رہے وہ تم میں سے ہیں مگر اللہ کی کتاب کے مطابق خون رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔ بے شک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ (پ10 الانفال:75)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو کچھ ایمان لانے والے بھی مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آگئے اور وہاں پر حضور کے زیر سایہ زندگی گزارنے لگے ان مہاجروں کے ساتھ جن لوگوں نے تعاون کیا وہ انصار کہلائے مہاجر اور انصار ہی سچے مومن تھے ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ فرمایا صلح حدیبیہ کے بعد کچھ لوگ ایمان لائے اور ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آ کر آباد ہو گئے اور پھر ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد بھی کیا کئی غزوات میں شامل ہوئے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ مسلمانوں ہی میں سے ہیں یعنی وہ بھی درحقیقت سچے مسلمان ہیں ان کی حیثیت بھی پہلے مسلمان ہونے والوں ہی کی طرح ہے۔

حکایت: حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ غصہ کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا فرمایا آپ کو کس نے غصہ دلایا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اور قریش کو کیا ہے جب وہ آپس میں ملتے ہیں تو نہایت تروتازہ چہروں کے ساتھ ملتے ہیں اور جب ہمارے ساتھ ملتے ہیں تو ان کے چہرے ایسے نہیں ہوتے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے۔ یہاں تک کہ چہرہ انور سرخ ہو گیا پھر فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہیں ہو سکتا حتی کہ وہ اللہ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لیے تمھارے ساتھ محبت کرے۔ فرمایا اے لوگو! جس نے میرے چچا کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔ آدمی کا چچا اس کے باپ کی مانند ہے۔

10- حضرت یوسف علیہ السلام کی اپنے بھائیوں سے صلہ رحمی

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں حضرت یوسف علیہ اسلام کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے حضرت یوسف علیہ اسلام جب مصر کے حاکم بن گئے تو اس وقت آپ کے بھائی آپ سے غلہ لینے کے لیے آئے تو آپ نے صلہ رحمی کی بنا پر ان سے بہت اچھا سلوک کیا جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہوا ہے۔

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ

Marfat.com

اللّٰہِ ط اِنَّہٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ ○ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَیْہِ قَالُوْا یٰۤاَیُّھَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَ اَھْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَۃٍ مُّزْجٰۃٍ فَاَوْفِ لَنَا الْکَیْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَیْنَا ط اِنَّ اللّٰہَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ ○ قَالَ ھَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِیُوْسُفَ وَاَخِیْہِ اِذْ اَنْتُمْ جٰھِلُوْنَ ○ قَالُوْٓا ءَاِنَّکَ لَاَنْتَ یُوْسُفُ قَالَ اَنَا یُوْسُفُ وَھٰذَآ اَخِیْ قَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَیْنَا اِنَّہٗ مَنْ یَّتَّقِ وَیَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ○ قَالُوْا تَاللّٰہِ لَقَدْ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیْنَا وَاِنْ کُنَّا لَخٰطِئِیْنَ ○ قَالَ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ ز وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ○

اے میرے بیٹو ایک مرتبہ پھر جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک کافروں کی قوم کے علاوہ اللہ کی رحمت سے کوئی ناامید نہیں ہوتا۔ جب وہ یوسف علیہ اسلام کے پاس گئے تو کہنے لگے اے عزیز مصر ہمیں اور ہمارے اہل خانہ کو تکلیف پہنچی ہے اور ہم تھوڑا سا سرمایہ لائے ہیں۔ آپ اس کے عوض ہمیں پورا غلہ دے دیں اور اس کے علاوہ ہمیں صدقہ بھی دیں بے شک اللہ صدقہ دینے والوں کو جزا دے گا۔ آپ نے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا جبکہ تم بے سمجھ تھے کہنے لگے کہ کیا آپ یوسف ہیں؟ حضرت یوسف علیہ اسلام نے کہا ہاں۔ میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا بے شک جو شخص ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے یقیناً اللہ نیکی کرنے والوں کی نیکی ضائع نہیں کرتا کہنے لگے اللہ کی قسم اللہ نے تمہیں ہم پر فضیلت دی ہے اور بے شک ہم غلطی کرنے والے تھے حضرت یوسف علیہ اسلام نے کہا کہ آج

Marfat.com

تم پر عتاب نہیں اللہ تمہیں معاف کرے وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ (پ13 یوسف 87-92)

حضرت یوسف علیہ اسلام کے بھائیوں نے آپ سے اچھا سلوک نہ کیا تھا اس کی وجہ سے آپ کو زندگی میں بے پناہ تکلیف اٹھانا پڑی مگر جب یوسف علیہ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے حاکمیت عطا فرما دی اور اس دوران آپ کے بھائیوں کو آپ سے غلہ لینے کا واسطہ پڑا تو آپ ان سے بڑے عمدہ اخلاق سے پیش آئے اور بے حد حسن سلوک کا مظاہرہ کیا یعنی آپ کے بھائیوں نے تو آپ سے قطع رحمی کی تھی مگر آپ نے ان سے صلہ رحمی کی اور یہ صلہ رحمی کی مثال ہمارے لیے مشعل راہ ہے اس لیے مسلمان بھائیوں کو آپس میں چاہیے کہ وہ ہمیشہ رشتہ داروں سے صلہ رحمی کا مظاہرہ کرتے رہیں۔

11- قطع رحمی کی ممانعت

اچھے اخلاق کا یہی تقاضا ہے کہ رشتہ داروں سے ہمیشہ مفاہمت اور اچھے تعلقات رکھے جائیں اگر کبھی شکوہ شکایت ہو جائے تو اسے باہمی رضامندی سے دور کر لینا چاہیے اور رشتہ داروں سے کبھی قطع تعلق نہ کیا جائے بلکہ قطع تعلق کرنے والوں سے تعلق جوڑے رکھنا چاہیے اس کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ

الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

جو اللہ تعالیٰ سے پختہ عہد کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اسے قطع کرتے ہیں جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہی لوگ خسارے والے ہیں۔ (پ1 البقرہ:27)

والَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ

Marfat.com

سُوْءُ الدَّارِ ٥

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ سے پختہ عہد کرنے کے بعد اسے توڑتے ہیں اور اللہ نے جسے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے قطع کرتے ہیں اور زمین میں فساد ڈالتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے لعنت ہے اور ان کے لیے بُرا گھر ہے۔(پ13 رعد:25)

ان آیات میں تین باتوں کی وضاحت کی گئی ہے کہ پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے عہد کرنے کے بعد اسے نبھانا چاہیے توڑنا نہیں چاہیے مگر بعض لوگ پختہ عہد کرنے کے بعد بھی توڑ دیتے ہیں ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کو قطعاً پسند نہیں لہٰذا جو عہد کیا جائے اسے ہر ممکن پورا کرنا چاہیے اور اللہ کے بندوں کی ایک علامت یہی ہے جس سے وہ پہچانے جاتے ہیں کہ جب وہ عہد کرتے ہیں تو اسے پورا کرتے ہیں۔

دوسری بات ان آیات میں یہ بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رشتہ داری کو قائم رکھنے کا حکم دے رکھا ہے لہٰذا اسے قطع نہیں کرنا چاہیے اور برے لوگوں کی نشانی یہی ہے کہ وہ رشتہ داری کو ذرا سی بات پر منقطع کر دیتے اور تعلقات قائم نہیں کرتے یہ بات اللہ کو بالکل پسند نہیں لہٰذا قطع رحمی سے بالکل بچنا چاہیے۔

تیسری بات ان آیات میں یہ ہے کہ بُرے لوگوں کی یہ علامت ہے کہ اللہ کی زمین پر فساد مچاتے ہیں فساد سے چونکہ امن عامہ خراب ہو جاتا ہے لوگوں کا سکون تباہ ہو جاتا ہے لہٰذا اللہ نے تاکید کی ہے زمین پر فساد نہ کیا جائے۔ فساد ڈالنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے اور یہ لوگ خسارے میں رہ جائیں گے۔

12- منافقوں کا ایک وصف قطع رحمی تھا

منافقوں میں بے شمار برائیاں تھیں اور ان کی ایک برائی قطع رحمی بھی تھی یعنی عزیز واقارب سے تعلق توڑ لیتے تھے۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا

اَرْحَامَکُمْ ○ (پ 26 محمد: 22)

پھر تم سے یعنی منافقوں سے یہی توقع ہے کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو زمین میں فساد پھیلاؤ گے اور اپنی رشتہ داریوں سے قطع رحمی کرو گے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جب جہاد کا حکم دیا تو منافقوں کو اللہ کا یہ حکم بہت بُرا لگا ان کے لیے بہتر تو یہ تھا کہ وہ جہاد کے حکم سے خوش ہوتے اس کو سن کر تسلیم کر لیتے اور جب موقع آتا اور جہاد کا میدان گرم ہوتا تو نیک نیتی کے ساتھ جہاد کرتے جس سے ان کی اسلام سے وابستگی اور خلوص ظاہر ہوتا لیکن منافق لوگ جہاد سے رک گئے بلکہ اس سے بچنے کے لیے تدبیریں سوچنے لگے اور زمین میں فساد برپا کرنے لگے اگر منافق لوگوں کی حکومت قائم ہو جائے تو وہ زمین میں فساد مچاتے ہیں اور صلہ رحمی کو توڑ دیتے ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہے اس لیے اس آیت میں زمین میں فساد کرنے اور قطع رحمی کی ممانعت کی ہے بلکہ اللہ نے زمین میں اصلاح اور صلہ رحمی کی ہدایت کی ہے لہٰذا رشتہ داروں سے میل جول قطع نہ کرنا چاہیے۔ قطع رحمی کی بجائے ان سے تعاون کرنا چاہیے مالی مشکلات میں ان کے کام آنا چاہیے اس لیے انسان کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ قطع رحمی منافق لوگوں کا شیوہ ہے اس لیے اس برائی سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑنے والا منافق ہوتا ہے اور منافقت کی علامت یہ ہے کہ جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے منافق جب وعدہ کرتا ہے تو اس کی پابندی نہیں کرتا منافق کے پاس جب امانت رکھی جاتی ہے۔ تو وہ اس میں خیانت کرنے سے باز نہیں آتا اللہ تعالیٰ نے رحم کے رشتوں کے ساتھ جو صلہ رحمی کا حکم دیا ہے منافق اسے ملائے رکھنے کی بجائے قطع کر دیتا ہے منافق امن کی بجائے فساد پھیلاتا ہے منافقوں کی یہ خصلتیں اس وقت ظاہر ہوتی ہیں جب کہ ان کا غلبہ ہو قطع رحمی چونکہ منافقوں کے عمل سے ہے اس لیے اس سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

Marfat.com

احادیث صلہ رحمی

1- تعلق جوڑے رکھنا صلہ رحمی ہے

اللہ تعالیٰ نے اولاد اور رشتہ داری کا جو ناطہ قائم کیا ہے اس میں بے پناہ حکمتیں ہیں تاکہ اس عزیز داری کی بنا پر لوگ اپنی زندگی کو ایک دوسرے کے تعاون سے خوش وخرم گزار سکیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ تاکید کی ہے کہ رشتہ داری کا جو تعلق اللہ تعالیٰ نے تم میں پیدا کیا ہے اسے جوڑے رکھو تاکہ اللہ تم سے راضی رہے اس کے بارے میں احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی اَنَا اللّٰہُ وَاَنَا الرَّحْمٰنُ خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَ شَقَقْتُ لَهَا مِنْ اِسْمِیْ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَ بَتَتُّهٗ o

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اللہ میں ہوں، رحمٰن میں ہوں، رحم کو میں نے پیدا کیا اسے اپنے نام سے مشتق کیا جو اسے جوڑے تو میں اسے جوڑوں گا اور جو اسے توڑے میں اسے توڑوں گا۔ (۵۶)

اللہ نے قریبی رشتہ داروں سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور رحم کے رشتوں سے مراد قریبی عزیز واقارب ہیں لہٰذا ان سے اچھا سلوک کرنا انتہائی اچھا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اس لیے رشتہ داروں سے کبھی بھی بدسلوکی نہ کی جائے اس سے ہمیشہ بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

Marfat.com

قَالَ اِنَّ الرَّحِمَ شِجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ مَنْ وَّصَلَكِ وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهٗ ٥

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک مہربانی ایک ایسی شاخ ہے جو رحمٰن سے ملی ہوئی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو تجھ سے ملے گا میں اس سے ملوں گا اور جو تجھ سے تعلقات توڑے گا۔ میں اس سے قطع تعلق کرلوں گا۔ (۵۷)

اچھے اخلاق کا یہی تقاضا ہے کہ قطع تعلق کرنے والوں سے تعلق جوڑا جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں دونوں جہان کے بہترین اخلاق بتاتا ہوں کہ قطع تعلق کرنے والوں سے جوڑو نہ دینے والوں کو دو اور ظالم کے قصور کو معاف کرو۔ (ترغیب)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ ارْحَمُوْا مَنْ فِى الْاَرْضِ يَرْحَمُكُمْ مَنْ فِى السَّمَآءِ الرَّحِمُ شُجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَ مَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللّٰهُ ٥

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرنے والوں پر رحمٰن، رحم فرماتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا (اللہ تعالیٰ) تم پر رحم فرمائے گا۔ رحم رحمٰن کی جڑ رگ سے ہے۔ (یعنی رحمٰن سے مشتق ہے) جو اس کو ملائے گا اللہ تعالیٰ کا وصل پائے گا اور جو اسے قطع کرے گا۔ اللہ تعالیٰ سے اس کا رشتہ ٹوٹ جائے گا۔ (۵۸)

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب آدمی اپنے رشتہ داروں کے نزدیک ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ ہدیہ وغیرہ کے ساتھ صلہ رحمی کرے اور ان سے ملاقات کیا

Marfat.com

کرے۔ اگر وہ مال سے صلہ رحمی کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ان سے ملاقات ضرور کیا کرے۔ اگر وہ محتاج ہوں تو ان کے معاملات میں استعانت کرے اگر وہ دور ہوں تو خط و کتابت کیا کرے اور اگر چل کر جا سکتا ہو تو یہ بہت ہی افضل ہے۔

2- صلہ رحمی فراخیٔ رزق اور درازیٔ عمر کا ذریعہ ہے

صلہ رحمی چونکہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کا اجر یہ رکھا ہے کہ جو شخص دوسروں سے رشتہ ناطہ قائم رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے مال و دولت اور عمر میں خیر و برکت عطا فرما دیتا ہے یعنی صلہ رحمی فراخیٔ رزق اور درازیٔ عمر کا ذریعہ ہے اس کے بارے میں حدیث پاک یہ ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّبْسَطَ لَہٗ فِیْ رِزْقِہٖ وَیُنْسَاَ لَہٗ فِیْ اَثَرِہٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَہٗ o

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاہے کہ اس کے رزق میں اضافہ ہو اور اس کی عمر لمبی ہو جائے تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔ (۵۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو شخص کسی نیک عمل کے کرنے کا ذمہ لے لے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے چار باتوں کا ذمہ لے لیتا ہے۔ جو شخص صلہ رحمی کرتا ہے اس کی عمر لمبی کر دی جاتی ہے۔ رشتہ داروں میں اس کی عزت بڑھ جاتی ہے۔ اللہ اس کے رزق میں اضافہ بھی فرما دیتا ہے اور آخرت میں اسے جنت میں بھی داخل کرے گا۔ (کنز العمال)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یُّبْسَطَ لَہٗ فِیْ رِزْقِہٖ وَاَنْ یُّنْسَاَلَہٗ فِیْ اَثَرِہٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَہٗ o

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کو یہ بات اچھی لگے کہ اس کا رزق فراخ ہو اور اس کی عمر دراز ہو جائے تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔ (۶۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تین باتیں بالکل حق ہیں پہلی بات یہ ہے کہ جس شخص پر ظلم کیا جائے اور وہ چشم پوشی کرے، اس کی عزت بڑھتی ہے۔ دوسری جو شخص مال کی زیادتی کے لیے سوال کرے، اس کے مال میں کمی ہوتی ہے تیسری جو شخص عطا اور صلہ رحمی کا دروازہ کھول دے، اس کے مال میں کثرت ہوتی ہے۔ (درمنثور)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِكُمْ مَاتَصِلُوْنَ بِهٖ اَرْحَامَكُمْ فَاِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مُحَبَّةٌ فِی الْاَهْلِ مَثْرَاةٌ فِی الْمَالِ مَنْسَاةٌ فِی الْاَثَرِ ۝

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے نسب سیکھو تاکہ اپنوں سے صلہ رحمی کر سکو۔ صلہ رحمی سے خاندان والو میں محبت، مال میں کثرت اور عمر میں درازی ہوتی ہے۔ (۶۱)

ان احادیث میں صلہ رحمی کا یہ اجر بتایا گیا ہے کہ صلہ رحمی سے مال و دولت میں فراخی اور عمر میں زیادتی ہوتی ہے کیونکہ صلہ رحمی دو طرح کی ہے ایک یہ کہ ضرورت مند رشتہ داروں کی مالی امداد کی جائے۔ دوسری یہ کہ اللہ کی دی ہوئی عمر کا کچھ حصہ ان کی خدمت میں صرف کیا جائے پہلے کا نتیجہ اللہ کی طرف سے مالی وسعت اور کشادگی اور دوسرے کا نتیجہ عمر میں برکت اور زیادتی کی صورت میں ملتا ہے۔ صلہ رحمی سے چونکہ سارے خاندان والے راضی ہوں گے اور اس کے حق میں دعائیں کریں گے۔ جس سے اس کے مال و دوت اور عمر میں برکت و کثرت ہوگی۔ اگر کوئی عزیز رشتہ دار اپنے حق کو ادا نہ کرتا ہو تو اس کے دوسرے عزیز و اقارب کے لیے یہ

Marfat.com

مناسب نہیں ہے کہ وہ بھی اپنے حق کو ادا نہ کریں بلکہ اصل صلہ رحمی تو یہی ہے کہ جو حق کو ادا نہ کرے اس کے حق کو ادا کیا جائے۔

عَنْ عَبْدَالرَّحْمٰنَ بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَعْجَلَ الطَّاعَةَ ثَوَابًا صِلَةُ الرَّحِمِ، حَتّٰى اَنْ اَهْلُ الْبَيْتِ لَيَكُوْنُوْنَ فُجَّارًا، فَتَنْمُوْ اَمْوَالُهُمْ وَيَكْثُرُ عَدَدُهُمْ اِذَا وَصَلُوْا اَرْحَامَهُمْ٥

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نیکی کا ثواب بہت جلد ملتا ہے وہ صلہ رحمی ہے حتی کہ کوئی گھر والے سارے کے سارے بُرے لوگ ہی کیوں نہ ہوں لیکن صلہ رحمی کے باعث ان کے مال میں اضافہ ہوتا ہے اور گھر والوں کی تعداد بھی بڑھ جاتی ہے۔(۶۲)

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس رب عزوجل کی قسم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور نبی اسرائیل کے لیے دریا کو پھاڑ دیا تھا۔ یہ بات تورات میں لکھی ہوئی ہے کہ اپنے پروردگار سے ڈرنا چاہیے۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیے اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنی چاہیے۔ یعنی صلہ رحمی سے عمر بڑھتی ہے۔ مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔ تنگ دستی کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن رحمٰن کے عرش کے سایہ میں تین قسم کے آدمی ہوں گے ایک صلہ رحمی کرنے والا' کہ اس کے لیے دنیا میں بھی اس کی عمر بڑھائی جاتی ہے۔ رزق میں بھی وسعت کی جاتی ہے اور اس کی قبر میں بھی وسعت کر دی جاتی ہے۔ دوسرے وہ عورت جس کا خاوند مر گیا ہو اور وہ چھوٹی اولاد کی پرورش کی خاطر' ان کے جوان ہونے تک نکاح نہ کرے' تاکہ ان کی پرورش میں مشکلات پیدا نہ ہوں' تیسرے وہ شخص جو کھانا تیار کرے' اور یتامیٰ مساکین کی

Marfat.com

دعوت کرے۔ (تنبیہ الغافلین)

ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدقۂ فطر دینا نیک عمل کرنا والدین کے ساتھ احسان کرنا اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا انسان کو نیک بنا دیتا ہے۔ عمر میں طوالت کا سبب بنتا ہے اور برے انجام سے حفاظت کا ذریعہ بنتا ہے۔ (کنز العمال)

طبرانی کی روایت ہے کہ جھوٹ، قطع رحمی اور خیانت کا مرتکب اس لائق ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں بھی عذاب دے اور آخرت میں بھی سزا کا مستحق گردانے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ سب اعمال سے جلدی اجر صلہ رحمی کا ملتا ہے اگرچہ اس گھر کے لوگ گنہگار ہوتے ہیں مگر صلہ رحمی کی وجہ سے ان کا مال بھی خوب بڑھتا ہے اور ان کی اولاد بھی بکثرت ہوتی ہے۔

حضرت ضحاک بن مزاحم نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ کی تفسیر میں فرمایا کہ صلہ رحمی کرنے والے شخص کی زندگی کے ابھی تیس سال باقی ہوتے ہیں جبکہ اللہ عزوجل اسے گھٹا کر صرف تین یوم کر دیتا ہے۔

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ عمر کی زیادتی کے سلسلہ میں اختلاف ہے بعض لوگوں کا قول ہے کہ عمر بڑھنے سے ظاہری معنی مراد ہیں یعنی صلہ رحمی کرنے والے کی عمر بڑھ جاتی ہے بعض کا قول ہے کہ عمر نہیں بڑھتی جیسا کہ ارشاد ربانی ہے کہ:

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ۝

جب ان کی موت کا وقت آ جائے گا اور نہ ایک ساعت بڑھ سکتی ہے اور نہ کم ہو سکتی ہے۔

لیکن عمر کی زیادتی کا یہ معنی ہے کہ موت کے بعد اس کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور جب اس کے مرنے کے بعد اس کا ثواب لکھا جاتا ہے گویا اس کی عمر بڑھتی ہے۔

Marfat.com

3-صلہ رحمی کرنے والے کی اللہ مدد فرماتا ہے

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر بڑا مہربان ہے خاص کر اللہ اپنے اطاعت گزار اور فرمانبراور بندوں پر بڑی مہربانی کرتا ہے کیونکہ صلہ رحمی انتہائی نیک عمل ہے بلکہ بہت بڑی نیکی ہے جو انسان رشتہ داری کی بنا پر کرتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ صلہ رحمی کرنے والے کی مدد فرماتا ہے۔اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلاً قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَیَقْطَعُوْنِیْ وَاُحْسِنُ لَهُمْ وَیُسِیْئُوْنَ اِلَیَّ وَاَحْلَمُ عَنْهُمْ وَیَجْهَلُوْنَ عَلَیَّ فَقَالَ لَئِنْ کُنْتُ کَمَا قُلْتَ فَکَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا یَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِیْرًا عَلَیْهِمْ مَادُمْتَ عَلٰی ذَالِكَ○

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے کچھ رشتہ دار ہیں میں ان سے تعلق جوڑتا ہوں لیکن وہ مجھ سے توڑتے ہیں میں ان کے ساتھ نیکی کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں۔میں ان کے ساتھ بردباری سے پیش آتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جہالت سے پیش آتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہی بات ہے جو تم نے بیان کی تو تم ان کا منہ بھوبل سے بھرتے ہو۔جب تک تم اسی طریقے پر کاربند رہو گے تو اللہ تعالیٰ برابر تمہاری مدد فرماتا رہے گا۔(مسلم)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آکر رشتہ داروں کے بارے میں کہنے لگا کہ میں اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کے تحت تعلقات وابستہ رکھنے کی کوشش کرتا ہوں اچھے رویے سے پیش آتا ہوں لیکن وہ مجھ سے تعلقات قائم نہیں رکھنا چاہتے بلکہ رشتہ داری کو منقطع کردینا چاہتے ہیں اور میری ازحد کوشش ہے کہ میں ان سے نبھاؤں۔

اس کے بعد اس نے اس بات کا اظہار کیا کہ میں رشتہ داروں کے ساتھ نیکی

Marfat.com

کرتا ہوں یعنی ان کے کاموں میں تعاون کرتا ہوں لیکن وہ اس نیکی کے بدلے میں میرے ساتھ بُرا رویہ اختیار کرتے ہیں وہ میری اچھائی کا جواب اچھائی سے نہیں دیتے بلکہ میری مخالفت کرتے ہیں۔

پھر اس شخص نے رشتہ داروں سے تعلق کے بارے میں یہ بتایا کہ میں روزمرہ کے معاملات میں ان سے اچھے اخلاق سے پیش آتا ہوں یعنی میرے سلوک میں حلم اور بردباری ہوتی ہے اگر وہ مجھ سے زیادتی کرتے ہیں تو میں اس سے درگزر کرتا ہوں لیکن میرے ساتھ ان کا رویہ انتہائی سخت اور جاہلانہ ہوتا ہے۔ وہ مجھے بُرا بھلا کہتے ہیں اور مجھ پر غلیظ وغضب کا اظہار کرتے ہیں۔

یہ تین باتیں تھیں جو اس شخص نے رشتہ داروں سے تعلقات کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیں چونکہ ان تینوں باتوں میں حسن سلوک کا رویہ ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو یہ بتایا کہ تم اپنے اسی طریقے پر کاربند رہو یعنی رشتہ داروں سے صلہ رحمی سے پیش آتے رہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرماتا رہے گا۔ تمہیں ان کی ایذا رسانیوں سے محفوظ رکھے گا غرضیکہ ہمیں اس حدیث سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی مدد چاہتے ہیں تو ہمیں صلہ رحمی کرتے رہنا چاہیے۔ یہی بات ایک اور روایت میں یوں بھی مروی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کچھ عزیز واقارب ہیں میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں۔ میں انہیں درگزر کر دیتا ہوں اور وہ مجھ پر ظلم ڈھاتے ہیں۔ میں ان سے اچھائی سے پیش آتا ہوں اور وہ مجھ سے برائی سے پیش آتے ہیں۔ اب میں ان کے ساتھ کیسا سلوک کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں تم ان کے ساتھ گناہ میں شامل ہو جائے گا۔ تجھے چاہیے کہ تو ان کے ساتھ تعلقات کو استوار کر کے فضیلت

Marfat.com

اختیار کر جب تک تو ایسا کرتا رہے گا۔ اللہ عزوجل کی طرف سے تیرا معین و مددگار مقرر رہے گا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ بندے کے دو قدم کو پسند فرماتا ہے۔

پہلا: وہ قدم جو فرض نماز کی ادائیگی کے لیے اٹھتا ہے۔

دوسرا: وہ قدم جو قرابت دار کی طرف اٹھتا ہے۔

4- رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے کا اچھا صلہ

اسلام سے پہلے جن لوگوں میں صلہ رحمی کا وصف موجود تھا اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی وصف کی بنا پر صاحب ایمان بننے کی توفیق دی طلوع اسلام پر وہ دولت اسلام سے مشرف ہو گئے اس کے بارے میں حدیث پاک یہ ہے

حَکِیْمَ بْنَ حِزَامٍ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ اُمُوْرًا کُنْتُ اَتَحَنَّثُ بِھَافِی الْجَاھِلِیَّۃِ مِنْ صِلَۃٍ وَّعِتَاقَۃٍ وَّصَدَقَۃٍ ھَلْ لِیْ فِیْھَا مِنْ اَجْرٍ قَالَ حَکِیْمٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْلَمْتَ عَلٰی مَاسَلَفَ مِنْ خَیْرٍ ؀

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کاموں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو میں زمانہ جاہلیت میں کیا کرتا تھا جیسے صلہ رحمی، غلام آزاد کرنا اور صدقہ دینا کیا ان کا مجھے کوئی اجر ملے گا؟ حضرت حکیم کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم اپنی سابقہ بھلائیوں کے سبب ہی دولت اسلام سے مشرف ہوئے ہو۔ (۶۳)

صلہ رحمی چونکہ انتہائی اچھا عمل ہے اس لیے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کا صلہ بہت اچھا عنایت فرماتا ہے۔ جن لوگوں نے اسلام سے پہلے صلہ رحمی کے اصول

Marfat.com

پر عمل کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دینا میں اچھا صلہ یہ دیا کہ وہ مسلمان ہو کر اللہ کے اطاعت گزار بندے بن گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص جس حال میں بھی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اچھا صلہ دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو خونی رشتوں میں منسلک کر رکھا ہے اس لیے وہ چاہتا ہے کہ لوگ اپنے قریبی رشتہ داروں سے تعلقات کو مستحکم رکھیں ایسا کرنے سے ان میں محبت وشفقت رغبت ومروت احسان وایثار عزت وعظمت بڑھے گی اور ان باتوں کا اثر پورے معاشرے پر انتہائی خوشگوار پڑھے گا پورے معاشرے کے آپس میں تعلقات مربوط اور مضبوط ہو جائیں گے۔ لوگ امن و امان اور سکون کی زندگی گزاریں گے۔ باہمی محبت وشفقت کی بنا پر لوگوں کے آپس کے جھگڑے مٹ جائیں گے فتنہ فساد اور انتشار ختم ہو جائے گا۔ عداوت اور لاتعلقی کی برائیاں جنم نہ لیں گی چونکہ صلہ رحمی لوگوں کو آپس میں بڑا قریب کر دیتی ہے اس لیے لوگوں کو چاہیے کہ اسلامی معاشرے میں صلہ رحمی کا رویہ اختیار کریں۔

5- صلہ رحمی کرنے کا حکم

اللہ تعالیٰ نے اسلام میں بعض کاموں کے کرنے کا حکم دیا اور بعض چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ صلہ رحمی بھی اپنی نیک اعمال سے ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ تاکید فرمائی ہے کہ جو لوگ رشتہ داری کو توڑنے کی کوشش کریں تو ان سے بھی صلہ رحمی کی جائے اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مندرجہ ذیل ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِتِسْعٍ خَشْیَةِ اللّٰهِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ وَ کَلِمَةِ
الْعَدْلِ فِی الْغَضَبِ وَ الرِّضَا وَالْقَصْدِ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنَا وَاَنْ اَصِلَ
مَنْ قَطَعَنِیْ وَاُعْطِیَ مَنْ حَرَمَنِیْ وَاَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَنِیْ وَ اَنْ یَکُوْنَ

Marfat.com

صَمۡتِیۡ فِکۡرًا وَّنُطۡقِیۡ ذِکۡرًا وَّنَظَرِیۡ عِبۡرَۃً وَّاٰمُرَ بِالۡعُرۡفِ وَقِیۡلَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ۝

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھے نو چیزوں کا حکم فرمایا ہے۔ چھپتے اور اعلانیہ اللہ سے ڈرنا۔ ناراضی اور رضا مندی میں انصاف کی بات کہنا۔ غریبی اور امیری میں میانہ روی اختیار کرنا' اس سے بھی صلہ رحمی کروں جو مجھ سے توڑے اسے بھی دوں جو مجھے محروم رکھے' اسے معاف کردوں جو مجھ پر ظلم کرے میری خاموشی فکر ہو' میرا بولنا ذکر ہو' میرا دیکھنا عبرت اور نیکی کا حکم دینا ہو۔ (رزین)

اس حدیث میں نو اچھے اعمال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان اچھے اعمال میں سے ایک عمل صلہ رحمی بھی ہے اس لیے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم پر عمل پیرا رہنا چاہیے اور اپنے رشتہ داروں سے تعلق جوڑے رکھنا چاہیے کیوں کہ بردباری اسی میں ہے کہ اگر کوئی رشتہ دار اچھا سلوک نہ کرے تو اسے برداشت کر کے بدلے میں اس سے حسن سلوک کا مظاہرہ کرے اس کے بارے میں ایک حدیث درج ذیل ہے۔

عَنۡ عَمۡرِو بۡنِ الۡعَاصِ قَالَ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ اِنَّ اٰلَ اَبِیۡ فَلَانٍ لَیۡسُوۡا لِیۡ بِاَوۡلِیَآءِ اِنَّمَا وَلِیِّیَ اللّٰہُ وَصَالِحُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَلٰکِنۡ لَّھُمۡ رَحِمٌ اَبُلُّھَا بِبَلَالِھَا۝

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آل ابو فلاں کا قبیلہ میرا دوست نہیں کیونکہ میرا دوست اللہ ہے اور نیک مسلمان ہیں۔ ہاں ان کے ساتھ نسبی رشتہ ہے تو ان کی تری کے ساتھ میں انہیں تر رکھوں گا۔

(بخاری)

نسبی رشتے قریبی عزیز واقارب میں شمار ہوتے ہیں لہٰذا ان سے ہمیشہ ہمدردی اور نرمی سے پیش آنا چاہیے۔

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَقُّ کَبِیْرِ الْاَخْوَۃِ عَلٰی صَغِیْرِ ھِمْ حَقُّ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِہٖo

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے بھائی کا اپنے چھوٹے بھائیوں پر ایسا حق ہے جیسا باپ کا اپنے بیٹوں پر حق ہے۔

بڑا بھائی چھوٹے بہن بھائیوں کے لیے مثل باپ ہے لہٰذا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آنا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن عباس کا بیان ہے کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ جب ہرقل شاہ روم نے انہیں بلایا تو انہو نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز قائم کرنے کا حکم فرماتے ہیں۔ (بخاری)

عَبْدُاللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّ اَبَاسُفْیَانَ اَخْبَرَہٗ اَنَّ ھِرَقْلَ اَرْسَلَ اِلَیْہِ فَقَالَ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوۃِ وَالصَّدَقَۃِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَۃِo

عَنْ درۃِ بِنْتِ اَبِیْ لَعَبٍ قِیْلَ لِرَسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ؟ قَالَ اَتْقَاھُمْ لِلّٰہِ وَاَوْصَلُھُمْ لِرَحْمَۃِ ۔ وَاَمَرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ، وَاَنْھَاھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِo

درہ بنت ابی لعب سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ افضل انسان کون ہے تو آپ نے فرمایا جو اللہ سے ڈرتا ہو اور صلہ رحمی کرنے والا ہو اور لوگوں کو نیکی کا حکم دیتا ہو اور برائی سے روکتا

Marfat.com

ہو۔(۶۴)

حضرت قتادرضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈریئے اور صلہ رحمی کیجئے کیونکہ اس سے تمہیں دنیا کی زندگی اور آخرت کی بھلائی نصیب ہو گی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب تو اپنے عزیز واقارب کے ہاں پیدل چل کر جائے اور اپنے مال ومنال میں سے اسے کچھ نہ دے گا تو کہتے ہیں کہ اس نے قطع رحمی کی۔

بعض صحائف میں ارشاد خداوندی ہے کہ اے بنی آدمی اپنے مال سے صلہ رحمی کر۔ اگر بخل یا مال کی کمی وارد ہے تو پھر پیدل چل کر ان کے پاس جا حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ صلہ رحمی کیجئے چاہے سلام ہی کیوں نہ ہو۔ (تنبیہ الغافلین)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُكْرِمْ ضَیْفَهٗ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْلِیَصْمُتْ○

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے اور جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہنا چاہیے۔(۶۵)

فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صلہ رحمی میں دس چیزیں قابل مدح ہیں۔ اول یہ کہ اس میں اللہ جل شانہ' عم نوالہ کی رضاوخوشنودی ہے کہ اللہ پاک کا حکم صلہ رحمی کا ہے۔ دوسرے رشتہ داروں پر مسرت پیدا کرنا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ افضل ترین عمل مومن کو خوش کرنا ہے۔ تیسرے اس سے فرشتوں کو بھی

Marfat.com

بہت مسرت ہوتی ہے۔ چوتھے' مسلمانوں کی طرف سے اس شخص کی مدح اور تعریف ہوتی ہے۔ پانچویں شیطان کو اس سے بڑا رنج ہوتا ہے۔ چھٹے' اس کی وجہ سے عمر میں زیادتی ہوتی ہے۔ ساتویں' رزق میں برکت ہوتی ہے۔ آٹھویں' مردوں کو اس سے مسرت ہوتی ہے کہ باپ دادا جن کا انتقال ہو گیا' ان کو جب اس کی خبر ہوتی ہے تو ان کو بڑی خوشی ہوتی ہے۔ نویں' آپس کے تعلقات میں اس سے قوت ہوتی ہے' جب تم کسی کی مدد کرو گے' اس پر احسان کرو گے تو تمہاری ضرورت اور مشقت کے وقت میں وہ دل سے تمہاری اعانت کرنے کا خواہش مند ہوگا۔ دسویں' مرنے کے بعد تمہیں ثواب ملتا رہے گا کہ جس کی بھی تم مدد کرو گے تمہارے مرنے کے بعد وہ ہمیشہ تمہیں یاد کر کے دعائے خیر کرتا رہے گا۔

6- رشتہ دار کو صدقہ دینا صلہ رحمی ہے

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور ضرورت مندوں کو صدقہ دینا اسلام کی بنیادی نیکیوں سے ہے اس لئے ضرورت مند رشتہ دار کی مالی مدد کرنا یا اسے صدقہ دینا صلہ رحمی میں شمار ہوتا ہے اس طرح صدقے کا ثواب دوچند ہو جاتا ہے یعنی صدقے کے ساتھ صلہ رحمی کا ثواب بھی شامل ہو جاتا ہے۔ اس کے بارے میں سرکار دو عالم کی احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَّهِيَ عَلٰى ذِى الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَّصِلَةٌ ○

حضرت سلیمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین پر صدقہ کرنا ایک اجر ہے اور رشتہ دار کو صدقہ دینا دوہرے اجر کا سبب ہوتا ہے۔ ایک صدقہ کا ثواب اور دوسرا صلہ رحمی کا۔ (احمد ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى تَمْرٍ فَإِنَّهُ بَرَكَةٌ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ تَمْرًا فَالْمَآءُ فَإِنَّه طَهُوْرٌ وَقَالَ الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَهِيَ عَلٰى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ ○

حضرت سلیمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور سے کرے کیونکہ اس میں برکت ہے اگر کھجور نہ پائے تو پانی سے افطار کرے کیونکہ یہ پاک ہے نیز فرمایا مسکین کو صدقہ دینا صرف صدقہ ہے لیکن رشتہ دار پر صدقہ دینے میں دو چیزیں ہیں یعنی صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی ہے۔(٦٦)

عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ أَعْطَيْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ .

حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک لونڈی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں آزاد کی اور اس کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا اگر تم اس کو اپنے ماموں کو دے دیتی تو زیادہ ثواب ملتا۔(بخاری)

اس حدیث سے ہمیں یہ اصول حاصل ہوتا ہے کہ کسی چیز کو اللہ کی راہ میں دینے سے پہلے اس طرف توجہ دی جائے کہ اس کی ضرورت کس رشتہ دار کو ہے۔ اگر ضرورت ہو تو پہلے وہ چیز اپنے قریبی رشتہ دار کو دیں۔ بعد ازاں پھر دیگر ضرورت مندوں کو دیں۔

٧ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ ۔ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ عَلٰی ذِی الرَّحْمِ الْکَاشِحِ O

حضرت حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل صدقہ وہ ہے جو پوشیدہ عداوت رکھنے والے رشتہ دار کو دیا جائے۔(٦٧)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَکْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِیْنَةِ مَالاً مِّنْ نَّخْلٍ وَکَانَ اَحَبُّ اَمْوَالِهٖ اِلَیْهِ بَیْرَحَآءَ وَکَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَدْخُلُهَا وَیَشْرَبُ مِنْ مَّآءٍ فِیْهَا طَیِّبٌ قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ: لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔ قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔ وَاِنَّ اَحَبَّ مَالِیْ اِلَیَّ بَرْحَآءُ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ تَعَالٰی اَرْجُوْا بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَاللّٰهِ فَضَعْهَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ حَیْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَخْ بَخْ ذٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَجْعَلَهَا فِی الْاَقْرَبِیْنِ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَفْعَلُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِیْ اَقَارِبِهٖ وَبَنِیْ عَمِّهٖ (بخاری) O

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ طیبہ میں جناب طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس سب سے زیادہ کھجوریں تھیں اور جائیداد میں انھیں بیرحاء والا باغ جو مسجد نبوی کے عین مقابل تھا بہت محبوب تھا۔ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم رسول خدا بھی اکثر اس باغ میں جا کر اس کا عمدہ پانی پیتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس چیز کو خرچ نہ کرو جس کو تم سب سے زیادہ محبوب رکھتے ہو۔ اس وقت حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ

نے رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ربّ کریم فرماتا ہے: لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ اور مجھے اپنے تمام اموال میں بیرحاء والا باغ سب سے زیادہ پسند ہے لہٰذا میں اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھتا ہوں۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کا جو چاہیں کریں۔ اس موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاباش! یہ بہت منافع بخش چیز ہے اور میں نے وہ سب کچھ سن لیا ہے جو تم نے کہا ہے اور میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اس کو اپنے اعزہ میں تقسیم کر دو۔ حضرت ابوطلحہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا ہی کروں گا۔ اس کے بعد حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے چچازاد بھائیوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ واقعہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے کہ ہم رشتہ داروں میں مال کو کیسے تقسیم کریں۔

عَنۡ اُمِّ سَلَمَۃِ قَالَتۡ قُلۡتُ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ اَلِیۡ اَجۡرٌ اَنۡ اُنۡفِقَ عَلٰی بَنِیۡ اَبِیۡ سَلَمَۃَ اِنَّمَا ھُمۡ بَنِیَّ فَقَالَ اَنۡفِقِیۡ عَلَیۡھِمۡ فَلَکَ اَجۡرُ مَا اَنۡفَقۡتِ عَلَیۡھِمۡ ۞

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا کہ میں ابوسلمہ کے بیٹوں پر خرچ کرتی ہوں کیونکہ وہ میری اولاد ہیں کیا مجھے اس پر اجر ملے گا تو آپ نے فرمایا تم ان پر خرچ کرو اور جو کچھ بھی خرچ کرو گی اس پر تمھیں اجر ملے گا۔ (بخاری)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی بیوی اپنی پہلی اولاد پر خرچ کرتی تھیں جو ابوسلمہ سے تھی تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تصدیق فرما دی کہ تمہارے لیے ایسا کرنا بہتر ہے۔

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم دِیْنَارٌ نُفَقَتُهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ رَقَبَةٍ وَّدِیْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰی مِسْکِیْنٍ وَّدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا اَجْرًا ن اَلَّذِیْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِكَ ○

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دینار تو وہ ہے جس کو تم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو اور ایک دینار وہ ہے جس کو تم غلام کو آزاد کرنے میں خرچ کرتے ہو اور ایک دینار فقیر کو دیتے ہو اور ایک دینار اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے ہو تو اجر وثواب کے اعتبار سے وہ دینار بہتر ہے جس کو تم نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا ہے۔ (مسلم)

خرچ کی ابتدا اپنے اہل وعیال سے کرنی چاہیے اگر اس کی ضرویات سے فالتو مال بچ جائے تو آپ پھر اسے اپنے عزیز واقارب کی مالی ضروریات پوری کرنے کے لیے خرچ کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد پھر بھی آپ کے پاس مال بچ جائے تو آپ اللہ کی راہ میں خرچ کر سکتے ہیں۔ غرضیکہ پہلے ان لوگوں کا زیادہ حق ہے جن کی کفالت آپ کے ذمہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِنْدِیْ دِیْنَارٌ قَالَ اَنْفِقْهُ عَلٰی نَفْسِكَ قَالَ عِنْدِیْ اٰخَرُ قَالَ اَنْفِقْهُ عَلٰی وَلَدِكَ قَالَ عِنْدِیْ اٰخَرُ قَالَ اَنْفِقْهُ عَلٰی اَهْلِكَ قَالَ عِنْدِیْ اٰخَرُ قَالَ اَنْفِقْهُ عَلٰی خَادِمِكَ قَالَ عِنْدِیْ اٰخَرُ قَالَ اَنْتَ اَعْلَمُ ۔ ○

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ

Marfat.com

میرے پاس ایک دینار ہے میں اس کا کیا کروں تو آپ نے فرمایا اسے اپنے اوپر خرچ کرو۔ تو اس نے کہا ایک دینا اور بھی ہے تو آپ نے فرمایا اپنی اولاد پر خرچ کرو۔ سائل نے کہا کہ ان دو دینار کے علاوہ اور بھی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ رشتہ داروں پر خرچ کرو۔ تو وہ کہنے لگا کہ ان تین سے ایک اور زیادہ ہے تو آپ نے فرمایا اس کو اپنے خادم پر خرچ کرو۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ ایک اور بھی ہے تب آپ نے فرمایا اب تمہیں اختیار ہے اور تم بہتر جان سکتے ہو۔ (ابوداؤد-نسائی)

ان احادیث سے یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے وقت رشتہ داروں کا خیال کیا جائے کیونکہ اسلام میں اس بات کو پسند نہیں کیا گیا کہ ایک فرد تو بہت امیر ہو اور خوشحال زندگی بسر کرے اور اس کے غریب رشتہ دار غیروں کے رحم وکرم پر ہوں۔

7-مشرک والدہ سے بھی صلہ رحمی

اللہ تعالیٰ نے ماں کو بڑا درجہ دے رکھا ہے اس لئے والدہ کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آنا انتہائی لازم ہے اگر کسی کی ماں غیر مسلم بھی ہو تو اس کی اولاد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی ماں سے صلہ رحمی کرے اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ ہے۔

عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ مُشْرِکَۃٌ فِیْ عَھْدِ قُرَیْشٍ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمِّیْ قَدِمَتْ عَلَیَّ وَھِیَ رَاغِبَۃٌ اَفَاصِلُھَا قَالَ نَعَمْ صَلِیْھَا ٥

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش سے معاہدے کے زمانہ میں میری والدہ میرے پاس آئیں اور وہ مشرکہ تھیں۔ میں عرض گزار ہوئی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری والدہ

Marfat.com

میرے پاس آئی ہیں اور وہ ضرورت مند ہیں کیا میں ان سے صلہ رحمی کروں؟ فرمایا: ہاں ان سے صلہ رحمی کرو۔(۶۸)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت سے پہلے قتیلہ بنت عبدالعزیٰ سے شادی کی تھی ان سے آپ کی ایک بیٹی تھیں جن کا نام اسماء بنت ابوبکر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت توحید کی دعوت کا پرچار کیا تو وہ مسلمان نہ ہوئیں اس بنا پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت سے پہلے انہیں طلاق دے دی فروغ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں ایمان لانے والے لوگوں کو بے پناہ اذیتیں برداشت کرنا پڑیں مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو بڑی تکلیفیں پہنچائیں جب مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آباد ہو گئے تو انہیں وہاں بھی چین نہ لینے دیا آخر مشرکین مکہ سے مسلمانوں کی چند لڑائیاں بھی ہوئیں 6ھ میں جب مسلمان عمرہ کی نیت سے مکہ کی طرف آرہے تھے تو راستے میں مشرکین نے حدیبیہ کے مقام پر روکا آخر اس مقام پر معاہدہ ہوا جس کی رو سے مکہ مکرمہ کے لوگ مسلمانوں سے ملنے جلنے لگے اسی دوران حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کی والدہ اپنی بیٹی کے پاس مدینہ منورہ آئیں جبکہ وہ مسلمان نہیں ہوئی تھیں۔ وہ اپنی بیٹی سے مدد کی طالب ہوئیں تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے سوچا کہ اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کر لیا جائے۔ حضور صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے صلہ رحمی کا حکم دیا اور ان کی مالی اعانت کی ترغیب دی۔ اس سے معلوم ہوا۔ فرض محال ماں مسلمان نہ بھی ہو تو پھر بھی اس سے اچھا سلوک کیا جائے۔

ابتدا میں مسلمان اپنے غیر مسلمان رشتہ داروں کو صدقہ دینے سے بھی گریز کرتے تھے اس پر اس آیت کا نزول ہوا۔

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ

Marfat.com

خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۞

نہیں مگر آپ ان کی ہدایت کے لئے کوشاں ہیں لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جو تم اپنے مال میں سے خرچ کرو تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے اور تمہیں اللہ کی رضا کے سوا کسی اور مقصد کے لئے خرچ نہیں کرنا چاہیے اور جو مال تم خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا ملے گا اور تم سے ناانصافی نہ ہو گی۔(پ3البقرہ:272)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگ اپنے کافر رشتہ داروں پر احسان کرنا پسند نہیں کرتے تھے تا کہ وہ بھی مسلمان ہو جائیں۔ انہوں نے اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استفسار کیا۔ اس پر مندرجہ بالا آیت نازل ہوئی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا کرتا تھا۔ جب میں مسلمان ہو گیا تو میری والدہ نے کہا سعد یہ کیا کیا۔ یا تو اس دین کو چھوڑ دے ورنہ میں کھانا چھوڑ دوں گی یہاں تک کہ میں مر جاؤں۔ ہمیشہ تیرے لئے یہ طعن کی چیز رہے گی‘ لوگ تجھے اپنی ماں کا قاتل کہیں گے۔ میں نے اس سے کہا کہ ایسا نہ کر‘ میں اپنا دین تو چھوڑ نہیں سکتا۔ اس نے ایک دن بالکل نہ کھایا نہ پیا۔ دوسرا دن بھی اسی حال میں گزر گیا تو میں نے اس سے کہا کہ اگر تمہاری سو جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے سب ختم ہو جائیں تب بھی دین تو چھوڑ نہیں سکتا‘ جب اس نے یہ پختگی دیکھی تو کھانا پینا شروع کر دیا۔(درمنثور)

حضرت میمون بن مہران کا قول ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں کافر اور مسلمان کو مدنظر نہیں رکھا جاتا ملکہ سب کا حکم برابر ہے اول جس سے وعدہ کیا جائے اسے پورا کیا جائے چاہے وہ معاہدہ کافر سے کیا ہو یا مسلمان سے کیوں کہ عہد حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے اس لئے اسے پورا کرنا چاہیے دوسرے جس سے رشتہ

Marfat.com

داری ہو اس سے صلہ رحمی کرنی چاہیے وہ رشتہ دار مسلمان ہوں یا غیر مسلم تیسرے جو شخص امانت رکھوائے اس کی امانت واپس کی جائے امانت رکھوانے والا خواہ مسلمان ہو یا کافر۔ (تنبیہ الغافلین)

8-صلہ رحمی جنت میں لے جانے والا عمل ہے

جنت مقام امن ہے جس میں قیامت کے بعد اللہ تعالیٰ نیک اور صالح مسلمانوں کو رہنے کا اعزاز دے گا وہ نیک اعمال جن کی بنا پر مسلمان جنت میں جائیں گے ان میں سے صلہ رحمی بھی ایک نیک عمل ہے جو انسان کو جنت میں لے جائے گی۔

عَنْ اَبِی اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلاً قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُدْخِلُنِی الْجَنَّۃَ فَقَالَ الْقَوْمُ مَالَہٗ مَالَہٗ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ: اَرَبٌ مَالَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ: تَعْبُدُاللّٰہَ لَاتُشْرِكُ بِہٖ شَیْئًا وَّتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِی الزَّکٰوۃَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ ذَرْھَا' قَالَ کَاَنَّہٗ کَانَ عَلٰی رَاحِلَتِہٖ

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو جنت میں لے جائے۔ لوگ کہنے لگے کہ اسے کیا ہوا؟ اسے کیا ہوا؟ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے ایک ضرورت ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ' نماز قائم کرو' زکوۃ دو اور صلہ رحمی کرو۔ اب اسے چھوڑ دو راوی کا بیان ہے کہ گویا اس وقت حضور اپنی سواری پر تھے۔ (بخاری)

انسان کی کامیابی اسی میں ہے کہ آخرت میں اسے جنت ملے جنت اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے انعاموں میں سے ہے لیکن جنت میں صرف وہ لوگ جائیں اور اللہ اور اس کے رسول اور اسلامی عقائد پر ایمان لانے کے ساتھ نیک عمل کریں گے اللہ کی عبادت کرنا سب سے بہترین عمل ہے اس کے ساتھ نماز قائم کرنا زکوٰۃ دینا اور صلہ رحمی کرنا ہے غرضیکہ صلہ رحمی جنت میں لے جانے والے اعمال سے ہے ایک اور روایت میں یہی بات یوں بیان ہوئی ہے۔

طبرانی کی روایت ہے کہ جس میں یہ تین صفات پائی جائیں گی اس کا حساب انتہائی آسان ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: وہ کونسی ہیں؟ فرمایا جو تجھے محروم رکھے تو اسے دیتا رہ، جو تعلق توڑے تو اس سے تعلق جوڑتا رہ اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کرتا رہ۔ تیرا ٹھکانہ جنت میں ہوگا۔

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک اعرابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسی بات تعلیم فرمائیں جو مجھے بہشت کے نزدیک اور دوزخ سے دور کردے۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''اللہ عزوجل کی عبادت کیجئے شرک نہ کیجئے، نماز پڑھئے اور زکوٰۃ دیجئے اور صلہ رحمی کیجئے۔

کہتے ہیں کہ تین چیزیں اہل بہشت کے اخلاص میں سے ہیں جو صرف صاحب اخلاص لوگوں کی ورثہ ہیں وہ یہ ہیں۔

پہلی چیز: برائی کرنے والے کے ساتھ اچھائی سے پیش آنا۔

دوسری چیز: ظالم کے ظلم سے عفوودرگزر کرنا۔

تیسری چیز: غریب ونادار رشتہ دار سے اچھا سلوک کرنا۔

9-رشتہ داری کو قائم رکھنا صلہ رحمی ہے

رشتہ داری کو نبھانا صلہ رحمی کہلاتا ہے بعض اوقات رشتہ داروں میں کسی بات پر

Marfat.com

ناراضگی ہو جاتی ہے تو رشتہ دار ایک دوسرے سے میل جول بند کر دیتے ہیں اس صورت میں اچھا آدمی وہی ہوگا جو آپس کے گلوں اور شکووں کو بالائے طاق رکھ کر رشتہ داری کو توڑنے کی بجائے استوار رکھے گا۔ تو اس طرح رشتہ داری کو قائم رکھنا صلہ رحمی ہوگی اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارک یہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ اَلْوَاصِلُ بِالْمُکَافِیْ وَلٰکِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِیْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا ۔O

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدلہ چکانے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے رشتہ داری توڑی جائے تب بھی وہ صلہ رحمی کرے۔ (۶۹)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرَّحِمَ مَعلقة بِالْعَرْشِ، وَلَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُکَافِئُ وَلٰکِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِیْ اِذَا انْقُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رحم عرش کے ساتھ لٹکا ہوا ہے نیکی کا بدلہ دینے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جب اس سے رشتہ داری توڑ دی جائے تو اسے جوڑے رکھے۔

(مسند امام احمد بن حنبل-طبرانی-بیہقی)

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ مَنْ وَّصَلَنِیْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِیْ قَطَعَهُ اللّٰهُ ۔O

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ رحم عرش کے ساتھ لٹکا ہوا کہتا ہے کہ جو مجھے ملائے اور جو مجھے توڑے اسے اللہ تعالیٰ توڑے۔(۷۰)

طرانی کی روایت ہے کہ حضور صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگو! میں تم کو دنیا اور آخرت کی بہترین عادتیں بتاتا ہوں۔ تم تعلقات قطع کرنے والے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتے رہو۔ جو تم کو محروم رکھے اسے دیتے رہو اور جو زیادتی کرے اسے معاف کرتے رہو۔

عَنْ مَعَاذِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلِ الْفَضَائِلِ اَنْ تَصِلَ مَنْ قَطَعَكَ وَتُعْطِيَ مَنْ حَرَمَكَ وَتَصْفَحَ عَمَّنْ ظَلَمَكَ ٥

حضرت معاذ بن انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے افضل کام یہ ہے کہ تم اس سے صلہ رحمی کرو جو تم سے تعلق توڑتا ہے اور اسے دو جو تمہیں محروم رکھتا ہے اور جو تم پر ظلم کرتا ہو اسے معاف کردو۔(۷۱)

مسند امام احمد کی روایت ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کا دست اقدس تھام کر عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بہترین اعمال بتلائیے۔ آپ نے فرمایا عقبہ قطع تعلق کرنے والے سے صلہ رحمی کر، جو تجھے محروم کرے اسے عطا کر اور جو تجھ پر ظلم کرے اسے معاف کردے۔

قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَاِنْ اَدْبَرَتْ وَاَمَرَنِيْ اَنْ اَقُوْلَ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے خلیل نبی صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں صلہ رحمی کروں اگرچہ رشتہ دار پیٹھ پھیر جائیں اور سچی بات کہوں اگرچہ کڑوا ہو۔ (۷۲)

طبرانی کی روایت ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اچھی چیزوں کی وصیت فرمائی ہے اور وہ یہ ہیں کہ میں اپنے سے اوپر والے کو نہیں بلکہ نیچے والے کو دیکھوں۔ میں یتیموں سے محبت رکھوں اور ان سے قریب رہوں۔ میں صلہ رحمی کروں اگرچہ رشتہ دار پیٹھ پھیر جائیں۔ اللہ تعالٰی کے معاملے میں کسی سے نہ ڈروں، سچی بات اگرچہ تلخ ہو کہتا رہوں۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ..........

کثرت سے پڑھتا کیونکہ یہ جنت کا خزانہ ہے۔

ان احادیث میں صلہ رحمی کی وضاحت کی گئی ہے چونکہ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ اگر کوئی کسی رشتہ دار کے ساتھ احسان کرتا ہے اور اچھا رویہ اختیار کرتا ہے تو رشتہ دار بھی اس کے بدلے میں احسان کرنے کی کوشش کرتا ہے کیوں کہ اس نے اس سے اچھا سلوک کیا ہوتا ہے یعنی احسان کا بدلہ احسان سے چکا دینا صلہ رحمی نہیں ہے بلکہ صلہ رحمی تو یہ ہے کہ آپ کسی رشتہ دار کے ساتھ ناطہ قائم رکھنے کی کوشش کریں اور وہ اس کے برعکس آپ سے قطع تعلق کرے لیکن آپ جوڑنے کی فکر میں رہیں تو یہ عمل صلہ رحمی میں شمار ہوگا۔ چونکہ آپ یہ نہ دیکھیں کہ وہ آپ سے صلہ رحمی کے بدلہ میں اچھا سلوک کرتا ہے کہ نہیں آپ رشتہ دار کے حق ادا کرتے جائیں۔ تو اس طرح حسن اخلاق کا مظاہرہ صلہ رحمی میں شمار ہوگا۔

ان تمام احادیث میں اسی بات کو اجاگر کیا گیا ہے کہ رشتہ داروں سے تعلقات توڑے نہ جائیں بلکہ قائم رکھے جائیں اور ایسا کرنا ہی صلہ رحمی ہے۔

10- قطع رحمی آخرت میں قابل سزا فعل ہے

رشتہ داری کے تعلقات کو ختم کر دینا قابل مذمت فعل ہے چونکہ رشتہ داری کو اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے قائم کیا ہے اس لئے اسے ہر حال میں قائم رکھنا عین اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے اور جو شخص اللہ کے اس قائم کردہ رشتے کو توڑے تو اللہ اسے دنیا اور آخرت میں سزا دے گا۔ اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مندرجہ ذیل ہے۔

عَنْ اَبِی بَکْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَامِنْ ذَنْبٍ اَحْرٰی اَنْ یُّعَجِّلَ اللّٰہُ لِصَاحِبِہِ الْعُقُوْبَۃَ فِی الدُّنْیَا مَعَ مَایَدَّخِرُ لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْبَغْیِ وَقَطِیْعَۃِ الرَّحِمِ ۔O

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی گناہ اس سے زیادہ لائق نہیں کہ اس کے مرتکب کو اللہ تعالیٰ بہت جلد دنیا میں سزا دے اور آخرت کے عذاب کو اس کے لیے ساتھ ہی ذخیرہ کر دے اور وہ امام سے بغاوت اور قطع رحمی ہے۔

(ترمذی، ابوداؤد)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ملک کے شرعی سربراہ کے خلاف بغاوت کرنا اور رشتہ داری قطع کر دینا یعنی اپنے اعزاء واقرباء کے ساتھ بدسلوکی اور ان کے حقوق کی ادائیگی سے اعراض کرنا بڑا گناہ اور نہایت سنگین بات ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ ان دونوں گناہوں کے مرتکب کو محض آخرت ہی میں عذاب نہیں دیا جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ ان کو سزا دینے میں جلدی کرے گا بایں طور کہ ان کو دنیا میں بھی اپنے ان گناہوں کی سزا بھگتنی پڑے گی، گویا ایسے لوگ نہ دنیا میں چین پا سکتے ہیں اور نہ آخرت میں یہاں بھی سزا پائیں گے خواہ اس کی صورت کچھ ہی ہو اور وہاں بھی عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے کیونکہ یہ دونوں گناہ اس طرح کے ہیں کہ ان کے اثرات صرف دینی زندگی کو نقصان نہیں پہنچاتے بلکہ دنیا میں بھی برے نتائج مرتب کرتے ہیں چنانچہ حکومت کے خلاف بغاوت برپا کرنے سے سارے ملک کا نظم ونسق درہم برہم ہو جاتا

Marfat.com

ہے۔ پوری قوم سخت افراتفری اور مختلف مصائب وآلام میں مبتلا ہو جاتی ہے سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ قومی اور ملی توانائی ناگہانی انتشار واضمحلال کا شکار ہو جاتی ہے جس سے دشمن کو غالب آ جانے کا موقع ملتا ہے اسی طرح ناطہ توڑنے سے آپس میں نفرت وعداوت پیدا ہوتی ہے اور دلوں میں کدورت کو راہ مل جاتی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اعزاء اور اقربا جو باہم محبت وموانست کے ذریعہ ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہو کر ایک پرسکون اور راحت بخش ماحول پیدا کر سکتے ہیں آپس کے میل جول کے سبب بڑی مصیبت اور سخت سے سخت حالات کو انگیز کرنے کی طاقت فراہم کر سکتے ہیں وہ باہمی لڑائی جھگڑے اور افتراق وانتشار کی وجہ سے سخت جسمانی وروحانی اذیتا کیوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ان گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کو دنیا میں زیادہ ڈھیل نہیں دی جاتی بلکہ خدا کی طرف سے ان کی سزا کا فیصلہ جلد صادر ہو جاتا ہے تاکہ وہ پہلے تو دنیا میں اپنے کئے کی سزا بھگت کر دوسروں کے لئے سامان عبرت بنیں اور پھر آخرت میں بھی عذاب میں مبتلا ہوں۔

ترمذی کی روایت ہے کہ ان لوگوں سے نہ ملو جو کہتے ہیں کہ اگر لوگ ہمارے ساتھ بھلائی کریں گے تو ہم بھی بھلائی کریں گے اور اگر وہ ہم پر زیادتی کریں گے تو ہم بھی زیادتی کریں گے بلکہ تم اس بات کے عادی بنو کہ اگر لوگ تمھارے ساتھ بھلائی کریں تو بھلائی کرو اور اگر زیادتی کریں تو تم زیادتی نہ کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صلہ رحمی کے علاوہ کوئی نیکی ایسی نہیں جس کا بدلہ بہت جلد ملتا ہو اور قطع رحمی وظلم کے علاوہ کوئی گناہ ایسا نہیں جس کا وبال آخرت میں باقی رہنے کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی جلدی نہ مل جاتا ہو۔

(تنبیہ الغافلین)

مسند احمد میں ہے کہ انسانوں کے اعمال ہر جمعرات کو پیش کیے جاتے ہیں مگر قطع رحمی کرنے والے کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا۔

بیہقی کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام پندرھویں شعبان کی رات کو میرے پاس آئے اور کہا آج کی رات اللہ تعالیٰ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر گنہگاروں کو بخش دیتا ہے مگر مشرک، کینہ پرور، قاطع رحم، تکبر سے اپنے تہبند کو گھسیٹ کر چلنے والا، والدین کے نافرمان اور شرابی کو نہیں بخشا جاتا۔

حکایت: یحییٰ بن سلیم کا قول ہے کہ مکہ مکرمہ میں ہمارے ہمراہ ایک خراسانی شخص تھا۔ جو نہایت صالح تھا اور لوگ اس کے پاس اپنی امانتیں رکھا کرتے تھے۔ ایک شخص نے اس کے پاس دس ہزار دینار امانت کے طور پر رکھے۔ پھر وہ کہیں چلا گیا۔ پھر جب وہ واپس مکہ مکرمہ آیا تو خراسانی لقمہ اجل ہو چکا تھا۔ اس شخص نے خراسانی کے گھر والوں اور بچوں سے اپنے مال کے بارے میں دریافت کیا مگر وہ اس سے بے خبر تھے۔ اس شخص نے وہاں کے فقہا سے کہا کہ میں نے فلاں شخص کے پاس دس ہزار دینار امانت کے طور پر رکھے تھے۔ وہ شخص تو رحلت کر گیا ہے میں نے بے خبری کا اظہار کیا ہے آپ لوگ میرے مسئلے کے بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ مکہ کے فقہا نے کہا کہ ہم امید رکھتے ہیں کہ خراسانی جنتی ہے ایسا کرنا کہ آدھی رات گزر جائے تو زمزم کے کنوئیں پر جا کر جھانکنا اور آواز دینا کہ اے فلاں بن فلاں میں امانت والا ہوں۔ اس نے تین شب ایسا ہی کہا لیکن اسے ایک جواب بھی نہ ملا تو وہ ان کے پاس آیا تو انہیں پورا واقعہ سنایا فقہاء نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا کہ ہمیں ڈر ہے کہ وہ خراسانی دوزخی ہے۔ لہٰذا تم یمن میں جاؤ اور وادی برہوت کے کنوئیں میں جھانکو جب آدھی رات گزر جائے تو پھر آواز دینا اے فلاں بن فلاں میں امانت والا حاضر ہوں۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور اس کی پہلی آواز پر ہی جواب آ گیا۔ اس شخص نے کہا تجھ پر افسوس ہے کہ تو یہاں کس طرح پہنچ گیا تو تو بہت اچھا انسان تھا۔ خراسانی نے کہا کہ میرے اہل خانہ کے کچھ لوگ خراسان میں

Marfat.com

رہتے تھے اور میں ان سے قطع تعلق رہا یہاں تک کہ میں لقمہ اجل ہو گیا۔ اللہ عزوجل نے اس جرم میں مجھے پکڑا اور یہاں پہنچایا گیا ہوں۔ بہر حال تیرا مال اسی طرح محفوظ ہے۔ اور میں نے اپنے بیٹے کو تیرا امین نہیں بنایا تھا اور گھر میں اسی طرح دفن کر دیا تھا۔ پس میرے بیٹے سے کہہ دیجیے کہ وہ میرے گھر میں تجھے لے جائے تو خود اندر جا کر کھدائی کر تو تو اپنا مال حاصل کرے گا اس شخص نے آ کر اپنے مال کو ویسے ہی پایا۔
(تنبیہ الغافلین)

11-صلہ رحمی اچھے اوصاف سے ہے

صلہ رحمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اچھے اوصاف سے ہے اور جو شخص صلہ رحمی میں اللہ تعالیٰ کے حق کو پہنچانے وہ سب سے اعلیٰ مقام پر ہے صلہ رحمی ان لوگوں میں بہت نمایاں ہوتی ہے جو ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ان سے کسی کے ساتھ زیادتی نہ ہو جائے حدیث یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ کَبْشَةَ عَمْرِو ابْنِ سَعْدٍ الْاَ نْمَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : ثَلَاثَةٌ اُقْسِمُ عَلَیْهِنَّ وَاُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا فَاحْفَظُوْهُ مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ، وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَةً صَبَرَ عَلَیْهَا اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ عِزًّا، وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْاَلَةٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ بَابَ فَقْرٍ اَوْ کَلِمَةً نَحْوَهَا، وَاُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا فَاحْفَظُوْهُ قَالَ اِنَّمَا الدُّنْیَا لِاَ رْبَعَةِ نَفَرٍ عَبْدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَّ عِلْمًا فَهُوَ یَتَّقِیْ فِیْهِ رَبَّهٗ وَ یَصِلُ فِیْهِ رَحِمَهٗ وَیَعْلَمُ لِلّٰهِ فِیْهِ حَقًّا فَهٰذَا بِاَفْضَلِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَّلَمْ یَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّیَّةِ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ نِیَّتُهٗ فَاَجْرُهُمَا سَوَآءٌ وَّعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَّلَمْ یَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ یَخْبِطُ فِیْ مَالِهٖ بِغَیْرِ عِلْمٍ لَا یَتَّقِیْ فِیْهِ رَبَّهٗ وَلَا

Marfat.com

بَصِلُ فِيهِ رَحِمَهُ وَلَا يَعْلَمُ لِلّٰهِ فِيهِ حَقًّا فَهٰذَا بِاَخْبَثِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٌ لَمْ يَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالاً وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُولُ لَوْ اَنَّ لِى مَالاً لَعَمِلْتُ فِيهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ نِيَّتُهُ فَوِزْرُهُمَا سَوَآءٌ .

حضرت ابو کبشہ عمرو بن سعد انماری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے تین چیزیں ایسی ہیں کہ میں ان کے بارے میں قسم اٹھاتا ہوں اور تم سے بیان کرتا ہوں اسے اچھی طرح یاد کرلو۔ صدقہ سے آدمی کا مال کم نہیں ہوتا۔ مظلوم ظلم پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھاتا ہے۔ اور جب کوئی بندہ سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ (راوی کا شک ہے کہ) یا اس کی مثل کچھ اور کلمہ فرمایا۔ پھر فرمایا تمہیں ایک بات بتاتا ہوں یاد رکھنا دنیا چار آدمیوں کے لیے ہے وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال اور علم عطا فرمایا اور وہ اس میں اپنے رب سے ڈرتا ہے۔ صلہ رحمی کرتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا حق پہچانتا ہے۔ یہ شخص سب سے اعلیٰ مقام پر ہے۔ دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا مال نہیں دیا اس کی نیت میں صداقت ہے وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں کی طرح عمل کرتا پس یہ اس کی نیت ہے تو ان دونوں کا ثواب برابر ہے تیسرا شخص وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا لیکن علم نہیں دیا وہ علم کے بغیر اپنے مال کو ضائع کرتا ہے نہ اس کے بارے میں اپنے رب سے ڈرتا ہے نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ اس نال میں اللہ تعالیٰ کے حق کو جانتا ہے۔ یہ بدترین درجہ میں ہے۔ چوتھا وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نہ تو مال دیا اور نہ علم وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں کی طرح کا عمل کرتا پس اس کی نیت کے مطابق بدلہ ہوگا ان دونوں کے

Marfat.com

گناہ برابر ہیں۔ (۷۳)

فقیہ ابواللیث ثمرقندی نے لکھا ہے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جن پر دوام اور استقلال سے اللہ جل شانہ، کے یہاں ایسی نیکیاں ملتی ہیں جیسے کہ اونچے اونچے پہاڑ اور ان کی وجہ سے رزق میں بھی وسعت کر دی جاتی ہے۔ پہلی چیز صدقہ ہے جو تھوڑا دیا جائے یا زیادہ مگر ہمیشہ دیا جائے۔ دوسری چیز صلہ رحمی ہے تھوڑی ہو یا زیادہ۔ تیسری چیز اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ چوتھی چیز ہمیشہ باوضو رہنا ہے۔ پانچویں چیز والدین کی ہمیشہ فرمابرداری کرنا ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ جو شخص یہ پسند کرے کہ قیامت میں اس کو بلند مکانات ملیں، اس کو اونچے درجے ملیں، اس کو چاہیے کہ جو شخص اس پر ظلم کرے اس سے درگزر کرے، جو اس کو اپنی عطا سے محروم رکھے اس پر احسان کرے، اور جو شخص اس سے تعلقات توڑے اس سے تعلقات جوڑے۔ (درمنثور)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قطع تعلق کرنے والوں سے صلہ رحمی کر محروم کرنے والے کو عطا کر اور جس نے تجھے گالیاں دیں ان سے درگزر کر۔ (طبرانی)

حضرت قیس بن عاصم بڑے حلیم الطبع تھے، ان کے حلم کا یہ عالم تھا کہ ان کے بھتیجے کو لوگ باندھ کر ان کے پاس لائے جس نے آپ کے حقیقی فرزند کو قتل کر دیا تھا جب انہیں کہا گیا یہ تمہارے بیٹے کا قاتل حاضر ہے آپ اس وقت کسی بات میں مصروف تھے جب تک آپ نے حاضر لوگوں سے باتیں مکمل نہ کر لیں متوجہ نہ ہوئے، پھر آپ اپنے بھتیجے سے مخاطب ہوئے اور کہا تو نے اپنے چچا کے بیٹے کو قتل کر کے بہت برا کیا، صلہ رحمی کا لحاظ نہ کیا اور اپنی جماعت کمزور کر ڈالی! پھر آپ نے اپنے دوسرے فرزند سے فرمایا اسے کھول دو، اپنے بھائی کو دفن کر دو اور اپنی والدہ کو

Marfat.com

اس کے بیٹے کی دیت دے دو کیوں کہ وہ ہماری قرابت داری نہیں رکھتی۔ (نزہۃ المجالس)

12- رشتہ داری کو قائم رکھنے والے سے اللہ راضی ہوتا ہے

رشتہ داری کو قائم رکھنا درحقیقت اللہ کو راضی کرنے کے مترادف ہے کیوں کہ صلہ رحمی ان اعمال سے ہے جو عین اللہ کی رضا کے مطابق ہوتے ہیں اس لیے جو صلہ رحمی پر کاربند رہتا ہے اللہ اس سے تعلق قائم کر لیتا ہے اور جو صلہ رحمی کے تعلق کو توڑتا ہے تو اللہ اس سے قطع تعلق کر لیتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے حکم کو مدنظر رکھتے ہوئے آپس کے تعلق کو قائم رکھنا چاہیے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتّٰى اِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهٖ قَالَتِ الرَّحِمُ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ نَعَمْ اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَّصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَارَبِّ قَالَ فَهُوَ لَكِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَاقْرَؤُا اِنْ شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور جب اس کی تخلیق سے فارغ ہوا تو رشتہ داری اس کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئی: یہ مقام اس کا ہے جو رشتہ داری توڑنے سے تیری پناہ چاہے۔ ارشاد ہوا ہاں۔ کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ جو تجھے جوڑے میں اس سے تعلق جوڑوں اور جو تجھے توڑے میں اس سے تعلق توڑ لوں؟ عرض کی کہ اے رب! کیوں نہیں۔ فرمایا کہ تجھے یہ شرف دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: تو کیا تمہارے یہ لچھن نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے

Marfat.com

کاٹ دو۔ (سورہ محمد آیت 22) (۴۷)

اللہ تعالیٰ صلہ رحمی کو یہ شرف بخشا ہے کہ جو اسے قائم رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے تعلق رکھے گا اس پر اپنی مہربانیوں اور عنایات کا دروازہ کھول دے گا صلہ رحمی کرنے والے کو معاشرے اور رشتہ داروں میں عزت حاصل ہوگی۔اور جو رشتہ سے قطع تعلق کرے گا۔ اسے لوگ اچھا نہیں سمجھتے اس کے بارے میں مزید روایات حسب ذیل ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ جب آیت شریفہ:

(خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ)

(اعراف:ع 34)

''معافی کو اختیار کرو، نیکی کا حکم کرو اور جاہلوں سے اعراض کرو''

نازل ہوئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے اس کی تفسیر دریافت کی تو انہوں نے عرض کیا کہ جاننے والے (تعالیٰ شانہ) سے دریافت کر کے عرض کروں گا۔ وہ واپس تشریف لے گئے اور پھر آ کر عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو آپ پر ظلم کرے اس کو معاف کریں اور جو آپ کو اپنی عطا سے محروم رکھے اس کو عطا فرمائیں اور جو آپ سے تعلقات توڑے اس سے تعلقات جوڑیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں اولین اور آخرین کے بہترین اخلاق بتاؤں۔ میں نے عرض کیا' ضرور ارشاد فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تمہیں اپنی عطا سے محروم رکھے اس کو عطا کرو، جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کرو' اور جو تم سے قرابت کے تعلقات توڑے اس کے ساتھ تعلقات جوڑو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے

Marfat.com

ہیں کہ آدمی خالص ایمان تک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ یہ کام نہ کرے اپنے سے تعلق توڑنے والوں کے ساتھ تعلقات جوڑا کرے، اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کو معاف کیا کرے، اپنے کو گالیاں دینے والے کو بخش دیا کرے اور جو اپنے ساتھ برائی کرے اس کے ساتھ بھلائی کرے۔ (درمنثور)

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیے بغیر اپنی لونڈی آزاد کر دی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیے بغیر اپنی لونڈی آزاد کر دی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف لائے تو انھوں نے کہا: یارسول اللہ! آپ کو معلوم ہے میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: واقعی؟ عرض کی جی ہاں۔ آپ نے فرمایا اگر تم وہ لونڈی اپنے خالہ زاد کو دے دیتیں تو تمھیں بہت زیادہ ثواب ملتا۔

حضرت مسطح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قرابت دار تھے اس لیے وہ ان کی کفالت کرتے تھے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنا گھر حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو عمر بھر کے لیے دیدیا تھا۔ صحابہ کرام کو صلہ رحمی کا اس قدر خیال تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صبح کے وقت اپنے بچوں سے کہتے تھے کہ الگ الگ کھیلو، مل جل کر رہو گے تو تم میں جھگڑا فساد ہوگا اور قطعہ رحم کرو گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اعزہ واقارب کے ساتھ جو فیاضیاں کیں انکا محرک یہی صلہ رحمی تھی جس کا اظہار انھوں نے عام طور پر کر دیا تھا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنے اعزہ واقربا کے ساتھ نہایت سلوک کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے زینب رضی اللہ عنہا سے دیندار زیادہ پرہیز گار زیادہ سچی اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والی عورت نہیں دیکھی۔ ایک بار حضرت عمر نے ان کی خدمت میں ان کا سالانہ وظیفہ جس کی مقدار بارہ ہزار درہم تھی بھیجا تو انھوں نے یہ رقم اپنے اعزہ کو تقسیم کر دی۔

Marfat.com

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ایک جائیداد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وراثتاً پائی تھی۔ پھر ایک لاکھ روپے کے عوض میں اسے فروخت کر دیا اور جو رقم موصول ہوئی اسے اپنے رشتہ داروں میں دے دیا۔

یہ حسن سلوک صرف مسلمان اعزہ کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ صحابہ کرام اپنے ان اعزہ واقارب کے ساتھ بھی جو کافر تھے اسی قسم کا فیاضانہ برتاؤ کرتے تھے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو ایک ریشمی جوڑا دیا تو انھوں نے اس کو اپنے مشرک بھائی کے پاس بھیج دیا جو کفرزار مکہ میں پناہ گزیں تھا۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہجرت کر کے مدینہ منورہ گئیں تو ان کی والدہ جو کافرہ تھیں ان کے پاس آئیں اور مالی مدد مانگی، حضرت اسماء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ وہ کیا ان کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہیں''؟ آپ نے فرمایا ''ہاں''۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ایک یہودی رشتہ دار کے لیے ایک جائیداد کی وصیت کی تھی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بھائیوں سے نہایت محبت رکھتے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا حبشہ کے مقام پر انتقال ہوا اور مکہ مکرمہ میں مدفون ہوئے تو حضرت عائشہ فرط محبت سے ان کی قبر کی زیارت کو آئیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے بھائی زید سے اس قدر محبت تھی کہ وہ غزوہ یمامہ میں شہید ہوئے تو عمر بھر ان کا داغ دل سے نہ مٹ سکا۔ فرمایا کرتے تھے کہ جب پروا ہوا چلتی ہے تو اس سے مجھے زید کی خوشبو آتی ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہوئے اور ان کی بہن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ان کا حال معلوم کرنے آئیں تو حضرت علی علیہ السلام اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ لیکن ان لوگوں نے یہ ظاہر کیا کو ہم کو ان کی نسبت کچھ معلوم نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کے پاس آئیں تو آپ کو خوف پیدا ہوا کہ اس واقعہ سے کہیں ان کی عقل نہ جاتی رہے اس لیے ان کے سینہ پر ہاتھ رکھا اور ان کے لیے دعا کی' انھوں نے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا اور رونے لگیں۔

حکایت: سلیم شاہ سوری نے اپنی بیگم سے کہا: ''تیرا بھائی مبارز خان سنگدل اور دغاباز ہے اگر تم چاہتی ہو کہ ہمارا بیٹا فیروز خان میرے بعد امن اور چین سے حکومت کرے تو مجھے اجازت دے کہ میں اسے قتل کرادوں۔

بادشاہ بیگم نے جواب دیا'' میرا بھائی خواہ کیسا ہی برا ہے لیکن وہ اتنا ظلم نہیں کرسکتا کہ اپنے بھانجے کے ساتھ دشمنی کرے''۔

بادشاہ خاموش ہو رہا 960ھ میں سلیم شاہ کی وفات کے بعد امرائے سلطنت نے اس کے ولی عہد بیٹے فیروز خان کو تخت نشین کر دیا۔

اس وقت اس کی عمر صرف بارہ سال تھی اسے بادشاہ بنے صرف تین دن ہی گزرے تھے کہ مبارز خان چند مسلح آدمیوں کے ساتھ فیروز خان کے کمرے میں آ گھسا۔ مبارز خان کی بیوہ بہن اس کے تیور دیکھ کر سمجھ گئی کہ وہ فیروز خان کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ بہن نے بھائی کے پاؤں پکڑ لیے بڑی لجاجت کے ساتھ بولی: ''خدا کے واسطے میرے بیٹے کی جان بخش دے۔ میں اسے اسی وقت اپنے ساتھ لے کر کسی ایسے مقام پر چلی جاتی ہوں کہ ہزار کوشش کے باوجود کوئی ہمیں تلاش نہ کرسکے تم بڑی خوشی کے ساتھ تخت نشین ہو کر حکومت کرتے رہو''۔

مبارز خان نے اپنی بہن کو ٹھوکر مار کر پرے پھینک دیا۔

بہن نے روتے ہوئے کہا'' بھائی تمھیں معلوم ہے کہ مرحوم بادشاہ نے تجھے قتل کر دینے کا تہیہ کر لیا تھا تو میں نے سفارش کر کے تجھے بچا لیا تھا۔ آج تو مجھ پر احسان کر اور میرے بیٹے کو جو تیرا بھانجہ ہے قتل نہ کر''۔

سنگدل مبارز خان نے بہن کی ایک نہ سنی اور آگے بڑھ کر بڑی بے دردی کے

Marfat.com

ساتھ فیروز خان کو ذبح کرڈالا۔ مبارز خان، بھانجے کو قتل کر دینے کے بعد بڑے اطمینان کے ساتھ تخت نشین ہو گیا اور اپنا لقب ''عادل خان'' رکھ لیا۔

مگر افغان امراء اسے ''عدلی'' کہنے لگے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں لوگ اس سے اس قدر بیزار ہو گئے کہ امراء دربار اور اراکین سلطنت علانیہ بغاوت پر اتر آئے۔

ایک دن بادشاہ مبارز خان نے امیر سکندر خان سے کچھ سخت کلامی کی سکندر خان اور اس کے بیٹے نے اس کے جواب میں مبارز خان کی سخت بے عزتی کی اسے گالیاں دیں اور مشتعل ہو کر تلواریں سونت کر اس پر حملہ کر دیا مبارز خان کے چند حامی قتل ہو گئے اور مبارز خان نے بھاگ کر جان بچائی۔ مبارز خان ''چنار گڑھ'' کے قلعہ میں جا کر چھپ گیا۔ تاہم مکافات عمل نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ مبارز خان کے بہنوئی احمد خان سوری نے بڑی بے دردی کے ساتھ اس کو قتل کر ڈالا اور تخت و تاج پر قبضہ کر کے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ (تاریخ فرشتہ)

13- والدین سے صلہ رحمی کرنے کی تاکید

اللہ تعالیٰ نے اولاد کے لئے والدین کو انتہائی قیمتی سرمایہ بنایا ہے چونکہ والدین پیدائش سے لے کر بالغ ہونے تک اپنے بچوں کی زندگی کا سہارا ہوتے ہیں اور اپنی بساط کے مطابق اپنی اولاد کو پروان چڑھاتے ہیں اس لئے والدین کا اولاد سے گہرا تعلق ہے اس وجہ کی بنا پر اولاد کو کبھی بھی والدین سے قطع تعلق نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان کی زندگی کے آخری دم تک ان کی خدمت کرتے رہنا چاہیے اس کے بارے میں چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قَالَ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْكَ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ ○

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی عرض گزار ہوا کہ یا

رسول اللہ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری والدہ عرض کی' پھر کون؟ فرمایا کہ تمہاری والدہ۔ عرض گزار ہوا کہ پھر کون؟ فرمایا کہ تمہارہ والد دوسری روایت میں تین دفعہ فرمایہ: تمہاری والدہ پھر تمہارا والد پھر جو تم سے زیادہ قریب' زیادہ قریب ہوں۔(۷۵)

كُلَيْبُ بْنِ مَنْفَعَةَ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ اَتَى النَّبِىَّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبَرُّ قَالَ اُمَّكَ وَاَبَاكَ وَاُخْتَكَ وَاَخَاكَ وَمَوْلَاكَ الَّذِىْ يَلِىْ ذٰلِكَ حَقًّا وَاجِبًا وَرَحِمًا مَوْصُوْلَةً○

کلیب بن منفعہ کے دادا جان نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ کسی کے ساتھ نیکی کروں؟ فرمایا کہ اپنی ماں' اپنے باپ' اپنی بہن' اپنے بھائی اور اپنے آزاد کرنے والے کا حق واجب ہے اور صلہ رحمی کرنی چاہیے۔(۷۶)

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبَرُّ قَالَ اُمَّكَ ثُمَّ اُمَّكَ ثُمَّ اُمَّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ الْاَ قْرَبَ فَالْاَ قْرَبَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْئَلُ رَجُلٌ مَوْلًا مِنْ فَضْلٍ هُوَ عِنْدَهٗ فَيَمْنَعُهٗ اِيَّاهُ اِلَّا دُعِىَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَضْلَهُ الَّذِىْ مَنَعَهٗ شُجَاعًا اَقْرَعَ○

بہز بن حکیم کے والد ماجد سے ان کے والد محترم نے فرمایا میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ کس کے ساتھ نیکی کرو؟ فرمایا اپنی والدہ سے پھر والدہ سے پھر والدہ سے پھر اپنے باپ سے پھر جو سب سے قریب ہو پھر جو قریب ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے آزاد کردہ غلام سے زائد از ضرورت مال مانگے جو اس کے پاس ہو اور وہ انکار کر دے مگر قیامت کے روز وہ زائد مال جس کا انکار کیا گنجے سانپ کی شکل میں اس کے پاس آئے گا۔(۷۷)

Marfat.com

والدین سے اچھا سلوک کرنا صلہ رحمی کی بہترین صورت ہے حسن سلوک میں ماں باپ سے تین حصے زیادہ مقدار ہے اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری ماں کا حق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اولاد کے لیے ماں تین مشقتیں برداشت کرتی ہے حمل کی جننے کی اور دودھ پلانے کی اس وجہ سے حسن سلوک میں ماں زیادہ مقدم ہے البتہ عزت اور تعظیم میں باپ کا حق مقدم ہے۔ البتہ عورت چونکہ جسمانی قوت میں مرد سے کمزور ہوتی ہے اس لیے ماں اولاد کے احسان اور اچھے سلوک کی زیادہ محتاج ہے۔ لہٰذا ماں سے اچھا سلوک کرنا اولاد کے بنیادی فرائض میں سے ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ جب دونوں یعنی ماں اور باپ بوڑھے ہو جائیں تو اولاد کو چاہیے کہ ان کی خدمت کریں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ وَالِدَیْهِ عِنْدَ الْکِبَرِ اَحَدُهُمَا اَوْ کِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّةَ٥

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی ناک خاک آلودہ ہو اس کی ناک خاک آلودہ ہو اس کی ناک خاک آلودہ ہو عرض کی گئی یا سول اللہ کس کی؟ فرمایا کہ جو بڑھاپے کی حالت میں اپنے والدین کو پائے دونوں میں سے ایک کو یا دونوں کو اور پھر بھی جنت میں داخل نہ ہو۔ (۷۸)

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ٥

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی عرض گزار ہوا یا رسول اللہ والدین کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا کہ وہی تمہاری جنت و دوزخ ہیں۔ (ابن ماجہ) (۷۹)

Marfat.com

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيْهَا قِرَاءَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا حَارِثَةُ بْنِ النُّعْمَانِ كَذَالِكُمُ الْبِرُّ كَذَالِكُمُ الْبِرُّ وَكَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِاُمِّهٖo

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو قرآن مجید پڑھنے کی آواز سنی میں نے کہا یہ کون ہے؟ کہا کہ حارثہ بن نعمان ہیں۔ آپ کے غلاموں کی نیکی آپ کے غلاموں کی نیکی اور وہ اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ لوگوں سے زیادہ اچھا سلوک کرتے تھے۔ (۸۰)

عَنْ اَبِیْ اُسَیْدِ نِ السَّاعِدِیِّ قَالَ بَیْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْجَآءَهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلِمَةَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّ اَبَوَیَّ شَیْءٌ اَبَرُّهُمَا بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمْ الصَّلٰوةُ عَلَیْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِنْفَاذُ عَهْدِ هِمَا مِنْ بَعْدِ هِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا وَاِکْرَامُ صَدِیْقِهِمَاo

حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں موجود تھے کہ بنی سلمہ کا ایک آدمی آ کر عرض گزار ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میرے والدین کی نیکیوں میں سے کوئی ایسی باقی ہے کہ ان کی وفات کے بعد میں ان کیساتھ نیکی کر سکوں؟ فرمایا ہاں ان کے لیے دعا کرنا ان کی بخشش مانگنا' ان کے بعد ان کے وعدے پورا کرنا' ان رشتوں کو جوڑنا جو ان کی وجہ سے جڑتے ہیں اور ان کے دوستوں کی عزت افزائی کرنا۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ) (۸۱)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِیْهِ بَعْدَ اَنْ یُّوَلِّیَo

Marfat.com

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہت بڑی نیکیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کی عدم موجودگی میں بھی اس کے دوستوں سے حسن سلوک کرے۔

(مسلم)(۸۲)

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی کیا مقدار ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ کچھ تیری ملک میں ہے ان پر خرچ کر۔ اور جو وہ حکم کریں اس کی اطاعت کرے بجائے اس کے کہ وہ کسی گناہ کا حکم کریں کہ اس میں اطاعت نہیں ہے۔

فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر حق تعالیٰ شانہ والدین کے حق کا حکم نہ فرماتے تب بھی عقل سے یہ بات سمجھ میں آتی کہ ان کا حق بہت ضروری اور اہم ہے۔ اللہ جل شانہ نے اپنی سب کتابوں تورات، انجیل، زبور، قرآن شریف میں ان کے حق کا حکم فرمایا تمام انبیاء کرام کو ان کے حق کے بارہ میں وحی بھیجی اور تاکید فرمائی، اپنی رضا کو والدین کی رضا کے ساتھ وابستہ کیا اور ان کی ناراضی پر اپنی ناراضی مرتب فرمائی۔ (تنبیہ الغافلین)

حکایت: ایک شخص کے تین لڑکے تھے وہ بیمار پڑا تو بڑے بھائی نے اپنے دوسرے بھائیوں سے کہا تم مجھے باپ کی خدمت کر لینے دو اور میراث تم لے لینا چنانچہ وہ مرتے دم تک اپنے باپ کی خدمت کرتا رہا۔ اس شخص کے مرنے کے بعد حسب فیصلہ وراثت کے مالک دونوں بھائی ہوئے ایک رات باپ کی خدمت کرنے والے نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ فلاں مقام پر جا اور وہاں سے ایک اشرفی لے لے۔ اسنے پوچھا اس میں میرے لیے برکت ہوگی کہنے والے نے کہا کہ نہیں تو اس نے نہ لی۔ پھر دوسری شب اس نے خواب میں سنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ فلاں مقام سے دس اشرفیاں لے لے۔ اس نے پوچھا اس میں برکت ہو

Marfat.com

گی جواب دیا کہ نہیں اس نے پھر کچھ نہ لیا۔ پھر تیسری شب کو خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ فلاں مقام سے ایک اشرفی لے لے اور اس میں تیرے لیے برکت ہو گی چنانچہ صبح ہوئی تو اس نے ایک اشرفی لے کر اس کی مچھلی خریدی جب اس مچھلی کو چیرا اس میں دو جوہر ملے ان دونوں کو اس نے بادشاہ کے ہاں ساٹھ ہزار اشرفیوں کے عوض فروخت کر دیا پھر اس نے خواب دیکھا اور سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ تو نے جو اپنے باپ کی خدمت کی ہے اور اپنے بھائیوں سے صلہ رحمی کی ہے یہ اس کا صلہ ہے۔

(نزہتہ المجالس)

14- بیٹی سے صلہ رحمی کرنا سب سے اچھا ہے

بیٹیوں کے لیے والدین کا سہارا اور سرپرستی انتہائی ضروری ہے ماں باپ کی پشت پناہی کے بغیر بیٹوں کو اپنی زندگی کے دن گزارنا انتہائی دشوار ہیں۔ اس لیے اگر کسی کی بیٹی کی کفالت شادی کے بعد والدین کے ذمے پڑ گئی ہو تو اس بیٹی کا خرچہ برداشت کرنا صدقے کی بہترین صورت ہے حدیث یہ ہے۔

عَنْ سَرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ اَلاَ اَدُلُّكُمْ عَلٰى اَفْضَلِ الصَّدَقَةِ ابْنَتُكَ مَرْدُوْدَةٌ اِلَيْكَ لَيْسَ لَهَا كَاسِبٌ غَيْرُكَ۔

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں بہترین صدقہ نہ بتاؤں تمہاری وہ بیٹی جو تمہاری طرف لوٹا دی گئی ہو اور تمہارے سوا اس کے لیے کوئی کمانے والا نہ ہو۔ (سنن ابن ماجہ)

بیٹی کے گھر میں لوٹ کر آنے کی کئی وجہ ہو سکتیں ہیں بیٹی کا نکاح کیا تھا لیکن شوہر کا انتقال ہو گیا جس کی بنا پر بیٹی باپ کے گھر واپس آ گئی ہو یا کسی کی لڑکی کو کوئی نکاح کے بعد طلاق دے دیوے یا خاوند لاپتہ ہو گیا ہو غرض یہ کہ کسی وجہ سے بیٹی اگر

Marfat.com

باپ گھر واپس آجائے تو اس کی کفالت والدین کے ذمے پڑ جائے گا۔ اس پر خرچہ کرنا صلہ رحمی میں شمار ہوگا۔ اور اسکا خرچ افضل ترین صدقہ ہے اس کا افضل ہونا ایک تو صدقہ ہے اور دوسرا مصیبت زدہ کی مدد ہے تیسری صلہ رحمی ہے چوتھے اولاد کی خبر گیری ہے پانچویں غمزدہ کی دلداری ہے شادی سے قبل اولاد کا والدین کے ساتھ رہنا باعث خوشی ہوتا ہے لیکن جب بیٹی بہو ہو کر واپس والدین کے گھر آ کر رہے تو وہ باعث مشقت اور رنج ہوتا ہے اس کے بارے میں ایک اور حدیث یہ ہے۔

عَنْ سَعِیْدِ نِ لْاَعْشٰی عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ کَانَتْ لَہٗ ثَلَاثُ بَنَاتٍ اَوْثَلَاثُ اَخَوَاتٍ اَوْبِنْتَانِ اَوْاُخْتَانِ فَاَحْسَنَ صُحْبَتَھُنَّ وَاتَّقَی اللّٰہَ فِیْھِنَّ فَلَہُ الْجَنَّۃُ ٥

حضرت سعید الاعشی رضی اللہ عنہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں وہ ان سے اچھا سلوک کرے اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو اس کے لیے جنت ہے۔ (ترمذی)

بیٹیوں اور بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا درحقیقت صلہ رحمی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا صلہ جنت کی صورت میں ملے گا۔

باپ کی توبہ کا سبب بیٹی

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے تائب ہو جانے کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے بیان کیا میری ایک چھوٹی سے بیٹی تھی جس سے مجھے بڑا پیار تھا میں شراب بھی پیا کرتا تھا جب میری بچی مجھے دیکھتی تو شراب پھینک دیتی جب وہ چھ برس کی ہوئی تو اس کا انتقال ہو گیا۔ میرے دل کو اس کا بڑا رنج ہوا۔ بیٹی کی موت میرے

Marfat.com

لیے بے چینی کا سبب بن گئی۔ جب شب برات ہوئی تو خواب میں میں نے دیکھا گویا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور ایک بہت بڑا اژدھا منہ کھولے میرے درپے ہے میں اس سے بھاگا پھر ایک بزرگ کو دیکھا جن سے خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے ان سے کہا خدا آپ کو اپنی پناہ میں رکھے مجھے بچایئے۔ وہ رو دیے اور کہنے لگے میں تو ضعیف ہو رہا ہوں لیکن ذرا جلدی کرو شاید اللہ تبارک وتعالیٰ واجب الوجود و مطلق و بسیط و بے حد کسی ایسے کو مقرر فرما دے جو تمہیں بچالے۔ میں بھاگتے بھاگتے دوزخ کے کنارے پہنچ گیا پھر مجھے کہا گیا لوٹ تو میں لوٹ پڑا اور اژدھا میرے پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ حتی کہ میرا پھر اس ضعیف پر گزر ہوا میں نے کہا مجھے بچا لیجیے وہ بولا میں تو ضعیف ہو رہا ہوں لیکن اس پہاڑ کی طرف دوڑ کیونکہ اس میں مسلمانوں کی ودیعتیں ہیں اگر اس میں تمہاری ودیعت ہوگی تو ابھی تمہاری مدد کرے گی پھر مجھے چاندی کا پہاڑ نظر آیا۔ جب میں اس کے قریب گیا تو کسی فرشتے نے پکار کر کہا دروازہ کھول دو شاید اس کی کوئی ودیعت تمہارے پاس ہو اور وہ اسے اس کے دشمن سے بچالے پس دروازے کھل گئے دیکھتا کیا ہوں میری لڑکی موجود ہے اس نے دائیں ہاتھ سے مجھے پکڑا اور بایاں ہاتھ اژدہے کی طرف بڑھایا اور اس پر وہ الٹا بھاگ کھڑا ہوا اور پھر مجھے کہنے لگی میرے باپ کیا ابھی ایمان والوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خوف خدا سے پست ہو کر رہ جائیں میں نے پوچھا کیا تو قرآن جانتی ہے اس نے کہا ہاں پھر میں نے اس سے کہا اچھا اس اژدھے کا حال بتا۔ اس نے کہا کہ یہ آپ کی بد اعمالی ہے اور وہ ضعیف نیک عمل تھے وہ کہتے ہیں میری آنکھ جو کھلی تو میں سہما ہوا تھا۔ اسی لمحہ میں نے توبہ کی اور خدائے تعالیٰ سے عہد کیا اب ایسا نہ کروں گا اور پھر بقیہ زندگی اللہ تعالیٰ کی بندگی اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں گزاری۔ (نزہۃ المجالس)

15- رشتہ دار یتیم بچوں پر خرچ کرنا صلہ رحمی ہے

یتیم بچوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا نہایت ہی قابل تعریف ہے جن بچوں کے

ماں باپ فوت ہو گئے ہوں ان پر دست شفقت رکھنا صلہ رحمی کی بہترین صورت ہے لہٰذا جب کوئی اللہ کی راہ میں کچھ دینا چاہیے تو اسے چاہیے کہ وہ یتیم بچوں کو ترجیح دے ان کی ضروریات پوری کرے اللہ تعالیٰ اسے بہت زیادہ اجر عطا فرمائے گا۔

عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْنَ يَامَعْشَرَ النِّسَاۤءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ قَالَتْ فَرَجَعْتُ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ فَقُلْتُ اِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيْفُ ذَاتِ الْيَدِ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَاْتِهٖ فَاسْئَلْهُ فَاِنْ كَانَ ذَالِكَ يُجْزِئُ عَنِّيْ وَاِلَّا صَرَفْتُهَا اِلٰى غَيْرِكُمْ قَالَتْ فَقَالَ لِيْ عَبْدُاللّٰهِ بَلِ ائْتِيْهِ اَنْتِ قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ فَاِذَا امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِبَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتِيْ حَاجَتُهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ قَالَتْ فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا لَهٗ ائْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبِرْهُ اَنَّ امْرَاَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْاَلَانِكَ اَتُجْزِئُ الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلٰى اَزْوَاجِهِمَا وَعَلٰى اَيْتَامٍ فِيْ حُجُوْرِهِمَا وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ قَالَتْ فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هُمَا قَالَ امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَزَيْنَبُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الزَّيَانِبِ قَالَ امْرَاَةُ عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمَا اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ ۝

حضرت زینب زوجہ جناب عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خواتین کی جماعت صدقہ دو۔ اگرچہ

اپنے زیوروں ہی میں سے دو یہ سن کر زینب اپنے گھر آئیں اور اپنے شوہر حضرت عبداللہ بن مسعود سے کہا آپ تو غریب آدمی ہیں اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقے کا حکم دیا ہے آپ جائیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کریں کہ یہ بات میرے لیے درست ہوگی کہ میں آپ کے اوپر خرچ کروں ورنہ میں کسی دوسرے پر خرچ کروں۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم خود ہی جا کر معلوم کرو چنانچہ زینب بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئیں تو اس وقت ایک انصاری عورت بھی آپ کے دروازہ پر موجود تھی اور اس کو بھی وہی معلوم کرنا تھا جو زینب معلوم کرنے گئیں تھیں اس وقت رسول خدا پر جلال کی کیفیت طاری تھی۔ چنانچہ بلال ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے ان سے کہا کہ جا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ دو عورتیں دروازہ پر کھڑی ہیں اور یہ معلوم کرتی ہیں کیا ہمارے لیے اپنے شوہروں پر صدقہ کرنا مناسب اور کافی ہے اور ان یتیموں پر جو ہماری گودوں میں ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا نام نہ بتانا چنانچہ جناب بلال سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ بات دریافت کی اور بتایا کہ ایک عورت تو انصار میں سے ہے اور ایک زینب ہیں تو سرکار دو عالم نے دریافت فرمایا کون سی زینب جناب بلال نے فرمایا عبداللہ بن مسعود کی بیوی تب آپ نے فرمایا ان کے لیے دو اجر ہیں ایک اجر قرابت کا اور دوسرا صدقہ کا۔ (۸۳)

عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجْزِئُ عَنِّي مِنَ الصَّدَقَةِ النَّفَقَةُ عَلٰى زَوْجِيْ وَاَيْتَامٌ فِيْ حَجْرِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا اَجْرَانِ

أَجْرُ الصَّدَقَةِ وَأَجْرُ الْقَرَابَةِ

حضرت زینب زوجہ عبداللہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کیا میری طرف سے میرے خاوند پر اور ان یتیموں پر جو میرے زیر پرورش ہیں۔ صدقہ کافی ہوسکتا ہے آپ نے فرمایا تیرے لیے دو اجر ہیں ایک صدقہ کا اور ایک قرابت کا۔ (۸۴)

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلْمَةَ قَالَتْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةٍ فَقَالَتْ زَيْنَبُ اِمْرَاةُ عَبْدِاللّٰهِ اَيُجْزِئُنِىْ مِنَ الصَّدَقَةِ اَنْ اَتَصَدَّقَ عَلٰى زَوْجِىْ وَهُوَفَقِيْرٌ وَبَنِىْ اَخٍ لِىْ اَيْتَامٌ وَاَنَا اُنْفِقُ عَلَيْهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَعَلٰى كُلِّ حَالٍ قَالَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَكَانَتْ صَنَّاعُ الْيَدَيْنِ ٥

حضرت زینب بنت ام سلمہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ کا حکم دیا عبداللہ کی زوجہ زینب نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں خاوند کی طرف سے صدقہ دوں تو وہ کافی ہوسکتا ہے کیونکہ وہ فقیر ہیں اور میرے بھائی کے بچے یتیم ہیں میں ان پر اتنا مال خرچ کرتی ہوں آپ نے فرمایا کافی ہوسکتا ہے۔ حضرت زینب ہنرمند خاتون تھیں۔ (۸۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیموں اور مسکینوں سے بڑا پیار تھا۔ آپ نے اپنی حیات طیبہ میں یتیموں سے بے پناہ شفقت فرمائی اور یتیموں سے اچھائی کرنے کا درس دیا یتیم وہ ہوتا ہے جس کے ماں باپ اس کے بچپن ہی میں فوت ہو گئے ہوں۔ اس طرح یتیم والد یا ماں باپ کے سایہ عاطفت سے محروم ہو جاتا ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیموں سے اظہار ہمدردی کی تاکید فرمائی ہے۔ یتیم بچوں کی پرورش کرنا بڑی اعلیٰ قسم کی نیکی ہے خاص کر قریبی رشتے داروں میں اگر کوئی بچے یتیم ہو گئے ہوں تو ان کی دیکھ بھال کرنا ان کی ضروریات پوری کرنا امیر رشتے داروں

Marfat.com

کا فرض بن جاتا ہے اور یہ یتیموں سے صلہ رحمی ہے۔

مندرجہ بالا احادیث میں اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر کسی کے بچے یتیم ہو گئے ہوں اور کوئی قریبی رشتے دار ہوں یعنی چچا تایا ماموں ہوں تو انہیں یتیم بچوں سے شفقت کرنی چاہیے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا خواہ وہ یتیم اس کا رشتہ دار ہو یا کسی اور کا جنت میں ساتھ ساتھ ہوں گے۔ یہ کہہ کر آپ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملا کر اشارہ فرمایا یعنی اس طرح یتیم بچوں سے شفقت کرنے والا جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے اس لئے آپ کے اتباع میں ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ یتیموں سے اچھا سلوک کرے اور خاص کر یتیم رشتے داروں کے کھانے پینے اور تعلیم کی ضرویات کو پوری کرنے کی طرف توجہ دے یہ صلہ رحمی کا اجر اللہ کے ہاں بہت عظیم ہے ان کا رسیا کرنا درحقیقت صلہ رحمی ہے۔

16- قطع رحمی کے باعث رحمت نازل نہیں ہوتی

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے تمام پیدا کردہ لوگ آپس میں پیار محبت سے رہیں دکھ درد میں ایک دوسرے کے کام آئیں لیکن جس قوم میں صلہ رحمی نہیں رہتی تو اللہ تعالیٰ اس قوم پر اپنی رحمت کا نزول بند کر دیتا ہے لہٰذا قطع رحمی سے بچنا چاہیے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ لَاتَنْزِلُ الرَّحْمَةُ عَلٰی قَوْمٍ فِیْهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ ۔

حضرت عبداللہ بن اَبی اَوفیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں قطع رحمی کرنے والا ہو۔ (مشکوٰۃ)

Marfat.com

یہی حدیث حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے اس طرح بھی مروی ہے کہ ہم عرفہ کی شام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حلقہ بنا کر چاروں طرف بیٹھے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجمع میں کوئی شخص قطع رحمی کرنے والا ہو تو وہ اٹھ جائے ہمارے پاس نہ بیٹھے۔ سارے مجمع میں سے صرف ایک صاحب اٹھے' جو دور بیٹھے ہوئے تھے اور پھر تھوڑی دیر میں واپس آ کر بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ میرے کہنے پر مجمع میں سے صرف تم اٹھے تھے اور پھر آ کر بیٹھ گئے' یہ کیا بات ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر میں اپنی خالہ کے پاس گیا تھا' اس نے مجھ سے قطع تعلق کر رکھا تھا۔ میرے جانے پر اس نے کہا کہ تو خلاف عادت کیسے آ گیا۔ میں نے اسے آپ کا ارشاد مبارک سنایا' اس نے میرے لیے دعائے مغفرت کی' میں نے اس کے لئے دعائے مغفرت کی اور آپس میں صلح کر کے واپس حاضر ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم نے بہت اچھا کیا بیٹھ جاؤ۔ اس قوم پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی قطع رحمی کرنے والا ہو۔

انسانی زندگی قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کی محتاج ہے اور انہی مہربانیوں کی بنا پر ہر انسان اپنی زندگی کے شب و روز گزار رہا ہے اگر اللہ تعالیٰ کی یہ مہربانیوں اور عنایات نہ ہوں تو انسان کے لئے جینا مشکل ہو جائے گا اللہ کی عنایات اور مہربانیاں ہی درحقیقت اللہ کی رحمت ہے اللہ کی رحمت کی دو صورتیں ہیں ایک عام رحمت اور دوسری خاص پہلی صورت ہر خاص و عام کے لئے یعنی بارش ہوتی ہے تو وہ ہر ایک کے لئے ہے ایسے ہی گرمیوں میں ٹھنڈی ہوا چلتی ہے تو ہر ایک کو راحت پہنچاتی ہے دھوپ نکلتی ہے تو ہر ایک کو یکساں فائدہ پہنچاتی ہے لیکن بعض حالات میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے والوں پر خصوصی عنایات کرتا ہے جس رحمت کا تعلق اسی مانگنے والے کے ساتھ ہوتا رہتا ہے یہ دونوں طرح کی رحمتیں ہر انسان کے لئے ازحد

Marfat.com

ضروری ہیں۔

جو قومیں اللہ کی نافرمانی کرتی ہیں اللہ تعالیٰ ان سے اپنی رحمت روک لیتا ہے اور ان برے اعمال میں سے جس کے باعث اللہ کی رحمت نازل ہونے میں رکاوٹ بنتی ہے وہ قطع رحمی ہے قطع رحمی سے مراد رشتہ داروں سے تعلقات کو قطع کر لینا ہے اور ایسا کرنا چونکہ اللہ کو ناپسند ہے اس لئے قطع رحمی کی وجہ سے رحمت نازل نہیں فرماتا۔ اسلام میں چونکہ صلہ رحمی کی بڑی اہمیت ہے اس لئے ہر شخص کو چاہیے کہ اس بات کو مدنظر رکھے کہ رشتہ داروں کے ساتھ قطع رحمی نہ ہونے دے صلہ رحمی کے باوجود اگر کوئی رشتہ دار قطع رحمی کرتا ہو تو اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت قول ظاہر ہو جائے اور عمل نہ ہو کسی چیز پر زبانی اتفاق تو جائے لیکن دلوں کی کیفیت مختلف ہو اور رشتہ دار آپس کے تعلقات قطع کرنے لگیں تو اس وقت اللہ ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے۔

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لوگ علم کو ظاہر کریں اور عمل کو ضائع کر دیں اور زبانوں سے محبت ظاہر کریں اور دلوں میں بغض رکھیں اور قطع رحمی کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ اس وقت ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے اور اندھا بہرا کر دیتا ہے۔ (درمنثور)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ صبح کی نماز کے بعد کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اچانک آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو قسم دیتا ہوں کہ اگر اس مجمع میں کوئی شخص قطع رحمی کرنے والا ہو تو وہ چلا جائے' ہم لوگ اللہ تعالیٰ شانہ' سے ایک دعا کرنا چاہتے ہیں اور آسمان کے دروازے قطع رحمی کرنے والے کے لئے بند ہو جاتے ہیں۔ (ترغیب)

فقیہ ابولیث ثمرقندی کا قول ہے کہ قطع رحمی اس قدر برا گناہ ہے کہ قاطع رحم کے

Marfat.com

پاس بیٹھنے والوں کو بھی اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے اس لئے ہر قاطع رحم کو اللہ کے حضور سچی توبہ کر لینی چاہیے۔

17- قطع رحمی کرنے والا جنت سے محروم رہے گا

رشتہ داروں اور دوسرے لوگوں سے خواہ مخواہ تعلق توڑ لینا اللہ کو پسند نہیں بلکہ قطع تعلق کرنے والے کو اللہ آخرت میں جنت سے محروم کر دے گا۔اس کے بارے میں آپ کی ایک حدیث یہ ہے۔

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ○

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں داخل نہیں ہوگا جو قطع رحمی کرے۔(۸۶)

جنت اللہ تعالیٰ کے قیمتی انعاموں میں سے ایک انعام ہے۔ یہ ایک ایسا پر سکون مقام ہے جہاں زندگی کی ہر نعمتیں انسان کو مشقت کے بغیر میسر ہوں گی جہاں رنج و غم نہیں ہو گا بلکہ راحت میسر ہو گی۔ جنت کی زندگی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ہے اس میں نیک صالح لوگ داخل کیے جائیں گے۔ جنت میں رہنے کے لئے عالیشان محلات ہیں۔ان محلوں کی خوبصورتی اور آسائش بے مثل ہو گی وہاں کے کھانے نہایت ہی عمدہ ہوں گے۔مشروبات خوشبودار ہوں گے جنہیں انسان پی کر بے حد لطف اندوز ہو گا۔ غرضیکہ جنت رہنے کے لئے نہایت ہی عمدہ مقام ہے اور اس میں وہی لوگ داخل کیے جائیں گے جو اللہ کے فرمانبردار ہوں گے جنہوں نے دنیا کی زندگی میں اچھے عمل کیے ہوں گے۔

صلہ رحمی بھی ایک نہایت اچھا عمل ہے۔جس کی زندگی میں اس عمل کی کثرت ہو گی اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔اور جس مسلمان کے عمل میں صلہ رحمی کی بجائے قطع رحمی ہو گی وہ جنت سے محروم رہے گا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے رشتہ داروں

سے رشتہ داری جوڑے رکھنے کا حکم دیا ہے جو اسے توڑے وہ اللہ کا نافرمان ہوگا۔ اس لئے قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

حضرت ابن حبان سے مروی ہے کہ تین آدمی جنت میں نہیں جائیں گے۔ شرابی قطع رحمی کرنے والا اور جادوگر۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت تک جاتی ہے۔ لیکن والدین کی نافرمانی کرنے والا اور قطع رحمی کرنے والا جنت کی اس خوشبو کو نہیں سونگھ سکے گا۔ (احیاء العلوم)

18- حرص سے قطع رحمی پیدا ہوتی ہے

حرص اور لالچ اچھی چیز نہیں اس سے بہت سی دوسری برائیاں جنم لیتی ہیں خاص کر حرص سے قطع رحمی پیدا ہوتی ہے لہٰذا لوگوں کر ہر ممکن طریقے سے حرص سے بچتے رہنا چاہیے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِيَّاكُمْ وَالشُّحَ اَمَرَهُمْ بِالْبُخْلِ فَبَخِلُوْا وَاَمَرَهُمْ بِالْقَطِيْعَةِ فَقَطَعُوْا وَاَمَرَهُمْ بِالْفُجُوْرِ فَفَجَرُوْا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔ حرص سے بچو کیونکہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کردیا تھا اس نے انہیں بخل کا حکم دیا تو انہوں نے بخل کیا، قطع رحمی کا حکم دیا تو انہوں نے قطع رحمی کی اور بدکرداری کا حکم دیا تو انہوں نے برا کردار پیش کیا۔ (ابوداؤد) (۸۷)

حرص کے معنی لالچ کے ہیں جس سے انسان اپنی آرزوئیں اور تمنائیں بڑی وسیع کرلیتا ہے کسی چیز کے لالچ کو حد سے بڑھا لینے کو دوسروں کی حق تلفی پیدا ہونے کا احتمال پیدا ہوتا ہے۔ جس کی بنا پر شریعت نے انسان کی حرص اور طمع کو ذاتی ضرورت

تک محدود رکھنے کا درس دیا ہے کہ جتنا رزق انسان کو ذاتی ضرورتوں کے لئے درکار ہو اتنا اسے ضرور حاصل کرنا چاہیے لالچ اور آرزو حدود میں رکھنے کا نام ہی شرعی قواعد وضوابط ہیں لہٰذا شریعت نے ہمیں بے لگام طمع اور حرص سے منع کیا ہے۔

حرص اور طمع کا تعلق نیک آرزوؤں اور اچھے ارادوں سے بھی ہو سکتا ہے کہ یعنی انسان کثرت عبادت اور زیادہ سے زیادہ نیک عمل کرنے کی خواہش اور آرزو رکھتا ہو لیکن اس کے برعکس نفسانی خواہشات کی زیادتی دنیاوی چیزوں کا کثرت سے حصول لالچ اور طمع ہے جو نہایت ہی بری چیز ہے حرص اور لالچ رکھنے والا اپنا حصہ بھی حاصل کر لیتا ہے اور دنیاوی خواہشات نفس بڑھتی جاتی ہے انسان مال و دولت کو جمع کرنے کی فکر میں لگ جاتا ہے اس کے پیش نظر صرف جاہ و منصب کی طلب ہی رہ جاتی ہے جس سے انسان دوسروں کے حقوق ادا کرنے میں غافل ہو جاتا ہے ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔

طمع اور لالچ ایسی بری بلا ہے کہ اس کی بنا پر انسان تکبر کا شکار ہو جاتا ہے رشتہ داروں سے قطع تعلق کر لیتا ہے دولت کثرت اور صاحب ثروت ہونے کے باوجود غریب محتاج اور ضرورت مند رشتے داروں کی مدد نہیں کرتا بلکہ بعض صورتوں میں ان کی حق تلفی کر جاتا ہے اس لئے قطع رحمی سے بچنے کے لئے حرص اور طمع سے بچنا از حد ضروری ہے اللہ کے نیک بندے ہر وقت طمع سے بچنے کی کوشش میں رہتے ہیں اور وہ اللہ کی توفیق سے طمع سے بچ کر اللہ کے مقرب بندے بن جاتے ہیں۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی نے مجھے پانچ قسم کے آدمیوں کے بارے میں نصیحت فرمائی کہ ان کے ساتھ کبھی تعلق نہ رکھنا نہ ان سے بات کرنا اگر اتفاق سے وہ کسی راستے پر چلتے ہوں تو وہ راستہ چھوڑ دینا۔

۱- فاسق شخص کہ وہ ایک لقمہ کے بدلہ میں تجھ کو بیچ دے گا' بلکہ ایک لقمہ سے کم میں

بھی۔ میں نے پوچھا کہ ایک لقمہ سے کم میں کس طرح بیچے گا۔ فرمانے لگے کہ محض لقمہ کی امید پر تجھ کو بیچ دے گا اور وہ لقمہ اس کو میسر بھی نہ ہو گا۔

2- بخیل، کہ وہ تیری سخت احتیاج کے وقت بھی تیرے سے کنارہ کش ہو جائے گا۔

3- جھوٹا شخص کہ وہ بالو (دھوکہ) کی طرح سے تجھے دھوکہ میں رکھے گا۔ جو چیز دور ہو گی اس کو قریب بتائے گا جو قریب ہو گی اس کو دور بتائے گا۔

4- بے قوف کے پاس نہ لگنا کہ وہ تجھے نفع پہنچانے کا ارادہ کرے گا تب بھی اپنی حماقت سے نقصان پہنچا دے گا مثل مشہور ہے کہ دانا دشمن نادان دوست سے بہتر ہے۔

5- قطع رحمی کرنے والے کے پاس نہ جائیو کہ میں نے قرآن پاک میں تین جگہ پر اللہ کی لعنت پائی ہے۔ (روض الانف)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صلہ رحمی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قریش سخت قحط سالی میں مبتلا ہوئے یہاں تک کہ سڑی ہوئی ہڈی بھی کھا گئے۔ قریش میں کوئی بھی جناب رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے زیادہ اس وقت خوشحال نہ تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے چچا جان! آپ کے بھائی ابوطالب آپ جانتے ہیں کہ کثیر العیال ہیں اور قریش کو جو مصیبت لگی ہے اسے آپ دیکھ رہے ہیں آپ ہمارے ساتھ ان کے پاس چلیے تاکہ ہم ان سے ان کے بعض بال بچوں کو لے آئیں، چنانچہ یہ دونوں حضرات ان کے پاس گئے اور کہا اے ابوطالب! تمھاری قوم کا جیسا کچھ حال ہے تم دیکھ رہے ہو اور ہم جانتے ہیں کہ تم بھی انھی میں سے ایک آدمی ہو ہم تمھارے پاس اس غرض سے آئے ہیں تاکہ تم سے تمھارے بال بچوں کو اپنے پاس لے جائیں۔ یہ سن کر ابوطالب نے فرمایا میرے پاس عقیل کو چھوڑ دو اور جو تم دونوں پسند کرو، وہ کرو، چنانچہ حضور صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو لیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو، یہ دونوں انھیں دونوں حضرات کے پاس رہے یہاں تک کہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو گئے۔ (بزاز)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابوایوب سلیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جمعرات کی شام کے بعد جمعہ کی رات تشریف لائے اور فرمایا تم لوگوں میں سے جو رشتہ داروں سے قطع تعلق کیے ہوئے ہیں انھیں میں قسم دیتا ہوں کہ وہ ہمارے پاس سے چلے جائیں۔ یہ سن کر کوئی نہ کھڑا ہوا یہاں تک کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات تین مرتبہ کہی۔ یہ سن کر ایک جوان اپنی پھوپھی کے پاس آیا کئی سال سے اسے چھوڑ رکھا تھا۔ جب یہ اپنی پھوپھی کے پاس پہنچا پھوپھی نے اس سے کہا اے میرے بھتیجے کیسے تمھارا آنا ہوا؟ اس نے کہا میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ اس طرح فرما رہے تھے۔ پھوپھی نے کہا ان کے پاس واپس جا اور ان سے پوچھ کہ یہ بات انھوں نے کس سے کہی ہے (چنانچہ وہ جوان حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پوچھا) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ انسان کے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے جمعہ کی رات سے قبل ہر جمعرات کو پیش کیے جاتے ہیں اس آدمی کا عمل مقبول نہیں ہوتا جو رشتہ کو توڑے ہوئے ہو۔

حضرت اعمش سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کے بعد ایک حلقے میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا جو لوگ رشتہ داری توڑے ہوئے ہوں میں ان کو قسم دیتا ہوں کہ وہ ہمارے پاس سے چلے جائیں اس لیے کہ ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ہم اپنے رب سے دعا کریں اور آسمان کے دروازے رشتہ داری توڑنے والوں کے لیے بند کر دیے جاتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں اس غلام کو آزاد کر دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اس ماموں کو دے دے جو دیہات میں ہے۔ وہ اس کی پرورش کرلے گا اور ایسا کرنے میں تیرے لیے اجر بھی زیادہ ہے۔

صوفیاء کی صلہ رحمی

حضرت کعب الاحبار کا فرمان

حضرت کعب الاحبار فرماتے ہیں اس رب کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے دریا کو پھاڑ دیا تھا۔ یہ بات تورات میں مرقوم ہے کہ اپنے رب سے ڈرو' والدین کے ساتھ بھلائی کرو' رشتہ داروں سے صلہ رحمی یعنی میل ومحبت رکھو تو تیری عمر بڑھ جائے گی۔ تیری مشکل آسان کر دی جائے گی تیری تنگ دستی دور کر دی جائے گی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حضرت امام طریقت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ علم کو ظاہر کریں گے اور عمل کو ضائع کریں گے' زبان سے محبت کریں گے اور دل میں بغض رکھیں گے اور قطع رحمی کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کریں گے ان کے آنکھوں کو اندھا فرمادیں گے۔

حضرت میمون رحمۃ اللہ علیہ کی تاکید

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کافر اور مسلمان ان میں برابر ہیں (1) وعدہ پورا کرو عہد خواہ کافر سے ہو یا مسلمان سے کیونکہ عہد اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتا ہے (2) رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو خواہ وہ کافر ہوں یا مسلمان

Marfat.com

(3) اور جو تمہارے پاس امانت رکھے اسے ادا کرو خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔

صلہ رحمی کا طریقہ

ابو اللیث فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب آدمی اپنے رشتہ داروں کے نزدیک ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ ہدیہ وغیرہ کے ساتھ صلہ رحمی کرے اور ان کو دیکھنے جایا کرے اگر وہ مال سے صلہ رحمی کی قوت نہ رکھتا ہو تو ان سے ملا ضرور کرے اور اگر وہ محتاج ہوں تو ان کے معاملات میں تعاون کرے اگر وہ دور ہوں تو خط و کتابت کرے اور اگر چل کر جا سکتا ہے تو یہ زیادہ افضل ہے۔

قابل تعریف دس باتیں

یاد رکھو صلہ رحمی میں دس باتیں ایسی ہیں جو قابل تعریف ہیں (1) صلہ رحمی سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے کیونکہ اس نے ہی یہ حکم دیا ہے۔ (2) اس سے رشتہ داروں کو مسرت حاصل ہو گی جیسا کہ حدیث میں ہے کہ افضل عمل مومن کو خوش کرنا ہے۔ (3) صلہ رحمی سے فرشتوں کو مسرت ہوتی ہے۔ (4) مسلمان صلہ رحمی کرنے والے کی تعریف کرتے ہیں۔ (5) صلہ رحمی کے عمل سے شیطان کو دکھ اور غم ہوتا ہے۔ (6) صلہ رحمی سے عمر بڑھتی ہے۔ (7) صلہ رحمی سے روزی میں برکت ہوتی ہے۔ (8) فوت ہو جانے والے آباؤ اجداد صلہ رحمی سے خوش ہوتے ہیں۔ (9) صلہ رحمی سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے اس لیے کہ وہ ان کی خوشی و غمی میں ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ (10) اس کے مرنے کے بعد اجر و ثواب بڑھ جاتا ہے کیونکہ رشتے دار اس کے احسان کو یاد کر کے اس کے لیے دعا کرتے ہیں۔

Marfat.com

بخل کی مذمت

اللہ کو چاہنے والو بخل بہت بری چیز ہے اس لئے بخل اللہ کو بالکل پسند نہیں کیوں کہ اللہ ہی رزاق ہے تمام دنیا کا رزق وہی پیدا کرنے والا ہے اور اللہ ہی نے انسانی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے مال و دولت کو پھیلا رکھا ہے مگر یہ اس کی مرضی ہے کہ جسے چاہے کم دے اور جسے چاہے زیادہ دے۔ مال و دولت کی کمی بیشی کی حکمت بھی وہی جانتا ہے کہ اس نے کسی کو کم یا کسی کو زیادہ دے مال و جولت کی کمی بیشی کی حکمت بھی وہی جانتا ہے کہ اس نے کسی کو کم یا کسی کو زیادہ کیوں دیا ہے اللہ کی عطا ایک راز ہے جسے انسان کے لئے سمجھنا بڑا مشکل ہے بہر حال اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ انسان اس کے دیئے ہوئے مال سے اپنی ضرورت کے مطابق خرچ کرے لیکن اس کی دی ہوئی دولت کو خرچ نہ کرنا بخل ہے کیوں کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ مال کو طمع اور لالچ کے تحت جمع کئے رکھتے ہیں اور جہاں خرچ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے وہاں بھی خرچ نہیں کرتے انہیں بخیل کہا جاتا ہے۔ اسلام میں بخل نہایت قابل مذمت برائی ہے۔ کیوں کہ اس سے اور بہت سی برائیاں جنم لیتی ہیں جو انسان کو راہ حق سے دور کر دینے کا خطرہ پیدا کرتی ہیں۔ بخل ہی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں سے برائیوں کو نکالنے کے لئے بخل سے بچنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ لیکن اللہ نے بخل کا علاج اپنی راہ میں دینے سے کیا ہے کیوں کہ جو شخص انفاق فی سبیل اللہ کرے گا وہ سخی بن جائے گا۔ جس سے بخل کی برائی دور ہو جائے

Marfat.com

گی۔

ہر انسان کی سوچ یہی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ مال و دولت اکٹھی کر کے اسے اپنے پاس رکھے تا کہ وہ ہر وقت لوگوں میں دولتمند نظر آئے اور اسے کبھی غربت اور افلاس کا سامنا نہ کرنا پڑے دولت کو جمع رکھنے والے لوگ اسے زندگی کا سکون تصور کرتے ہیں مگر یاد رکھو کہ سکون قلب دولت جمع کر کے رکھنے میں نہیں ہے بلکہ سکون اللہ کی یاد میں ہے سکون اور سکھ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت ہے جسے چاہے وہ اس سے نواز دے خواہ وہ امیر ہو یا غریب اس لئے اس بات کو ذہن نشین رکھو کہ بخیل مال تو جمع کر لیتا ہے لیکن اس کی سوچ ہر وقت دولت کو جمع کرنے پر لگی رہتی ہے اس لئے وہ حصول دولت میں حلال حرام کی تمیز ترک کر دیتا ہے اس کی سوچ رزق حلال کمانے سے بڑی دور ہو جاتی ہے بلکہ وہ ہر ناجائز ذرائع سے دولت اکٹھی کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اس لئے وہ دن رات مکر و فریب بے ایمانی دغا جھوٹ اور غیبت کی پرشانیوں میں گھرا رہتا ہے کیوں کہ بہت جلد امیر ہونے کی سوچ میں ذہنی پریشانیوں کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

بخل کرنے والے کی یہ سوچ ہوتی ہے کہ مال و دولت کو جمع کر کے رکھنے سے اس کے رزق میں اضافہ ہوگا حالانکہ اللہ کے نزدیک جمع رکھنے والوں کی دولت نہیں بڑھتی بلکہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کی دولت بڑھتی ہے۔ جس دولت کو اللہ کی راہ میں نہیں دیا جائے گا وہ لوگوں کے کام نہیں آئے گی دوسرے لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے جس سے بخیل کی دولت کا پھیلاؤ رک جائے گا اور اس کے رزق میں اضافہ نہیں ہوگا بلکہ بخیل کی جمع شدہ دولت کسی نہ کسی طریقے سے ضائع ہو جائے گی، اور اللہ کی راہ میں نہ دینے کی وجہ سے اس کا مال دنیا میں رہ جائے گا جس کا آخرت میں اسے بے پناہ خمیازہ بھگتنا پڑے گا اس لئے اے میرے دوست اچھے لوگ بخل نہیں کرتے۔

Marfat.com

جولوگ اللہ کے بندے بننے کے طالب ہوتے ہیں! انہیں چاہیے کہ زہد وتقویٰ اختیار کرنے کے ساتھ بخل کی بجائے سخاوت کو بھی اپنائیں کیوں کہ اللہ سخیوں کا دوست ہے۔ اللہ تعالیٰ خود سب سے بڑا سخی ہے اور سخاوت ہی کو پسند کرتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جو بندہ ولایت کے زمرے میں آنا چاہے تو اسے چاہیے کہ دنیا کی ہر چیز کی محبت کو دل نکال دے اور اللہ کی محبت کو دل میں ڈال لے اسی سے محبت کرے اور اس کی عطا کردہ دولت کو جمع کر کے نہ رکھے بلکہ جو اس کی طرف سے ملے اسے اللہ ہی کی محبت میں خرچ کرتا چلا جائے لہٰذا بخل کرنے والا اللہ کا دوست نہیں بن سکتا بلکہ بخل اللہ کی دوستی میں بہت بڑی رکاوٹ ہے کیوں کہ بخل کی لگن اور چاہت تو صرف دولت سے ہو گی تو پھر دولت سے محبت رکھنے والا اللہ کی راہ میں کیوں کر خرچ کرے بخیل نے چونکہ دنیا کے مال سے دل لگایا ہوتا ہے اس لئے اس کے دل میں نہ ہی اللہ کی محبت راسخ ہو سکتی ہے اور نہ ہی اعلیٰ اور ارفع مقام مل سکتا ہے دنیا کا مال اللہ کی محبت کے مقابلے میں ہیچ ہے لہٰذا اللہ سے دوستی کا تقاضا یہی ہے بخل کو کبھی بھی اپنے دل میں جگہ نہ دی جائے کیوں کہ مال کو جمع کرنے والے کا اللہ تعالیٰ پر پوری طرح یقین نہیں آتا ہے اللہ کے بندے ہمیشہ سخی ہوتے ہیں بخیل نہیں ہوتے کیوں کہ اللہ بخیلوں سے کبھی دوستی نہیں لگاتا لہٰذا تصوف کے طالب صوفیاء کو چاہیے کہ اللہ کی راہ میں آنے سے پہلے اپنے دلوں کو بخل کی مہلک مرض سے پاکیزہ کر لیں تاکہ ان کی منازل سلوک آسان ہو جائیں اور انہیں پوری طرح اللہ کی معرفت حاصل ہو جائے۔

اللہ کے بندو یہ دنیا فانی ہے ایک نہ ایک دن جسم سے جان نکل ہی جانی ہے پھر بخل کرنے کا کیا فائدہ اللہ سے لو لگا رات دن اس کی محبت میں مگن ہو کر اس کا ذکر کرتا رہ خود کو عبادت میں مصروف رکھ اس کے دیئے ہوئے مال سے ضرورتمندوں کی غرض پوری کر یہی باتیں تجھے اللہ کا دوست بنا دیں گی۔

بخل کی مذمت کے بارے میں قرآنی آیات

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں بہت سے مقامات پر بخل کی مذمت کی ہے تاکہ لوگ بخل نہ کریں اور انسان کو بڑے واضح الفاظ میں آگاہ کیا ہے کہ اگر وہ بخل کرے گا تو آخرت میں اس کا بخل ہی عذاب کا سبب بنے گا۔ بخل کی مذمت کے بارے میں قرآن کریم کی چند آیات مندرجہ ذیل ہیں۔

1- بخل باعث ہلاکت ہے

بخل چونکہ برا فعل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے بالکل ناپسند کیا ہے بلکہ اپنے ہاتھوں کو روک کر بخل نہ کرو کیوں کہ ایسا کرنا تمہارے لئے ہلاکت کا باعث بنے گا بخل کی ہلاکت سے بچنے کے لئے قرآن مجید میں یوں بیان ہوا ہے۔

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ ج وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ o

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان کرو بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (پ2 البقرہ:195)

اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنا اپنے آپ کو ہلاکت اور تباہی میں ڈالنا ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق یہ حکم ہوا ہے کہ اللہ کی راہ میں نہ دینا ہلاکت کا باعث بنے گا۔ لیکن لوگ اس پر توجہ نہیں دیتے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ یہ آیت اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیت سے مراد یہ نہیں کہ لڑائی میں بلاوجہ اپنی جان دے دی جائے بلکہ اس آیت سے مراد اللہ کی راہ میں مال خرچ نہ کرنا ہلاکت میں پڑنا ہے۔

Marfat.com

حضرت ضحاک بن ابو جبیر کا کہنا ہے کہ انصار اپنے مال کو دل کھول کر خرچ کیا کرتے تھے لیکن ایک سال قحط سالی کے باعث انہوں نے خرچ کرنا روک دیا جس پر اس آیت کا نزول ہوا۔

حضرت خواجہ حسن بصری کا ارشاد ہے کہ اس آیت سے مراد بخل کرنا ہے لہٰذا کسی کو بخل نہ کرنا چاہیے ورنہ وہ ہلاکت میں پڑنے کے مترادف ہو گا۔

اللہ نے جو کچھ مومنوں کو دیا ہے اسے اس کی راہ میں لگانا چاہیے ورنہ انسان سخاوت کو روک کر اپنے ہاتھوں ہی ہلاکت میں پڑ جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ قسطنطنیہ کی لڑائی کے وقت مصریوں کے سردار حضرت عقبہ بن عامر تھے اور شامیوں کے سردار یزید بن فضالہ ابن عبید تھے' حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ اگر میں اکیلا تنہا دشمن کی صف میں گھس جاؤں اور وہاں گھر جاؤں اور قتل کر دیا جاؤں تو کیا اس آیت کے مطابق میں اپنی جان کو آپ ہی ہلاک کرنے والا بنوں گا؟ آپ نے جواب دیا نہیں نہیں اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ پس اللہ کی راہ میں لڑتے رہو کسی کو بھی اس کی طاقت سے بڑھ کر مشقت میں نہیں ڈالا جاتا۔

یہ آیت تو خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے رک جانے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (ابن مردویہ)

ابن اَبی حاتم میں ہے کہ مسلمانوں نے دمشق کا محاصرہ کیا اور ازدشنوۂ قبیلہ کا ایک آدمی جرات اور بہادری سے دشمنوں میں گھس گیا ان کی صفیں چیرتا اندر چلا گیا لوگوں نے اسے برا جانا اور حضرت عمرو بن عاص کو اس کے بارے میں اطلاع دی انہوں نے اسے بلا لیا اور فرمایا قرآن میں ہے اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ لڑائی میں اس طرح کی بہادری کرنا یہ اپنی جانوں کو بربادی میں ڈالنا نہیں بلکہ خدا کی راہ میں مال خرچ نہ کرنا ہلاکت میں

Marfat.com

پڑنا ہے۔(ابن أبی حاتم)

قرظی سے روایت ہے کہ لوگ حضور کے ساتھ جہاد میں جاتے تھے اور اپنے ساتھ کچھ خرچ نہیں لے جاتے تھے اب یا تو وہ بھوکے مریں یا ان کا بوجھ دوسروں پر پڑے تو انہیں اس آیت کے ذریعے آگاہ کیا گیا ہے کہ خدا نے جو تمہیں دیا ہے اسے اس کی راہ کے کاموں میں لگاؤ اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو کہ بھوک پیاس سے یا پیدل چل چل کر مر جاؤ: اس کے ساتھ ہی ان لوگوں کو جن کے پاس کچھ ہے حکم ہوا کہ تم احسان کرو تاکہ تمہیں خدا دوست رکھے۔ نیکی کے ہر کام میں خرچ کیا کرو بالخصوص جہاد کے موقعہ پر خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے نہ رکو یہ دراصل خود تمہاری ہلاکت ہے۔ پس احسان اعلیٰ درجہ کی اطاعت ہے جس کا اس آیت میں حکم ہوا ہے اور ساتھ ہی بیان ہو رہا ہے کہ احسان کرنے والے، خدا کے دوست ہیں۔(تفسیر ابن کثیر)

2-شیطان انسان کو بخل کی طرف مائل کرتا ہے

بخل ایک برائی ہے جو اللہ سے دوری کا باعث بنتی ہے شیطان چونکہ چاہتا ہے کہ انسان بخل کا شکار ہو کر اللہ سے دور ہو جائے اس لئے بخل سے بچنا چاہیے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے۔

اَلشَّیۡطٰنُ یَعِدُکُمُ الۡفَقۡرَ وَیَاۡمُرُکُمۡ بِالۡفَحۡشَآءِ وَاللّٰہُ یَعِدُکُمۡ مَّغۡفِرَۃً مِّنۡہُ وَفَضۡلًا وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ۝

شیطان تمہیں تنگ دستی سے خوفزدہ کرتا ہے اور فحاشی کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ حالانکہ اللہ نے تم سے اپنی مغفرت عطا کرنے اور فضل کا وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔(پ3 البقرہ:268)

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان اللہ کی راہ میں دینے کے بارے میں ارادہ کرتا ہے تو شیطان ارادہ کرنے والے کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ جب تو اس

Marfat.com

طرح اپنے مال کو خرچ کرے گا تو تو تنگ دست ہو جائے گا تجھ پر غربت آ جائے گی تیرا مال کم ہو جائے گا۔ اس کے بعد جب وہ انسان اللہ کی راہ میں دینے سے رک جاتا ہے تو اس کے دل میں یہ سوچ پیدا کرتا ہے کہ اپنے مال سے عیش کرو۔ یہ زندگی ایک بار ملنی ہے اس لئے دل کو خوش کرنے والے کام کرو۔ حتی کہ انسان اس کے ڈالے ہوئے وسوسوں کی بنا پر اپنے مال کو بدکاری اور بے حیائی کے کاموں میں خرچ کرنے لگتا ہے حتی کہ انسان اللہ کی نافرمانیوں کی بنا پر انتہائی گنہگار ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں شیطان کے اس حربے کو بیان کیا ہے کہ اے لوگو تم شیطان سے نہ ڈرو بلکہ میری راہ میں خرچ کرو اور میں تمہاری سخاوت کے باعث تمہاری خطائیں معاف کر دوں گا اور شیطان جو تمہیں غربت سے ڈراتا ہے میں اس کے مقابلے میں تمہیں اپنے فضل سے بہت مالدار کر دوں گا۔ کیونکہ اللہ کا فضل نہایت وسیع ہے اس لئے اللہ کی رحمت سے پر امید رہتے ہوئے اللہ کی راہ پر خرچ کرو بخل سے کام نہ لو۔ کیونکہ شیطان کا شیوہ تو بخل پر مائل کرنا ہے اس لئے جب کبھی شیطان بخل کا وسوسہ ڈالے تو اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے اور اس کی عطا کردہ توفیق کے مطابق اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہنا چاہیے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیت میں دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور دو چیزیں شیطان کی طرف سے ہیں۔ شیطان فقر کا وعدہ کرتا ہے اور بری بات کا حکم دیتا ہے اور کہتا ہے کہ مال خرچ نہ کر جمع کر کے رکھ۔ تجھے اس کی ضرورت پڑے گی۔ اور اللہ تعالیٰ گناہوں پر مغفرت کا وعدہ فرماتا ہے اور رزق میں زیادتی کا وعدہ فرماتا ہے۔ (درمنثور)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ آدمی سے اندر ایک شیطان تصرف کرتا ہے اور ایک فرشتہ تصرف کرتا ہے۔ شیطان کا تصرف تو برائی کے ساتھ ڈرانا ہے۔ مثلاً صدقہ کرے گا تو

غریب ہو جائے گا، اور حق بات کا جھٹلانا ہے اور فرشتہ کا تصرف بھلائی کا وعدہ کرنا ہے اور حق بات کی تصدیق کرنا ہے۔ جو بھلائی کی بات کا خیال دل میں آئے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے اور اس کا شکر ادا کرے اور جو دوسری بات یعنی برائی کا خیال دل میں آئے تو شیطان سے پناہ مانگے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا آیت پڑھی۔ (مشکوٰۃ)

احیاء العلوم میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آدمی کو آئندہ فکر میں زیادہ مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ کیا ہوگا؟ بلکہ جب حق تعالیٰ نے رزق کا وعدہ فرما رکھا ہے تو اس پر اعتماد کرنا چاہیے اور یہ سمجھتے رہنا چاہیے کہ آئندہ کی احتیاج کا خوف شیطانی اثر ہے جیسا کہ اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ وہ آدمی کے دل میں یہ خیال پکاتا رہتا ہے کہ اگر تو مال جمع کر کے نہیں رکھے گا تو جس وقت تو بیمار ہو جائے گا یا کمانے کے قابل نہیں رہے گا یا کوئی اور وقتی ضرورت پیش آ جائے گی تو اس وقت تو مشکل میں پھنس جائے گا اور تجھے بڑی دقت اور تکلیف ہوگی اور ان خیالات کی وجہ سے اس کو اس وقت مشقت اور کوفت اور تکلیف میں پھنسا دیتا ہے اور ہمیشہ اسی تکلیف میں مبتلا رکھتا ہے اور پھر اس کا مذاق اڑاتا ہے کہ یہ احمق آئندہ کی موہوم تکلیف کے ڈر سے اس وقت کی یقینی تکلیف میں مبتلا ہو رہا ہے۔ (احیاء العلوم)

3- اللہ کی راہ میں نہ دینا بخل ہے

اللہ تعالیٰ نے چونکہ انسانوں کو وافر رزق دے رکھا ہے لہٰذا وہ چاہتا ہے کہ انسان اس کے دیئے ہوئے رزق سے دوسرے لوگوں کی بھلائی کے لئے خرچ کریں مگر بخل کی بنا پر اللہ کی راہ میں نہیں دیتے لہٰذا اللہ کی راہ میں نہ دینا ہی بخل ہے جس کی وضاحت قرآن مجید کی اس آیت میں کی گئی ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ

Marfat.com

مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○

اور بخل کرنے والے یہ گمان نہ کریں کہ جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل میں سے دیا ہے وہ ان کے لیے بہتر ہے بلکہ وہ ان کے لیے شر ہے قیامت کے روز انہیں بخل کے سبب طوق ڈالا جائے گا آسمانوں اور زمین کا وارث اللہ ہے اور اللہ اس سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ بخل کرنے والا یہ خیال نہ کرے کہ اس کا مال اس کے لئے بہتر ہے بلکہ اس کا جمع شدہ مال اس کے لئے شر ہے مال کی کثرت بعض اوقات دینوی لحاظ سے بھی وبال جان بن جاتی ہے مگر آخرت میں بخیل کے مال کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا جو اس کے لئے انتہائی تکلیف دہ ہوگا۔ طوق سے مراد گول چیز ہے جو انتہائی وزنی ہو اور جسم کے لئے بڑی تکلیف دہ ہو۔ یہ بڑی اذیت ناک سزا ہے اس لئے بخیل لوگوں کو اپنے انجام سے ڈر کر بخل کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دینا چاہیے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دے رکھا ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو تو وہ مال قیامت کے دن ایک بہت بڑے سانپ کی صورت میں آئے گا۔ جس کے سر پر دو نکتے ہوں گے جو اس کے زہر کو ظاہر کریں گے۔ آخر وہ سانپ طوق بنا کر بخیل کے گلے میں ڈالا جائے گا جو اس کے دونوں جبڑے پکڑ کر کہے گا کہ میں تمہارا وہی مال ہوں میں تیرا وہی خزانہ ہوں جس کی تو زکوٰۃ نہیں دیتا تھا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا آیت پڑھی (بخاری شریف)

ایک بزرگ کا قول ہے کہ جو شخص مال رکھتے ہوئے اس کے حقوق ادا نہ کرتا ہو تو قیامت کے روز اسکا مال گنجا سانپ بن کر اس کے پیچھے لگ جائے گا اور وہ بخیل آدمی اس سانپ سے پناہ مانگتا پھرے گا۔

Marfat.com

حجر بن بیان سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو رشتہ دار اگر کوئی رحم سے تعلق رکھنے والا کسی اپنے قریبی رشتے دار سے اپنی ضرورت کے لئے کچھ مال مانگے اور وہ مال رکھتے ہوئے ادا نہ کرے بلکہ بخل کا مظاہرہ کرے تو قیامت کے روز اس شخص کے مال کو سانپ بنایا جائے گا اور پھر اس سانپ کو طوق کی صورت میں اس کے گلے میں ڈالا جائے گا' جو اس بخیل کے لئے انتہائی تکلیف دہ ہوگا۔

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مندرجہ بالا آیت اس شخص کے بارے میں ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کر رکھا ہو اور وہ شخص اپنے رشتے داروں کے وہ حقوق نہ ادا کرتا ہو جو اس کے زمے ہوں تو ایسے کنجوس شخص کے مال کو سانپ بنایا جائے گا اور اس کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا وہ شخص اس سانپ سے کہے گا۔ کہ تو نے میرا پیچھا کیوں کیا ہے وہ کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں اس لئے میں تجھے اذیت دے کر ہی رہوں گا۔ (درمنثور)

مسند ابوالعلی میں ہے کہ جو شخص اپنے پیچھے خزانہ چھوڑ کر مر جائے تو وہ خزانہ ایک سانپ کی صورت میں جس کی آنکھوں کے اوپر دو نکتے ہوں گے۔ اس مالدار کے پیچھے دوڑے گا جب مال دار اس سانپ کو دیکھے گا تو وہ کہے گا کہ تو کون ہے تو وہ سانپ کہے گا' کہ میں تیرا خزانہ ہوں جسے تو اپنے پیچھے چھوڑ کر مرا تھا۔ یہاں تک کہ وہ سانپ اسے پکڑے گا۔ اور اس کے ہاتھ کو چبانا شروع کر دے گا۔ حتی کہ اس کا جسم بھی ختم ہو جائے گا۔ یہ سارا کچھ اس کے بخل کا نتیجہ ہوگا۔ طبرانی کی ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے آقا کے پاس جا کر اس سے اپنی حاجت بیان کرے اور ضروت کے لئے اس سے مال مانگے اور وہ گنجائش کے باوجود اسے نہ دے تو قیامت کے دن اس کے مال کو ایک بہت بڑا اژدھا بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا۔ اور یہ شدت کا نتیجہ ہوگا اور اسے یہ بخل کی وجہ سے سزا ملے گی اس لئے بخیل کو اپنے انجام کو مدنظر رکھتے ہوئے توبہ کر لینی چاہیے۔

Marfat.com

پس مندرجہ بالا روایات سے بھی معلوم ہوا کہ مال ورزق اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اللہ کے فضل میں سے اللہ کے لیے کچھ دے دینا بڑی بات نہیں مگر اس کے باوجود بعض لوگ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے بلکہ بخل کی بناء پر اپنے مال کو جمع رکھتے ہیں ایسا کرنا بہت بڑی برائی ہے کیونکہ اس کا انجام بہت برا ہوگا لہٰذا اہل معرفت کے لیے اس برائی سے اپنے دل کو پاکیزہ کرنا بہت ضروری ہے بخل باعث نقصان ہے اس لئے شر ہے اور خیر نہیں بلکہ اس سے بہت سی دوسری برائیاں جنم لیتی ہیں۔

4- بخیلوں کو ذلت آمیز عذاب

اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہو تو اسے چاہیے کہ اسے اپنے مصرف میں لائے اور اسے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے۔ اللہ کی مخلوق کی مدد کرے اور راہ خدا میں انفاق فی سبیل اللہ کرے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو وہ بخیل شمار ہوگا اور اس کا یہ فیل اللہ کے فضل کو چھپانے میں تصور کیا جاتا ہے جو اللہ کو ناپسند ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَیَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا۝

جو لوگ بخل کرتے ہیں وہ لوگوں کو بخل کا حکم دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جو کچھ انھیں دیا ہے اسے چھپاتے ہیں۔ اور کافروں کے لیے ذلت آمیز عذاب تیار کیا گیا ہے۔ (پ5 النساء: 37)

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو لوگ خود اللہ کی راہ میں مال دینے میں بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کرنے کی ترغیب دیتے ہیں انہیں سزا دی جائے گی۔ لوگوں کو چاہیے کہ اللہ کی خوشنودی کے لئے اپنے مالوں میں سے اپنے ماں باپ پر خرچ کریں قریبی رشتے داروں کی امداد کریں یتیموں مسکینوں، مسافروں اور ماتحتوں پر اللہ کے لئے خرچ کریں لیکن اکثر مال دار ایسا نہیں کرتے بلکہ خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں اور اللہ نے جو فضل دے دیا ہے اسے بھی چھپاتے ہیں تو اس طرح ان کا

Marfat.com

یہ بخل کرنا اللہ کو ناپسند ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ بخل سے بڑھ کر کوئی بیماری نہیں ایک اور حدیث میں ہے کہ لوگوں کو بخل سے بچنا چاہیے۔ بہت سے پہلے لوگ اسی کے باعث خسارے میں رہ گئے۔ اس کے ساتھ ہی قطع رحم اور فسق وفجور جیسے گناہ میں مبتلا ہو گئے ان برائیوں کے علاوہ ان میں ایک اور برائی یہ بھی تھی کہ وہ اللہ کی نعمتوں کو چھپاتے تھے۔ انہیں ظاہر نہیں کرتے تھے۔ یعنی اللہ نے جو کچھ کھانے پینے میں انہیں کشادہ رزق دیا تھا اس کشادگی رزق کو ظاہر نہیں کرتے تھے ایسے لوگ بھی اللہ کو پسند نہیں ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل کو چھپانا بھی اچھا نہیں ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کیا ہے کہ کافروں کے لئے ہم نے توہین آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے اس آیت میں دراصل اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ کفر کا مطلب پوشیدہ رکھنا اور چھپا لینا بھی ہے۔ بخیل بھی چونکہ اللہ کی نعمتوں کو چھپاتا ہے اور ان کا انکار بھی کرتا ہے پس بخیل کا بخل کفر کی مانند ہے۔ اس سے ہردم بچنے کی کوشش میں رہنا چاہئے۔

5- خرچ کرنے میں اللہ کا ہاتھ کشادہ ہے

اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہود کے غلط عقیدہ کی تردید کی گئی ہے اور یہ فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنی مخلوق کو بے پناہ دے رہا ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ۝ (پ6 المائدہ:64)

اور یہودیوں نے کہا کہ خرچ کرنے میں اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے۔ ان کے ہاتھ بندھ جائیں ان کے اس کہنے پر ان پر لعنت کر دی گئی۔ بلکہ خرچ میں اس کے ہاتھ کشادہ ہیں۔ جس طرح چاہے خرچ کرتا ہے۔

اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمانوں کا ذریعہ معاش قدرے کشادہ نہ تھا تو اس

دور میں یہودیوں کو جب اسلام کی دعوت دی گئی تو انہوں نے مسلمانوں کا مذاق اڑایا۔ اسلامی عبادات پر طرح طرح کی باتیں بنائیں۔ اور پھر یہاں تک بڑھے کہ مسلمانوں کو طعنے دینے لگے۔ کہ تم جس خدا کی طرف بلاتے ہو نعوذ باللہ ہم اس سے زیادہ امیر ہیں ہمارے پاس مال و دولت ہے ہم صاحب اختیار اور اقتدار لوگ ہیں اس کے برعکس تمہارے پاس کچھ نہیں۔ اکثر مسلمان افلاس اور غربت کا شکار ہیں مگر اللہ کے پاس خزانے ہیں اور وہ مال و دولت کا مالک ہے تو پھر مسلمانوں کو وہ کچھ دے کیوں نہیں دیتا۔ بلکہ یہ اعتراض کرتے تھے اگر اللہ مسلمانوں پر مہربان ہوتا تو اللہ ان کا مال کشادہ کیوں نہ کر دیتا۔ غرض یہ کہ ہر لحاظ سے وہ مسلمانوں کو دینے میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بڑا کشادہ ہے بلکہ یہود بخیل کنجوس اور بزدل ہیں اللہ تو ہر وقت اپنی مخلوق کو عطا کرنے میں مصروف ہے اس لحاظ سے اللہ کا ہاتھ کشادہ ہے مگر جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور جہاں چاہتا ہے خرچ کرتا ہے اسکا فضل بڑا وسیع ہے اور اسکی بخشش عام ہے ہر چیز کے خزانے اس کے ہاتھوں میں ہر نعمت اس کی طرف سے ہے ساری مخلوق اسی کی محتاج ہے دن رات کا خرچ اس کے خزانوں میں کمی پیدا نہیں کرتا۔ تو اس طرح انہیں بتایا گیا کہ بخل تو صرف مخلوق کے اعمال میں ہو سکتا ہے یعنی لوگ بخیل ہو سکتے ہیں۔ بخل تو صرف لوگوں کے عمل میں ہوگا۔ اللہ کی ذات اہل یہود کے اس اعتراض یعنی بخل سے پاک اور منزہ ہے تو اس طرح اہل یہود کے نظریہ کی تردید کی گئی ہے۔

دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مخاص نامی ایک یہودی تھا وہ یہ کہا کرتا تھا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم امیر ہیں جس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے سمجھایا لیکن وہ نہ سمجھا۔ ایک اور یہودی شماس بن قیس تھا۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھے خیالات کا اظہار نہ کرتا تھا۔ اس وقت مندرجہ بالا آیت کا نزول ہوا جس میں یہودیوں کو باخبر کر دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ کشادہ ہے اور وہ مصروف جود و سخا ہے۔

6-اللہ کی عطا میں بخل کرنے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ جب مال عطا فرمائے تو اس میں بخل نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ۔

فَلَمَّآ اٰتٰهُم مِّن فَضْلِهٖ بَخِلُوا بِهٖ وَتَوَلَّوا وَّهُم مُّعْرِضُوْنَ○

تو اللہ نے جب انھیں اپنے فضل سے دیا تو انھوں نے بخل کیا اور اپنے منہ پھیر کر پلٹ گئے۔ (پ10 التوبۃ:76)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی وجہ سے بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ مال و دولت عطا کر دیا اور انھوں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ ان کو بے پناہ مال و دولت دے گا تو وہ اس کی راہ میں خرچ کریں گے لیکن انھوں نے اس وعدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بخل کرنا شروع کر دیا تو ان کا ایسا کرنا اللہ کو بالکل پسند نہ آیا تو اللہ نے ان کی اس حرکت کی مذمت فرمائی۔

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ ان منافقوں میں وہ بھی ہے جس نے عہد کیا کہ اگر مجھے اللہ تعالیٰ مالدار کر دے میں بڑی سخاوت کروں گا اور نیک بن جاؤں گا لیکن جب اللہ نے اسے امیر اور خوشحال بنا دیا اس نے وعدہ شکنی کی اور بخیل بن بیٹھا جس کی سزا میں قدرت نے اس کے دل میں ہمیشہ کے لئے نفاق ڈال دیا' یہ آیت ثعلبہ بن حاطب انصاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ میرے لئے مالداری کی دعا کیجئے آپ نے فرمایا تھوڑا جس کا شکر ادا ہو اس بہت سے اچھا ہے جو اپنی طاقت سے زیادہ ہو' اس نے پھر دوبارہ بھی درخواست کی تو آپ نے پھر سمجھایا کہ تو اپنا حال اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسا رکھنا پسند نہیں کرتا؟ واللہ اگر میں چاہتا تو یہ پہاڑ سونے چاندی کے بن کر میرے ساتھ چلتے' اس نے کہا سرکار واللہ میرا ارادہ ہے کہ اگر اللہ مجھے مالدار کر دے تو میں سخاوت کی داد دوں ہر ایک کو اس کا حق ادا کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے

Marfat.com

لئے مال کی برکت کی دعاء کی اس کی بکریوں میں اس طرح زیادتی شروع ہوئی جیسے کیڑے بڑھ رہے ہوں یہاں تک کہ مدینہ شریف اس کے جانوروں کے لئے تنگ ہو گیا یہ ایک میدان میں نکل گیا ظہر وعصر تو جماعت کے ساتھ ادا کرتا تھا باقی نمازیں جماعت سے نہیں ملتی تھیں جانوروں میں اور برکت ہوئی اسے اور دور جانا پڑا اب سوائے جمعہ کے اور سب جماعتیں اس سے چھوٹ گئیں' مال اور بڑھتا گیا شدہ شدہ جمعہ کا آنا بھی اس نے چھوڑ دیا آنے جانے والے قافلوں سے پوچھ لیا کرتا تھا کہ جمعہ کے دن کیا بیان ہوا' ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حال دریافت کیا لوگوں نے سب کچھ بیان کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار افسوس کیا ادھر آیت اتری کہ ان کے مال سے صدقہ لیا جائے اور صدقے کے احکام بھی بیان ہوئے آپ نے دو شخصوں کو جن میں ایک قبیلہ جہینہ کا تھا اور دوسرا قبیلہ سلیم کا تھا انہیں عاملین زکوٰۃ بنا کر صدقہ لینے کے احکام لکھ کر بھیجا اور فرمایا کہ ثعلبہ سے اور فلاں نے بنی سلیم سے صدقہ لے آو یہ دونوں ثعلبہ کے پاس پہنچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان دکھایا اور صدقہ طلب کیا تو وہ کہنے لگا واہ واہ یہ تو جزیے کی بہن ہے یہ تو بالکل ایسا ہی ہے جیسے کافروں سے جزیہ لیا جاتا ہے یہ کیا بات ہے اچھا اب تو جاؤ لوٹتے ہوئے آنا' دوسرا شخص سلمی جو تھا اسے جب معلوم ہوا تو اس نے اپنے بہترین جانور نکالے اور انہیں لے کر خود ہی آگے بڑھا انھوں نے ان جانوروں کو دیکھ کر کہا نہ تو یہ ہمارے لینے کے لائق نہ تجھ پر ان کا دینا واجب اس نے کہا میں تو اپنی خوشی سے ہی بہترین جانور دینا چاہتا ہوں آپ انھیں قبول فرمائیے' بالآخر انھوں نے لے لئے اوروں سے بھی وصول کیا اور لوٹتے ہوئے پھر ثعلبہ کے پاس آئے اس نے کہا ذرا مجھے وہ حکم نامہ تو پڑھاؤ جو تمھیں دیا گیا ہے' پڑھ کر کہنے لگا بھئی یہ تو صاف صاف جزیہ ہے کافروں پر جو ٹیکس مقرر کیا جاتا ہے یہ تو بالکل ویسا ہی ہے اچھا تم جاؤ میں سوچ سمجھ لوں' یہ واپس چلے گئے انھیں دیکھتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ثعلبہ پر پر اظہار افسوس کیا اور سُلمی شخص

Marfat.com

کے لئے برکت کی دعا کی اب انھوں نے بھی ثعلبہ کا اور سلمی کا دونوں کا واقعہ کہہ سنایا' پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے مندرجہ بالا آیت نازل ہوگئی ثعلبہ کے ایک قریبی رشتے دار نے جب یہ کچھ سنا تو ثعلبہ سے جا کر کہا آیت بھی پڑھ کر سنائی تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ اس کا صدقہ قبول کیا جائے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھے تیرا صدقہ قبول کرنے سے منع فرمایا ہے یہ اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو سب تیرا ہی کیا ہوا ہے میں نے تو تجھے کہا تھا لیکن تو نہ مانا پھر واپس اپنی جگہ چلا آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال تک اس کی کوئی چیز قبول نہ فرمائی' پھر خلافت صدیقی میں آیا اور کہنے لگا میری جو عزت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی وہ اور میرا جو مرتبہ انصار میں ہے وہ آپ خوب جانتے ہیں آپ میرا صدقہ قبول فرمایئے آپ نے جواب دیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں فرمایا تو پھر میں کیسے قبول کر سکتا ہوں آخر آپ نے بھی انکار کر دیا' جب آپ کا بھی انتقال ہوگیا اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ بنے تو پھر یہ آیا اور کہا کہ امیر المؤمنین آپ میرا صدقہ قبول فرمایئے آپ نے جواب دیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں فرمایا خلیفہ اول نے قبول نہیں فرمایا تو اب میں کیسے قبول کر سکتا ہیں' چنانچہ آپ نے بھی اپنی خلافت کے زمانے میں اس کا صدقہ قبول نہ فرمایا۔ پھر خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی تو یہ پھر آیا اور منت سماجت کرنے لگا لیکن آپ نے بھی یہی جواب دیا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے اور آپ کے دونوں خلیفہ نے تیرا صدقہ قبول نہیں فرمایا تو میں کیسے قبول کرلوں چنانچہ قبول نہیں کیا اسی اثناء میں یہ شخص ہلاک ہوگیا' الغرض پہلے تو اللہ کی راہ میں دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن قسمیں کھا کھا کر' وعدہ خلافی کر گیا اور سخاوت کی بجائے بخیلی کر گیا اور وعدہ شکنی کر گیا اس عہد شکنی کی وجہ سے اس کا دل پوری طرح اسلام کے ساتھ نہ رہا اور پھر آخری دم تک اپنے اس عہد کو پورا نہ کر

Marfat.com

سکا۔ (تفسیر ابن کثیر)

7- آخرت میں بخل کرنے والوں کو دردناک عذاب ہوگا

ایسے لوگ جو سونے چاندی یعنی مال ودولت کو جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس دولت کو دوسروں کے کام نہیں آنے دیتے اس بنا پر انہیں آخرت میں دردناک عذاب دیا جائے گا جس کے بارے میں یوں ارشاد ہوا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍO (پ10 توبہ:34)

اور جو لوگ سونے اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کے لیے دردناک عذاب کی اطلاع ہے۔

اس آیت میں سونے چاندی کے لئے کنز کا لفظ استعمال ہوا ہے شرعاً کنز اس مال کو کہتے ہیں جس کی زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے۔ حضرت ابن عمر سے بھی یہی بات بیان ہوئی ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جاتی ہو وہ اگر ساتوں زمین تلے بھی ہو وہ کنز نہیں اور جس کی زکوٰۃ نہ دی جاتی ہو وہ زمین پر ظاہراً پڑا ہوا بھی ہو کنز میں شمار کیا جائے گا۔ لیکن زکوٰۃ کے ادا کرنے سے مال پاکیزہ ہو جاتا ہے۔

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو مالدار ظاہر کرنے کے لیے بے پناہ مال ودولت جمع کر لیتے ہیں اور اس سے دوسروں کو فائدہ نہیں اٹھانے دیتے اور نہ ہی اس کی زکوٰۃ ادا کرنے دیتے ہیں اور نہ ہی اس مال ودولت کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ تو اس طرح مال جو بخل کی بنا پر جمع کر کے رکھ چھوڑا جائے وہ کنز کے زمرے میں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی اس عادت کی مذمت کی ہے۔ کہ بخل کی بنا پر مال کو جمع کر کے رکھنے والے لوگ اسے پسند نہیں ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ آخرت میں دردناک عذاب دے گا۔

قاضی بیضاوی نے لکھا ہے کہ اس سے مراد یہودیوں اور عیسائیوں کے بڑے

Marfat.com

بڑے عالم مراد لئے جائیں مال کے بارے ان کے بخل اور حرص کو بطور مبالغہ ذکر کیا گیا ہے۔ یا اس سے مسلمانوں کے وہ لوگ مراد لئے جائیں جو مال کو جمع کرتے ہیں۔ اس کو ذخیرہ کرتے ہیں اس کے حق کو ادا نہیں کرتے اہل کتاب کو رشوت لینے والوں کے ساتھ ان کو ملانا سختی کے طور پر ہوگا۔

(فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ) ''آپ ان کو دردناک عذاب کی بشارت دیں''۔

(يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ)

''جس دن انہیں دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا

(فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ)

پس ان درھموں اور دیناروں سے ان کی پیشانیوں' ان کے پہلوؤں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جائے گا''۔

کیونکہ مال کا جمع کرنا اور اس کو روک رکھنا۔ لذیذ قسم کے کھانوں اور طرح طرح کے لباسوں سے خوش عیش اور مالدار بننے کیساتھ طلب وجاہت کی وجہ سے تھا۔

(هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ) یہ وہ ہے جس کو تم خزانہ کیا کرتے تھے''

(لِاَنْفُسِكُمْ) ''اپنی ذات کے لئے'' یعنی اپنی ذات کو نفع پہنچانے کے لئے تو یہ ان کی جانوں کے لئے عذاب دینے کا سبب اور بعینہٖ نقصان دینے کا سبب تھا۔

(فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ) ''پس تم اس کا مزہ چکھو جس کو تم ذخیرہ کیا کرتے تھے۔'' یعنی اپنے خزانے کا وبال یا جو کچھ تم خزانہ کرتے تھے۔ (تفسیر بیضاوی)

8- اللہ کے لئے خرچ کرنے میں منافقوں کا بخل

منافق چونکہ اللہ اور اس کے رسول کو دھوکہ دیتے تھے اس لئے وہ اللہ کے لئے

Marfat.com

خرچ نہ کرتے تھے ان کی اس عادت کی مذمت کرتے ہوئے اللہ نے یہ فرمایا کہ اللہ کی راہ میں نہ خرچ کرنا ہی اصل منافقت کی علامت ہے۔

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ۝ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ۔اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ۝

اور ان کے خرچ کئے جانے کو قبولیت سے کسی نے منع نہیں کیا بجز اس کے انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور نماز کو کاہلی کے ساتھ ادا کرنے آتے ہیں اور ایسے ہی ناپسندیدگی سے خرچ کرتے ہیں۔ ان کے مال اور اولاد تمہیں تعجب میں نہ ڈالیں بے شک اللہ جسے چاہتا ہے کہ ان چیزوں سے دنیاوی زندگی میں ہی عذاب دے دے اور کفر کی حالت ہی میں ان کی سانس نکل جائے۔ (پ10 التوبۃ:55-54)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کچھ لوگ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے مگر وہ دلوں سے مسلمان نہ تھے جنہیں منافق کہا گیا۔ منافق اسلام کے تمام احکام کو دل سے نہ کرتے تھے بلکہ صرف اوپر سے مسلمانوں کو دکھانے کے لئے کرتے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اگر وہ اللہ کی راہ میں کچھ دیتے مگر اندر سے دینے کو ان کا دل نہ چاہتا ہوتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے منافقانہ رویہ کی بنا پر خرچ کرنے کی مذمت کی ہے کیونکہ وہ لوگ منافق تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ تم خوشی سے خرچ کر دیا کرو یا ناخوشی سے خرچ کرو تمہارا اللہ کی راہ میں دینا ہرگز قبول نہ ہوگا۔ کیونکہ درحقیقت وہ اللہ اور اس کے رسول کو تسلیم نہ کرتے تھے۔ اس لئے ان کے مال کی عدم قبولیت کا باعث ان کا کفر تھا چونکہ وہ دل سے ایمان نہ لائے تھے ۔ اور نہ ہی وہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان میں مخلص تھے ان کا عمل اور ان کا

Marfat.com

نفاق اس بات سے بھی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ نماز کے لئے سستی سے آتے تھے۔

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کے جہاد میں دو ہی انجام ہوتے ہیں اور دونوں ہر طرح اچھے ہیں اگر شہادت ملی تو جنت اپنی ہے اور اگر فتح ملی تو غنیمت واجر ہے' پس اے منافقو! تم جو ہماری بابت انتظار کر رہے ہو وہ انہی دو اچھائیوں میں سے ایک کا ہے' اور ہم جس بات کا انتظار تمہارے بارے میں کر رہے ہیں وہ دو برائیوں میں سے ایک کا ہے یعنی یا تو یہ کہ عذاب الٰہی براہ راست تم پر آجائے یا ہمارے ہاتھوں تم پر خدائی مار پڑے کہ قتل و قید ہو جاؤ' اچھا اب تم اپنی جگہ اور ہم اپنی جگہ منتظر رہیں دیکھیں پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے' تمھارے خرچ کرنے کا اللہ طلبگار نہیں خواہ تم خوشی سے خرچ کرو یا تم ناراضگی سے دو۔ اللہ تمہارے خرچ کرنے کو قبول نہیں فرمائے گا۔ کیوں کہ تمہارے خرچ کی عدم قبولیت کا باعث تمہارا کفر ہے اور اعمال کی قبولیت کی شرط ایمان کا ہونا ہے۔ ساتھ ہی کسی عمل میں تمہارا نیک ارادہ اور سچی ہمت شامل نہیں ہوتی نماز کو آتے ہو تو بھی ہارے دل سے گرتے پڑتے مرتے بچھڑتے سست اور کاہل ہو کر' دیکھا دیکھی مجمع میں دو چار سجدے دے بھی دیتے ہو تو دل کی تنگی سے' صادق و مصدوق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ نہیں تھکتا جب تک کہ تم تھک جاؤ اللہ پاک ہے وہ پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے متقیوں کے اعمال قبول ہوتے ہیں تم فاسق ہو تمہارے اعمال قبولیت سے گرے ہوئے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

9- بخل کی بجائے اعتدال سے خرچ کیا جائے

اسلام میں خرچ کرنے کے لئے اعتدال کی راہ متعین کی گئی ہے اور اعتدال سے مراد یہ ہے کہ ضرورت کے مطابق خرچ کیا جائے خرچ کو اتنا زیادہ نہ بڑھا دیا جائے کہ وہ اصراف بن جائے ضرورت کے باوجود خرچ کو اتنا کم نہ کر دیا کہ جس سے گزارہ ہونا مشکل ہو جائے۔ اس لئے بخل کو ترک کر کے اعتدال کی راہ اختیار کرنی

Marfat.com

چاہیے جس کے بارے میں فران الٰہی یہ ہے۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝

اور اپنے ہاتھ کو اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھو اور نہ اتنی فراخدلی سے دینے لگو کہ سب کچھ دے کر خود ملامت زدہ بن کر بے سہارا ہو جاؤ بے شک آپ کا ربّ جس کا رزق چاہتا ہے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کا چاہے کم کر دیتا ہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں سے باخبر ہے دیکھ رہا ہے۔ (پ 15 بنی اسرائیل 30-29)

اللہ تعالیٰ نے یہاں بخل یا اسراف کی بجائے میانہ روی کی تعلیم دی ہے کہ نہ بخیل بنو اور نہ ہی اسراف کرنے والے بنو بلکہ ضرورت کے مطابق خرچ کرو۔ جب انسان بخل کرتا ہے تو لوگ اسے بخیل کہنا شروع کر دیتے ہیں جس سے ہر کوئی اس کی طرف انگلی اٹھاتا ہے کہ یہ بہت بڑا بخیل ہے یعنی جو مالدار ہو کر بخیلی کرتا ہے لوگ اس کی برائی کو لوگوں میں عیاں کرتے ہیں۔ پس بخل کی بنا پر انسان کی عزت نہیں رہتی اور لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے اور ہر کوئی اسے ملامت کرنے لگ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے انسان کی توجہ اس طرف دلائی ہے کہ اپنے ہاتھ کو حد سے زیادہ تنگ نہ کرو کہ بالکل ہی اللہ کی راہ میں نہ دو اور نہ ہی اتنا زیادہ کشادہ کرو کہ حد سے زیادہ خرچ کرو۔ کیونکہ جب سب کچھ خرچ ہو جائے تو پھر خود کو ضرورت پڑنے پر کہاں سے خرچ کرو گے تو اس صورت میں بھی وہ لوگوں کی ملامت کا نشانہ بنے گا۔ اس لئے اللہ نے فرمایا ہے کہ تو حد سے زیادہ اسراف کر کے ملامت زدہ لوگوں سے نہ ہو جانا۔ غرضیکہ درمیان میں رہنا بہت بہتر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا ہے کہ مندرجہ بالا آیت گھریلو اخراجات کے بارے میں ہے کہ گھر کے خرچے میں نہ بخل کیا جائے اور نہ ہی بہت زیادہ وسعت اختیار کی جائے بلکہ میانہ روی اختیار کی جائے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میانہ روی اختیار کرے گا وہ کبھی بھی غربت کا شکار نہ ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میانہ روی اختیار کرو تاکہ تمہیں اللہ کا قرب حاصل ہو جائے۔

ایک عالم کا قول ہے کہ مال و دولت خرچ کرنے میں اور ہر کام کرنے میں اعتدال کا اختیار کرنا چاہیے کیوں کہ ہر کام کی خوبی میانہ روی اور اعتدال میں ہے۔

10-اللہ کی راہ میں نہ دینے میں خسارہ ہے

جو حضرات مال و دولت کی کثرت رکھنے کے باوجود اللہ کی راہ میں نہیں دیتے وہی درحقیقت بخیل ہیں ایسا کرنا ان کے لئے انتہائی نقصان دہ ہے چونکہ جو چیز اللہ کی راہ میں دی جائے گی۔ آخرت میں تو صرف اسی کا فائدہ پہنچے گا لہٰذا اللہ کی راہ میں دینے پر عمل کر کے سامان آخرت پیدا کرنا چاہیے تاکہ آخرت میں خسارہ برداشت نہ کرنا پڑے۔

وَابْتَغِ فِيمَآ اٰتٰكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ○

اور اللہ تعالیٰ نے جو مال تجھے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر بنا اور دنیا مین اپنا حصہ نہ بھول اور احسان کر جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا ہے اور زمین پر فساد نہ ڈال بے شک اللہ تعالیٰ نے فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کیا۔ (پ20 القصص 77)

یہ آیت قارون کے بارے میں ہے قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا کا

Marfat.com

بیٹا تھا وہ خوش الحان تھا اس کی آواز بہت اچھی تھی اللہ تعالیٰ نے اسے بے پناہ مال ودولت عطا کیا کثرت دولت کے باعث اس میں حسد وغرور وتکبر آ گیا کیونکہ اس کے پاس اس قدر مال زیادہ تھا کہ اس کے خزانے کی کنجیاں اٹھانے کے لئے کچھ لوگ مقرر تھے اس کے پاس بہت سے خزانے تھے ہر خزانے کی کنجی علیحدہ تھی جو اس زمانہ میں بالشت کے برابر ہوتی تھی۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جب اس کے خزانے کی کنجیاں اس کی سواری کے ساتھ خچروں پر لادی جاتی تو اس کے ساتھ پانچ کلیاں خچر مقرر ہوتی واللہ عالم بالثواب۔ قوم کے اچھے لوگوں نے جب قارون کی سرکشی اور تکبر کو دیکھا تو اسے سمجھایا کہ حد سے بڑھ کر متکبر نہ بنو کہیں اللہ تم سے ناراض نہ ہو جائے اللہ کی ناشکری نہ کرو کہیں تم ذلیل نہ ہو جاؤ۔ لوگوں نے سمجھایا کہ اللہ نے جو نعمتیں تمہیں دی ہیں انہیں اللہ کی خوشنودی کے لئے اچھے کاموں میں خرچ کرو۔ تاکہ آخرت میں بھی تمہارا حصہ بن جائے بخل نہ کرو حلال چیزیں کھاو۔ جہاں اپنی ذات پر خرچ کرتے ہو وہاں مسکینوں کا بھی خیال رکھو۔ اپنے آپ پر خرچ کرنے کے علاوہ اللہ کے حق کو فراموش نہ کرو اور اس بات کا خیال رکھو کہ جس طرح تمہارے نفس کا تم پر حق ہے اس طرح تیرے بال بچوں کا بھی تجھ پر حق ہے مسکینوں اور غریبوں کا تجھ پر حق ہے ہر حقدار کا حق ادا کرو جس طرح اللہ نے تجھ سے اچھا سلوک کیا ہے تم بھی دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک کرو غرضیکہ اللہ کے بے پناہ مال میں بخل نہ کرو مخلوق کی ایذارسانی سے باز آ جاؤ کیونکہ اللہ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔ قارون کو اللہ نے یہی تاکید کی ہے کہ جس قدر میں نے تمہیں خزانوں سے نوازا ہے اسی قدر تم میری راہ میں دل کھول کر خرچ کرو۔ بخل کا اظہار نہ کرو مگر اس نے بخل سے کام لیا تو اس کا انجام بہت برا ہوا۔

11- بخل درحقیقت اپنے آپ ہی سے بخل ہوتا ہے

جو شخص خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے اس کا یہ بخل درحقیقت اپنی ذات ہی سے

Marfat.com

بخل ہوتا ہے لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی ذات کو بخل میں ملوث نہ ہونے دے اس کے بارے میں فرمان الٰہی یہ ہے۔

اِنْ يَّسْئَلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ○ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ لا ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ○

(پ26 محمد 38-37)

اگر وہ تم سے تمہارا مال طلب کرے پس سب کچھ مانگ لے تو تم بخل کرنے لگو گے اور وہ تمہارے دلوں کی عداوت کو ظاہر کردے گا۔ ہاں تم ہی وہ ہو جنہیں اس طرف بلایا جاتا ہے کہ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو پھر تم میں ایسے بھی ہیں جو خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں اور جو بخل کرتا ہے تو دراصل وہ اپنی ذات ہی سے بخل کرتا ہے۔ اللہ تو غنی ہے یہ کہ تم بھی اس کے محتاج ہو اور اگر تم منہ پھیرو گے تو وہ تمہاری جگہ پر کسی اور قوم کو بدل کرلے آئے گا پھر وہ تمہاری مثل نہ ہوں گے۔

ان آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا کی زندگی لہو ولہب ہے اس لئے جو دنیا کی زندگی سے اپنے دامن کو بچا کر اللہ کی عبادت میں محو رہتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں صاحب ایمان بن کر تقویٰ اختیار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو ان کے تقویٰ کا ضرور اجر دے گا لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دنیا میں مال کی کثرت دے کر آزماتا ہے بھی ہے کیا یہ انسان میرے دیئے ہوئے مال سے میرے لئے خرچ کرتا ہے مگر بہت کم لوگ ہیں جو اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے تاکید کی ہے کہ درحقیقت اللہ کے لئے مال خرچ کرنے میں تمہاری بہتری ہے اللہ تعالیٰ تمہارے مال کا بھوکا نہیں بلکہ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ کر کے

Marfat.com

موت کے بعد ثواب کے مستحق ہو جاؤ لیکن لوگ اللہ کی راہ میں نہیں دیتے بلکہ بخل کرتے ہیں مال انسان کو بڑا محبوب ہوتا ہے اس کو اللہ کے لئے خرچ کرنا بڑا آمازئش کن مرحلہ ہے لیکن فی سبیل اللہ میں بخل کرنا درحقیقت اپنا ہی نقصان ہے بخیل صدقے کی فضلیت اور اجر سے محروم رہے گا۔ اللہ سب سے غنی ہے اس لئے اسے لوگوں کا مال اس لئے چاہیے تاکہ ان میں اخلاص نظر آئے لہٰذا مسلمانی ہر بندے سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں گاہے بگاہے دیتا رہے اور بخل سے ہمیشہ اجتناب کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو اس لئے نعمتیں دیتا ہے کہ لوگوں کو نفع پہنچائیں جب تک وہ دوسروں کا خیال کرتے رہتے ہیں اللہ کی نعمتیں ان کے پاس رہتی ہیں جب وہ اس پر عمل کرنا چھوڑ دیتے ہیں تو وہ نعمتیں ان سے چھن جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ وہ نعمتیں دوسروں کو عطا فرما دیتا ہے۔ (کنز العمال)

ابن أبی حاتم اور ابن جریر میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ آیت تلاوت فرمائی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ حضور یہ کون لوگ ہیں جو ہمارے بدلے لائے جاتے اور ہم جیسے نہ ہوتے تو آپ نے اپنا ہاتھ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے شانے پر رکھ کر فرمایا یہ اور ان کی قوم اگر دین ثریا کے پاس بھی ہوتا تو اسے فارس کے لوگ لے آتے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد 5)

12- کسی کو بخل کی ترغیب دینا منع ہے

اللہ تعالیٰ نے چونکہ بخل کو ناپسند فرمایا ہے اس لیے دوسروں کو بخل کی طرف مائل کرنا اچھا نہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے بخل کی ترغیب دینے سے منع فرمایا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَ یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰہَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ۝ (پ 27)

جو لوگ خود بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کی ترغیب دیتے ہیں اور جو منہ پھیر لے تو بیشک اللہ وہ ہے جو غنی ہے حمد کیا گیا ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کو شیخی مارنا پسند نہیں ہے اللہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق سنجیدہ ہو ثابت قدم ہو صابر اور شاکر ہو مصائب کو برداشت کرنے والی ہو جب تکالیف پہنچے تو مضبوط دلی کا اظہار کرے اپنی روح کو مضبوط رکھو بے صبری اور بے ضبطی کا اظہار نہ کرو اور جب اللہ تعالیٰ مال و دولت پر غلبہ عطا فرما دے تو اس وقت بھی اللہ کی پناہ میں رہو۔ اور آپے سے باہر نہ ہو جاؤ اور اللہ کے عطا کردہ مال کو عطیہ الٰہی سمجھو۔ اس وقت یہ سوچو کہ اللہ کی عطا اس کی سوچ کا نتیجہ ہے بلکہ وہ تو اللہ کا کرم ہے جس نے تمہارے حال میں وسعت دی جب ہر لحاظ سے مال میں وسعت ہو تو بالکل بخل نہ کرو اور نہ ہی لوگوں کو بخل کی تعلیم دو۔ کیونکہ اللہ اہل بخل کو پسند نہیں کرتا بلکہ جس طرح اللہ سخی ہے وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے بھی سخی ہوں آپس میں ایک دوسرے سے ہمدردی کا اظہار کریں۔ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی اس تعلیم پر عمل نہ کرے گا تو وہ آخرت میں خسارے میں رہ جائے گا۔

حکایت: ایک کنجوس آدمی اپنی دولت پر مکھی بھی نہیں بیٹھنے دیتا تھا۔ دنیا کی دولت تو بہت جمع کر لی لیکن آخرت کے لیے کچھ بھی نہ کمایا۔ یہاں تک کہ ایک دن خالی ہاتھ اور خالی دامن دنیا سے اٹھ گیا اور ڈھیروں دولت اس کی بدبختی پر ماتم کرتی رہ گئی۔ اس کا لڑکا نہایت نیک اور دریا دل تھا۔ اس نے غریبوں، مسکینوں اور حاجت مندوں پر اپنے گھر کے دروازے کھول دیئے اور باپ کی دولت کو نیک کاموں پر صرف کرنا شروع کر دیا۔ ایک شخص نے اسے ملامت کی کہ باپ کی ساری عمر کی گاڑھے پسینے کی کمائی تو کیوں بے دریغ صرف کر رہا ہے۔ شاید تو نہیں جانتا کہ خالی ہاتھ آدمی کو کوئی منہ نہیں لگاتا۔ بہتر یہی ہے کہ اپنا ہاتھ روک کر خرچ کر کیوں کہ تیری سخاوت سے فقیر مالدار نہیں بنیں گے۔ البتہ تو فقیر ہو جائے گا۔

اس شخص کی باتیں سن کر سخی نوجوان کے ماتھے پر شکنیں پڑ گئیں اور اس نے بگڑ کر کہا اے خیر سے روکنے والے اپنی نصیحت اپنے پاس ہی رکھ جو دولت میرے ہاتھ

Marfat.com

آئی ہے۔ میرے باپ نے کہا تھا کہ میرے دادا کی میراث ہے۔ انہوں نے کنجوسی سے اس کو جمع کیا تھا اور حسرت سے اسے چھوڑ کر مر گئے۔ میں ان کا طریقہ کیوں اختیار کروں۔ یہی بہتر ہے کہ اپنے ہاتھ سے لوگوں کو کھلاؤں اور ان کی دعائیں لوں۔ میرے مرنے کے بعد لوگ اسے لوٹیں گے۔ اب یہ میری ملکیت ہے مرنے کے بعد میرا اس پر کچھ اختیار نہ ہوگا۔ اس لیے مجھے کیا پڑی ہے کہ دوسروں کے لیے اس کی حفاظت کروں اور خزانے کا سانپ بن کر بیٹھا رہوں۔

بدنیا توانی کہ عقبیٰ خری

بخر جان من ورنہ حسرت خوری

تو یہ کر سکتا ہے کہ دنیا کے بدلے آخرت خرید لے۔ خرید لے میری جان ورنہ پچھتائے گا۔

13-منافق بخل کی ترغیب دیتے تھے

منافقوں میں اسلام دشمنی کے لیے بہت سی باتیں تھیں اور ان میں ایک بات یہ بھی تھی کہ دوسروں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے منع کرتے تھے اور اسلام کے کاموں پر خرچ کرنے سے روکتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے تمہارا مال کم ہو جائے گا۔ اس طرح کرنا منع ہے۔

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ط وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ○

وہی لوگ ہیں کہ جن کا کہنا ہے کہ ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو اللہ کے رسول کے ساتھ ہیں یہاں تک کہ وہ پریشان ہو جائیں اور آسمانوں اور زمین میں جو خزانے ہیں وہ اللہ ہی کے ہیں لیکن منافقین کو اس کی بالکل سمجھ نہیں ہے۔ (پ 28 سورہ المنافقون آیت 7)

Marfat.com

مدینہ طیبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ منافقین سے واسطہ پڑا یہ منافق بظاہر تو مسلمانوں کے ساتھ تھے لیکن دل سے مسلمانوں کے ساتھی نہ تھے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ منافق لوگوں کا کہنا تھا کہ جو لوگ اللہ کے رسول کے ساتھی ہیں ان پر کچھ خرچ نہ کرو اس طرح سے ان کی مالی حالت بہتر نہ ہو گی لیکن ان کے اس بخل کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ان کو خبر دار کیا ہے کہ تمہارے پاس کیا دولت ہے بلکہ زمین و آسمان کے خزانوں کا مالک تو اللہ ہے ان منافقوں کے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو دینے سے کیا روکنا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے مال و اسباب روک دے گا غرضیکہ وہ شخص جو اللہ کی راہ میں خود نہ دے اور دوسروں کو اس کی ترغیب دے تو وہ بھی بخیل ہو گا۔ بخیل کا دنیا اور آخرت میں بہت برا انجام ہو گا۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے ہمارے ساتھ کچھ اعراب لوگ بھی تھے، پانی کی جگہ وہ پہلے پہنچنا چاہتے تھے۔ اسی طرح ہم بھی اسی کی کوشش میں رہتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک اعرابی نے جا کر پانی پر قبضہ کر کے حوض پُر کر لیا اور اس کے ارد گرد پتھر رکھ دیئے اور اوپر سے چمڑا پھیلا دیا۔ ایک انصاری نے آ کر اونٹ کو پانی پلانا چاہا اس نے روکا، انصاری نے پلانے پر زور دیا۔ اس نے ایک لکڑی اٹھا کر انصاری کے سر پر ماری جس سے اس کا سر زخمی ہو گیا۔ یہ چونکہ عبداللہ بن اُبی کا ساتھی تھا، سیدھا اس کے پاس آیا اور تمام ماجرا کہہ سنایا۔ عبداللہ بڑا بگڑا اور کہنے لگا ان اعرابیوں کو کچھ نہ دو یہ خود بھوکے مرتے بھاگ جائیں گے۔ یہ کھانے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آجاتے تھے اور کھا لیا کرتے تھے تو عبداللہ بن اُبی نے کہا تم حضور کا کھانا ایسے وقت لے جاؤ جب یہ لوگ نہ ہو آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھانا کھا لیں گے یہ رہ جائیں گے یونہی بھوکوں مرتے بھاگ جائیں گے اور اب ہم مدینہ جا کر ان کمینوں کو

باہر نکال دیں گے، میں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ردیف تھا اور میں نے یہ سب سنا۔ اپنے چچا سے ذکر کیا چچا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے اسے بلوایا یہ انکار کر گیا اور حلف اٹھا لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سچا سمجھا اور مجھے جھوٹا قرار دیا چچا میرے پاس آئے اور کہا تم نے یہ کیا حرکت کی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر ناراض ہو گئے اور تجھے جھوٹا جانا اور دیگر مسلمانوں نے بھی تجھے جھوٹا سمجھا۔ مجھ پر تو غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا سخت غمگینی کی حالت میں سر جھکائے۔ میں حضور کے ساتھ جا رہا تھا تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے میرا کان پکڑا جب میں نے سر اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو آپ مسکرائے اور چل دیئے۔ اللہ کی قسم مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔ اگر دنیا کی ابدی زندگی مجھے مل جاتی جب بھی میں اتنا خوش نہ ہو سکتا تھا۔ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کیا کہا میں نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف مسکراتے ہوئے تشریف لے گئے ہیں تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر تمہیں خوش ہونا چاہیے اس کے بعد حضرت عمر فاروق تشریف لائے اور انہوں نے بھی یہی کہا اور میں نے یہی جواب دیا تو اس واقعہ پر سورت منافقوں پر نازل ہوئی۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 5)

14 - قیامت میں بخل کام نہ آئے گا

اللہ کی راہ میں خرچ نہ ہونے والا مال روز قیامت کو کام نہ آئے گا۔ اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِىْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝ مَاۤ اَغْنٰى عَنِّىْ مَالِيَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّىْ سُلْطٰنِيَهْ ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ

Marfat.com

ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَۃٍ ذَرْعُھَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُکُوْہُ ○ اِنَّہٗ کَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ ○ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ ○ فَلَیْسَ لَہُ الْیَوْمَ ھٰھُنَا حَمِیْمٌ ○ وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ ○ لَّا یَاْکُلُہٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ○

اور جس کو اس کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ دیا جائے گا تو وہ کہے گا کاش کہ مجھے میرا اعمال نامہ نہ دیا جاتا اور مجھے اپنے حساب کے بارے میں معلوم نہ ہو گا کاش موت نے مجھے ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا ہوتا۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا میری سلطنت یعنی اختیارات ختم ہو گئے حکم ہو گا کہ اسے پکڑ کر اس کے گلے میں طوق ڈال دو پھر اسے جہنم میں پھینک دو پھر اسے ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں کس کر باندھ دو بے شک وہ عظیم اللہ پر ایمان نہ لایا تھا اور نہ مسکین کو کھانے کھلانے کی ترغیب دیتا تھا۔ پس آج یہاں اس کا کوئی ہمدرد دوست نہیں ہے اور زخموں پیپ کے سوا اس کے لیے کچھ خوراک نہ ہو گی جسے خطا کاروں کے سوا اور کوئی نہ کھائے گا۔

(پ29 الحاقہ:25-37)

بخل کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ بخیلوں کا مال آخرت میں کام نہ آئے گا کیوں کہ ان کے کام تو وہی مال آنا تھا جسے انہوں نے دنیا میں اللہ کی راہ میں دینا تھا مگر دنیا کی غفلت اور طمع نے انہیں وہ مال اللہ کی راہ میں نہ دینے دیا جس کا قیامت کے روز انہیں بے حد پچھتاوا ہو گا۔ ان کے بارے میں مندرجہ بالا آیات میں بیان ہوا ہے کہ گنہگاروں کو جن میں بخیل بھی ہوں گے کہ جب میدان قیامت میں انہیں ان کا نامہ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ یہ نہایت پریشان اور پشیمان ہوں گے اور حسرت و افسوس سے کہیں گے کاش کہ ہمیں اعمال نامہ ملتا ہی نہیں اور کاش کہ ہم اپنے حساب کی اس کیفیت سے آگاہ ہی نہ ہوتے کاش کہ موت نے ہمارا

Marfat.com

کام ختم کر دیا ہوتا اور یہ دوسری زندگی ہمیں ملتی ہی نہیں۔ جس موت سے دنیا میں بہت ہی گھبراتے تھے۔ آج اس کی آرزوئیں کریں گے۔ یہ کہیں گے کہ ہمارے مال وجاہ نے بھی آج ہمارا ساتھ چھوڑ دیا اور ہماری ان چیزوں نے بھی یہ عذاب ہم سے نہ ہٹائے، تنہا ہماری ذات پر یہ وبال آپڑے نہ کوئی مددگار ہمیں نظر آتا ہے نہ بچاؤ کی کوئی صورت دکھائی دیتی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ اسے پکڑ لو اور اس کے گلے میں طوق ڈال دو اور اسے جہنم میں لے جاؤ اور اس میں پھینک دو۔
حضرت منہال ابن عمرو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا کے اس فرمان کو سنتے ہی کہ ''اسے پکڑو'' ستر ہزار فرشتے اس کی طرف لپکیں گے جن میں سے اگر ایک فرشتے کو بھی اس طرح اللہ تعالیٰ حکم کرے تو ستر ہزار لوگوں کو پکڑ کر جہنم میں پھینک دے۔ ابن اَبی الدنیا میں ہے کہ چار لاکھ فرشتے اس کی طرف دوڑیں گے اور کوئی چیز باقی نہ رہے گی مگر اسے توڑ پھوڑ دیں گے یہ کہے گا تمہیں مجھ سے کیا تعلق؟ وہ کہیں گے خداوند تبارک وتعالیٰ تجھ پر غضب ناک ہے اور اس وجہ سے ہر چیز تجھ پر غصہ میں ہے۔
حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے صادر ہوتے ہی ستر ہزار فرشتے اس کی طرف غصہ سے دوڑیں گے جن میں ہر ایک دوسرے پر سبقت کر کے چاہے گا کہ اسے میں طوق پہناؤں پھر اسے جہنم کی آگ میں غوطہ دینے کا حکم ہو گا پھر ان زنجیروں میں جکڑا جائے گا۔ جن کا ایک حلقہ بقول حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ کے دنیا بھر کے لوہے کے برابر ہو گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن جریج فرماتے ہیں یہ ناپ فرشتوں کے ہاتھ کا ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ یہ زنجیریں اس کے جسم میں پرو دی جائیں گی، پاخانہ کے راستہ سے ڈالی جائیں گی اور منہ سے نکالی جائیں گی اور اس طرح آگ میں بھونا جائے گا جیسے سیخ میں کباب اور تیلی میں ٹڈی۔ یہ بھی مروی ہے کہ پیچھے سے یہ زنجیریں ڈالی جائیں گی اور ناک کے دونوں نتھنوں سے نکالی

Marfat.com

جائیں گی جس سے کہ وہ پیروں کے بل کھڑا ہی نہ ہو سکے گا۔ مسند احمد کی مرفوع حدیث میں ہے کہ اگر کوئی بڑا سا پتھر آسمان سے پھینکا جائے تو زمین پر وہ ایک رات میں آ جائے لیکن اگر اسی کو جہنمیوں کے باندھنے کی زنجیر کے سرے پر سے چھوڑا جائے تو دوسرے سرے تک پہنچنے میں چالیس سال لگ جائیں گے۔ یہ حدیث ترمذی میں بھی ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اسے حسن بتلاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہ خدائے عظیم پر ایمان نہ رکھتا تھا۔ نہ مسکین کو کھانا کھلا دینے کی کسی کو رغبت دیتا تھا یعنی نہ تو خدا کی اطاعت وعبادت کرتا تھا نہ مخلوق خدا کے حقوق ادا کر کے اسے نفع پہنچاتا تھا۔ خدا کا حق تو مخلوق پر ہے کہ اس کی توحید کو مانیں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر حق یہ ہے کہ ایک دوسرے سے احسان و سلوک کریں اور بھلے کاموں میں ایک دوسرے سے احسان وسلوک کریں اور بھلے کاموں میں ایک دوسرے کو امداد بھی پہنچاتے رہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں حقوق کو عموماً ایک ساتھ بیان فرمایا ہے۔ جیسے نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کے وقت ان دونوں کو ایک ساتھ بیان فرمایا کہ نماز کی حفاظت اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ پھر فرمان ہوتا ہے کہ یہاں پر آج کے دن اس کا کوئی خالص دوست ایسا نہیں، نہ کوئی قریبی رشتہ دار یا سفارشی ایسا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے بچا سکے اور نہ اس کے لیے کوئی غذا ہے سوائے بدترین گلی سڑی بیکار چیز کے جس کا نام غسلین ہے یہ جہنم کا ایک درخت ہو اور ممکن ہے کہ اسی کا دوسرا نام رقوم ہو اور غسلین کے یہ معنی بھی کیئے گئے ہیں کہ جہنمیوں کے بدن سے جو خون اور پانی بہتا ہے وہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی پیپ وغیرہ اس سے مراد ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

15 - مال کو جمع کر کے رکھنا بخل ہے

اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کیا ہے کہ اپنے مالوں کو جمع کر کے نہ رکھو کیونکہ دراصل جمع

کر کے مال کو چھوڑ جانا آخرت میں عذاب کا باعث بنے گا اور اس وقت جمع کیا ہوا مال کام نہ آئے گا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں یوں وضاحت فرمائی ہے۔

اَلَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ يَحْسَبُ ○ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ○ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ○ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْحُطَمَةُ ○ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ○ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ○ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ○ (پ30 ہمزہ 2 تا 9)

جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا اس کا خیال ہے کہ اس کا مال اسے جاوداں بنا دے گا۔ ہرگز نہیں اسے یقیناً حطمہ میں پھینک دیا جائے گا اور تمہیں کیا معلوم کہ حطمہ کیا ہے۔ وہ اللہ کی دہکائی ہوئی آگ ہے۔ جو دلوں تک جا پہنچے گی۔ بے شک وہ آگ ان پر بند کر دی جائے گی۔ تو اس کے شعلے لمبے لمبے ستونوں کی مانند ہوں گے۔

اللہ کے اس فرمان میں یہ کہا گیا ہے کہ جو لوگ مالوں کو جمع کر کے رکھتے ہیں اور گن گن کے خوش ہوتے ہیں ان کا یہ طرز عمل بخل میں شمار ہوتا ہے ان کا خیال ہے کہ ان کا مال انہیں جاوداں بنا دے گا لیکن ہرگز ایسا نہیں بلکہ ان کے بخل کی بنا پر انہیں حطمہ میں پھینک دیا جائے گا۔ حطمہ کے بارے میں لوگوں کو کیا معلوم کہ حطمہ کیا ہے وہ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے جو دلوں تک جا پہنچے گی اور نافرمان بخیلوں کو اس سے بڑی شدت آمیز سزا ملے گی۔ اس طرح بخیلوں کا انجام بہت برا ہو گا۔ حضرت کعب اس سورۃ کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو شخص دن بھر مال کمانے کی دھن میں رہتا ہے اور رات کو بے جان ہو کر پڑا رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ تسلی ہوتی ہے کہ جو مال وہ کما رہا ہے وہ اسے ہمیشہ دنیا میں رکھے گا بلکہ یہ بخیل اور لالچی انسان جہنم کے اس طبقہ میں گرایا جائے گا جہاں اس کے جسم کی ہر چیز ریزہ ریزہ ہو جائے

گی۔

حضرت ثابت نباتی رحمۃ اللہ علیہ جب اس آیت کی تلاوت کر کے اس کا یہ معنی بیان کرتے تو روتے اور کہتے کہ انہیں عذاب نے بڑا ستایا۔ محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آگ جلاتی ہوں حلق تک پہنچ جاتی ہے پھر لوٹتی پھر پہنچتی ہے۔ یہ آگ ان پر ہر طرف سے بند کر دی گئی ہے۔ ایک مرفوع حدیث میں یہ بھی ہے۔ لوہا جو مثل آگ کے ہے اس کے ستونوں میں یہ لمبے لمبے دروازے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں بِعَمَدٍ مروی ہے۔ ان جہنمیوں کی گردنوں میں زنجیریں ہوں گی یہ لمبے لمبے ستونوں میں جکڑے ہوئے ہوں گے اور اوپر سے دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔ ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یعنی وزنی بیڑیاں اور قید و بند ان کے لیے ہوں گی۔ (تفسیر ابن کثیر)

بخل کی ممانعت سے متعلقہ ارشادات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں بخل کی بے پناہ مذمت کی گئی ہے کیوں کہ بہت سی احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخل کی عادت کو ترک کرنے کی ترغیب دی اور اس کی بجائے سخاوت کو اپنانے پر بے پناہ زور دیا ہے کیونکہ بخل سے انسان میں بہت سی برائیاں جنم لیتی ہیں اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں بخل کو ترک کرنے اور سخاوت کو اپنانے کا درس ملتا ہے بخل کی مذمت کے بارے میں آپ کے ارشادات حسب ذیل ہیں۔

1- مومن، بخیل اور بد خلق نہیں ہوتا

سچے مومن میں دو خوبیاں لازم ہوتی ہیں ایک یہ کہ وہ اللہ کی راہ میں دینے سے بخل نہیں کرتا اور دوسری یہ کہ وہ کسی سے بد اخلاقی سے پیش نہیں آتا اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَایَجْتَمِعَانِ فِیْ مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ۝

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو بُری خصلتیں یعنی بخل اور بد اخلاقی مومن میں نہیں ہو سکتیں۔ (۸۸)

Marfat.com

مرد مومن ہو اور وہ بخیل ہو ایسا کبھی ہو نہیں سکتا بلکہ مرد مومن تو وہی ہے جو اللہ کی راہ میں اس کا دیا ہوا مال لوٹا تا جائے لہٰذا مرد مومن بننے کے لیے یہ ضروری ہے کہ بخل کی سوچ کو ہمیشہ کے لیے ترک کر دیا جائے۔ ان مومنوں کی شان دیکھنی چاہیے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے گھر کا سارا مال اللہ کی راہ میں پیش کر دیا۔ سخاوت اللہ سے محبت کی دلیل ہے اور بخل اللہ سے دوری کی علامت ہے اس لیے اہل محبت کے دلوں سے اللہ بخل کو ہمیشہ کے لیے نکال دیتا ہے کیونکہ ان کا ایمان بڑا مضبوط ہوتا ہے اور ان کا اس بات پر یقین کامل ہوتا ہے کہ اللہ کی راہ میں دینے سے کبھی کمی نہیں ہوتی تو پھر بخل کیوں کیا جائے اب لیے جو شخص اللہ کا بندہ بننا چاہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ بخل کی سوچ کو ہمیشہ کے لیے دل سے نکال دے۔ بخل انفاق فی سبیل اللہ کی ضد ہے اور بد خلقی اخلاق حسنہ کی ضد ہے اس لیے مومنوں کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر انفاق فی سبیل اللہ اور اخلاق حسنہ کی خوبی پیدا کریں تاکہ ان کی ضد بخل اور بد خلقی کی عادت ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے۔ اے میرے دوست اگر تو اللہ کا طالب ہے تو پھر اپنے آپ میں سخاوت اور خوش خلقی کی خوبی پیدا کر پھر دیکھ کر تو اللہ کے بالکل قریب ہو جائے گا۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ

اَلشُّحُّ وَالْاِیْمَانُ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍo

کسی بندے کے دل میں بخل اور ایمان جمع نہیں ہو سکتے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی جلد 9 ص 161 کتاب السیر)

ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ کا کوئی ولی ایسا نہیں ہے جو سخاوت کا عادی نہ بنایا گیا ہو (کنز العمال)

اللہ کے ولیوں کو چونکہ اللہ سے محبت ہوتی ہے اس لیے اس کی مخلوق پر دل کھول کر خرچ کرتے ہیں ان کے اس فصل سے ہی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

لہٰذا جو شخص اللہ کا قرب چاہتا ہو اسے چاہیے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دو خصلتیں مسلمان میں جمع نہیں ہو سکتیں ایک بخل دوسری جھوٹ یعنی یہ دونوں برائیاں مسلمان میں نہیں ہو سکتیں''۔

ایک بزرگ کا قول ہے کہ بخل کرنے والے کے پاس نہ بیٹھو ورنہ تمہیں بھی بخیل بنا دے گا۔ بخل ایک مذموم عادت ہے جو انسان کو شیطان کا ساتھی بناتی ہے۔ بخیل کو ادنیٰ خرچ بھی ناقابل برداشت ہوتا ہے۔ حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بخیل کو دیکھنے سے دل سخت ہو جاتا ہے اور بخیل لوگوں سے ملاقات مومنوں کے دلوں کو پریشان کرتی ہے۔

<u>حکایت:</u> ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دو شعر پڑھے۔ جن کا مطلب یہ ہے کہ احسان اور حسن سلوک اس وقت احسان ہے جب کہ وہ اس کے اہل اور قابل لوگوں پر کیا جائے۔ نالائقوں پر احسان کرنا نامناسب ہے، پس اگر تو کسی پر احسان کرے یا کسی کو صدقہ دے تو خالص اللہ کے واسطے ہونا چاہیے۔ یا پھر اہل قرابت پر کیا کر کہ ان کا حق قرابت ان کی اہلیت پر غالب ہے اور اگر یہ دونوں باتیں کسی جگہ نہ ہوں تو نالائق پر احسان نہیں کرنا چاہیے (ان شعروں میں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ہی کی طرف اشارہ تھا کہ ان کی سخاوت اور بخشش ایسی عام تھی کہ ہر کس و ناکس پر بارش کی طرح برستی تھی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے یہ شعر سن کر فرمایا کہ یہ اشعار آدمی کو بخیل بناتے ہیں۔ میں تو اپنے احسان کو بارش کی طرح سے برساؤں گا۔ اگر وہ کریم اور قابل لوگوں تک پہنچ جائے تو وہ یقیناً اس کے مستحق ہیں کہ ان پر احسان کیا جائے اور اگر نااہلوں تک پہنچے تو میں اسی قابل ہوں کہ میرا مال نااہلوں کے پاس ہی جائے۔ (احیاء العلوم)

Marfat.com

2- بخیل جنت میں داخل نہ ہوگا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میری راہ میں خرچ کرو تو پھر اس ارشاد پر عمل نہ کرنا اچھی بات نہیں اور جو خدا کے اس فرمان پر عمل نہ کرے وہ جنت میں کیسے جا سکتا ہے۔ لہٰذا بخیل کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے کہ وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

عَنْ اَبِی بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ خَبٌّ وَّلَا بَخِیْلٌ وَّلَا مَنَّانٌ ۝

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں مکار، بخیل اور احسان جتانے والے داخل نہ ہوں گے۔ (۸۹)

اس حدیث میں جن لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ جنت میں نہ جائیں گے۔ ان میں ایک بخیل بھی ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے مطابق دھوکے باز بخیل اور صدقہ کر کے احسان جتلانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ لہٰذا اگر کسی شخص میں خدانخواستہ دھوکے بازی بخل اور احسان جتانے کی برائیاں ہوں تو اسے چاہیے کہ ان برائیوں کو ہمیشہ کے لیے ترک کر دے اور اللہ کے حضور سچی توبہ کرے تو وہ آخرت میں جنت میں داخل ہو سکے گا۔ اگر کوئی یہ برائیاں نہ چھوڑے تو پھر اس کا جنت میں جانا مشکل ہے۔ اللہ کے بندے چونکہ ایماندار، راست گو، سخی اور دوسروں کے خدمت گزار ہوتے ہیں اس لیے ان لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے دھوکے بازی ختم ہو جاتی ہے بخل کی بجائے سخاوت کی خوبی پیدا ہو جاتی ہے۔ لوگوں کو اذیت دینے کی بجائے لوگوں کی خدمت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے لہٰذا اگر تو آخرت میں جنت کا طالب ہے تو اللہ کے بندوں کا بن جا اور کسی مرد حق شناس کے پاس بیٹھا کر نتیجتاً تو خوبیوں کا گہوارہ بن جائے گا جس طرح پھولوں میں رہنے والا خوشبو

Marfat.com

سے محروم نہیں ہو سکتا۔ اس طرح اللہ کے بندوں کی توجہ میں آنے والا بھی خوبیوں کا گہوارہ بن جاتا ہے۔

مندرجہ بالا حدیث ایک اور طرح یوں بھی مروی ہے

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ بَخِیْلٌ وَلَا خَبٌّ وَلَا خَائِنٌ وَلَا سَیِّئُ الْمَلَکَةِo

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بخیل' مکار' خیانت کرنے والا اور بد اخلاق جنت میں نہیں جائے گا۔ (۹۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا فرمایا تو اس سے فرمایا زینت اختیار کر اس نے اپنے آپ کو مزین کیا پھر فرمایا اپنی نہروں کو ظاہر کر اس نے سلسبیل کافور اور تسنیم کے چشمے ظاہر کیے تو ان چشموں میں شراب' شہد اور دودھ کی نہریں جاری ہو گئیں پھر فرمایا اپنا تخت' چھپر کھٹ' کرسی' زیور' لباس اور حور عین ظاہر کر اس نے ظاہر کیا اللہ تعالیٰ نے اسے دیکھا تو فرمایا کچھ کہو اس نے عرض کیا اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جو مجھ میں داخل ہو گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت کی قسم ہے میں کسی بخیل کو تیرے اندر نہیں ٹھہراؤں گا۔ (احیاء العلوم جلد سوم بخل)

حدیث پاک میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کہتے ہو کہ بخیل ظالم کی نسبت معذور تر ہوتا ہے (یعنی قابل معافی) لیکن حق تعالیٰ کے نزدیک اس سے بڑھ کر (یعنی بخل سے بڑھ کر) کون سا ظلم ہو سکتا ہے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت و عظمت کی قسم کھا کر کہا ہے کہ کسی بخیل کو بہشت میں داخل نہیں کیا جائے گا۔

Marfat.com

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخیل جنت میں نہیں جائے گا۔ (طبرانی)

3- بخیل خسارے میں رہ جائے گا

بخل کرنے والا ہمیشہ خسارے میں رہ جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے صحابہ کو بخل کے خسارے سے بچنے کے لیے یوں ترغیب دی:

عَنْ اَبِی ذَرٍّ قَالَ انْتَھَیْتُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَھُوَ جَالِسٌ فِی ظِلِّ الْکَعْبَۃِ فَلَمَّا رَاٰنِی قَالَ ھُمُ الْاَ خْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ فَقُلْتُ فِدَاکَ اَبِی وَاُمِّی مَنْ ھُمْ قَالَ ھُمُ الْاَکْثَرُوْنَ اَمْوَالًا اِلَّا مَنْ قَالَ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا وَھٰکَذَا مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ وَعَنْ یَمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ وَقَلِیْلٌ مَّا ھُمْ ٥

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ دیوار کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا رب کعبہ کی قسم وہ لوگ خسارے میں ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان وہ کون لوگ ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بہت زیادہ مال رکھنے والے مگر جو اپنے مالوں کو اس طرح اور اس طرح یعنی دائیں بائیں آگے اور پیچھے خرچ کرتے ہیں اور ایسے بہت کم ہیں یعنی جو نہیں دیتے وہ خسارے میں ہیں۔ (۹۱)

اس حدیث میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ خسارے والے لوگ کون ہیں یعنی جن کو دنیا اور آخرت میں کمی آئے گی تو پھر ان کی وضاحت کر دی کہ خسارے والے لوگ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے مگر وہ اس کی راہ میں خرچ نہیں کرتے

Marfat.com

کیونکہ اللہ مال کی کثرت اسی لیے عطا فرماتا ہے کہ اس کے دیئے ہوئے مال کو دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے خرچ کیا جائے۔

اللہ کی راہ میں دیتے رہنا اللہ کی اطاعت کی دلیل ہے اس لیے اسی کے عطا کردہ مال کو اس کی اطاعت میں نچھاور کرنا مومنوں کے لیے از حد ضروری ہے اور یہ یاد رکھا جائے کہ اللہ کے بندے ہمیشہ اللہ کی راہ میں دل کھول کر دیتے ہیں مگر ایسے بندے کم ہوتے ہیں کیونکہ مال کی کثرت ایک ایسا لالچ ہے جو انسان کو اللہ کی طرف جانے نہیں دیتا بلکہ مال دار لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی بجائے بے موقع اپنی نمود و نمائش کے لیے اپنی انا کی تقریبات میں بے پناہ خرچ کرتے ہیں مگر اللہ کی راہ میں دیتے ہی نہیں تو ایسے لوگ درحقیقت خسارے والے لوگ ہیں۔ ایک اور موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ دنیا میں زیادہ مال دار ہیں وہ آخرت میں غریب ہوں گے مگر جو لوگ حلال سے کما کر اللہ کی راہ میں دیتے ہوں گے وہ آخرت میں امیر ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر غور کیا جائے تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ میں نہ دینا آخرت کی غریبی ہے اور آخرت کی غریبی خسارہ ہی خسارہ ہے لہٰذا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دو مگر اس بات کا خاص خیال رکھو کہ پہلے حقوق العباد ادا کرو جن کی کفالت تمہارے اوپر ہے ان پر خرچ کرنے کے بعد جو کچھ تمہارے پاس ہو اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے یہی سیدھی راہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت کی تعریف کی گئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ وہ بہت روزے رکھنے والی اور رات کو قیام کرنے والی ہے لیکن اس میں بخل ہے آپ نے فرمایا تو اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ (احیاء العلوم)

حکایت: شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو اللہ نے اپنے کرم سے بہت کچھ عطا کیا تھا مگر وہ کنجوس اور بخیل تھا۔ وہ نہ خود کھاتا تھا اور نہ محتاجوں کے کھانے کا خیال کرتا تھا۔ نہ مسکین کو دیتا کہ کل کو اس کے کام آئے۔ دن رات سونے

Marfat.com

چاندی کی فکر میں لگا رہتا۔ سونا اور چاندی کمینے شخص کی قید میں تھا۔ ایک دن اس بخیل کے لڑکے نے وہ پوشیدہ مقام دیکھ لیا جہاں اس کا باپ سونا چاندی اور زر چھپا کر رکھتا تھا۔ اس کے لڑکے نے تمام خزانہ زمین سے نکال کر اس جگہ ایک پتھر رکھ دیا۔ اس کا لڑکا روپے پیسے سے بڑا بے پروا تھا وہ سونے چاندی کو کچھ نہ سمجھتا تھا۔ اس کے ہاتھ میں اگر ایک ہاتھ سے سونا چاندی آیا تو دوسرے ہاتھ سے اس نے اڑا دیا۔ ایسا فضول خرچ اور بد وضع تھا کہ اس کی ٹوپی اور لنگی بازار میں گروی رہتی تھی۔ جب اس کے لٹنے کی خبر اس کے باپ کو ہوئی تو باپ نے ستار حلق میں رکھا یعنی حلق سے رونے کی آوازیں نکالنے لگا۔ لڑکے نے ستار اور شہنائی بجانے والوں کو سامنے بلایا۔ باپ ساری رات رونے اور گڑ گڑانے کی وجہ سے نہ سویا۔ لڑکا صبح کو ہنسا اور بولا۔ اے میرے باپ سونا خرچ کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ رکھنے کے لیے پتھر اور سونا یکساں ہیں۔ سونا پتھر کی رگوں میں سے نکالا جاتا ہے تاکہ اسے دیں، پہنیں اور آرام سے کھائیں دنیا پرست کی ہتھیلی میں سونے کی مثال ایسی ہے جیسے سونا ابھی پتھر کے اندر ہو شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ جب تو متعلقین کے ساتھ زندگی میں برا ہے تو اگر وہ تیرا مرنا چاہیں تو شکوہ نہ کر۔ چشمارو کی طرح ہی وہ تجھ سے پیٹ بھر کر جب کھائیں گے جبکہ تو پچاس گز کی چھت سے نیچے گے گا۔ مالدار بخیل اشرفیوں اور چاندی پر جادو ہے جو خزانہ پر قائم ہے سی واسطے برسوں اس کا روپیہ رہتا ہے۔ کیونکہ اس طرح کا جادو اس پر چل رہا ہے۔ موت کے پتھر سے اس کو توڑیں گے۔ آرام سے خزانہ بانٹ لیں گے۔

لے جانے اور چیونٹی کی طرح جمع کرنیکے بعد اس سے پہلے کھا لے کہ تجھے قبر کے کیڑے کھائیں۔ سعدی کی باتیں مثال اور نصیحت ہیں۔ تیرے کام آئیں گی اگر تو عمل کرے گا۔ ان سے منہ موڑنا افسوسناک ہے کیونکہ انہی سے دولت پائی جا سکتی ہے (حکایات سعدی)

Marfat.com

4- اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا بخیل سے افضل ہے

اللہ تعالیٰ بخیلوں کو پسند نہیں کرتا بلکہ سخیوں عابدوں اور زاہدوں کو پسند کرتا ہے اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِّنَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِیْلُ بَعِیْدٌ مِّنَ اللّٰہِ بَعِیْدٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ بَعِیْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّارِ وَلَجَاھِلٌ سَخِیٌّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ عَابِدٍ بَخِیْلٍ○

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخی شخص اللہ تعالیٰ سے قریب، جنت سے قریب اور لوگوں کے قریب اور دوزخ سے دور ہے جب کہ بخیل اللہ سے دور جنت اور بندگان خدا سے دور ہے اور دوزخ سے قریب ہے اور سخی جاہل اللہ کو عابد بخیل سے زیادہ محبوب ہے۔ (۹۲)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں انفاق فی سبیل اللہ کرنے والا اللہ کے مقرب بندوں میں شامل ہو جاتا ہے اور جو اللہ کے قرب میں ہو وہ جنت کے قریب ہے اور جو اللہ کے قرب میں ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے کہ وہ اس کی عزت کریں کیونکہ وہ اللہ کی راہ میں دیتا ہے اور جو اللہ کی راہ میں دیتا ہے وہ لوگوں سے بھی قریب ہو جاتا ہے۔ جو مندرجہ بالا اصول کے برعکس امیر کبیر ہوتے ہوئے اللہ کی راہ میں نہ دے تو وہ جہنم کے قریب ہو جائے گا۔ لہٰذا اے لوگوں سخی بننے کی کوشش کرو۔ تاکہ تم اللہ کے قریب ہو جاؤ کیونکہ یہ بات اللہ کو اچھی نہیں لگتی کہ ایک شخص اللہ کا عابد ہو لیکن وہ اللہ کی راہ میں کچھ نہ دیتا ہو لہٰذا فرضی عبادت کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ کی راہ میں دینا بھی ضروری ہے کیونکہ عابد سخی اللہ تعالیٰ کو بخیل سے زیادہ پیارا لگتا ہے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ اسلام نے ایک دن شیطان سے پوچھا کہ تم کو کوئی اچھا لگتا ہے اور کس شخص سے تم سب سے زیادہ نفرت رکھتے ہو تو شیطان نے جواب دیا کہ مجھے بخیلوں سے محبت ہے اور سخیوں سے نفرت ہے تو حضرت یحییٰ علیہ اسلام نے پوچھا ایسا کیوں ہے تو اس نے جواب دیا کہ بخیل بخل کی وجہ سے بخشا نہیں جائے گا اس لیے مجھے بخیلوں کے بارے میں کوئی فکر نہیں بلکہ بخیل کا بخل ہی جہنم میں لے جانے کیلئے کافی ہو گا لیکن سخی سے مجھے ہر وقت یہ فکر رہتی ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اسے سخاوت کی بنا پر بخش نہ دے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یَبْغَضُ الْبَخِیْلَ فِیْ حَیَاتِہٖ اَلسَّخِیَّ عِنْدَ مَوْتِہٖ٥

بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص کو ناپسند کرتا ہے جو زندگی میں بخیل ہو اور مرتے وقت سخی ہو جائے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص سخاوت کرتا ہے وہ اللہ جل شانہ کے ساتھ حسن ظن کی وجہ سے کرتا ہے اور جو بخل کرتا ہے وہ حق تعالیٰ کے ساتھ بدظنی سے کرتا ہے۔

(کنز العمال)

حسن ظن کا مطلب یہ ہے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ جس مالک نے یہ عطا فرمایا وہ پھر بھی عطا فرما سکتا ہے اور ایسے شخص کو اللہ سے قریب ہونے میں کیا تردد ہے اور بدظنی کا مطلب یہ ہے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ ختم ہو گئے تو پھر کہاں سے آئیں گے؟ ایسے شخص کا اللہ سے دور ہونا ظاہر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خزانہ کو بھی محدود سمجھتا ہے حالانکہ آمدنی کے اسباب اسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بخیل دنیا میں مفلسوں اور قلاشوں جیسی زندگی بسر کرے گا مگر آخرت میں امیروں جیسا حساب کتاب دے گا۔

Marfat.com

آپ ہی کا ایک اور فرمان ہے کہ صاحب مال اکثر بخیل ہوتے ہیں۔

ایک دانشور کا قول ہے کہ مالدار کو بخل خراب کرتا ہے جبکہ سخی کو افسوس خراب کرتا ہے۔ مالدار بخیل عموماً وعدہ خلاف ہوتا ہے کیوں کہ دولت کا طمع اسے وعدہ پورا کرنے سے روکتا ہے۔

5- بخل دوزخ کا ایک درخت ہے

بخل دوزخ میں لے جانے والے اعمال سے ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوزخ کا ایک درخت کہا ہے۔ اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک یہ ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ السَّخَاءُ شَجَرَةٌ فِی الْجَنَّةِ فَمَنْ کَانَ سَخِیًّا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْهَا فَلَمْ یَتْرُکْهُ الْغُصْنُ حَتّٰی یُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَالشُّحُّ شَجَرَةٌ فِی النَّارِ فَمَنْ کَانَ شَحِیْحًا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْهَا فَلَمْ یَتْرُکْهُ الْغُصْنُ حَتّٰی یُدْخِلَهُ النَّارَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخاوت جنت کا ایک درخت ہے سخی اس کی شاخیں پکڑتا ہے اور یہ شاخیں اس کو جنت میں داخل کیے بغیر نہیں چھوڑیں گی۔ اسی طرح بخل بھی دوزخ کا ایک درخت ہے پس جو بخیل ہوتا ہے وہ ان شاخوں کو پکڑتا ہے اور وہ شاخیں اسکو دوزخ میں داخل کیے بغیر نہ چھوڑیں گی۔ (بیہقی)

اس حدیث میں سخاوت اور بخل کو جنت اور دوزخ کا درخت قرار دے کر یہ سمجھایا گیا ہے کہ سخاوت انسان کو جنت میں لے جائے گی جبکہ بخل کرنے والے کو جہنم میں ڈالا جائے گا یعنی جو بخل کے درخت کی شاخ پکڑے گا تو وہ لامحالہ جہنم ہی

Marfat.com

میں جائے گا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام سخا ہے سخاوت اسی سے پیدا ہوئی ہے اور جہنم میں ایک درخت ہے جس کا نام شح ہے جس سے بخل یعنی شح پیدا ہوا ہے لہٰذا بخیل جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (کنز العمال)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخاوت اللہ تعالیٰ کے جود و سخا سے ہے تم سخاوت کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تم پر جود فرمائے اللہ تعالیٰ نے سخاوت کو پیدا فرما کر ایک مرد کی صورت دی اور اس کے سر کو طوبیٰ درخت کی جڑ میں مضبوط کر دیا اور اس کی ٹہنیوں کو سدرۃ المنتہیٰ کی ٹہنیوں سے باندھ دیا اور اس کی بعض شاخوں کو دنیا کی طرف لٹکا دیا تو جو آدمی اس کی کسی ٹہنی سے لٹک جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرتا ہے بیشک سخاوت ایمان سے ہے اور ایمان والے جنت میں جائیں گے اور اللہ تعالیٰ نے بخل کو اپنے غضب سے پیدا کیا اور اس کا سر زقوم (تھوہر) کے درخت کی جڑ میں مستحکم کر دیا اس کی بعض شاخوں کو زمین کی طرف لٹکایا تو جو شخص اس کی کسی ٹہنی کو پکڑتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرتا ہے بخل کفر (ناشکری) ہے اور ناشکری کرنے والا جہنم میں جائے گا۔ (۹۳)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

اَلسَّخَاءُ شَجَرَةٌ تَنْبُتُ فِی الْجَنَّةِ فَلَا یَلِجُ الْجَنَّةَ اِلَّا سَخِیٌّ وَالْبُخْلُ شَجَرَةٌ تَنْبُتُ فِی النَّارِ فَلَا یَلِجُ النَّارَ اِلَّا بَخِیْلٌ ۝

سخاوت ایک ایسا درخت ہے جو جنت میں اگتا ہے پس جنت میں سخی ہی داخل ہوگا اور بخل ایک ایسا درخت ہے جو جہنم میں اگتا ہے پس بخیل جہنم میں جائے گا۔ (۹۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخیل جنت سے دور، اللہ سے دور اور لوگوں سے دور ہے مگر جہنم سے قریب ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے یہ بات اپنے اوپر واجب کر لی ہے کہ وہ سخی کو جنت میں اور بخیل کو جہنم میں بھیجے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہے اور جنت سے دور ہو جاتا ہے مگر دوزخ کے بالکل قریب پہنچ جاتا ہے آپ ہی کا ایک اور ارشاد ہے کہ بخیل دشمن خدا ہے اگرچہ کتنا بڑا زاہد ہی کیوں نہ ہو۔

6- بخل بدترین خصلت ہے

بخل بدترین خصائل میں سے ہے اچھی عادتیں قابل تعریف ہوتی ہیں اور بری عادتیں قابل مذمت ہیں اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مندرجہ ذیل ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَرُّ مَا فِی الرَّجُلِ شُحٌّ خَالِعٌ وَّجُبْنٌ خَالِعٌ o

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا انسان میں دو بری عادتیں یعنی انتہائی بخل اور انتہائی بزدلی ہیں (ابوداؤد)

ایک اور حدیث میں رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

لَا یَنْبَغِیْ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّکُوْنَ بَخِیْلاً وَّلَا جُبَانًا o

کسی مومن کے لیے مناسب نہیں کہ وہ بخیل اور بزدل ہو۔

(احیاء العلوم جلد سوم باب بخل ص 573)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنولحیان کے وفد سے پوچھا کہ تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ جد بن قیس ہمارے سردار ہیں لیکن وہ بخیل آدمی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخل سب سے بڑی بیماری ہے۔ اس لیے تمہارا سردار حضرت عمرو بن جموح ہے۔

Marfat.com

ایک روایت میں ہے انہوں نے عرض کیا کہ جد بن قیس ہمارے سردار ہیں آپ نے فرمایا تم نے ان کو سردار کیوں بنایا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ وہ ہم میں سب سے زیادہ مالدار ہیں لیکن اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ ان میں بخل پایا جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخل سے بڑھ کر کونسی بیماری ہے وہ تمہارے سردار نہیں ہیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا سردار کون ہے آپ نے فرمایا تمہارا سردار بشر بن براء ہیں۔ (المستدرک للحاکم جلد۳ ص ۹۱۲ کتاب معرفۃ الصحابہ)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ کی ہمشیرہ حضرت ام البنین (رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا بخیل پر افسوس ہے اگر بخل قمیص ہوتی تو میں اسے نہ پہنتی اور اگر بخل راستہ ہوتا تو میں اس پر نہ چلتی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ شح (لالچ) بخل سے زیادہ بُرا ہے کیوں کہ لالچ کرنے والا شحیح اس چیز میں خواہش کرتا ہے جو دوسرے کے پاس ہوتی ہے حتیٰ کہ اسے لے لیتا ہے اور جو کچھ اس کے پاس ہے اس میں بھی طمع کرتا ہے جب کہ بخیل صرف اس چیز میں بخل کرتا ہے جو اس کے قبضے میں ہوتی ہے۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے مالوں کے ساتھ وہ چیز پاتے ہیں جو بخیل بھی پاتے ہیں لیکن ہم صبر کرتے ہیں یعنی ہم خرچ کر کے صبر کرتے ہیں۔

حکایت: روایت ہے کہ نوشیروان عادل کے پاس ایک حکیم ملکِ روم سے اور ایک حکیم ہند سے آیا اس نے ہند سے آئے ہوئے حکیم سے کہا کچھ کہو۔ اس نے کہا آدمیوں میں بہتر وہ ہے جو ملاقات میں سخی ہو اور غصہ میں ہوشیار اور کہنے میں متامل اور رفعت میں تواضع کرنے والا اور سب قرابت داروں پر شفقت کرنے والا ہو پھر حکیم رومی نے کہا کہ بخیل کا مال اس کے دشمن کو پہنچتا ہے اور جو شخص شکر گزاری نہ کرتا ہو اسے مقصد حاصل نہیں ہوتا اور جھوٹ بولنے والے بُرے افراد ہوتے ہیں اور چغل

خور فقیر ہو کر مرتے ہیں اور جو شخص کسی دوسرے پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر ایسے کو مسلط کرتا ہے جو اس پر رحم نہ کرے۔ بصرہ میں ایک بخیل مالدار تھا کسی ہمسائے نے اس کی دعوت کی اور قیمہ انڈوں کے ساتھ پکا ہوا سامنے رکھا وہ بہت سا کھا گیا پھر پانی بار بار پینے لگا یہاں تک کہ پیٹ پھول گیا اور شدید درد کی وجہ سے مرنے لگا اور پیچ و تاب کھانے لگا۔ جب برا حال ہوا تو اس کی کیفیت طبیب سے بیان کی گئی طبیب نے کہا کہ کوئی مضائقہ نہیں قے کر ڈال۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے مرنا قبول ہے مگر جو زائد خوراک میں نے کھائی ہے وہ کبھی قے نہ کروں گا۔ (احیاء العلوم)

محبوب تک رسائی کا اصول

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ”محبوب حقیقی کے حضور میں پہنچنا بہت مشکل ہے۔ جب تک انسان حرص و بخل سے بالاتر نہ ہو جائے محبوب تک رسائی ممکن نہیں۔ جیسا کہ کسی بزرگ نے فرمایا ہے۔

گل توحید نر دید بہ زمینے کہ دارد
خار شرک و حسد و کبر و ریا و کین است

ترجمہ: توحید کا پھول ایسی سرزمین میں چٹک کر نہیں مہک سکتا جو سراسر شرک و حسد فخر و تکبر اور بغض دریا کے کانٹوں سے اٹی پڑی ہو۔

حضرت یحییٰ برمکی کی باتیں

حضرت یحییٰ برمکی نے فرمایا کہ جس چیز اللہ کی راہ میں دینے کا فیصلہ کرلیا ہو پھر اس کے دینے میں دیر کرنا انتہائی درجے کا بخل ہے۔

آپ ہی کا ایک اور قول ہے کہ جس میں بخل اور علم تکبر کے ساتھ ہو اس سے کہیں زیادہ برا ہے کہ اس میں سخاوت اور علم کے ساتھ جہالت بھی ہو آپ ہی کا یہ بھی ارشاد ہے کہ بخل کا انجام غم دینا اور تباہ کرنا ہے۔

Marfat.com

آپ ہی کا ایک اور قول ہے کہ بخیل دولت کا مالک نہیں ہوتا بلکہ دولت اس کی مالک ہوتی ہے

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے سات سو علماء سے پوچھا کہ عقل مند کون ہے؟ دولت مند کون ہے؟ درویش کس کو کہتے ہیں اور بخیل کون ہوتا ہے؟ ان سب یعنی سات سو علماء نے ایک ہی جواب دیا' عقل مند وہ ہے جو دنیا کو دوست نہ رکھے اور دانا وہ ہے کہ دنیا اس کو فریب نہ دے سکے اور دولت مند وہ ہے جو اللہ کی تقسیم پر راضی ہو اور درویش وہ ہے جس کے دل میں زیادتی کی طلب نہ ہو اور بخیل وہ ہے جو حق تعالیٰ کے مال کا حق ادا نہ کرے۔

7- بخیل مالداروں کا زمانہ سب سے بُرا ہوگا

قیامت آنے سے پہلے کچھ علامات ظاہر ہوں گی ان علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہوگی کہ اس زمانے کے مالدار بخیل ہوں گے ایسا زمانہ لوگوں کے لیے بہت ہی برا ہوگا۔ اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا کَانَ اُمَرَاءُ کُمْ خِیَارَکُمْ وَاَغْنِیَاءُ کُمْ سُمَحَاءَ کُمْ وَاُمُوْرُکُمْ شُوْرٰی بَیْنَکُمْ فَظَھْرُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ بَطْنِھَا وَاِذَا کَانَ اُمَرَاءُ کُمْ شِرَارَکُمْ وَاَغْنِیَاءُ کُمْ بُخَلَاءَ کُمْ وَاُمُوْرُکُمْ اِلٰی نِسَآءِ کُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَّکُمْ مِّنْ ظَھْرِھَا ○

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تمہارے حکام نیک' تمہارے مال دار سخی اور تمہارے کام باہمی مشورے سے ہوں اور زمین کی پیٹھ تمہارے لیے اس

Marfat.com

کے پیٹ سے بہتر ہے اور جب تمہارے حکام شریر لوگ ہوں تمہارے مال دار بخیل ہو جائیں اور تمہارے کام عورتوں کی تحویل میں ہوں تو زمین کا پیٹ تمہارے لیے اس کی پیٹھ سے بہتر ہے۔(۹۵)

اس حدیث میں زمانے کی خوبیاں اور برے لوگوں کے خصائل بیان ہوئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں یہ بتایا ہے کہ زندگی اس وقت تک بہتر ہوگی۔ جب تک کہ مسلمانوں کے حکام امراء اور سردار نیک لوگ ہوں گے۔ معاشرے کے امیر لوگ سخی ہوں گے۔ یعنی وہ دل کھول کر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہوں گے۔ اس بہترین زمانے کی ایک علامت یہ بھی ہوگی کہ لوگوں کے معاملات باہمی مشوروں سے سرانجام پائیں گے یعنی مسلمانوں کا ایک مرکز ہوگا۔ جس پر وہ متحد اور متفق ہوں گے اپنے تمام معاملات اور امور کو ایک رائے کے مطابق طے کرتے ہوں گے لہٰذا زمانے میں جب یہ خوبیاں ہوں گی تو لوگوں کا جینا بہتر ہو گا۔ ایسا زمانہ مسلمانوں کے لیے بہت مبارک ہوگا۔ زندگی موت سے بہتر نظر آئے گی۔ لوگ کتاب وسنت کے مطابق عمل کرتے ہوں گے۔ لوگوں کو اللہ کی راہ پر چلنے کی توفیق نصیب ہوگی۔ ایسے زمانے کے لوگ بڑے خوش بخت ہوں گے۔ جنہیں نیک عمل کے ساتھ زندگی گزارنے کا موقع ملتا ہوگا۔ وہ بہت اچھا وقت ہوگا۔ پھر ایک وقت ایسا آئے گا کہ مسلمانوں کے حکمران برے ہوں گے۔ ان میں فسق و فجور اور ظلم جیسی برائیاں ہوں گی۔ دولت مند لوگ بخیل ہوں گے اپنی دولت کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی بجائے بڑھانے کے لالچ میں ہوں گے اور ایک برائی یہ بھی پیدا ہوگی کہ لوگوں کے معاملات کی سربراہی عورتوں کے ہاتھ میں آ جائے گی یعنی عورتیں زندگی کے ہر شعبے میں مردوں پر حکمرانی کرتی ہوئی نظر آئیں گی تو ایسا دور اچھا نہ ہوگا کیوں کہ اس برے دور میں کتاب وسنت کے مطابق عمل کرنا بڑا مشکل ہو جائے گا۔ ایسے زمانے میں جینا بڑا ہی مشکل ہوگا۔

Marfat.com

اس حدیث میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ جب بخل زیادہ پھیل جائے تو دوسری برائیاں بھی پھیلنے لگتی ہیں لہٰذا اس برے دور میں خاتمہ بالا یمان کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔

حضرت محمد بن منکدر رحمتہ اللہ فرماتے ہیں یہ بات مشہور تھی کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو برائی میں مبتلا کرنا چاہتا ہے تو برے لوگوں کو ان کا حاکم بنا دیتا ہے اور ان کا رزق ان میں سے بخیل لوگوں کے ہاتھ میں رکھ دیتا ہے۔

8-قرب قیامت میں بخل بہت زیادہ ہو جائے گا

قیامت آنے سے پہلے ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں بخل بہت زیادہ ہو جائے گا لوگ کنجوس ہو جائیں گے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے گریز کریں گے۔اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حسب ذیل ہے۔

عَنْ اَنَسٍ بِنْ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْدَادُ الْاَ مْرُاِلَّا شِدَّةً وَلَا الدُّنْيَا اِلَّا دِبَارًاوَلَا النَّاسُ اِلَّا شُحًّا وَّلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰى شِرَارِ النَّاسِ ٥

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دن بدن مصیبتیں زیادہ وں زگی اور بخل بڑھتا چلا جائے گا اور قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہو گی۔

قیامت برے لوگوں پر قائم ہو گی۔مندرجہ بالا حدیث کے مطابق جوں جوں قیامت آنے کا وقت قریب ہو گا۔لوگوں کی زندگیوں میں مصیبتیں بڑھ جائیں گی لوگ ہر وقت پریشان رہیں گے۔ برائیاں عام ہو جائیں گی اور اور خاص طور پر امیر لوگ اللہ کی راہ میں دینے سے بخل کریں گے۔اس لیے علم اور عقل کا تقاضا یہی ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کرنے بے پناہ دولت دے رکھی ہے وہ لوگ بخیل نہ بنیں اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنے زائد مال کو نیک کاموں پر خرچ کریں

Marfat.com

جس سے دوسرے مسلمانوں کو فائدہ حاصل ہو۔اسی طرح کی ایک اور حدیث مندرجہ ذیل ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَرْفَعُهُ قَالَ یَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَیَنْقُصُ الْعِلْمُ وَیُلْقَی الشُّحُّ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَیَکْثُرُ الْهَرْجُ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْهَرْجُ قَالَ الْقَتْلُ ○

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمانہ مختصر ہو جائے گا۔علم دنیا سے اُٹھ جائے گا۔بخل پیدا ہو جائے گا۔فتنے ظاہر ہوں گے اور ہرج بہت ہو گا۔صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہرج کیا چیز ہے۔آپ نے فرمایا قتل ہے۔(۹۶)

اس حدیث میں بھی پہلے والی بات کو دہرایا گیا ہے کہ قیامت آنے سے پہلے دنیا میں بے پناہ فتنے ظاہر ہوں گے۔اصل علم اٹھ جائے گا اور بخل پیدا ہو جائے گا۔لوگ ہر کام میں بخل سے کام لیں گے۔قتل و غارت اور فساد عام ہو جائے گا ایسا وقت آنے سے پہلے انسان کو چاہیے کہ وہ اللہ کی عبادت کرے اپنے گناہوں کی معافی مانگے صدقہ اور خیرات دینے میں بخل سے دور رہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں لوگ دولت کو اپنے دانتوں سے یعنی مضبوطی سے پکڑیں گے حالانکہ ان کو اس بات کا حکم نہیں دیا گیا۔بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپس میں فضل کو نہ بھلاؤ (احیاء العلوم جلد سوم باب بخل)

9-یوم حشر میں بخیل کی پیشی

یوم حشر میں اللہ کی بارہ گاہ میں بخیل کی جس طرح پیشی ہوگی اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مندرجہ ذیل ہے:

اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُجَاءُ بِابْنِ اٰدَمَ یَوْمَ

Marfat.com

الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ بُذَجٌ فَيُوقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اَعْطَيْتُكَ وَخَوَّلْتُكَ وَاَنْعَمْتُ عَلَيْكَ فَمَاذَا صَنَعْتَ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ جَمَعْتُهُ وَ ثَمَّرْتُهُ وَتَرَكْتُهُ اَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِيْ بِهٖ كُلِّهٖ فَيَقُوْلُ لَهٗ اَرِنِيْ مَاقَدَّمْتَ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ جَمَعْتُهُ وَثَمَّرْتُهُ فَتَرَكْتُهُ اَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِيْ اٰتِكَ بِهٖ كُلِّهٖ فَاِذَا عَبْدٌ لَّمْ يُقَدِّمْ خَيْرًا فَيُمْضٰى بِهٖ اِلَى النَّارِ o

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن انسان کو اس طرح لایا جائے گا جس طرح کہ وہ بھیڑ کا بچہ ہے اللہ کے سامنے اسے کھڑا کیا جائے گا۔ پھر اللہ فرمائیگا میں نے تجھے سب کچھ دیا اور طرح طرح کے انعام کیے تو نے کیا کیا وہ کہے گا میں نے اسے جمع کیا اور اتنا بڑھایا کہ پہلے سے زیادہ کر کے چھوڑا پس تو واپس کرتا کہ میں وہ سب کچھ لے آؤں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھے یہ بتا کہ تو نے آگے کیا عمل بھیجا وہ پھر کہے گا میں نے جمع کیا اور اتنا بڑھایا کہ پہلے سے زیادہ ہو گیا۔ اے اللہ! تو مجھے واپس بھیج تا کہ میں وہ سب کچھ لے آؤں۔ پس اگر اس بندے نے نیکی آگے نہ بھیجی ہو گی تو اسے دوزخ کی طرف لے جا کر اس میں داخل کر دیا جائے گا۔ (۹۷)

انسان مادی چیزوں کو اس لیے جمع کرتا ہے تا کہ ضرورت کے وقت کام آئے لیکن ضرورت سے زائد مال کو جمع کرنا اللہ کو پسند نہیں اللہ چاہتا ہے کہ محنت سے کماؤ خواہ تجارت یا زراعت یا کسی اور حلال ذریعے سے کماؤ اور اسے روزمرہ کی زندگی میں استعمال کرو لیکن دوسے زیادہ دنیا کے مال کو اکٹھا کر کے رکھنا اللہ کو ناپسند ہے بلکہ اللہ کے نزدیک یہ بہتر ہے کہ اپنے زائد مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دو کیوں کہ وہی اللہ کی راہ میں دیا ہوا قیامت کے روز تمہارا اصل ذخیرہ شدہ عمل ہو گا جو اس دن کام آئے گا۔ مندرجہ بالا حدیث میں ایسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ قیامت

Marfat.com

کے روز لوگوں کو اللہ کی بارگاہ میں اس طرح لایا جائے گا جس طرح کہ بھیڑ کے بچے کو لایا جاتا ہے اس سے اللہ کہے گا کہ میں نے تجھ پر طرح طرح کے انعامات کیے تو نے ان نعمتوں کا کیا کیا وہ کہے کہ میں ان کو جمع کر کے دنیا میں چھوڑ آیا ہوں یا اللہ مجھے اس دنیا میں بھیجے تا کہ وہ جمع شدہ نعمتیں لے کر تیری بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں اللہ فرمائے گا کہ اس جمع شدہ مال کو میری بارگاہ میں لانے کا ایک ہی طریقہ تھا کہ تو اسے میری راہ میں خرچ کر ڈالتا کنجوس بن کے اسے جمع کر کے نہ رکھ چھوڑتا بخل کے قریب نہ جاتا تو نے میرا دیا ہوا مال میری راہ میں دینے سے بخل کیا ہے اور اس بخل کا نتیجہ یہ ہے کہ تمہیں دوزخ میں سزا دی جائے۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اصل عمل وہی ہوگا جو اللہ کے لیے کیا جائے گا اور اللہ کی راہ میں دیا ہوا مال آخرت میں ضرور کام آئے گا۔

10- غلہ روکنے والا بخیل ہوتا ہے

کھانے پینے کی چیزوں کو مہنگا کرنے کی غرض سے روکنا احتکار کہلاتا ہے شریعت میں احتکار ممنوع ہے یہ بھی بخل کی ایک صورت ہے کیوں کہ ذخیرہ اندوزی کرنے والا اللہ تعالیٰ پر عدم اعتماد کا اظہار کرتا ہے لہٰذا اس طرح کا بخل بھی شریعت میں جائز نہیں اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مندرجہ ذیل ہیں۔

عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ الْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُوْنٌ٥

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تاجر کو روزی دی جاتی اور ذخیرہ اندوز پر لعنت کی جاتی ہے۔ (۹۸)

دوسروں سے اشیاء کو خرید کر فروخت کرتے رہنا تجارت کہلاتا ہے اگر فروخت کیا جانے والا مال اس نیت سے روکا جائے کہ وہ مہنگا ہو جائے اور پھر منہ مانگے

Marfat.com

داموں فروخت کیا جائے تو اس طرح کی ذخیرہ اندوزی کو منع فرمایا ہے بلکہ اس پر لعنت کی ہے احتکار کرنے والے چونکہ دوسروں کو نقصان پہنچانے کی غرض سے کرتے ہیں اس لیے اسلام میں احتکار منع ہے۔

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ احْتَکَرَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ طَعَامَھُمْ ضَرَبَہُ اللّٰہُ بِالْجُذَامِ وَالْاِ فْلَاسِo

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو مسلمانوں کے کھانے والے اناج کو روک کر ذخیرہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر کوڑھ اور غربت کو مسلط کر دیتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَکَرَ طَعَامًا اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا یُرِیْدُ بِہِ الْغَلَاءَ فَقَدْ بَرِءَ مِنَ اللّٰہِ وَبَرِئَ اللّٰہُ مِنْہُo

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ذخیرہ اندوز برا آدمی ہے کہ بھاؤ سستا ہو جائے تو غمگین ہوتا ہے اور مہنگائی ہو جائے تو خوش ہوتا ہے (بیہقی)

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ احْتَکَرَ طَعَامًا اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ثُمَّ تَصَدَّقَ بِہٖ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کَفَّارَۃًo

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے چالیس روز اناج روکا پھر اس سے خیرات کی تو اس سے گناہ کا کفارہ ادا نہیں ہوگا۔

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ باہر سے لانے والے سے وہ شخص مراد ہے جو تجارت کی غرض سے دوسرے شہروں سے غلہ خرید کر لائے تاکہ

Marfat.com

لوگوں کے ہاتھ سستا فروخت کرے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزی دی جاتی ہے کیونکہ لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں' ان کی دعائیں اس کو لگتی ہیں اور روکنے والے سے وہ شخص مراد ہے جو روکنے کی نیت سے خرید کر رکھے اور لوگوں کو اس سے نقصان پہنچے۔ یعنی گرانی کے انتظار میں روکے رکھے اور باوجود لوگوں کی حاجت کے فروخت نہ کرے۔ اس پر لعنت ہے۔ یعنی بخل اور لالچ اور نفع کمانے کی غرض سے غلہ وغیرہ جن چیزوں کی لوگوں کو اپنی زندگی کے لیے احتیاج ہے' خرید کر روکے رکھے اور گرانی کی زیادتی کا دن بدن انتظار کرتا رہے' اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لعنت کی گئی ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ پہلی امتوں میں ایک بزرگ ریت کے ایک ٹیلہ پر سے گزرے۔ گرانی کا زمانہ تھا۔ وہ اپنے دل میں یہ تمنا کرنے لگے کہ اگر یہ ریت کا ٹیلہ غلے کا ڈھیر ہوتا تو میں اس سے بنی اسرائیل کو خوب کھلاتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے نبی پر وحی ارسال کی کہ فلاں بزرگ کو بشارت سنا دو کہ ہم نے تمہارے لیے اتنا ہی اجر و ثواب لکھ دیا جتنا کہ یہ ٹیلہ غلے کا ہوتا اور تم اس کو لوگوں میں تقسیم کر دیتے۔ (تنبیہ الغافلین)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمادیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں چھ چیزوں کی نصیحت کرتا ہوں۔ سب سے پہلی چیز اللہ پر بھروسہ اور یقین ان چیزوں کا جن کا اللہ نے خود ذمہ لے رکھا ہے۔ مثلاً رزق کا۔ دوسرے اللہ کے فرائض کو اپنے اپنے وقت پر ادا کرنا' تیسرے زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تروتازہ رہے' چوتھے شیطان کا کہانہ ماننا کیونکہ وہ ساری مخلوق سے حسد رکھتا ہے' پانچویں دنیا کے آباد کرنے میں مشغول نہ ہونا کہ وہ آخرت کو برباد کرے گی' چھٹے مسلمانوں کی خیر خواہی کا ہر وقت خیال رکھنا۔

فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدمی کی سعادت کی گیارہ علامتیں ہیں

Marfat.com

اوراس کی بدبختی کی بھی گیارہ علامات ہیں۔ سعادت کی گیارہ علامات یہ ہیں: 1- دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت کرنا 2- عبادت اور تلاوت قرآن کی کثرت 3- فضول بات سے احتراز 4- نماز کا اپنے اوقات پر خصوصی اہتمام 5- حرام چیز سے بچنا خواہ ادنیٰ درجہ کی ہو 6- صالحین کی صحبت اختیار کرنا 7- متواضع رہنا' تکبر نہ کرنا 8- سخی اور کریم ہونا 9- اللہ کی مخلوق پر شفقت کرنا 10- مخلوق کو نفع پہنچانا 11- موت کو کثرت سے یاد کرنا۔

اور بدبختی کی علامات یہ ہیں: 1۔ مال کے جمع کرنے کی حرص 2۔ دنیاوی لذتوں اور شہوتوں میں مشغولی 3۔ بے حیائی کی گفتگو اور بہت بولنا 4۔ نماز میں سستی کرنا 5۔ حرام اور مشتبہ چیزوں کا کھانا اور فاسق و فاجر لوگوں سے میل جول 6۔ بدخلق ہونا 7۔ متکبر اور فخر کرنے والا ہونا 8۔ لوگوں کو نفع پہنچانے سے یکسو رہنا 9۔ مسلمانوں پر رحم نہ کرنا 10 موت سے غافل ہونا (تنبیہ الغافلین)

11- بخل جنت کی راہ میں رکاوٹ ہے

بخل ایک ایسا فعل ہے جو آخرت میں جنت میں داخل ہونے میں رکاوٹ کا سبب بن سکتا ہے اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ یہ ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ تُوُفِّيَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ يَعْنِي رَجُلًا اَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَلَا تَدْرِيْ فَلَعَلَّهٗ تَكَلَّمَ فِيْمَا لَا يَعْنِيْهِ اَوْبَخِلَ بِمَا لَا يَنْقُصُهٗo

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے دوستوں میں سے ایک شخص کا انتقال ہو گیا' ایک شخص نے کہا تمہیں جنت کی خوشخبری ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نہیں جانتا شاید اس نے کبھی بے فائدہ بات کی ہو یا ایسی چیز میں بخیلی کی ہو جس

Marfat.com

سے اسے کچھ نقصان نہ ہوتا۔ (ترمذی جلد دوم ابواب زہد حدیث 99)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں یہ بتایا گیا ہے کہ آپ کے دور میں ایک شخص کا انتقال ہو گیا تو ایک شخص نے اس کے جنتی ہونے کی بشارت دی اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم کے بغیر کسی کے بارے میں جنت کی بشارت نہ دی جائے۔ ہوسکتا ہے کہ اس سے کبھی ایسی فضول باتیں ہو گئی ہوں جو اللہ کو ناپسند ہوں اور اسی طرح اس سے بخل ہو گیا ہو اس لیے بخل جنت کے راستے میں رکاوٹ ہے۔

اس حدیث سے ہمیں تین باتوں کی نصیحت حاصل ہوتی ہے پہلی بات یہ کہ کسی مرنے والے کے بارے میں ایک دم جنت کی پیش گوئی کرنا دوست نہیں دوسری بات یہ کہ فضول گوئی سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔ تیسری بات یہ ہے کہ بخل ایک بری عادت ہے اس لیے اس سے ہر ممکن بچنا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی کہتا ہے کہ ظالم کے مقابلے میں بخیل کا عذر زیادہ مقبول ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں بخل سے بڑھ کر کونسا ظلم ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت عظمت اور جلال کی قسم کھائی ہے کہ کوئی لالچی اور بخیل پہلے مرحلے میں جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(احیاء العلوم بحوالہ ترغیب والترہیب جلد۳ ص ۳۸۰ کتاب البر والصلہ)

ایک حدیث میں آیا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو اپنے دست مبارک سے بنایا۔ پھر اس کو آراستہ اور مزین کیا۔ پھر فرشتوں کو حکم فرمایا کہ اس میں نہریں جاری کریں اور پھل اس میں لٹکائیں۔ جب حق تعالیٰ شانہ نے اس کی زیب و زینت کو ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! میرے عرش پر بلندی کی قسم! تجھ میں بخیل نہیں آ سکتا۔ (کنز العمال)

حکایت: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک عورت نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور اس کا دایاں ہاتھ خشک ہو چکا تھا پس اس عورت نے عرض کیا اے اللہ کے نبی آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ میرے ہاتھ کو درست فرما دے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرا ہاتھ خشک ہو چکا ہے؟ اس عورت نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے جہنم کو سلگایا گیا اور جنت کو سنوارا گیا میں نے دوزخ کی آگ میں اپنی والدہ کو دیکھا کہ اس کے ایک ہاتھ میں چربی اور دوسرے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا کپڑا ہے ان دونوں سے وہ اپنے آپ کو جہنم سے بچا رہی ہے۔ میں نے اس سے کہا آپ کو کیا ہوا کہ میں تجھے اس گڑھے میں دیکھتی ہوں حالانکہ تو اپنے رب کی عبادت کرنے والی اور اپنے خاوند کو راضی رکھنے والی تھی۔ اس عورت نے کہا اے میری بیٹی میں دنیا میں بخل کرتی تھی اور یہ بخیلوں کی جگہ ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ تیرے ہاتھ میں چربی اور چھوٹا سا کپڑا کیا ہے؟ اس نے کہا ان دونوں چیزوں کا دنیا میں میں نے صدقہ کیا تھا۔ اس کے علاوہ میں نے پانی زندگی میں کوئی صدقہ نہ دیا۔

میں نے کہا کہ میرا باپ کہاں ہے تو وہ کہنے لگی کہ وہ سخی تھا اور سخی لوگوں کی جگہ میں ہوگا پھر میں جنت کی طرف آئی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا والد آپ کے حوض پر کھڑا لوگوں کو پانی پلا رہا تھا میں نے کہا اے میرے ابا جان میری والدہ اپنے رب کی فرمانبردار تھی اور آپ بھی اس سے راضی تھے وہ دوزخ کی آگ میں جل رہی ہے اور آپ لوگوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے پانی پلا رہے ہیں پس آپ مجھے حوض سے ایک چلو عطا کریں میرے باپ نے کہا اے میری بیٹی اللہ تعالیٰ نے بخیلوں اور گنہگاروں پر نبی پاک کے حوض کا پانی حرام فرما دیا ہے۔ پھر میں نے کہنے والے کی یہ آواز سنی کہ اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ کو خشک کر دے تو نے گنہگار بخیل عورت کو نبی پاک کے حوض کا پانی پلا دیا بس میں بیدار ہوئی تو میرا ہاتھ خشک ہو چکا تھا۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب حضور نے اس عورت کی بات سنی تو

Marfat.com

اپنے عصا مبارک کو اس کے ہاتھ پر رکھ دیا پھر فرمایا یا اللہ اس خواب کے طفیل جو اس نے بیان کیا تو اس کے ہاتھ کو درست فرما دے چنانچہ اس کا ہاتھ اسی طرح ٹھیک ہو گیا جس طرح کہ وہ پہلے تھا۔ (درۃ الناصحین ص 100)

12- سائل کو نہ دینا بخل کی علامت ہے

کسی کھانے پینے کی چیز کو ضرورت کی غرض سے ذاتی استعمال کے لیے رکھنا شرعاً جائز ہے لیکن اگر کوئی ایسا سائل آ جائے جو انتہائی ضرورت مند ہو اور اسے تمہاری اس چیز کی اشد ضرورت ہو تو اس صورت میں وہ چیز اس سائل کو دی جائے اس کے بارے میں ایک واقعہ مندرجہ ذیل ہے۔

عَنْ مَّوْلًى لِعُثْمَانَ قَالَ اُهْدِیَ لِاُمِّ سَلَمَةَ بِضْعَةٌ مِّنْ لَّحْمٍ وَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ اللَّحْمُ فَقَالَتْ لِلْخَادِمِ ضَعِيْهِ فِی الْبَيْتِ لَعَلَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُهُ فَوَضَعَتْهُ فِی كُوَّةِ الْبَيْتِ وَجَآءَ سَائِلٌ فَقَامَ عَلَی الْبَابِ فَقَالَ تَصَدَّقُوْا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمْ فَقَالُوْا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ فَذَهَبَ السَّائِلُ فَدَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا اُمَّ سَلَمَةَ عِنْدَكُمْ شَیْءٌ اُطْعِمُهُ نَعَمْ قَالَتْ لِلْخَادِمِ اذْهَبِیْ فَاْتِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ اللَّحْمِ فَذَهَبَتْ فَلَمْ تَجِدْ فِی الْكُوَّةِ اِلَّا قِطْعَةَ مَرْوَةٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ ذَالِكَ اللَّحْمَ عَادَ مَرْوَةً لِمَا لَمْ تُعْطُوْهُ السَّائِلَ ٥

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام روایت کرتے ہیں کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گوشت کا ایک ٹکڑا تحفہ میں بھیجا گیا چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت بہت مرغوب تھا لہٰذا انہوں نے خادمہ سے کہا کہ اس کو رکو شاید رسول خدا گوشت

تناول کریں۔ خادمہ نے گوشت کو طاق میں رکھ دیا۔ اسی دوران ایک سائل آیا اور دروازے پر کھڑے ہو کر صدا دی کہ صدقہ دو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں عطا فرمائے گا۔ گھر سے جواب ملا اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا کرے۔ سائل چلا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لائے تو معلوم فرمایا کھانے کے لیے کچھ ہے تو انہوں نے کہا جی ہاں موجود ہے اور خادمہ سے کہا کہ جا کر گوشت اٹھا لاؤ وہ گئی اور وہاں پتھر ایک ٹکڑا پڑا ہوا ملا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گوشت کا ٹکڑا پتھر بن گیا۔ تم نے اس کو سائل کو کیوں نہ دیا تھا۔ (بیہقی)

حضرت اصمعی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں میں نے ایک اعرابی سے سنا اس نے ایک شخص کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ وہ میری نگاہ میں چھوٹا ہے کیوں کہ اس کی نگاہ میں دنیا بہت بڑی ہے گویا وہ مانگنے والے کو موت کا فرشتہ سمجھتا ہے جب وہ اس کے پاس آتا ہے۔

بخیل کی ایک برائی یہ بھی ہے کہ اگر وہ کسی سائل کو کچھ دے ہی دے تو بعد میں اسے احسان جتا کر اذیت پہنچاتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ تین شخصوں کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے اور تین شخصوں کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے اور تین شخصوں کو اللہ تعالیٰ مبغوض رکھتا ہے جن کو محبوب رکھتا ہے، ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو کسی جماعت کے ساتھ جہاد میں شریک ہو اور دشمن کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ فتح ہو یا شہید ہو جائے۔ دوسرا وہ شخص جو کسی جماعت کے ساتھ سفر کر رہا ہو اور جب رات کا بہت سا حصہ گزر جائے اور وہ جماعت تھوڑی دیر آرام لینے کے لیے لیٹ جائے تو یہ کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگے، یہاں تک کہ تھوڑی دیر میں ساتھیوں کو آگے چلنے کے لیے جگا دے۔ تیسرا

Marfat.com

وہ شخص جس کا پڑوسی اس کو ستاتا ہو اور وہ اس کی اذیت پر صبر کرے' یہاں تک کہ موت یا سفر وغیرہ سے اس میں اور اس کے پڑوسی میں جدائی ہو جائے اور وہ تین شخص جن کو اللہ مبغوض رکھتا ہے' ایک قسمیں کھانے والا تاجر' دوسرا متکبر فقیر' تیسرا وہ بخیل جو صدقہ کر کے احسان جتلاتا ہو۔ (جامع الصغیر)

حکایت: حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حکایت ہے کہ ایک آدمی آ کر ان سے صرف نصف دینار کا سوال کیا۔ لیکن حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں پورا دینار دے دیا۔ جب اس عمل پر ان سے پوچھا گیا تو حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس مانگنے والے کا اپنا ظرف اور عزت نفس تھی۔ اگر اس میں مانگنے اور طلب کرنے کا حوصلہ تھا تو میں کیوں اپنی عزت نفسی کی پاسداری نہ کرتا۔ اگر اس سائل نے اپنے نفس کی حفاظت اور صیانت کو توڑ دیا تو میں کیوں بخل سے کام لوں۔

حکایت: ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے کہ ایک شخص کو دیکھا کہ کعبہ شریف کا حلقہ تھامے کھڑا تھا اور کہہ رہا تھا کہ "اے پروردگار اس گھر کی حرمت و عزت کے صدقے میرا گناہ بخش دے" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا' اے شخص تیرا گناہ کیا ہے؟ اس نے کہا میرا گناہ اتنا بڑا ہے کہ میں اسے اپنے لفظوں میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ فرمایا: تیرا گناہ بڑا ہے یا زمین؟ اس نے کہا میرا گناہ۔ فرمایا: تریا گناہ بڑا ہے یا آسمان؟ اس نے کہا: میرا گناہ۔ فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش؟ اس نے کہا میرا گناہ۔ فرمایا: تیرا گناہ بڑا ہے یا حق تعالیٰ؟ اس نے کہا حق تعالیٰ بہت بڑا ہے۔ فرمایا: بس اب بتاؤ تمہارا گناہ کیا ہے؟ اس نے کہا میرے پاس مال و دولت بہت زیادہ ہے لیکن جوں ہی کوئی سائل مجھے دور سے دکھائی دیتا ہے مجھے یوں معلوم ہونے لگتا ہے کہ بس آگ (چلی آ رہی) ہے جو مجھے جلا کر راکھ کر دے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے دور رہ کہ تیری آگ کہیں

Marfat.com

مجھے بھی نہ پھونک ڈالے۔ قسم ہے مجھے اس پاک پروردگار کی جس نے مجھے سیدھی راہ دکھانے کے لیے اس دنیا میں بھیجا ہے کہ اگر تو رکن اور مقام کے درمیان ہزار سال تک نماز پڑھتا رہے اور اس قدر گریہ وزاری کرے کہ تیرے آنسوؤں سے ندیاں بہنے لگیں اور ان کی وجہ سے درخت پیدا ہو جائیں لیکن تیری موت اسی حالت بخیلی میں ہو تو تیرا ٹھکانا پھر بھی دوزخ اور صرف دوزخ ہی رہے گا۔ تو نے یہ بھی نہ سوچا کہ بخل کفر میں ہے اور کفر کا مادہ آتش ہے کیونکہ تو نے یہ بھی نہ سنا کہ حق تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے جو شخص بخل کرتا ہے تو وہ خود اپنے سے بخل کرتا ہے اور تو نے باری تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی سنا کہ ''جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے ایسے ہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں۔ (تذکرۃ الواعظین)

حکایت: حضرت سعید بن خالد رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ مالدار تھے عرب میں ان کی ثروت ضرب المثل تھی۔ ان کا دستور تھا کہ جب کوئی حاجت مند ان کے پاس آتا تو جو موجود ہوتا' اس میں بخل نہ کرتے لیکن اگر کسی وقت کچھ نہ ہوتا تو اس کو ایک اقرارنامہ لکھ کر دے دیتے کہ جب میرے پاس کہیں سے کچھ آئے گا یا میں مرجاؤں تو اس رقعہ کے ذریعہ سے وصول کر لینا (اتحاف)

حکایت: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ کیا میں تجھ کو حضرت خضر کا حال سناؤں؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم خوشی سے تیار ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دن حضرت خضر بنی اسرائیل کے بازار میں ٹہل رہے تھے کہ ان کو ایک شخص ملا جو مکاتب تھا (مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس کے مالک نے اس کی آزادی کو روپیہ کی ایک خاص تعداد پر موقوف کر دیا ہو)۔ اس غلام نے حضرت خضر علیہ اسلام سے اللہ کے نام پر سوال کیا۔ حضرت خضر علیہ اسلام نے کہا میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں لیکن میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ اس نے کہا میں تجھ کو اللہ کا واسطہ

دیتا ہوں کہ مجھ کو کچھ دے۔ حضرت خضر علیہ اسلام نے کہا میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں اگر تو چاہے تو یہ ممکن ہے کہ مجھ کو غلام بنا کر فروخت کر دے میں غلامی کو اختیار کر لیتا ہوں لیکن اللہ کے نام کو بے قدر نہیں کر سکتا۔ اس سائل نے اس بات کو منظور کر لیا اور حضرت خضر علیہ اسلام کو ایک شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا اور قیمت اس شخص نے وصول کر لی جس نے حضرت خضر علیہ السلام کو فروخت کیا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک بوڑھا آدمی سمجھ کر حضرت خضر کی عزت کی اور ان کو کوئی کام نہیں بتایا حضرت خضر علیہ اسلام نے اپنے مالک سے کہا آپ مجھے کوئی کام بتائیے لیکن مالک نے کہا میں تم کو تکلیف نہیں دینا چاہتا۔ مگر جب حضرت خضر علیہ السلام نے اصرار کیا اس نے پتھروں کا ڈھیر بتایا اور کہا ان کو دوسری جگہ منتقل کر دیجئے۔ یہ کہہ کر مالک سفر پر چلا گیا اور جب سفر سے لوٹ کر آیا تو اس نے دیکھا کہ حضرت خضر علیہ السلام اس کام سے فارغ ہو چکے تھے۔ اس نے دیکھ کر تعجب کیا کیونکہ اس نے جو کام بتایا تھا وہ چھ آدمیوں کی طاقت ومحنت سے بھی زائد تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے مزید خدمت کا مطالبہ کیا تو پھر مالک نے کہا میں تجھ کو محنت میں ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ تم مجھ کو کچھ نصیحت کر دیا کرو کیونکہ میں تجھ کو خدمت کا اہل نہیں سمجھتا۔ لیکن جب حضرت خضر نے اصرار کیا تو اس نے مجبوراً ایک مکان بنانے کی خدمت سپرد کی اور خود سفر میں چلا گیا۔ جب وہ تین دن میں واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ مکان تیار ہو چکا تھا اب اس سے ضبط نہ ہو سکا اور اس نے کہا میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں سچ بتائیے آپ کون ہیں؟

حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اس نام کی عزت کے لیے میں نے غلامی اختیار کی تھی تو نے پھر اسی کے نام کا واسطہ دیا۔ پھر حضرت نے پورا واقعہ سنایا اور یہ بھی کہا کہ اے میرے مالک جس شخص سے اللہ کا واسطہ دے کر سوال کیا گیا اور اس نے باوجود قدرت کے سائل کو رد کر دیا تو وہ قیامت میں ایسی حالت کے ساتھ آئے گا کہ نہ اس کے جسم پر گوشت ہو گا اور نہ چمڑا۔ مالک ان تمام واقعات سے سخت متاثر ہوا

Marfat.com

اور حضرت خضر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ حضرت خضر علیہ السلام نے صرف آزادی کی خواہش کی اور مالک نے آپ کو آزاد کر دیا۔

13- امت کا فساد بخل اور لمبی امید میں ہے

فساد بہت بری چیز ہے جس قوم میں فساد رہتا ہو وہاں امن قائم ہونا محال ہے فساد بخل اور لمبی امید سے پیدا ہوتا ہے اس لئے بخل کو ہمیشہ ترک کر دینا چاہئے اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حسب ذیل ہے۔

عَنْ عَمرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ صَلَاحِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْیَقِیْنُ وَالزُّهْدُ وَ اَوَّلُ فَسَادِهَا الْبُخْلُ وَالْاَمَلُ ۔

حضرت عمرو بن شعیب ان کے والد ماجد ان کے جد امجد سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت کی پہلی اصلاح یقین کامل اور زہد اختیار کرنے سے ہوئی اور اس کے فساد کی ابتداء بخل اور لمبی امیدوں سے ہوئی۔ (۱۰۱)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ امت مسلمہ کی اصلاح اللہ تعالیٰ پر یقین کامل یعنی ایمان لانے سے ہوئی کیونکہ ایمان ہی درحقیقت نیک اعمال کی بنیاد ہے اس لیے جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو اور اس سے نیک اعمال کی توفیق مانگتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے اچھے کام کرنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے اور مسلمانوں کی پہلی اصلاح بھی ایمان کامل سے ہوئی اور ایمان کامل کے ساتھ انہوں نے زہد اختیار کیا آج بھی بری عادتوں کو ترک کرنے کا علاج ایمانِ کامل اور زہد ہے۔

امت میں جب فساد پیدا ہوا تو اس کی بنیاد بخل اور لمبی امید بنی۔ اس لیے معاشرے کو لمبی امیدوں سے بچانا چاہیے خیالی منصوبوں سے بخل پیدا ہو جاتا ہے آنے والے وقت کی فکر نہیں کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ پر یقین کامل رکھنا چاہیے کہ اللہ

Marfat.com

انسان کی ہر ضرورت کا کارساز ہے جب اللہ پر یقین کامل کی سوچ ذہن میں رہے گی تو انسان ہمیشہ کے لیے بخل سے محفوظ رہے گا۔

حکایت: حکایت ہے کہ محمد بن یحییٰ برمکی بخیل اور بدصورت تھا۔ کسی شخص نے اس کے رشتہ دار سے جس سے اس کو کمال الفت تھی اس کے دستر خوان کا حال پوچھا اس نے کہا دستر خوان چار انگلی سے بھی کم ہے اور پیالے ایسے چھوٹے ہیں کہ گویا خشخاش کھود کر بنائے ہیں۔ اس نے کہا کہ ایسے دستر خوان پر کون کھاتا ہے؟ اس نے کہا کہ کراماً کاتبین کھاتے ہیں پھر فرمایا کہ محمد بن یحییٰ کے ساتھ آخر کوئی کھاتا ہے یا نہیں۔ اس نے کہا مکھیاں البتہ کھاتی ہیں کہا تم تو اس کے مخصوص لوگوں میں سے ہو۔ یہ کیا بات ہے کہ تمہارے کپڑے پھٹے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا کہ مجھے سوئی میسر نہیں کہ اس سے درست کرلوں اور زیادہ کیا کہوں اگر بالفرض محمد بن یحییٰ کا ایک ایسا نیا کمرہ بغداد سے لے کر نوبہ تک لمبا سوئیوں سے بھرا ہوا ہو اور حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت جبرائیل و میکائیل علیہما السلام کے ساتھ آکر اس کمرے سے ایک سوئی حضرت یوسف علیہ السلام کے پیراہن کے ٹانکے کے لیے جو پیچھے سے پھٹ گیا تھا۔ مانگیں تو محمد بن یحییٰ کبھی نہ دے گا۔

14۔ بخیل کے لیے فرشتوں کی بددعا

فرشتے اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں اور وہ ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حمد ثناء میں مصروف رہتے ہیں جو لوگ اچھے کام کرتے ہیں ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں اور جو برائی کرتے ہیں ان کے لیے بددعا کرتے ہیں اس کے بارے میں حدیث پاک مندرجہ ذیل ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ یَوْمٍ یَصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْهِ اِلَّا مَلَكَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَیَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا٥

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندے صبح کرتے ہیں تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے الٰہی اپنی راہ میں خرچ کرنے والے کو اچھا بدلہ عطا فرما۔ دوسرا فرشتہ کہتا ہے اے اللہ بخیل کے مال کو تلف فرما۔ (۱۰۲)

فرشتے صبح شام اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق زمین پر اترتے ہیں۔ صبح کے وقت اترنے والے فرشتے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے حق میں دعا کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں اور دے جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے بلکہ اللہ کے مال کو اللہ کی راہ میں دینے سے بخل کرتے ہیں تو ان کے بارے میں ایک فرشتہ کہتا ہے کہ یا الٰہی اس بخل کرنے والے کا مال و دولت ضائع کردے۔ یہ بات صاحب حیثیت اور امیر لوگوں کے لیے باعث عبرت ہے کہ اہل بخل کے حق میں فرشتے بد دعا کریں۔ اے لوگو اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے ہمیشہ اس کی راہ میں خرچ کرتے رہو تاکہ فرشتے تمہارے حق میں اضافۂ رزق کے لیے دعا کرتے رہیں۔

حضرت کعب رحمتہ اللہ فرماتے ہیں ہر صبح دو فرشتے مقرر ہوتے ہیں جو یوں پکارتے ہیں یا اللہ مال روکنے والے کو جلدی ضائع کردے اور خرچ کرنے والے کو جلدی اجر عطا فرما۔ (احیاء العلوم)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر روز جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ دو فرشتے ندا کرتے ہیں جن کی آواز سوائے جن و انسان کے تمام مخلوق الٰہی سنتی ہے۔ وہ فرشتے پکار کر کہتے ہیں۔ اے لوگو! اپنے پروردگار کی طرف بڑھو کیونکہ جو مال تھوڑا ہو اور آدمی کی کفایت کرے وہ اس سے بہتر ہے کہ زیادہ مال ہو اور انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کردے۔

بعض احادیث میں آیا ہے کہ ہر شہر میں دو فرشتے باآواز بلند یہ دعا کیا کرتے ہیں۔ یا اللہ! تیری راہ میں جو اپنے مال کی خیرات کرتا ہے' اسے دنیا اور ثروت عطا کر اور جو بخل سے اپنے مال کو جمع رکھتا ہے' اس کی دولت کو جلد ضائع کر دے۔

15- قیامت میں بخل کی سزا

قیامت یوم حساب ہے اس سے قبل تمام دنیا مٹ جائے گی۔ حساب کے لیے اللہ تعالیٰ اہل دنیا کو زندہ فرمائے گا۔ اس کے بعد لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق جزاء یا سزا دی جائے گی اسی طرح بخل کرنے والوں کو بھی سزا ملے گی ان کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حسب ذیل ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ فَلَمْ یُؤَدِّ زَكٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِیْبَتَانِ یُطَوَّقُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ثُمَّ یَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَیْهِ یَعْنِیْ بِشِدْقَیْهِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَابَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۝

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے زکوۃ نہ نکالی تو وہ مال گنجے سانپ کی شکل میں لایا جائے گا جس کے سر پر دو کالے نشان ہوں گے۔ قیامت کے دن اس کا طوق بنایا جائے گا پھر اس کے دونوں جبڑوں کو ڈسے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں' میں تیرا خزانہ ہوں اور پھر قرآن مجید کی تلاوت کی" وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مال عطا کیا اور وہ اس میں بخل کرتے ہیں وہ اسے اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں' بلکہ یہ برا ہے اور قیامت کے دن وہی مال ان کے گلے کا طوق

Marfat.com

بنایا جائے گا۔ (۱۰۳)

اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو ضرورت سے زائد مال عطا فرما رکھا ہے ان کے ذمے مال کی زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہے لیکن اکثر لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے بلکہ کسی نہ کسی بہانے سے پس پشت ڈال دیتے ہیں تو انکے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ قیامت کے روز ان کے مال کو گنجا سانپ بنا دیا جائے گا اور اس سانپ کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے جس سے یہ معلوم ہو گا کہ یہ سانپ بہت زہریلا ہے اس دن اس سانپ کو بخیل کی گردن میں طوق کی مانند ڈالا جائے گا۔ وہ زہریلا سانپ مال دار کو بری طرح ڈسے گا اور یہ کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں کاش کہ تو نے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوتا اور بخل سے کام نہ لیا ہوتا اُس وقت بخیل کو بے حد احساس ہو گا کہ مجھے دنیا کی زندگی میں مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہنا چاہیے تھا۔ یہ بات ہر بخیل کے لیے قابل نصیحت ہے۔ اسے چاہیے کہ دنیا میں اپنے مال کو اللہ کی راہ میں دیتا رہے تاکہ اس روز شرمندگی نہ اٹھانی پڑے اور نہ ہی اسے عذاب ہو۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے معلوم نہیں بخل اور جھوٹ میں سے کونسا عمل جہنم کی زیادہ گہرائی میں لے جائے گا۔

بخل ان اعمال سے ہے جو انسان کو جہنم میں لے جائیں گے اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مندرجہ ذیل ہے۔

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلٰثَةٌ ذُوْسُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ وَّرَجُلٌ رَحِيْمٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِىْ قُرْبٰى وَمُسْلِمٍ وَّعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوْعِيَالٍ وَّاَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ اَلضَّعِيْفُ الَّذِىْ لَا زَبْرَلَهٗ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْكُمْ تَبَعٌ لَا يَبْغُوْنَ اَهْلًا وَّلَا مَالًا وَّالْخَائِنُ الَّذِىْ لَا يَخْفٰى لَهٗ طَمَعٌ وَّاِنْ دَقَّ اِلَّا خَانَهٗ وَرَجُلٌ لَايُصْبِحُ وَلَايُمْسِىْ اِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ

Marfat.com

اَهلِكَ وَمَالِكَ وَذَكَرَالْبُخلَ وَالْكِذْبَ وَالشِّنْظِيرُ الْفَحَّاشُ ۵

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتی تین ہیں ایک حاکم جو انصاف کرنے والا' خیرات کرنے والا اور نیکی کی توفیق والا ہو۔ دوسرا رحم والا آدمی جو ہر رشتہ دار اور ہر مسلمان کے لیے نرم دل ہو۔ تیسرا پاک دامن جو عیال دار ہو کر سوال کرنے سے بچے۔ جہنمی پانچ ہیں۔ ایک وہ کمزور رائے جن کا کوئی مقصد حیات نہیں۔ تمہارے درمیان رہیں تو تابع ہو کر رہیں۔ نہ بیوی بچوں کی تمنا اور نہ مال کی ۔ دوسرا وہ خائن کہ کوئی طمع اس سے پوشیدہ نہ ہو۔ معمولی چیزوں میں بھی خیانت کرتا ہے۔ تیسرا وہ آدمی جو ہر صبح وشام کو تمہیں' تمہارے بچوں اور مال میں دھوکا دے نیز بخل' جھوٹ اور بد خلق فحش گو کا ذکر بھی کیا۔ (مسلم شریف)

16 - اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والے کی مثال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات اپنے صحابہ کو مثال کے ذریعے کوئی چیز سمجھا دیتے تاکہ سننے والے کے دل میں نقش کر جائے۔ جس کی بنا پر وہ نیکی کی طرف مائل رہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بخیلوں کو ایک مثال کے ذریعے سمجھایا اس بارے میں ایک حدیث یہ ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ قَدِاضْطُرَّتْ اَيْدِيْهِمَا اِلٰى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيْهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ نِ انْبَسَطَتْ عَنْهُ وَجَعَلَ الْبَخِيْلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَاَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا ۵

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا بخیل اور صدقہ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں جیسی ہے کہ جن کے جسم پر لوہے کی زرہیں ہیں ان کے ہاتھ چھاتیوں اور گردنوں کے ساتھ باندھ دیئے گئے ہیں پس صدقہ کرنے والا جب صدقہ کرتا ہے تو اس کے ہاتھ کھل جاتے ہیں اور بخیل جب صدقے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ سکڑ جاتی ہے اور اس کا حلقہ اپنی اپنی جگہ تنگ ہو جاتا ہے۔ (۱۰۴)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُنْفِقِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلٍ عَلَیْهِ جُنَّتَانِ اَوْ جُبَّتَانِ مِنْ لَّدُنْ ثَدِیِّهِمَا اِلٰی تَرَاقِیْهِمَا فَاِذَا اَرَادَ الْمُنْفِقُ وَقَالَ الْاٰخَرُ فَاِذَ اَرَادَ الْمُتَصَدِّقُ اَنْ یَّتَصَدَّقَ سَبَغَتْ عَلَیْهِ اَوْ مُدَّتْ وَ اِذَا اَرَادَ الْبَخِیْلُ اَنْ یُّنْفِقَ قَلَصَتْ عَلَیْهِ وَاَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَّوْضِعَهَا حَتّٰی تُجِنَّ بِنَانَهٗ وَتَعْفُوَ اَثَرَهٗ قَالَ فَقَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه فَقَالَ یُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَّسِعُ۝

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور صدقہ کرنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے چھاتی سے گلے تک دو کرتے یا دو زرہیں پہنی ہوں جب خرچ کرنے والا یا صدقہ دینے والا صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ کشادہ ہو کر اس کے سارے بدن پر پھیل جاتی ہے اور جب بخیل خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ زرہ تنگ ہو جاتی ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ جم جاتا ہے اس کی پوروں کو چھپالیتا ہے اور اس کے نشانات کو مٹا دیتا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بخیل اس زرہ کو کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر وہ کشادہ نہیں ہوتی۔ (۱۰۵)

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه قَالَ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلَ الْبَخِیْلِ وَ الْمُتَصَدِّقِ کَمَثَلِ رَجُلَیْنِ عَلَیْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِیْدٍ قَدِاضْطُرَّتْ اَیْدِیْهِمَا اِلٰی ثَدْیَیْهِمَا وَتَرَاقِیْهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ کُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتّٰی تَغَشّٰی اَنَامِلَهُ وَتَعْفُوَ اَثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِیْلُ کُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَاَخَذَتْ کُلُّ حَلْقَةٍ مَکَانَهَا قَالَ فَاَنَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بِاِصْبَعِهٖ فِیْ جَیْبِهٖ فَلَوْرَاَیْتَهُ یُوَسِّعُهَا وَلَا تَوَسَّعُ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح بیان کی جن پر لوہے کی دو زرہیں ہوں اور ان کے ہاتھ ان کے سینوں اور گردنوں سے جکڑے ہوئے ہوں۔ صدقہ دینے والا جب صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس قدر کشادہ ہوجاتی ہے کہ اس کے پورے بدن حتیٰ کہ پوروں تک پھیل جاتی ہے اور اس کے نشانات مٹا دیتی ہے اور جب بخیل صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ تنگ ہوجاتی ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ پر جم جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلیوں سے اپنے گریبان کی طرف اشارہ فرما رہے تھے اگر تم دیکھتے تو کہتے کہ کشادہ کرنا چاہتے ہیں اور کشادہ نہیں ہوتی۔ (۱۰۶)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلَ الْبَخِیْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَیْنِ عَلَیْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِیْدٍ اِذَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَةٍ اتَّسَعَتْ عَلَیْهِ

حَتّٰى تُعْفِيَ اَثَرَهٗ وَاِذَا هَمَّ الْبَخِيْلُ بِصَدَقَةٍ تَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ فَانْضَمَّتْ يَدَاهُ اِلٰى تَرَاقِيْهِ وَانْقَبَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ اِلٰى صَاحِبَتِهَا قَالَ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فَيَجْهَدُ اَنْ يُّوَسِّعَهَا فَلَا يَسْتَطِيْعُ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جن پر لوہے کی دو زرہیں ہوں جب صدقہ دینے والا صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ کشادہ ہو جاتی ہے حتی کہ اس کے نشان مٹا دیتی ہے اور جب بخیل صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ زرہ اس پر تنگ ہو جاتی ہے ۔ اس کے ہاتھ اس کے گلے میں پھنس جاتے ہیں اور ہر حلقہ دوسرے میں گھس جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا بخیل اسے کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر وہ کشادہ نہیں ہوتی ۔(۱۰۷)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سخی جب اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی غرض سے اپنا مال خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس سچے جذبے کی بنا پر اس کا سینہ کشادہ ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ سخاوت کرنے کے لیے بالکل تیار رہتے ہیں کہ جونہی دل انہیں سخاوت کا حکم دیتا ہے تو وہ مال کو اللہ کی راہ میں کشادہ دلی کے ساتھ دے دیں لیکن بخیل کا سینہ تنگ ہوتا ہے یعنی اس کی سوچ میں کشادگی نہیں ہوتی اسکا دل اللہ کی راہ میں دینے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہوتا۔ غرض یہ کہ سخی جب انفاق فی سبیل اللہ کا ارادہ کرتا ہے تو توفیق الٰہی شامل حال ہو جاتی ہے۔ اور اس کے لیے نیکی کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ لیکن بخیل کے لیے اللہ کی راہ میں دینا مشکل ہو جاتا ہے اس لیے ہر انسان کو سخاوت کے لیے اللہ سے توفیق مانگتے رہنا چاہیے۔

Marfat.com

حکایت: کہا جاتا ہے کہ مروان بن ابی حفصہ بخل کی وجہ سے گوشت نہیں کھاتا تھا اور جب اس کا جی چاہتا تو وہ غلام کو بھیج کر بازار سے سری منگوا لیتا اور اسے کھاتا اس سے کہا گیا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ گرمیوں سردیوں میں سریاں ہی کھاتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا یہ ٹھیک ہے لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے اس کے نرخ کا علم ہے لہٰذا میں غلام کی خیانت سے محفوظ رہتا ہوں اور وہ مجھے دھوکہ نہیں دے سکتا اور یہ ایسا گوشت ہے کہ غلام اسے پکاتے وقت اس میں سے کھا نہیں سکتا۔ اگر وہ اس کی آنکھ، کان یا چہرے سے کھاتا ہے تو مجھے پتہ چل جاتا ہے پھر یہ کہ اس میں سے مجھے مختلف ذائقے حاصل ہوتے ہیں۔ آنکھ کا ذائقہ الگ ہے، کان کا ذائقہ مختلف ہے۔ اس کی گدی اور دماغ کے ذائقے بھی جدا جدا ہیں اور میں اس کے پکانے کی مشقت سے بھی محفوظ رہتا ہوں تو اس میں میرے لیے کئی آسانیاں جمع ہوتی ہیں۔
یہی شخص خلیفہ مہدی کے پاس جانے لگا تو اس کے گھر والوں میں سے ایک عورت نے کہا کہ اگر خلیفہ نے تجھے انعام دیا تو اس میں سے میرا حصہ کیا ہوگا؟ اس نے کہا اگر مجھے ایک لاکھ ملے تو تجھے ایک درہم دوں گا چنانچہ اسے ساٹھ ہزار درہم ملے تو اس نے اسے چار دانق دیے (ایک دانق درہم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے اس طرح چار دانق درہم کا 2/3 حصہ ہوتا ہے) ایک مرتبہ اس نے ایک درہم کا گوشت خریدا ادھر اس کے دوست نے اسے دعوت دی تو اس نے گوشت قصاب کو واپس کر دیا اور ایک دانق کا نقصان اٹھایا اور کہنے لگا مجھے فضول خرچی پسند نہیں۔ (احیاء العلوم)

17- گھریلو خرچے میں بخل کی مذمت

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ مال دولت ہونے کے باوجود گھریلو ضروریات پر خرچ کرنے میں بخل کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فعل کو اچھا نہیں سمجھا ہے بلکہ ایسا بخیل قابل مذمت ہے اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ یہ ہے۔

Marfat.com

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآئَتْ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَاكَانَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَهْلُ خِبَآءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ اَنْ يَذِلُّوْا مِنْ اَهْلِ خِبَائِكَ وَمَا اَصْبَحَ الْيَوْمُ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَهْلُ خِبَآءٍ اَحَبَّ اَلَيَّ اَنْ يَعِزُّوْا مِنْ اَهْلِ خِبَآئِكَ ثُمَّ قَالَتْ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ حَرَجٍ اَنْ اُطْعِمَ مِنَ الَّذِیْ لَهُ عِيَالُنَا قَالَ لَهَا لَا حَرَجَ عَلَيْكِ اَنْ تُطْعِمِيْهِمْ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ٥

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ حاضر بارگاہ ہوکر عرض گزار ہوئیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم، پہلے میں زمین کے اوپر بسنے والے ہر گھرانے سے آپ کے گھر کو اچھا اور معزز خیال نہ کرتی تھی لیکن آج مجھے زمین پر بسنے والے کسی گھر والوں کا معزز ہونا اتنا پسند نہیں جتنا آپ کے گھر والوں کا پھر عرض کی کہ بیشک ابوسفیان ایک بخیل آدمی ہیں۔ تو کیا میرے اوپر کوئی گناہ ہے کہ میں ان کے مال میں سے اپنے بچوں کو کھلاؤں؟ فرمایا کہ دستور کے مطابق کھلانے میں تمہارے اوپر کوئی گناہ نہیں ہے (بخاری)

حضرت ہند بنت عتبہ ابن ربیعہ کی صاحبزادی اور ابوسفیان کی بیوی تھیں فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابوسفیان کے ہمراہ مسلمان ہوئیں۔ وہ بڑی فصیح و بلیغ عاقلہ تھیں۔ مسلمان ہونے سے پہلے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کو پسند نہ کرتی تھیں مگر جب وہ مسلمان ہوگئیں تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانہ کو سب سے معزز اور پسندیدہ قرار دیا۔ فتح مکہ کے موقع پر جب حضرت ہند بنت عتبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست رحمت پر دوسری عورتوں کے ساتھ بیعت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس بات کا اقرار کرو کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ

Marfat.com

گی۔ نہ چوری کرو گی تو ہند نے عرض کیا کہ ابوسفیان ضرورت کے مطابق نہیں دیتے جس سے تنگی ہوتی ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اس کے مال سے اتنا لے لیا کرو جس سے تم اپنے بچوں کو دستور کے مطابق کھلاؤ سکو اور ان کی پرورش کر سکو نیز ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عورتو! اس بات پر بھی بیعت کرو کہ زنا نہیں کرو گی، نہ اپنے بچوں کو قتل کرو گی۔ آخر ہند اور دوسری عورتوں نے ان باتوں پر عمل کرنے کا اقرار کیا اور اس کے بعد اسلام کے اصولوں پر عمل پیرا ہو گئیں حضرت ہند بنت عتبہ کا انتقال حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں ہوا۔

اس حدیث سے ہمیں یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ گھریلو خرچ میں بخل نہیں کرنا چاہیے اور مال و دولت ہونے کے باوجود اپنے اہل وعیال کی ضروریات کو پس پشت ڈالنا اچھا نہیں ہے۔

18- اللہ کی راہ میں نہ دینے والا برا آدمی ہوتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے صحابہ کرام کو نہایت ہی برے آدمی کی نشانی بتائی کہ سب سے برا آدمی وہ ہے جس سے اللہ کے نام پر کچھ مانگا جائے اور وہ کچھ نہ دے اس کے بارے میں حدیث کا متن حسب ذیل ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ مَنْزِلًا قِيْلَ نَعَمْ قَالَ الَّذِیْ يُسْئَلُ بِاللّٰهِ وَلَا يُعْطِیْ بِهٖ ٥

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں لوگوں میں سے سب سے بدتر آدمی کا پتہ نہ دوں؟ لوگوں نے عرض کیا بتائیں تو آپ نے فرمایا جس سے اللہ کے نام پر کچھ مانگا جائے اور وہ اس کو نہ دے۔ (احمد)

Marfat.com

کھانا پینا، لباس پہننا اور رہنا انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے۔ اس لیے ہر انسان کے لیے رزق حلال کمانا ضروری ہے تاکہ کسب حلال سے کمائی ہوئی دولت سے بنیادی ضرورتیں پوری ہو سکیں چونکہ اللہ رزاق ہے جسے چاہتا ہے بے پناہ دے دیتا ہے مگر کسی کے مالی حالات تنگ ہوتے ہیں تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ نے صاحب ثروت لوگوں کو تاکید کی ہے کہ وہ اپنے زائد مال و دولت کو اللہ کی راہ میں ان لوگوں کو دیں جو نہایت ہی غربت اور تنگی کا شکار ہوں جن کی مالی حالت اتنی کمزور ہو کہ انہیں کھانا میسر نہ آتا ہو اس طرح مال داروں کے دلوں میں اللہ کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہوگا اور اللہ ان کے مال کو اور بڑھائے گا۔ مگر اللہ ایسے لوگوں کو بالکل پسند نہیں کرتا جن سے کوئی ضرورت مند اس کے نام پر مانگے اور وہ خوشی سے نہ دیں یا سائل کو جھڑک دیں اس لیے یہ بات نہایت ہی قابل غور ہے کہ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے اس کی راہ میں دیتے رہنا ہر حال میں بہتر ہے۔

حضرت ضحاک نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد

اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا (پ 22 یٰسین: 8)

بے شک ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے

کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے بخل مراد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ہاتھوں کو اپنے راستے میں خرچ کرنے سے روک دیا پس ان کو ہدایت کی راہ نہیں ملتی۔

حدیث شریف میں ہے کہ بخل سے پانچ بری خصلتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

مکر و فریب اور مال جمع کرنے کا لالچ اور خرید و فروخت میں جھوٹ بولنا۔

معاملات اور وعدہ میں عہد شکنی کرنا اللہ اور اس کے رسول کے وعدوں کو شک سے دیکھنا۔

بخیل آدمی مشرکوں کا ساتھی اور شیطان کا دوست ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے فرمایا کہ تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بغیر کسی جرم و گناہ کے نصرت کرتا۔

1-زیادہ کھانے والا 2-مغرور 3-بخیل۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ بخیل ہمیشہ ذلیل وخوار ہوتا ہے دنیا میں اس لیے ذلیل ہوتا ہے کہ وہ ضرورت کے وقت خرچ نہیں کرتا اور آخرت میں اس لیے ذلیل ہوگا کہ اسے ذلت آمیز عذاب ملے گا۔

حکایت: ایک خدارسیدہ درویش اپنی کسی ضرورت کے لیے ایک دولت مند آدمی کے دروازے پر گئے۔ یہ شخص سخت بخیل اور متکبر تھا۔ اس نے اپنا دروازہ بند کرلیا۔ درویش نے بہت صدائیں دیں لیکن اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ قریب ہی ایک اندھا رہتا تھا اس نے سنگ دل امیر کے دروازے پر سائل کی صدائیں سنیں تو لاٹھی سے راستہ ٹٹولتا ہوا باہر آیا اور سائل کے پاس آ کر نہایت عاجزی سے کہا کہ میرے غریب خانہ پر تشریف لائیے اور مجھ مسکین کا نان ونمک قبول فرمائیے۔ درویش نے نیک اندھے کی درخواست قبول کرلی اور کھانا کھا کر دعا کی یا الٰہی اس کی آنکھوں کو روشن کردے۔ اندھا رات کو سویا تو اس کی آنکھوں سے پانی کے چند قطرے نکلے صبح اس نے آنکھ کھولی تو اس کی بصارت لوٹ کر آئی۔ یہ خبر جلد ہی سارے شہر میں پھیل گئی جب اس بخیل کے کانوں میں اس کی خبر پڑی تو کف افسوس ملتا ہوا بینائی کی دولت پانیوالے کے پاس گیا اور پوچھا کہ اے نیک بخت! بتا یہ دولت تجھے کیسے مل گئی اس نے جواب دیا کہ تو کم نظر اور بے عقل تھا کہ دنیا کے لالچ میں ایک بزرگ پر اپنے گھر کا دروازہ بند کرلیا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ بزرگوں کی خدمت کرنے سے بصیرت بھی ملتی ہے اور بصارت بھی۔ یہ سن کر بد بخت بخیل بصد حسرت یہ کہتا ہوا وہاں سے رخصت ہوا۔

کہ شہباز من صید دام تو شد
مرا بود دولت بنام تو شد

Marfat.com

ہائے افسوس کہ یہ شہباز میرا تھا لیکن تیرے جال میں پھنس گیا۔ یہ دولت میرے گھر میں آئی تھی لیکن میں بدبختی کی وجہ سے محروم رہا اور تجھے مل گئی۔

بخل ذلت کی علامت ہے

ذلت اور آزمائش والی مسکنت نہایت ہی بری چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بعض نافرمان قوموں کو دوسروں کی نظروں میں ذلیل اور رسوا کر دیا ان کے مالی وسائل اتنے تنگ ہوئے کہ ان کے لیے زندگی گزارنا مشکل ہو گیا اس طرح کی ذلت سے ہمیشہ پناہ مانگنی چاہیے بلکہ ہر وقت اللہ کے حضور دعا گو رہنا چاہیے کہ وہ اپنے بندوں کو ہمیشہ باعزت رکھے۔ بخل کی عادت ذلت آمیز ہے اس لیے اس سے بچنے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حسب ذیل ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْسَابُكُمْ هٰذِهٖ لَيْسَتْ بِمَسَبَّةٍ عَلٰى اَحَدٍ كُلُّكُمْ بَنُوْا اٰدَمَ طَفُّ الصَّاعِ بِالصَّاعِ لَمْ تَمْلَئُوْهُ لَيْسَ لِاَ حَدٍ عَلٰى اَحَدٍ فَضْلٌ اِلَّا بِدِيْنٍ وَّتَقْوٰى كَفٰى بِالرَّجُلِ اَنْ يَّكُوْنَ بَذِيًّا فَاحِشًا بَخِيْلًا ۝

حضرت عقبہ بن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تمہارے یہ نسب کسی کو گالی دینے کے لیے نہیں ہیں۔ تم سب حضرت آدم کی اولاد ہو۔ صاع کو صاع میں ڈالنا اسے نہیں بھرتا۔ تم میں سے ایک کو دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں مگر دین اور تقویٰ کے باعث۔ آدمی کی ذلت کے لیے زبان دراز' فحش گو اور بخیل ہونا کافی ہے۔ (مسند احمد۔ بیہقی)

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری امت کو چند باتوں کی نصیحت فرمائی ہے کہ حسب ونسب کے لحاظ سے کسی کو گالی نہیں دینی چاہیے یعنی یہ نہ کہنا چاہیے کہ تمہارا تعلق نیچ ذات سے ہے اور میرا تعلق اونچے حسب ونسب سے ہے

Marfat.com

اس طرح کرنے سے دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ونسب کی لعن طعن سے منع فرمایا ہے اور اس بات کا احساس دلایا ہے کہ تم ایک ہی باپ یعنی حضرت آدم کی اولاد سے ہو اس لیے کسی کو کم تر نہ سمجھو کہ تم ایک ہی باپ یعنی حضرت آدم کی اولاد سے ہو۔ امارت اور غربت اللہ کی طرف سے ہے۔ جب وہ کسی کو مال ودولت دینا چاہتا ہے تو وہ اسے دولت عطا فرما کہ امیر بنا دیتا ہے فضیلت صرف دین اور تقویٰ کے باعث ہے جتنا کوئی دین اسلام پر عمل پیرا ہوگا۔ متقی اور پرہیز گار ہوگا تو وہ صاحب فضیلت ہے تو اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ کسی آدمی کے ذلیل ہونے کے لیے زبان درازی فحش گوئی اور بخل کافی ہے جو شخص زبان دراز ہو یعنی زبان سے گالی گلوچ کرتا ہو دوسروں کے لیے تحقیر آمیز الفاظ استعمال کرتا ہو۔ اکثر گالی نکالنے سے پرہیز نہ کرتا ہو تو ایسا آدمی دوسروں کی نظروں میں گر جاتا ہے۔ اور دوسرے لوگوں کو ذلیل سمجھنے کے بجائے خود ذلیل ہو جاتا ہے اسی طرح جو شخص بخیل ہو تو وہ دوسروں کی نظر میں گر جائے گا لوگ اسے اچھا نہیں سمجھیں گے۔ المختصر انسان کو لوگوں کی نظروں میں ذلیل نہیں بلکہ با عزت رہنے کے لیے اللہ کی راہ میں کچھ نہ کچھ دیتے رہنا چاہیے۔

بخیل کا مفہوم کیا ہے؟

متعدد علماء سے سوال کیا گیا کہ دانش مند' دولت مند' بخیل' دانا' درویش کا مفہوم کیا ہے اور سب نے یہی جواب دیا کہ دانشور وہ ہے جو قصاد قدر پر مطمئن رہے۔ دانا وہ ہے جو فریب دنیا میں مبتلا نہ ہو سکے۔ درویش وہ جو زیادہ طلب نہ کرے اور بخیل وہ ہے جو دولت کو مخلوق سے زیادہ عزیز تصور کرتے ہوئے کسی کو ایک دانہ تک نہ دے۔

حکایت: ایک دولت مند بخیل کا لڑکا سخت بیمار تھا۔ اس کے خیر خواہوں نے اس سے کہا کہ قرآن مجید کا ختم کر دیعنی ایک قرآن مجید پڑھ کر۔ اس کی صحت یابی کے لیے دعا کر دیا قربانی یعنی صدقہ دو بخیل سوچ میں پڑ گیا اور پھر کہنے لگا کہ قرآن ختم

Marfat.com

کرنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ قربانی کے جانوروں کا ریوڑ بہت دور ہے۔ ایک صاحب دل نے سنا تو کہا قرآن ختم کرنا اسے اس لیے پسند آیا ہے کہ قرآن تو اس کی نوک زبان پر ہے اور روپیہ اس کی جان میں اٹکا ہوا ہے۔

دریغا گردن طاعت نہادن

گرش ہمراہ بودے دست دادن

بدینارے چو خر در گل بجانند

در الحمدے بخواہی صد بخوانند

عبادت الٰہی (اکثر لوگوں اور بالخصوص بخیلوں پر) بہت گراں گزرتی اگر اس کے ساتھ ہاتھ سے دینے کی شرط بھی ہوتی۔

بخیلوں کو ایک دینار بھی خرچ کرنا پڑے تو وہ کیچڑ میں پھنسے ہوئے گدھے کی مانند بن جاتے ہیں ہاں اگر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھواؤ تو سو بار پڑھ جائیں۔

بخیل کا مضحکہ خیز رویہ

ایک آدمی نے کسی دوست کی دعوت کی لیکن اسے کچھ بھی نہ کھلایا عصر تک روکے رکھا یہاں تک کہ جب بھوک شدید ہوگئی اور جنونی کیفیت ہونے لگی تو گھر والے نے ستار (گانے بجانے کا آلہ) لیا اور کہا تمہیں کون سی آواز پسند ہے اس نے کہا گوشت بھننے کی آواز پسند ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام میں بخل کرنے کو منع فرمایا ہے خاص کر کسی دوسرے کی تکلیف کو رفع کرنے میں بخل کرنا نہایت ہی قابل مذمت فعل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں ایک ارشاد فرمایا ہے جو حسب ذیل ہے:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِفُلَانٍ فِیْ حَآئِطِیْ عَذْقٌ وَّاِنَّہٗ قَدْ اٰذَانِیْ مَکَانُ عَذْقِہٖ فَاَرْسَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ بِعْنِیْ عَذْقَکَ قَالَ لَا قَالَ فَھَبْ لِیْ قَالَ

قَالَ لَا فَبِعْنِیهِ بِعَذْقٍ فِی الْجَنَّةِ فَقَالَ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَارَأَیْتُ الَّذِیْ هُوَ اَبْخَلُ مِنْكَ اِلَّا الَّذِیْ یَبْخَلُ بِالسَّلَامِ○

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے باغ میں فلاں شخص کا عذق کھجور کا درخت ہے اور اس درخت کے باعث وہ مجھے تکلیف پہنچاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا: اپنا درخت مجھے بیچ دو عرض کی نہیں فرمایا کہ مجھے ہبہ کر دو۔ عرض کی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم سے بڑھ کر بخیل نہیں دیکھا مگر جو اسلام میں بخل کرتا ہو۔ (مسند امام احمد۔ بیہقی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اگر کسی مسلمان کی کوئی چیز دوسرے کے لیے باعث اذیت ہو تو اس کی تکلیف کو رفع کرنے میں بخل کا اظہار نہیں کرنا چاہیے بلکہ کشادہ دلی کا مظاہرہ کیا جائے۔ یہ دنیا کے مال و اسباب موت کے بعد یہیں رہ جائیں گے مگر دوسروں سے کیا ہوا اچھا سلوک نیک عمل کی صورت میں آخرت میں کام آئے گا۔ اس لیے ہر دم نیک عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ میں بخیل کو عادل نہیں تسلیم کرتا اور اس کی گواہی کی سماعت کے لیے تیار نہیں کیونکہ اس کا بخل ہمیشہ اس سے یہی تقاضا کرتا رہتا ہے کہ کسی طرح اصل حق سے زیادہ مال ہاتھ آ جائے۔

جاحظ بصری نے کہا کہ لذتوں میں سے صرف تین چیزیں باقی رہ گئی ہیں بخیل لوگوں کی مذمت، بھنا ہوا گوشت کھانا اور خارش کھجلانا۔

حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بخیل کی غیبت کرنا، غیبت شمار

Marfat.com

نہیں ہوتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا۔
اِنَّكَ اِذًا لَبَخِيلٌ
تو تم بخیل ہو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''بخل جتنا اسلام کو مٹاتا ہے اتنی اور کوئی چیز نہیں مٹاتی (طبرانی، ابولیلی)

حکایت: شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے سنا کہ روم کے نواح میں ایک خدا رسیدہ بزرگ ہے جو نہایت پاک طینت اور عبادت گزار ہے۔ مجھے اس کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہوا۔ کچھ دوسرے لوگوں کو میرے ارادے کا علم ہوا تو وہ بھی میرا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئے اور ہم سب اس بزرگ کی زیارت کے لیے روانہ ہو پڑے۔ طویل اور مشکل سفر کے بعد ہم اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ اس وقت ہماری بری حالت تھی تھک کر چور ہو گئے تھے اور بھوک سے جان لبوں پر آئی ہوئی تھی۔ اس بزرگ نے نہایت گرمجوشی سے ہمارا خیر مقدم کیا۔ ہر ایک کے ہاتھوں اور سر آنکھوں کو چوما اور نہایت وقار اور عزت سے بٹھایا۔ اس کے جاہ و حشم کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا سونے چاندی کی ریل پیل تھی۔ ہر طرف مستعد خدام دوڑے پھرتے تھے اور حد نظر تک اس کے کھیت اور باغ پھیلے ہوئے تھے۔ بایں ہمہ اس کا چولہا ٹھنڈا تھا اور اس نے ہمیں کھانا کھلانا تو در کنار اس کے بارے میں ذکر تک نہ کیا البتہ خندہ پیشانی اور شریں زبانی کا یہ عالم تھا کہ بات پر بچھا جاتا تھا اور اہلاً وسہلاً مرحبا کہنے سے اس کی زبان نہ تھکتی تھی۔ بھلا خالی باتوں سے ہمارے پیٹ کی آگ کیسے بجھ سکتی تھی۔ دل ہی دل میں کڑھتے تھے اور سوچتے تھے کہ یہ بزرگ تو بے پھل کے درخت کی طرح بے فیض ہے۔ رات ہوئی تو اس نام نہاد بزرگ نے مصلی پکڑ لیا اور تسبیح وتہلیل میں مشغول ہو گیا۔ اس نے ساری رات اللہ اللہ کرتے گزار دی اور پلک تک نہ جھپکائی۔ ادھر ساری رات ہم بھوک کے مارے انگاروں پر لوٹتے رہے اور اس کی جان کو

روتے رہے۔ صبح ہوئی تو اس بزرگ نے عبادت سے فارغ ہو کر پھر میٹھی باتیں شروع کر دیں۔ لیکن کیا مجال کہ اپنی گفتگو میں کھانے کا ذکر تک آنے دے۔ میرے ساتھیوں میں ایک جوان نہایت خوش طبع اور لطیفہ گو تھا وہ نہ رہ سکا اور اس عابد شب زندہ دار سے کہا کہ حضرت ہمیں آپ کا بوسہ نہیں توشہ چاہیے۔ آپ کی شیریں کلامی اور محبت ہمارے کس کام کی؟ بہتر ہو گا کہ آپ ہمارے سر پر جوتے ماریں اور کھانے کو کچھ دے دیں۔

بایثار مرداں سبق بردہ اند
نہ شب زندہ داراں دل مردہ اند
کرامت جوانمردی و نان و ہیست
مقالات بیہودہ طبل تہیست

لوگوں کو ایثار کی بدولت بڑی سبقت حاصل ہوئی ہے۔ شب زندہ داروں کا دل مردہ نہیں ہوتا۔ شرافت اور روٹی دینا ہے۔ بے ہودہ اور لایعنی باتیں محض خالی ڈھول ہیں۔

21-بدکار بخیل ہوتا ہے

بُرے شخص کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ بخیل ہوتا ہے اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ کَرِیْمٌ وَالْفَاجِرُ خِبٌّ لَئِیْمٌ ٥

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن شریف بزرگ ہوتا ہے اور بدکار، دھوکہ باز بخیل ہوتا ہے۔ (۱۰۸)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ مومن بہت ہی اچھے اوصاف کا مالک ہوتا ہے

Marfat.com

اس میں بے پناہ اچھائیاں اور خوبیاں ہوتی ہیں۔ ان میں ایک خوبی یہ ہے کہ وہ شریف النفس ہوتا ہے اس کی عادت میں دوسروں کے لیے ہمدردی ہوتی ہے اور بخیل دھوکے باز اور بدکار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بخیلوں سے بچائے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بخیل آدمی کا مال ان سات صورتوں میں سے کسی ایک صوت میں صرف ہوتا ہے۔

بخیل مر جائے اور اس کے بعد اس مال کا وارث ایسا شخص ہو جس کی نسبت اس کو ہمیشہ خوف لگا رہتا تھا کہیں یہ میرے مال پر قبضہ نہ کر لے' پھر اس مال کو وہ معصیت الٰہی میں صرف کر دے۔

یا اللہ تعالیٰ کسی ''ظالم بادشاہ'' کو اس پر مسلط کر دیتا ہے جو اس کو ذلیل و رسوا کر کے اس کا مال چھین لیتا ہے۔

یا کوئی نفسانی شہوت اس میں جوش زن ہوتی ہے' جس پر وہ اپنا مال لٹا دیتا ہے۔

اس کے دل میں عمارت بنانے یا ویران زمین کو آباد کرنے کی حرص پیدا ہو جاتی ہے۔ جس میں اس کا مال صرف ہو جاتا ہے۔

یا کوئی دنیاوی مصیبت اور ناگہانی آفت آ جاتی ہے' مثلاً اس کا مال جل جائے' یا ڈوب جائے یا چوری ہو جائے۔

یا اس کو کوئی دائمی مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ اور علاج و معالجہ میں اپنا مال صرف کرتا ہے۔

یا کسی جگہ مال کو دفن کر دیتا ہے اور پھر ایسا بھول جاتا ہے کہ ڈھونڈے سے بھی اس کو نہیں پاتا۔ (تذکرۃ الواعظین)

22- بخل باعث ہلاکت بن سکتا ہے

بخل چونکہ انسان میں دولت کی ہوس پیدا کرتا ہے جسکی بنا پر بخیل دوسرے لوگوں

کے حقوق غصب کرتا ہے جو لڑائی جھگڑے کا باعث بنتے ہیں حتیٰ کہ بخل سے بعض اوقات قتل وغارت تک نوبت پہنچ جاتی ہے جس سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حسب ذیل ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوْا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمٰتٌ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَآءَ هُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ٥

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم سے بچو کیونکہ ہر ظلم قیامت کے دن تاریکی ہوگا۔ اسی طرح بخل سے بچو کیونکہ اس نے اس سے پہلے بہت لوگوں کو اس طرح ہلاک کیا کہ پہلے ظلم پر اکسایا اور انہوں نے خونریزی کی اور حرام کو حلال سمجھا۔ (۱۰۹)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَالظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ مِنْ ظُلُمَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ظلم سے بچو بے شک ظلم روز قیامت کی تاریکیوں میں سے ایک ہے۔

وَاِيَّاكُمْ وَالْفُحْشَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَاحِشَ وَلَا الْمُتَفَحِّشَ وَاِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ فَاِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ قَبْلَكُمْ الشُّحُّ اَمَرَهُمْ بِالْكِذْبِ فَكَذَبُوْا وَ اَمَرَهُمْ بِالظُّلْمِ فَظَلَمُوْا وَاَمَرَهُمْ بِالْقَطِيْعَةِ فَقَطَعُوْا٥

اور اپنے آپ کو فحش کلامی سے بچاؤ۔ بے شک اللہ تعالیٰ فحش کلام کرنے والے اور بتکلف فحش کلامی کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا اور اپنے آپ

کو بخل سے بچاؤ تم سے پہلے لوگ بخل کی وجہ سے ہلاک ہوئے اس بخل نے ان کو جھوٹ پر آمادہ کیا تو انہوں نے جھوٹ بولا۔ اس نے ان سے ظلم کروایا تو انہوں نے ظلم کیا اس نے ان کو رشتہ داری کے تعلقات ختم کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے رشتہ داروں سے تعلقات توڑے۔ (۱۱۰)

ان حدیثوں میں چونکہ ظلم اور بخل سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ بخل بھی ظلم ہی کی ایک قسم ہے اسی لیے بخل سے بچنے کے لیے تاکید فرمائی گئی ہے بعض قومیں بخل کی بنا پر ہلاک ہوئیں کیونکہ بخل کی وجہ سے انہوں نے حلال و حرام میں تمیز چھوڑ دی۔ جو بعد میں خونریزی پیدا کرنے کا ذریعہ بنی۔ بخل سے آپس میں دشمنی پیدا ہو جاتی ہے اس لیے محدثین نے بخل سے بچنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزیں ہلاکت خیز ہیں ان میں سرفہرست تو بخل ہے کہ جس کی مخالفت چھوڑ کر اس کی غلامی اختیار کر لی جائے اور دوسری وہ جھوٹی خواہش جس کے تو پیچھے پڑ جائے اور تیسری نخوت وغرور۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”بخل کی وجہ سے خونریزی ہوتی ہے بخل کی وجہ سے لوگ حرام کو حلال کر لیا کرتے ہیں۔ بخل کے سبب فسق وفجور پھیلتا ہے۔ (ابوداؤد، ابن حبان)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ اَمَرَهُمْ بِالْبُخْلِ فَبَخَلُوْا وَاَمَرَهُمْ بِالْقَطِيْعَةِ فَقَطَعُوْا وَ اَمَرَهُمْ بِالْفُجُوْرِ فَفَجَرُوْا ٥

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: حرص سے بچو کیونکہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو بخل کی طرف راغب کیا تو انہوں نے بخل کیا اور ہلاک

Marfat.com

ہوئے اس نے انہیں قطع رحمی کا حکم دیا تو انہوں نے قطع رحمی کی پھر اس نے انہیں بد کرداری کی طرف راغب کیا تو وہ فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے۔ (۱۱۱)

یہی حدیث مسند امام احمد بن حنبل میں یوں مروی ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِيَّاكُمْ وَالشُّحَ فَاِنَّهٗ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَاءَ هُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ ○

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لالچ (بخل) سے بچو اسی نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا ان کو ایک دوسرے کا خون بہانے اور حرام چیزوں کو حلال کرنے پر ابھارا۔ (۱۱۲)

ایک اور حدیث میں یہی روایت اس طرح بھی بیان ہوئی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَالشُّحَّ فَاِنَّهٗ دَعَا مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَسَفَكُوْا دِمَاءَ هُمْ فَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ وَدَعَاهُمْ فَقَطَعُوْا اَرْحَامَهُمْ ○

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے آپ کو لالچ (بخل) سے بچاؤ اسی نے پہلے لوگوں کو ایک دوسرے کا خون بہانے کی دعوت دی تو انہوں نے ایک دوسرے کا خون بہایا، حرام کو حلال سمجھا اور رشتہ دار سے تعلق توڑا۔ (۱۱۳)

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

ثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ شُحٌّ مُطَاعٌ وَهَوًى مُتَّبَعٌ وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ ○

تین باتیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں لالچ (اور بخل) کی اطاعت

Marfat.com

خواہش کی پیروی اور آدمی کا خود پسندی میں مبتلا ہو جانا۔ (۱۱۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "بخل مہلکات میں سے ہے" (طبرانی)

23- پانچ چیزوں سے پناہ کی دعا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے ان پانچ چیزوں میں بخل بھی شامل ہے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ یَاْمُرُ بِھٰؤُلَاءِ الْخَمْسِ وَیُحَدِّثُھُنَّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ۝

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پانچ باتوں کا حکم دیتے اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔ وہ پانچ باتیں درج ذیل ہیں: اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں بزدلی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور انتہائی ضعیفی کی عمر کو پہنچ جانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں دنیا کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ (۱۱۵)

یہی بات ایک اور حدیث میں یوں بھی مروی ہے

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَعَوَّذُ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَرَمِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ ۝

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے ہوئے کہا کرتے اے اللہ! میں سستی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور بزدلی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور انتہائی بڑھاپے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور بخل سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(بخاری جلد سوم کتاب الدعوات حدیث 1296)

ان دعاؤں میں اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے جب پناہ مانگیں تو بخل سے بھی پناہ مانگیں اس لیے اکثر زاہدوں' عابدوں اور صوفیا نے یہ طرز عمل اختیار کیا کہ وہ اپنی دعاؤں .بس بخل سے پناہ مانگا کرتے تھے کیونکہ بخل سے طرح طرح کے شیطانی وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ جن کی بنا پر انسان اللہ کی پناہ میں نہیں رہتا۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کے حملوں سے بچنے کے لیے یہ تاکید فرمائی ہے کہ لوگ اللہ سے بخل کی پناہ مانگیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخل سے پناہ مانگی ہے۔ (مسلم)

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ وَعَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَا كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُكَتِّبُ الْغِلْمَانَ وَيَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ دُبُرَ الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَ عَذَابِ الْقَبْرِ ۝

حضرت مصعب بن سعد اور عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں کو یہ کلمات اس طرح سکھائے تھے جس طرح معلم اپنے شاگردوں کو تعلیم دیتا ہے اور فرماتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعے پناہ مانگا کرتے تھے۔"

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا وَ عَذَابِ الْقَبْرِ ''یا اللہ! میں بزدلی، بخل، عمر کے ناکارہ حصے، ہر دنیوی فتنے اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔(۱۱۷)

24-بخل کا انجام بُرا ہوتا ہے

بخل کا انجام ہمیشہ ہی بُرا ہوتا ہے کیوں کہ بخیل کو مال و دولت کا طمع بہت زیادہ ہوتا ہے اور وہ اسے اللہ کی راہ میں دینا نہیں چاہتا تاکہ اس کا مال کم نہ ہو جائے جس سے اللہ کی طرف ہی سے اس کے گھر سے برکت اٹھ جاتی ہے اور ایک نہ ایک دن اس کا مال کسی طرح کم ہو جاتا ہے تو پھر وہ روتا ہے کہ اس نے بخل کیوں کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص کے بُرے انجام کا واقعہ یوں بیان ہوا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ ثَلٰثَةً مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اَبْرَصَ وَاَقْرَعَ وَاَعْمٰی فَاَرَادَاللّٰهُ اَنْ یَّبْتَلِیَهُمْ فَبَعَثَ اِلَیْهِمْ مَلَكًا فَاَتَی الْاَبْرَصَ فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَّجِلْدٌ حَسَنٌ وَّیَذْهَبُ عَنِّی الَّذِیْ قَدْ قَذِرَنِی النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهٗ وَاُعْطِیَ لَوْنًا حَسَنًا وَّجِلْدًا حَسَنًا قَالَ فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ الْاِبِلُ اَوْقَالَ الْبَقَرُ شَكَّ اِسْحٰقُ اِلَّا اَنَّ الْاَبْرَصَ اَوِ الْاَقْرَعَ قَالَ اَحَدُهُمَا اَلْاِبِلُ وَ قَالَ الْاٰخَرُ الْبَقَرُ قَالَ فَاُعْطِیَ نَاقَةً عُشَرَآءَ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا قَالَ فَاَتَی الْاَقْرَعَ فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ وَیَذْهَبُ عَنِّیْ هٰذَا الَّذِیْ قَدْ قَذِرَنِی النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ قَالَ وَاُعْطِیَ شَعْرًا حَسَنًا قَالَ فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ الْبَقَرُ فَاُعْطِیَ بَقَرَةً حَامِلًا قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ

فِيهَا قَالَ فَاَتَى الْاَعْمٰى فَقَالَ اَىُّ شَىْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ اَنْ يُّرُدَّ اللّٰهُ اِلَىَّ بَصَرِىْ فَاُبْصِرَ بِهِ النَّاسَ قَالَ فَمَسَحَهٗ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيْهِ بَصَرَهٗ قَالَ فَاَىُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْغَنَمُ فَاُعْطِىَ شَاةً وَالِدًا فَاُنْتِجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْاِبِلِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْبَقَرِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ اِنَّهٗ اَتَى الْاَبْرَصَ فِىْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْاَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْكِيْنٌ قَدِ انْقَطَعَتْ بِىَ الْحِبَالُ فِىْ سَفَرِىْ فَلَا بَلَاغَ لِىَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ اَسْئَلُكَ بِالَّذِىْ اَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيْرًا اَتَبَلَّغُ بِهٖ فِىْ سَفَرِىْ فَقَالَ الْحُقُوْقُ كَثِيْرَةٌ فَقَالَ اِنَّهٗ كَاَنِّىْ اَعْرِفُكَ اَلَمْ تَكُنْ اَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ فَقِيْرًا فَاَعْطَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ اِنَّمَا وُرِّثْتُ هٰذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ فَقَالَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ قَالَ وَاَتَى الْاَقْرَعَ فِىْ صُوْرَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلٰى هٰذَا فَقَالَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ قَالَ وَاَتَى الْاَعْمٰى فِىْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْاَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْكِيْنٌ وَابْنُ سَبِيْلٍ انْقَطَعَتْ بِىَ الْحِبَالُ فِىْ سَفَرِىْ فَلَا بَلَاغَ لِىَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ اَسْئَلُكَ بِالَّذِىْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً اَتَبَلَّغُ بِهَا فِىْ سَفَرِىْ فَقَالَ قَدْ كُنْتُ اَعْمٰى فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَىَّ بَصَرِىْ فَخُذْ مَاشِئْتَ وَدَعْ مَاشِئْتَ فَوَاللّٰهِ لَا اَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَىْءٍ اَخَذْتَهٗ لِلّٰهِ فَقَالَ اَمْسِكْ مَالَكَ فَاِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ فَقَدْ رَضِىَ عَنْكَ وَسَخِطَ عَلٰى صَاحِبَيْكَ ○

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بنی اسرائیل کے تین اشخاص ایک کوڑھی

Marfat.com

دوسرا گنجا اور تیسرے اندھے کو اللہ نے آزمانے کا ارادہ کیا تو ان کے پاس ایک فرشتے کو بھیجا وہ پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے معلوم کیا کہ تجھے کونسی چیز بہت اچھی معلوم ہوتی ہے کہنے لگا کہ اچھا رنگ اور صحتمند جلد اور میں چاہتا ہوں کہ یہ مرض مجھ سے دور ہو جائے اور لوگوں کی نفرت بھری نظروں سے محفوظ ہو جاؤں یہ سن کر فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اسکا رنگ صاف ہو گیا اور جلد بھی ٹھیک ہو گئی اور وہ شخص تندرست ہو گیا پھر فرشتے نے اس سے معلوم کیا تمہیں کونسا مال پسند ہے تو اس نے کہا گائے یا اونٹ (راوی کو شک ہے صحیح یاد نہیں کہ گائے مانگی تھی یا اونٹ) مگر کوڑھی اور گنجے میں سے ایک اونٹ اور دوسرے نے گائے پسند کی تھی لہٰذا فرشتے نے اس کو دس ماہ کی حاملہ اونٹنی دے کر کہا اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت عطا فرمائے۔ اس کے بعد گنجے کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے اس نے کہا کہ میرا گنجا پن دور ہو جائے اور سر پر اچھے بال اُگ آئیں۔ لہٰذا فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کا گنجا پن جاتا رہا اور سر پر عمدہ بال اگ آئے۔ پھر اس سے معلوم کیا کہ تجھے کونسا مال پسند ہے تو اس نے کہا گائے لہٰذا اس کو گابھن گائے دیدی گئی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت دے۔ اس کے بعد وہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے معلوم کیا کہ تجھے کیا چیز محبوب ہے تو اس نے فرشتے سے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی مجھ کو عطا کر دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ فرشتے نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بصارت واپس آ گئی۔ فرشتے نے اس سے کہا تجھے کونسا مال پسند ہے تو اس نے کہا بکریاں لہٰذا فرشتے نے اس کو گابھن بکری دے کر کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔ پہلے والے

Marfat.com

دونوں کے گھر اونٹنی اور گائے نے بچے دیئے اور اس کی بکری نے بچے دیئے اس طرح ان سب کا مال بڑھتا رہا کوڑھی کا اونٹوں سے جنگل بھر گیا تو اسی طرح گنجے شخص کی گایوں سے اور اندھے کی بکریوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے نے آ کر پہلے تو کوڑھی سے اس کی شکل وصورت میں آ کر کہا کہ میں مسکین اور معذور ہوں سفر میں میرا سارا اسباب ختم ہو گیا اب اللہ کے کرم اور آپ کی عنایت کا طلبگار ہوں میں اس اللہ کے نام پر تم سے سوال کرتا ہوں جس نے تمہیں اچھی جلد اور رنگ عطا کیا اور اونٹ دیئے مجھے ایک اونٹ دیدو تا کہ میں منزل مقصود پر پہنچ جاؤں تو اس نے جواب دیا کہ ذمہ داریاں بہت ہیں تب فرشتے نے کہا کہ میں نے تجھ کو پہچان لیا تو وہی کوڑھی ہے جس سے لوگ نفرت کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کرم فرمایا تو وہ کہنے لگا کہ اس مال کا میں باپ دادا سے وارث ہوں۔ یہ سن کر فرشتے نے کہا کہ اگر تو غلط کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کر دے۔ اس کے بعد فرشتہ گنجا بن کر اس گنجے کے پاس آیا اور اس سے بھی ویسی ہی گفتگو کی تو اس نے بھی اسی طرح واپس لوٹا دیا جس طرح کوڑھی نے لوٹایا تھا اس گنجے سے فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا کہ تو پہلے تھا۔ اس کے بعد وہ اندھے کے پاس نابینا بن کر آیا اور اس سے کہا کہ میں غریب مسافر ہوں میرا سامان ختم ہو گیا اب میرا منزل مقصود تک پہنچنا مشکل ہے اب اس اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں جس نے آپ کی آنکھوں میں روشنی لوٹائی اور بکریاں عطا کی ہیں۔ میری مدد کریں تا کہ میں منزل پر پہنچ جاؤں تو اس سابقہ اندھے نے کہا بیشک میں اندھا تھا اللہ نے مجھے بصارت عطا کی اب تم جو چاہو لے لو اور جو چاہو چھوڑ دو

Marfat.com

اللہ کی قسم اللہ کے لیے جو کچھ بھی تم مانگو گے میں تم کو تکلیف میں نہ ڈالوں گا۔ تب فرشتے نے کہا تمہارا مال تمہیں مبارک ہو میں تمہارا مال تمہیں مبارک ہو میں تمہارا امتحان لینے آیا تھا تم سے اللہ راضی ہوا اور تمہارے ساتھیوں سے ناراض ہوا۔ (بخاری)

مال و دولت کا حاصل ہونا اور خوشحالی کا آ جانا اللہ کی طرف سے ہے۔ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بنی اسرائیل کے تین آدمیوں کو بے پناہ مال مل گیا پھر اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ اس کی راہ میں مال دیں لیکن ان تینوں میں سے دو نے کسی نہ کسی بہانے سے مال اللہ کے لیے نہ دیا اور بخل کیا آخر اس بخل کی بنا پر ان سے وہ مال و دولت چھن گیا۔ وہ جیسے تھے ویسے ہی ہو گئے۔

بخل کرنے والا لالچی ہوتا ہے اس کے بارے میں ایک حکایت یہ ہے۔

حکایت: کہتے ہیں کہ بصرہ میں ایک بخیل مال دار شخص تھا اس کے ایک پڑوسی نے اس کی دعوت کی اور اس کے سامنے ہانڈی میں بھنا ہوا گوشت رکھا اس نے اس میں سے بہت زیادہ کھا لیا اور پھر پانی پینے لگا چنانچہ اس کا پیٹ پھول گیا اور وہ سخت تکلیف اور موت کی حالت میں مبتلا ہو گیا اور پیچ و تاب کھانے لگا جب معاملہ بگڑ گیا تو ڈاکٹر کو اس کی حالت بتائی گئی اس نے کہا کوئی حرج نہیں جو کچھ کھایا ہے اسے قے کر دو اس نے کہا میں ایسے عمدہ بھنے ہوئے گوشت کو کیسے قے کر دوں میں موت کو قبول کر لوں گا مگر ایسا نہیں کروں گا۔ (احیاء العلوم جلد سوم باب بخل)

25- بخیل اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں

نیک عمل کرنے والوں کو اللہ پسند کرتا ہے اور برے لوگ اسے پسند نہیں۔ بخل چونکہ برا فعل ہے اس لیے بخیل اللہ کو پسند نہیں ہے۔ اس کے بارے میں حدیث پاک یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ

Marfat.com

اللّٰہَ یَبۡغَضُ ثَلاثَۃً اَلشَّیۡخَ الزَّانِیۡ وَالۡبَخِیۡلُ الۡمَنَّانَ وَالۡمِعِیۡلَ الۡمُخۡتَالَ ۝

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تین قسم کے لوگوں کو اپنا دشمن سمجھتا ہے یعنی ان کو ناپسند کرتا ہے۔ بوڑھا زانی' احسان جتانے والا بخیل اور تکبر کرنے والا فقیر۔ (مجمع الزوائد جلد 4 ص 131 کتاب البیوع)

اس حدیث میں اللہ کے ناپسندیدہ جن لوگوں کا ذکر ہوا ہے ان میں پہلا بوڑھا زانی ہے۔ زنا چونکہ انتہائی قابل مذمت گناہ کبیرہ ہے بلکہ یہ نہایت ہی سنگین جرم ہے اسلام میں جس کی سزا انتہائی سخت ہے۔ پھر خاص کر اگر کوئی بوڑھا زنا کرے تو وہ قابل گرفت ہے۔ کیونکہ زنا سے معاشرے میں دنگا فساد پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس لیے اسے قابل گرفت مجرم قرار دیا گیا ہے۔

اس حدیث میں دوسری برائی بخل بیان ہوئی ہے پھر خاص کر ایسا بخیل جو ساتھ احسان جتانے والا بھی ہو وہ قابل مذمت ہے بخیل چونکہ اپنی دولت کو خرچ کرنے سے چھپا کر رکھتا ہے اس لیے اسے اپنی برائی ظاہر نہ کرنے کے لیے جھوٹ بھی بولنا پڑتا ہے جس سے اس میں بہت سی دوسری برائیاں جنم لے لیتی ہیں۔ بخیل میں اللہ پر توکل بھی نہیں رہتا کیونکہ اس کی سوچ ہوتی ہے کہ اس کا مال اللہ کی راہ میں دینے سے کم ہو جائے گا ایسی سوچ توکل کے خلاف ہے اور قابل مذمت ہے بخل سے چغل خوری کی عادت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ بخیل دوسرے لوگوں پر رحم بھی نہیں کرتا ان گوناگوں برائیوں کی بنا پر بخل کرنے والا اللہ کو ناپسند ہے۔

اس حدیث میں جس تیسری برائی کا ذکر ہوا ہے وہ تکبر ہے جو اللہ کو بالکل پسند نہیں تکبر کی بجائے اللہ کو عاجزی پسند ہے اس لیے عاجزی کو اختیار کرنا بہت بہتر ہے۔

Marfat.com

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کو اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے۔ بوڑھا، زانی، بخیل، متکبر۔

(ابن حبان)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک اونٹ کی قیمت کا مطالبہ کیا۔ آپ نے ادا کر دی جب باہر چلے گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے شکر ادا کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کیفیت پوچھی اور کہا کہ فلاں شخص اس سے زائد لے گیا اور شکر ادا نہ کیا اور فرمایا کہ تم میں سے جو شخص مجھ سے گڑگڑا کر کچھ طلب کرے وہ آگ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر یوں ہے تو آپ دیتے ہی کیوں ہیں؟ فرمایا۔ اس لیے کہ وہ گڑگڑاتے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ بخل سے کام لوں کیونکہ اللہ تعالیٰ بخل کو ناپسند کرتا ہے۔

حکایت: حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پڑوسی تھا جو ان کو مسلسل اپنے گھر آنے کی دعوت دیتا اور کہتا اگر آپ آئیں تو میں آپ کو روٹی کا ایک ٹکڑا اور نمک پیش کروں گا۔ حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ انکار کرتے اس نے ایک دن آپ کو پھر پیشکش کی۔ اتفاق سے اس وقت آپ کو بھوک بھی لگی ہوئی تھی فرمایا اچھا ہمیں لے چلو آپ اس کے گھر میں داخل ہوئے تو اس نے روٹی کا ایک ٹکڑا اور نمک پیش کیا اتنے میں ایک سائل آیا تو گھر کے مالک نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ اس نے پھر سوال کیا تو اس نے وہی جواب دیا جب تیسری مرتبہ سوال کیا تو اس نے کہا جاتے ہو یا ڈنڈا لے کر آؤں۔ حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے سائل کو آواز دی بھائی چلے جاؤ میں نے اس شخص سے زیادہ سچا کسی کو نہیں دیکھا یہ وعدے کا پابند ہے یہ ایک مدت سے مجھے روٹی کے ٹکڑے اور نمک کی دعوت دیتا رہا۔ اللہ کی قسم! اس نے اس میں کچھ بھی اضافہ نہیں کیا۔ (احیاء العلوم)

Marfat.com

26۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جو کچھ آپ کے پاس آتا آپ اسے اللہ کی راہ میں تقسیم فرما دیتے اس کے بارے میں مندرجہ ذیل حدیث ہے:

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّهٗ بَیْنَا هُوَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ النَّاسُ مُقْبِلًا مِّنْ حُنَیْنٍ عَلِقَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْاَعْرَابُ یَسْاَلُوْنَهٗ حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَآءَهٗ فَوَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطُوْنِیْ رِدَآئِیْ فَلَوْ كَانَ عَدَدَ هٰذِهِ الْعِضَاةِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهٗ بَیْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِیْ بَخِیْلًا وَّلَا كَذُوْبًا وَلَا جَبَانًا٥

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حنین سے واپس آ رہے تھے کہ چند اعرابی آپ سے آ کر لپٹ گئے اور وہ آپ سے مال طلب کرنے لگے اور آپ کو مجبور کرتے ہوئے کیکر کے درخت کے پاس لے گئے اور آپ کی چادر مبارک بھی اچک لی آپ نے فرمایا: میری چادر دے دو' اگر میرے پاس ان درختوں کے برابر بھی مویشی ہوتے تو میں تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا اور تم مجھے بخیل جھوٹا یا بزدل نہ پاؤ گے۔ (۱۱۸)

عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ رَبِیْعَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقُلْتُ وَاللّٰهِ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَغَیْرُ هٰؤُلَآءِ كَانَ اَحَقَّ بِهٖ مِنْهُمْ قَالَ اِنَّهُمْ خَیَّرُوْنِیْ بَیْنَ اَنْ یَّسْاَلُوْنِیْ بِالْفُحْشِ اَوْ یُبَخِّلُوْنِیْ فَلَسْتُ بِبَاخِلٍ٥

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ صدقہ کا مال تقسیم کیا' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان

کے علاوہ دوسرے لوگ زیادہ مستحق تھے! آپ نے فرمایا ان لوگوں نے ایسی صورت پیدا کر دی کہ یا تو مجھ سے بے حیائی سے سوال کرتے یا مجھے بخیل قرار دیتے۔ (العیاذ باللہ) میں بخیل نہیں ہوں۔ (۱۱۹)

3- وضاحت بخل

احیاء العلوم میں ہے کہ بخل مہلکات میں سے ہے لیکن انسان بعض چیزوں سے بخیل متصور ہوتا ہے حالانکہ وہ بخیل نہیں ہوتا اسی لیے ہم یہاں تحقیق کرتے ہیں کہ بخل کیا چیز ہے؟ یاد رہے کہ یہ امر دقیق ہے اس لیے کہ ہر انسان اپنے خیال میں خود کو سخی جانتا ہے حالانکہ دوسروں کی نظروں میں بخیل ہوتا ہے یا ایک آدمی سے کوئی کام سرزد ہوا تو اس میں لوگوں کا قول مختلف ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ بخل ہے اور بعض کہتے ہیں یہ بخل نہیں۔ علاوہ ازیں ہر انسان کا نفس مال کی محبت سے خالی نہیں اسی محبت کی وجہ سے مال کی حفاظت میں تنگی کرتا ہے۔ اگر صرف تنگی ہی سے بخیل سمجھا جائے تو اس سے کوئی بھی خالی نہیں۔ اگر تنگی سے بخل نہ ہو تو پھر بخل کے کیا معنی ہیں' بخل تو تنگی ہی کا نام ہے اور وہ تباہی کا موجب ہے اور سخاوت کی تعریف کیا ہے۔ جس سے کہ آدمی سخی کہلاتا اور ثواب پاتا ہے اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ بخل اس کو کہتے ہیں کہ واجب حق ادا نہ کرے تو اس لحاظ سے جو شخص حقوق واجبہ ادا کرتا ہے وہ بخیل نہ ہو گا مگر یہ تعریف کافی نہیں اس لیے کہ مثلاً جو شخص قصاب سے گوشت یا ہوٹل سے روٹی خریدتا ہے پھر اسے کچھ کم دام پر واپس کر دیتا ہے تو بالاتفاق بخیل کہلائے گا۔ اسی طرح جو شخص اپنے اہل و عیال کو روزینہ مقررہ دیتا ہے۔ اگر وہ ایک لقمہ بھی اس مقدار سے زیادہ چاہیں یا اور کوئی ادنیٰ چیز اس کے مال سے کھالیں تو یہ روادار نہ ہو وہ بھی بالاتفاق بخیل ہی شمار ہو گا۔ اسی پر قیاس کرتے ہوئے اگر کوئی روٹی کھاتا ہو اور کوئی دوسرا شخص آئے اور کھانے والے کو خیال ہو کہ میرے ساتھ بیٹھ جائے گا۔ اس کی نگاہ سے روٹی چھپا دے وہ بھی بخیل ہے۔ ان

Marfat.com

تینوں مثالوں میں یہ نہیں ہے کہ کسی نے حق واجب نہ دیا ہو۔ بعض کا قول ہے کہ بخیل وہ ہے جو دینے کو سخت سمجھے لیکن یہ تعریف بھی ناقص ہے کیونکہ اس سے یہ غرض ہے کہ ہر قسم کا دینا اس پر سخت ہے تو بہت سے بخیل ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو تھوڑا سا دینا گراں نہیں گزرتا۔ ہاں زیادہ دینا ان پر گراں گزرتا ہے۔ اگر یہ مراد ہے کہ کچھ دینا سخت محسوس ہو تو یہ بات سخی میں بھی موجود ہے مثلاً اگر کسی کو عام مال یا اس کا اکثر دے بھی دے تو لازماً اس پر گراں گزرے گا۔ مگر اس سے وہ بخیل نہیں کہلائے گا۔

سخاوت اور جود میں بھی مختلف اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ سخاوت اس کا نام ہے کہ بلا تامل ضرورت پوری کرلے اور احسان جتائے بغیر کسی کو کچھ دے اور بعض کہتے ہیں کہ جود اس عطا کو کہتے ہیں جو بن مانگے کسی کو دے اور یہ تصور کرے کہ تھوڑا دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ سائل کو دیکھ کر خوش ہونا اور اپنے دینے سے فرحت محسوس کرنے کا نام جود ہے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ مال کو اس خیال سے دینا کہ مال بھی اللہ کا ہے اور بندہ بھی اسی کا تو بندۂ خدا اللہ کا مال دیتا ہے۔ فقر فاقہ سے نہیں ڈرتا اس کا نام جود ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جو شخص کچھ مال تو دے دے اور کچھ باقی رکھے وہ سخی ہے اور جو زیادہ تو دے ڈالے اور تھوڑا سا اپنے لیے رکھ لے وہ جواد ہے اور جو خود تکلیف اٹھائے اور دوسرے کی ضرورت پوری کرلے وہ صاحب ایثار ہے اور جو کچھ بھی خرچ نہ کرے وہ بخیل ہے۔

یہ تمام اقوال بخل کے وجود میں سے ہیں مگر درحقیقت بخل کے وجود کی کسی قول سے وضاحت نہیں ہوتی اسی لیے تفصیل سے لکھا جاتا ہے۔

اس میں قاعدہ یہ ہے کہ مال ایک حکمت اور مقصود کے لیے پیدا ہوا ہے۔ یعنی مال ضرورت مخلوق کی درستی کے لیے بنا ہے اور یہ ممکن ہے کہ جس چیز میں اسے خرچ کرنا نہیں ان ہی میں خرچ کر دیا جائے اور ان دونوں باتوں میں یہ بات بھی ممکن ہے کہ اس کا خرچ عدل کے ساتھ ہو۔ یعنی جہاں روکنا ضروری ہے۔ وہاں روکا

Marfat.com

جائے اور جہاں خرچ ضروری ہو۔ وہاں خرچ کیا جائے پس خرچ کی ضرورت کی جگہ پر روک رکھنا بخل ہے اور روک رکھنے کی ضرورت کی جگہ خرچ کرنا اُسراف ہے کہ ان دونوں کے درمیان بین بین خرچ اور تنگی کرنا اچھا ہے اس لیے چاہیے کہ سخاوت وجود اس مرتبہ وسط کا نام ہو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف سخاوت کرنے کا حکم تھا۔

ارشاد ہوا: وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ (بنی اسرائیل: 29) ترجمہ کنزالایمان اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ پورا کھول دے کہ تو بیٹھ رہے اور یہ بھی ارشاد ہوا: وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (الفرقان: 67)

اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ جو درجہ اوسط کا نام درمیان اسراف وکمی کے اور قبض وبسط کے یعنی اندازہ خرچ وتنگی کو مقدار واجب وضروری پر حصر کرنا جود ہے مگر اس میں یہ قید ہے کہ یہ فعل فقط اعضاء سے کافی نہیں جب تک کہ دل بھی اس پر راضی نہ ہو۔ پس اگر جہاں خرچ مناسب تھا۔ وہاں خرچ کیا۔ مگر نفس اس سے نزاع کرتا ہے اور یہ اس پر صبر کرتا ہے تو ایسے شخص کو سخی نہ کہیں گے بلکہ بہ تکلف سخی بننے والا کہلائے گا۔ اس لیے ضروری ہوا کہ اس کے مال کے ساتھ صرف اتنا تعلق رہنا چاہیے کہ اخراجات ضروریہ میں اس کو صرف کرے اور کوئی تعلق نہ ہونا چاہیے۔ ہاں یہ بات کہ امر مقدار واجب کے پہچاننے پر موقوف ہے کہ کون سا خرچ واجب ہے تو یاد رہے کہ واجب دو طرح کے ہیں۔ (1) وہ جو بحکم شرع واجب ہے۔ (2) وہ جو بلحاظ مروت وعادت ضروری ہے تو سخی وہی ہوگا جو اپنے مال کو نہ واجبات شریعہ سے روکے نہ ضروریات مروت سے اگر ایک کو ان دونوں سے ترک کرے گا بخیل ہوگا۔ البتہ جو واجبات شریعہ کو ادا نہ کرے گا وہ زیادہ بخیل ہوگا۔ مثلاً کوئی شخص مال کی زکوٰۃ نہ دے یا اپنے

Marfat.com

اہل کا نفقہ واجب ادا نہ کرے یا زکوٰۃ تو دے مگر اس پر سخت ناگوار گزرے تو اس کو طبیعت کا بخیل کہا جائے گا یا جو شخص کہ دینے کے وقت خراب مال دیتا ہے اچھا دینے سے اسکا دل خوش نہیں ہوتا نہ اوسط درجے کا مال دے کر راضی ہوتا ہے تو یہ بھی بخیل ہے اور مروت کے سبب سے جو خرچ ضروری ہے وہ یہ ہے ادنیٰ ادنیٰ چیزوں سے لین دین میں تنگی نہ کرے۔ یہ ایک بُری بات ہے اور یہ برائی اشخاص کے حالات کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ مثلاً بعض باتیں ایسی ہوتی کہ ان میں دولت مند کی تنگی بری معلوم ہوتی ہے۔ فقیر کی بری نہیں ہوتی۔ یہ انسان اپنے اہل وعیال واقارب سے تنگی کرے تو بری معلوم ہوتی ہے۔ اجنبیوں سے بری معلوم نہیں ہوتی اور ہمسایوں سے تنگی بہ نسبت دور والوں کے بری معلوم ہوتی ہے اور ضیافت میں تنگی بہ نسبت خرید و فروخت اور معاملات کے بری معلوم ہوتی ہے۔

(1) کام میں تنگی کی جائے جیسے ضیافت اور لین دین وغیرہ

(2) کسی چیز میں تنگی کی جائے۔

جیسے کپڑا اور کھانا وغیرہ اس لیے کہ جیسے کھانے میں تنگی بری محسوس ہوتی ہے ایسے اور چیزوں میں نہیں ہے اس طرح کفن خریدنے میں یا قربانی یا صدقہ کی خریدنے میں یا قربانی یا صدقہ کی خرید میں تنگی کرنا بری معلوم ہوئی ہے۔ ایسے اور چیزوں میں نہیں۔3 جس کے ساتھ تنگی کی جائے۔ مثلاً دوست یا بھائی یا قریب یا زن و فرزند یا اجنبی 4 جو شخص تنگی کرے وہ لڑکا ہے یا عورت یا بوڑھا یا جوان یا عالم یا جاہل یا مالدار یا مفلس، بخیل اسے کہتے ہیں کہ مال کو ایسی جگہ خرچ کرنے سے روکے جہاں بحکم شریعت یا اقتضائے مروت روکنا چاہیے اور اس کی مقدار معین نہیں ہوسکتی اور بخل کی تعریف یوں بھی ممکن ہے کہ جونسا مطلب مال کی حفاظت کی نسبت زیادہ اہم ہو اس مطلب سے مال کو روکا جائے۔ مثلاً دین کا بچانا مال کی بھی نسبت اہم ہے تو اب اگر کوئی زکوٰۃ یا نفقہ واجب میں مال صرف نہ کرے تو بخیل ہے۔ اسی طرح

Marfat.com

مروت کی حفاظت مال کی نسبت اہم ہے تو تھوڑی سی چیزوں میں تنگی کرنا نامناسب ہے تو وہ شخص مال کی محبت کی وجہ سے مروت توڑتا ہے۔ وہ بخیل ہے۔

یہاں ایک درجہ اور رہ گیا وہ یہ کہ کوئی ایسا ہو کہ واجب شرعی بھی اور حفظ مروت بھی کرتا ہے مگر اس کے پاس بہت سی دولت ہے۔ اس کو صدقات اور محتاجوں میں صرف نہیں کرتا تو اس میں حفظ مال کی غرض موجود ہے۔ یعنی زمانہ کے مصائب میں کام آئے اور غرض ثواب بھی موجود ہے کہ آخرت میں باعث بلندی درجات بھی ہو سکتا ہے۔ پس اس مطلب کے لیے مال کا روک رکھنا عقلمندوں کے نزدیک بخل ہے اور عوام کے نزدیک بخل نہیں۔ اس لیے کہ عوام کی نظر صرف خطوط دنیویہ پر ہوتی ہے۔ ان کے نزدیک مصائب زمانہ کے لیے مال کا صرف نہ کرنا بہت اہم ہے؛ حالانکہ کبھی عوام کے خیال میں بھی ایسے لوگوں پر علامت بخل ظاہر ہو جاتی ہے مثلاً اگر مالدار کے پڑوس میں کوئی محتاج ہوا اور یہ اسے نہ دے اور کہے کہ جو زکوٰۃ مجھ پر واجب تھی۔ وہ ادا کر چکا اور کوئی شے میرے ذمہ نہیں تو معلوم ہوگا اور اس کی برائی اس کے مال کے موافق ہو گی اس طرح اگر محتاج شدید الحاجتہ اور صالح و دیندار اور مستحق ہوگا۔ اتنی ہی برائی بھی زیادہ معلوم ہوگی۔ خلاصہ یہ کہ جو شخص واجب شرعی اور واجب مروت کو ادا کر دے تو وہ بخل سے بری ہو گیا ہاں جود و سخا کی صفت سے تب موصوف ہوگا۔ جب اس مقدار سے زیادہ خرچ کرے گا کہ فضیلت اور درجات اسی سے حاصل ہوتے ہیں جس جگہ شریعت کی رو سے اس پر کچھ واجب نہیں وہاں اپنا مال خرچ کرنے سے باقتضائے مروت اس کا دل چاہتا ہے اور عادت کی رو سے بھی اس کی ملامت نہیں آتی تو جس قدر کہ اس کے نفس میں گنجائش خرچ کی ہو گی۔ اسی قدر سخی ہوگا اور ظاہر ہے کہ اس کے درجات بے شمار ہو سکتے ہیں۔ اسی لحاظ سے بعض لوگ دوسرے بعض سے زیادہ سخی ہوتے ہیں۔ بہر حال جود اس کا نام ہے کہ جس قدر سلوک عادت اور مروت کی وجہ سے ضروری ہو اس سے زیادہ ادا کیا جائے مگر اس میں

Marfat.com

شرط یہ ہے کہ دل کی خوشی سے ہو کسی طرح توقع خدمت یا تمنا و مکافات یا شکریہ وثناء کے لیے نہ ہو کیونکہ جو شخص شکر و ثناء کی تمنا رکھتا ہے۔ وہ سخی نہیں بلکہ اپنے مال سے اپنی ثنائے خسارہ کر رہا ہے۔ اس کو سوداگر کہنا چاہیے کہ مال کے خرچ سے اس کا مطمع نظر مدح ہے۔ جس سے اسے مزہ آ جاتا ہے اور جود اسی خرچ کو کہتے ہیں جو غرض کے بغیر ہو اور واقع میں اس طرح کی جود بجز ذات پاک اللہ کے اور کسی میں نہیں ہو سکتی۔ دوسروں پر اگر جود کا اطلاق کیا جاتا ہے تو مجازاً ہے اس لیے کہ کسی کا کوئی خرچ غرض سے خالی نہیں لیکن اس کی غرض صرف ثواب آخرت اور فضیلت جود کا حصول اور نفس کو آلودگی بخل سے پاک کرنا ہو تو جواد کہلائے گا۔

مسئلہ: خرچ کا سبب ہجو کا خوف یا لوگوں کی ملامت کا ڈر یا جس کو دیتا ہے اس سے نفع کی توقع ہو تو یہ خرچ جود میں داخل نہیں کیونکہ یہ چیزیں سر دست بطور عوض ہو جاتی ہیں اور انہیں کی وجہ سے خرچ بھی کرتا ہے۔ پس عوض لینے والا جواد نہ ہوا۔

حکایت: ایک عابدہ بی بی حبان بن حلال کے پاس آئی۔ آپ اپنے مریدین کے جھرمٹ میں بیٹھے تھے۔ بی بی نے کہا کہ تم میں کوئی ایسا ہے جس سے میں مسئلہ پوچھوں۔ آپ کی طرف اشارہ کر کے کہا گیا جو تیرا دل چاہے۔ ان سے پوچھ لے اس نے پوچھا کہ تمہارے نزدیک سخاوت کسے کہتے ہیں۔ آپ نے کہا مال خرچ کرنا ایثار کرنا۔ اس نے کہا یہ تو دنیا کی سخاوت ہوئی دین کی سخاوت کیا ہے؟ آپ نے کہا کہ دین کی سخاوت یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کھلے دل سے کی جائے اور وہ گراں نہ ہو اس نے کہا کہ اس سے ثواب کی نیت ہو یا نہ ہو آپ نے کہا ہاں ثواب کی امید ہے اس نے کہا کیوں انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ ایک نیکی کے بدلے دس گنا ثواب دیا جائے گا۔ اس نے کہا کہ جب ایک دے کر دس لیے تو سخاوت کہاں ہوئی۔ انہوں نے پوچھا کہ پھر تمہارے نزدیک سخاوت کیا ہے اس بی بی نے کہا کہ میری سمجھ میں سخاوت یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی عبادت اس طرح کی جائے

Marfat.com

اطاعت میں لذت اور مزہ حاصل ہو اور گراں نہ گزرے اس میں نیت اجر بھی نہ ہو۔ یہاں تک کہ ہر چہ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ کا حال ہو جائے کیا اس سے عابد کو شرم نہیں آتی کہ اللہ تعالیٰ کو دلوں کا حال معلوم ہوگا کہ یہ ایک عبادت کے بدلے میں کچھ اور چاہتا ہے اور یہ بہت بری بات ہے۔ مثلاً کسی کو معلوم ہو جائے کہ فلاں میرے ساتھ نیک سلوک اس لیے کرتا ہے کہ میں اس کو ایک کے بدلے زیادہ دوں تو وہ یقیناً اس دینے سے خوش نہ ہوگا۔

ایک دوسری خاتون عابدہ کا قول ہے کہ تم لوگوں کا یہ خیال غلط ہے کہ سخاوت روپے پیسے سے ہی ہوتی ہے۔ لوگوں نے پوچھا پھر اور کون سی چیز سے ہے۔ اس نے کہا کہ سخاوت میرے نزدیک جان سے کرنی چاہیے اور اس کی تفسیر محاسبی کے قول میں ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سخاوت دین میں یہ ہے کہ محض اللہ کے لیے اپنے نفس پر کھیلا جائے اور جان دینا اور اپنے خون کو اللہ کی راہ میں بہا دینا بوجھ محسوس نہ ہو وہ فراخ دلی سے اس پر عمل کرے۔ نیت ثواب کی بھی نہ ہو گو ثواب کی حاجت بھی ہے مگر سخاوت کی خوبی دل پر ایسی جم جائے کہ ثواب کو اللہ ہی کے اختیار پر چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس سے وہ معاملہ کرے گا کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو گا۔

4- علاج بخل

حضرت امام غزالی نے لکھا ہے کہ بخل کا سبب مال کی محبت ہے۔ اب یہ معلوم کرنا ہوگا کہ حب مال کے اسباب کیا ہیں تو یاد رہے کہ اس کے دو سبب ہیں۔ 1 شہوات کی محبت کہ مال کے بغیر وہ حاصل نہیں ہو سکتی 2 طول امل یعنی عمر کی زیادتی کی امید بھی داخل ہے۔ اس لیے کہ اگر انسان کو یقین ہو کہ میں کل مر جاؤں گا تو مال کا بخل نہ کرے گا کیونکہ جو مقدار کسی کو ایک دن ایک مہینہ ایک سال کے لیے کافی ہو وہ اس کے لیے قلیل مقدار ہے۔ اس سے زیادہ اپنے پاس رکھنا فضول ہے

Marfat.com

بعض اوقات طول امل اس طرح ہوتا ہے کہ خود تو آدمی کو اپنی زندگی کی زیادہ توقع نہیں ہوتی مگر چونکہ صاحب اولاد ہوتا ہے اور اولاد کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْوَلَدُ مَبخلتہ مَجْھلتہ ترجمہ: اولاد بخل، بزدلی اور جہالت کا موجب ہے جب اولاد کے لیے خوف فکر لاحق ہو جاتا ہے۔ اور رزق پر اعتماد قوی نہیں رہتا تو خواہ مخواہ بخل بھی قوی ہو جاتا ہے۔ خود مال اچھا محسوس ہوتا ہے۔ مثلاً بعض لوگوں کے پاس اس قدر مال ہوتا ہے کہ اگر اپنے دستور کے مطابق اس کو خرچ کریں تو زندگی بھر کافی ہو بلکہ بہت زیادہ بچ بھی جائے گا اور بعض لوگ بوڑھے لاولد ہوتے ہیں مگر اس کے باوجود زکوٰۃ نکالنے کو دل نہیں چاہتا بلکہ بیمار ہو جائیں تو علاج پر بھی خرچ کرنا اچھا نہیں سمجھتے کیونکہ یہ مال دولت کے ایسے عاشق ہیں کہ اس کا قبضہ میں رہنا اور اس پر قابو پانا بڑا لذیذ محسوس ہوتا ہے۔ اسی لیے بے وقوف اسے زمین میں دفن کر دیتے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ مرنے کے بعد یہ مال ضائع ہو جائے گا یا دشمنوں کے ہاتھ لگ جائے گا پھر بھی اس کے کھانے کو یا اس میں سے ذرہ برابر خیرات کرنے پر ان کا جی نہیں چاہتا اور یہ دل کا مرض ایسا ہے کہ اس کا علاج بہت ہی مشکل ہے۔ خصوصاً بڑھاپے میں تو پرانے امراض کی طرح لاعلاج ہے۔ اس مرض والے کی مثال ایسی ہی ہے۔

مال کے عاشق کی مثال

بوڑھے مال کے پجاری کی مثال یوں ہے جیسے کوئی کسی پر عاشق ہو تو اس کی وجہ سے اس کے پیغام رساں سے بھی محبت کرتا ہے اسی طرح مال دولت بھی ضروریات کا پیغام رساں ہے کہ دولت کے سبب سے ضروریات پورے ہوتی ہیں مگر بعض اوقات ضروریات کا خیال بھی دل میں نہیں رہتا۔ صرف دولت ہی محبوب ہو جاتی ہے اور یہ سخت گمراہی ہے جو آدمی زر اور پتھر میں فرق نہ سمجھے وہ جاہل ہے۔ یعنی زر سے ضروریات پوری ہوتی ہیں ہاں زائد از قدر حاجت زر اور پتھر میں کوئی فرق نہیں۔

علاج کا آغاز

جب بیماری کے اسباب معلوم ہو گئے تو بیماری کا علاج اس کے سبب کی ضد سے ہوتا ہے۔ پہلا سبب یعنی شہوات کی محبت کا علاج تو یہ ہے کہ تھوڑی سی چیز پر قناعت اور صبر کرے۔ دوسرا یعنی طول امل کا علاج یہ ہے کہ ہر وقت موت کو یاد کرے اور ہم عصروں کو مرنے سے عبرت کرے کہ مال جمع کرنے میں انہوں نے کیسے دکھ اٹھائے اور مصیبتیں سہیں۔ آخر خالی ہاتھ چلے گئے اور جمع کردہ تمام مال تباہ ہو گیا۔ اولاد کے خیال کا علاج یہ ہے کہ یوں سمجھئے کہ جس خالق نے اولاد دی ہے۔ اس نے اس کا رزق اس کے ساتھ اتارا ہے۔ بہت سی اولاد ایسی ہوتی ہے کہ باپ کی میراث اس کے پاس کچھ نہیں ہوتی مگر ان کا مال باپ کی میراث پانے والوں سے بہت ہوتا ہے اور یہ بھی جان لے کر انسان اپنی اولاد کے لیے جمع کیا کرتا ہے۔ اس کی نیت یہی ہوتی ہے کہ ان کا حال اچھا رہے مگر کبھی اس کے برعکس ہو جاتا ہے کہ اگر لڑکا نیک صالح ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہے اگر فاسق ہے تو مال میراث سے حاصل کر کے گناہوں میں ضائع کر دے گا۔ اس کا وبال مورث کی گردن پر رہے گا۔

علاج قلب

اس کا علاج یہ ہے کہ جو احادیث بخل کی مذمت اور سخاوت کی تعریف میں بیان ہوئی ہیں اور جو وعید و عتاب شدید اللہ تعالیٰ نے بخیل کے لیے فرمایا ہے ان سب پر غور کرے۔

مفید علاج

ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ بخیلوں کے حالات پر زیادہ غور کرے اور ان سے نفرت کرے اور ان کو برا جانے کیونکہ ایسا بخیل نہیں جو دوسروں کے بخل کو برا سمجھے۔ پس یہی حال اپنا تصور کرے کہ اگر میں بخل کروں گا تو سب کی نظروں میں حقیر اور خراب

Marfat.com

ہوں گا جیسے میرے دل میں دوسرے بخلاء بُرے ہیں۔

اچھی تدبیر

مال کے مقصود کو سوچے کہ یہ کیوں پیدا ہوا ہے۔ جب یہ معلوم ہو جائے کہ مال صرف حاجت روائی کے لیے ہے تو بقدر ضرورت رکھے باقی کو آخرت کے لیے جمع کرے۔ یعنی اسے خرچ کر کے ثواب کا ذخیرہ بنائے۔ یہ تدابیر باعتبار معرفت اور علم کے ہیں۔ جب آدمی کو عقل کے ذریعہ معلوم ہوگا کہ خرچ کرنا تنگی کی نسبت دنیا وآخرت میں بہتر ہے تو اگر عاقل ہوگا۔اس کی رغبت خرچ کرنے کی طرف متحرک ہوگی۔مگر ضروری ہے کہ جب یہ خیال دل میں آئے فوراً اس کی تعمیل کرے۔ ٹال مٹول نہ کرے۔اس لیے کہ شیطان ہر وقت افلاس کا خوف دلاتا اور خرچ سے روکتا ہے۔

حکایت: ابوالحسن البوشجی رحمتہ اللہ علیہ ایک دن بیت الخلاء میں تھے۔ ایک شاگرد کو بلا کر فرمایا کہ میرا کرتہ بدن سے اتار کر فلاں شخص کو دے دو۔ اس نے عرض کیا کہ آپ نے بیت الخلاء میں سے نکلنے تک صبر نہ فرمایا۔انہوں نے کہا کہ میرے دل میں آیا ہے کہ کرتہ دے ڈالوں اور اپنے نفس سے خوف ہوا کہ کہیں دل پھر نہ جائے اسی لیے بیت الخلاء سے باہر آنے تک صبر نہ کیا۔

صفت بخل یہ ہے کہ بتکلف مال خرچ کیا جائے۔ جیسا کہ عشق جب تک دل سے نہیں جاتا اس وقت تک معشوق پیش نظر رہتا ہے۔ ہاں اگر اس کے تصور سے علیحدگی اختیار کرے اور اس کی جدائی پر بتکلف ایک مدت تک صبر کرے تو آہستہ آہستہ ہٹ جاتا ہے۔ 1 اسی طرح جو شخص بخل کا علاج کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ مال سے بتکلف علیحدہ ہو جائے۔ یعنی اس کو بالکل خیرات کر دے بلکہ محبت کے ساتھ رکھ چھوڑنے سے بہتر ہے کہ سب کا سب اللہ کی راہ میں لٹا دے۔

بخل سے بچاؤ کا حیلہ

بخل سے بچنے کا بڑا لطیف حیلہ یہ ہے کہ نفس کو دھوکہ دے کہ مال لٹانے سے تیرا

نام نیک ہو گا تو سخی مشہور ہو جائے گا۔ اس بہانے سے ریا سے خرچ کرے یہاں تک کہ نفس پر جود (خرچ کرنا) ناگوار گزارے اس بات میں صورت یہ ہوگی کہ بخل کو دور کر کے ریا میں مبتلا ہو گا مگر بعد کو پھر ریا کے دفع کرنے کی طرف متوجہ ہو کر اس کے علاج سے ریا کو دور کرنا چاہیے۔ غرضیکہ حصول نام شہرت نفس کے لیے مال کے جانے کے بعد تسکین کی چیز ہے۔ جیسے شیر خوار بچے سے دودھ چھڑاتے ہیں تو مختلف حیلے بناتے ہیں تاکہ دودھ کو یاد نہ کرے۔ اس سے یہ غرض نہیں ہوتی کہ اس کے ساتھ ہمیشہ اس طرح ان صفات خبیثہ میں سے بھی بعض پر مسلط کر کے اس کی تیزی کم کی جاتی ہے۔ مثلاً کبھی غضب پر شہوت کو مسلط کر کے اس کی تیزی توڑی جاتی ہے اور کبھی غصے کو شہوت پر مسلط کر کے اس کی تیزی کم کی جاتی ہے مگر یہ علاج ایسے شخص کے حق میں مفید ہے جس پر جاہ اور ریا کی محبت کی نسبت سے صفت بخل غالب ہو کیونکہ اس صورت میں جو صفت اس میں قوی ہے اس کو گویا ضعیف سے بدل دیا۔ اگر دونوں برابر ہوں گی تو کچھ فائدہ نہیں اس لیے کہ ایک بلا سے نکلے گا تو دوسری میں مبتلا ہو جائے گا۔

حب بخل وریا کا موازنہ

ریا و بخل کے غلبہ کی پہچان یہ ہے کہ اگر خرچ کرنا ریا کے لیے اس پر گراں محسوس نہ ہو تو جان لینا چاہیے کہ صفت ریا کا غلبہ ہے۔ اگر ریا کے لیے بھی خرچ دشوار محسوس ہو تو بخل کا غلبہ ہے اس حال میں لازماً خرچ کرنا چاہیے۔

ایک صفت دوسری کے غلبہ سے کیسے مٹتی ہے۔ اسے مثال سے سمجھنا چاہیے کہ بعض میت کے جسم کے تمام اجزاء پر کیڑے پڑ جاتے ہیں اور مشہور ہے کہ یہ کیڑے ایک دوسرے کو کھا جاتے ہیں اور بڑے ہو جاتے ہیں اور تعداد کم ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے صرف دو زبردست باقی رہ جاتے ہیں۔ پھر وہ بھی آپس میں لڑتے ہی رہتے ہیں۔ حتی کہ ایک غالب ہو کر دوسرے کو کھا کر موٹا ہو جاتا ہے۔ مگر

Marfat.com

پھر خود بھی بھوکا رہ کر مر جاتا ہے۔ اسی طرح ان صفات خبیثہ میں ممکن ہے کہ جو صفت ضعیف ہو اس کو قوی کی غذا کرتے جائیں یہاں تک کہ آخر کا ایک رہ جائے پھر اس کو دور کرنے کا علاج یہ ہے کہ اس کی غذا روک دی جائے اور غذا کا روکنا ان صفات سے یہ ہے کہ ان کے تقاضا پر عمل نہ کیا جائے۔ یعنی جو باتیں کوئی صفت خبیثہ چاہتی ہو۔ اسے ہرگز نہ کرے جب اس طرح اس کے خلاف کیا جائے گا وہ صفت ذلیل ہو کر مٹ جائے گی۔ مثلاً بخل کی صفت کا تقاضا یہ ہے کہ مال کو روک کر خرچ نہ کرے۔ جب اس کے خلاف کرے اور نفس پر مجاہدہ کر کے بار بار خرچ کرتا رہے تو بخل کی صفت مٹ جائے گی اور خرچ کرنے کی صفت طبعی پیدا ہو جائے گی۔ پھر اس میں دشواری نہ رہے گی۔

عالمانہ علاج

بخل کا علاج دو چیزوں سے ہوتا ہے: 1- علم 2- عمل علم سے مراد یہ ہے کہ آفت بخل اور جود و سخاوت کے فائدہ سے واقف ہو اور عمل سے مراد یہ ہے کہ جود و عطا بتکلف کرے۔ یہاں تک کہ مقصود تک پہنچے لیکن صفت بخل بعض اوقات ایسی قوی ہوتی ہے کہ انسان کو اندھا کر دیتی ہے اسے اس کی آفت کچھ محسوس نہیں ہوتی نیز اسے جود کا فائدہ معلوم نہیں ہوتا۔ جب ان دونوں کی معرفت نہ ہوئی تو شوق کہاں سے اٹھے گا۔ اسی لیے جود و عطا کا بھی عمل میسر نہ ہو گا۔ ایسی صورت میں یہ مرض ہمیشہ رہتا ہے۔ جیسے وہ بیماری کہ جس میں دوا کی پہچان جاتی رہے اور نیز دوا کا بہتر استعمال ممکن نہ ہو تو بجز اس کی موت تک صبر کیا جائے اور کیا ہو سکتا ہے۔

صوفیانہ علاج

بخل کے علاج میں بعض صوفیا کرام کا دستور علاج یہ تھا کہ اپنے مریدوں کو کسی خاص جگہ میں رہنے کا حکم نہیں دیتے تھے بلکہ جب کسی مرید کو دیکھا کہ اپنے گوشہ تنہائی سے نہایت خوش ہے تو اس کو دوسرے علاقے میں بھیج دیا جاتا اور اس کا مقام رہائش

Marfat.com

اور اس کی تمام اشیاء کو دوسرے کے حوالے کیا جاتا۔ یعنی جو کچھ کسی مرید کی ملک میں ہوتا اور وہ اسے اس پر خوش پاتے فوراً اس کی ملک سے نکالتے مثلاً اگر کسی مرید کو دیکھا کہ وہ نیا کپڑا پہن کر یا عمدہ مصلے بچھا کر نماز پڑھنے میں خوش ہے تو وہ کپڑا یا مصلیٰ دوسروں کو دلوا دیتے اور کوئی ایسا پرانا مصلیٰ اسے دے دیتے کہ اس کا دل اس طرف راغب نہ ہو۔ اسی طرح دنیا کے سامان سے دل جدا ہو سکتا ہے جو شخص کہ یہ راہ نہ چلے وہ دنیا سے مانوس ہو گا اور اس سے پیار کرے گا۔ اگر بالفرض اس کے پاس ہزار چیزیں ہوں گی تو گویا ہزار چیزیں اس کی محبوب ہیں۔ اسی لیے جب ایک بھی ان میں سے چوری ہو جائے گی تو جس قدر اس شخص کو اس شے سے محبت تھی اسی قدر مصیبت پڑے گی اور موت پر تو یکبارگی ہزار مصیبتیں ٹوٹ پڑیں گی کیونکہ سب کے ساتھ محبت تھی اور سب چھن گئیں بلکہ زندگی میں بھی سب کے تلف اور ضائع ہونے کا خوف بمنزلہ مصیبت کے رہتا ہے۔

کسی بادشاہ کے سامنے ایک فیروزہ کا پیالہ جواہر سے بھرا ہوا پیش ہوا جس کی نظیر روئے زمین پر کسی نے نہ دیکھی تھی۔ بادشاہ نہایت خوش ہوا۔ ایک حکیم سے (جو اس کے پاس موجود تھا) پوچھا کہ آپ کے نزدیک یہ کیسا ہے اس نے کہا کہ میرے نزدیک تو یہ مصیبت ہے۔ بادشاہ نے کہا کہو کیسے حکیم نے کہا کہ اگر یہ ٹوٹ جائے تو ایسی مصیبت ہے کہ جس کا کوئی تدارک نہیں۔ اگر چوری ہو جائے اور پھر اس کی ضرورت ہو تو کبھی ایسا نہ ملے۔ جب یہ آپ کی خدمت میں نہیں آیا تھا آپ کو خوف مصیبت نہ تھا چنانچہ اتفاقاً وہ پیالہ چند دنوں کے بعد ٹوٹ گیا یا چوری ہو گیا۔ بادشاہ کو نہایت رنج ہوا اور کہنے لگا کہ حکیم صاحب کا قول درست نکلا۔ یہی بہتر تھا کہ وہ میرے پاس نہ آتا۔

یہی حال دنیا کے تمام اسباب کا ہے اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی دشمن ہے کیونکہ انہیں دوزخ کی طرف لے جاتی ہے اور اولیاء اللہ کی بھی دشمن ہے کہ

Marfat.com

ان کو اس پر صبر کرنے کا صدمہ رہتا ہے بلکہ خود اللہ کی بھی دشمن ہے کہ اس کے بندوں کو اس کا راستہ نہیں چلنے دیتی۔ ان پر رہزنی کرتی ہے بلکہ خود اپنی بھی دشمن ہے کہ اپنے نفس کو کھا جاتی ہے۔ مثلاً مال کی حفاظت پاسبانوں سے ہوتی ہے اور پاسبان مال کے خرچ کرنے سے ہوتے ہیں تو گویا دنیا کی حفاظت میں دنیا خرچ ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ فنا ہو جائے اور کچھ بھی نہ رہے اور جو شخص مال کی آفت کو جانتا ہے اس سے مانوس اور خوش نہیں ہوتا نیز ضرورت سے زائد بھی نہیں لیتا اور جو شخص مقدار ضرورت پر قانع رہتا ہے۔ وہ بخل نہیں کرتا اس لیے کہ جس قدر اس نے اپنی ضرورت کے لیے رکھا ہے وہ تو بخل میں داخل نہیں اور ضرورت سے زائد از ضرورت کی حفاظت کوئی از حاجت مشقت نہ جان کر کسی کو دے ڈالتا ہے بلکہ اس کا حال ایسا ہے جیسے کوئی ندی کے کنارے کھڑا ہو کر دوسروں کو پانی دینے میں افسوس محسوس نہیں کرتا اور نہ ہی مقدار ضرورت کے دینے میں تامل کرتا ہے۔ (احیاء العلوم)

زُہد وقناعت

زُہد وقناعت کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ حسب ذیل ہیں۔

1- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ فَاَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهٗ وَمَنْ اَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ اَوْشَكَ اللّٰهُ لَهٗ بِالْغِنٰى اَمَّا بِمَوْتٍ عَاجِلٍ اَوْغِنًى عَاجِلٍ ٥

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو فاقہ پہنچے اور وہ لوگوں کو بتاتا پھرے تو اس کا فاقہ دور نہیں ہوگا اور جو اسے اللہ کے سپرد کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے غنا سے بدل دے گا خواہ جلدی موت بھیج کر یا جلدی امیر کر کے۔ (۱۲۰)

Marfat.com

2 —وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَالَ النَّاسَ اَمْوَالَھُمْ تَکَثُّرًا فَاِنَّمَا یَسْئَالُ جَمْرًا فَلْیَسْتَقِلَّ اَوْلِیَسْتَکْثِرْہ

حضرابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مال کی زیادتی کے لیے سوال کرے وہ آگ کے انگارے طلب کرتا ہے خواہ زیادہ ہوں یا کم۔

3— عَنْ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ سَاَلْتُہٗ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاحَکِیْمُ اِنَّ ھٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلُوٌّ فَمَنْ اَخَذَہٗ بِسَخَاوَۃِ نَفْسٍ بُوْرِکَ لَہٗ فِیْہِ وَمَنْ اَخَذَہٗ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَّمْ یُبَارَکْ لَہٗ فِیْہِ وَکَانَ کَالَّذِیْ یَاْکُلُ وَلَا یَشْبَعُ وَالْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِالسُّفْلٰی قَالَ حَکِیْمٌ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَاُ اَحَدًا بَعْدَکَ شَیْئًا حَتّٰی اُفَارِقُ الدُّنْیَاہ

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے مجھے عطا فرمایا میں نے دوبارہ سوال کیا تو آپ نے مجھے دے کر فرمایا اے حکیم مال سبز اور شیریں ہے جو اس کو نفس کی سخاوت کے لیے لیتا ہے تو اس میں برکت دی جاتی ہے اور جو نفس کی طمع کی خاطر لیتا ہے اس میں برکت نہیں دی جاتی اور وہ اس حریص کی طرح ہے جس کا پیٹ کبھی سیر نہیں ہوتا اور دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے راوی کہتے ہیں۔ اس وقت میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں آپ کے بعد کسی سے مال کا

سوال نہ کروں گا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔

4 -وَعَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِی الْعَطَآءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّیْ فَقَالَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهٖ فَمَا جَآءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ وَ مَالَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَo

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مجھے کچھ دینا چاہتے تو میں یہ عرض کر دیتا کہ مجھ سے زیادہ مستحق کو دیدیں تو آپ فرماتے کہ یہ لے لو اور اپنے مال میں شامل کر لو اور اس کا صدقہ دیا کرو اور تمہارے پاس جو مال آئے اور تمہیں اس کا لالچ نہ ہو تو اس کو قبول کر و اور اپنے نفس کو طمع میں نہ ڈالو۔

5- عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْرَضَ اَحَدُكُمْ قَرْضًا فَاَهْدٰی اِلَيْهِ اَوْحَمَلَهٗ عَلَی الدَّابَةِ فَلَا يَرْكَبْهُ وَلَا يَقْبَلْهَا اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ جَرٰی بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ قَبْلَ ذَالِكَo

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی کو قرض دے اور مقروض اس کے لیے ہدیہ بھیجے یا جانور پر اسے سوار کرے تو سوار نہ ہو اور نہ وہ ہدیہ قبول کرے مگر جبکہ ان دونوں کے درمیان پہلے سے ایسا لین دین جاری ہو۔

6 - عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰی يُسْئَالَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ وَ عَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ وَ عَنْ مَّالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَا اَنْفَقَهٗ وَمَا ذَاعَمِلَ فِيْمَا عَلِمَo

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز آدمی کے قدم آگے نہیں بڑھیں گے یہاں تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے متعلق پوچھ نہ لیا جائے۔ عمر کن کاموں میں ختم کی۔ جوانی کن باتوں میں برباد کی۔ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ جو جانتا تھا اس پر کہاں تک عمل کیا۔

7- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ ابْنَ اٰدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِیْ اَمْلَاءْ صَدْرَكَ غِنیً وَّاَسُدَّ فَقْرَكَ وَاِنْ لَّا تَفْعَلْ مَلَاءْتُ یَدَكَ شُغْلاً وَّلَمْ اَسُدَّ فَقْرَكَ ٥

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ آدمی سے فرماتا ہے کہ تو میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا میں تیرے سینے کو استغنا سے بھر دوں گا اور تیری مفلسی دور کردوں گا۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تیرے ہاتھوں کو مشغول کر دوں گا اور تیری مفلسی دور نہیں کروں گا۔ (مسند امام احمد، ابن ماجہ)

8- عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ دُنْیَاهُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِهٖ وَ مَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَهٗ اَضَرَّ بِدُنْیَاهُ فَاٰثِرُوْا مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی ٥

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا۔ تم باقی رہنے والی کو فانی پر ترجیح دو۔

9- وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزَالُ قَلْبُ الْكَبِیْرِ شَابًّا فِیْ اثْنَیْنِ فِیْ حُبِّ الدُّنْیَا وَطُوْلِ الْاَمَلِ ٥

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بوڑھے کا دل دو چیزوں میں ہمیشہ جوان رہتا ہے۔ دنیا کی

Marfat.com

محبت اور لمبی عمر میں۔

10- وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَاعَمِلْتُهٗ اَحَبَّنِيَ اللّٰهُ وَاَحَبَّنِيَ النَّاسُ قَالَ ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِيْمَا عِنْدَالنَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُo

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسا کام بتائیے کہ جب میں اسے کروں تو مجھے اللہ تعالیٰ بھی دوست رکھے اور لوگ بھی فرمایا کہ دنیا سے لاتعلق ہو جاؤ تمہیں اللہ دوست رکھے گا اور جو لوگوں کے پاس ہے اس سے لاتعلق ہو جاؤ تمہیں لوگ دوست رکھیں گے۔ (ترمذی ابن ماجہ)

11 . عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَاشَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِّنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَo

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آل محمد نے کبھی متواتر دو روز جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی' یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔

12 .عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَضِيَ مِنَ اللّٰهِ بِالْيَسِيْرِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِالْقَلِيْلِ مِنَ الْعَمَلِo

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کم رزق میں بھی اللہ سے راضی ہے تو اللہ تعالیٰ کم عمل میں بھی اس سے راضی رہتا ہے۔ (بیہقی)

13 - عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

لَمَّا بَعَثَ بِهٖ اِلَى الْيَمَنِ قَالَ اِيَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ فَاِنَّ عِبَادَاللّٰهِ لَيْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا۔ عیش پسندی سے بچنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بندے عیش پسند نہیں ہوا کرتے۔ (مسند امام احمد)

14 - عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ مُّرْسَلاً قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ما اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنْ اَجْمَعَ الْمَالَ وَاَكُوْنَ مِنَ التَّاجِرِيْنَ وَلٰكِنْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنْ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۔

جبرین نفیر سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری طرف یہ وحی نہیں کی گئی کہ مال جمع کروں اور تاجروں میں شامل ہو جاؤں بلکہ میری طرف یہ وحی فرمائی گئی ہے کہ تو اپنے رب کی تعریف بیان کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کر اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جاؤ اور آخری دم تک اپنے رب کی عبادت کرتے رہو۔

15- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تونگری مال کی کثرت سے نہیں بلکہ تونگری تو دل کی بے نیازی سے ہے۔ (بخاری)

16- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِى الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْهُ ۔

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایسے شخص کو دیکھے جو مال اور افراد میں تم سے بڑھ کر ہو تو اسے بھی دیکھنا چاہیے جو تم سے کم تر ہو۔ (بخاری)

17- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ إِذَا رَأَيْتَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلٰى مَعَاصِيْهِ مَا يُحِبُّ فَإِنَّمَا هُوَا سْتِدْرَاجٌ ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى إِذَا فَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا اَخَذْ نٰهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ .

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں گنہگار بندے کو وہ چیزیں دے رہا ہے جو اسے پسند ہیں تو یہ استدراج ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ جب وہ ان چیزوں کو بھول گئے جن کی انہیں نصیحت فرمائی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے، یہاں تک کہ جب انہیں دیا گیا تو خوش ہو گئے تو ہم نے اچانک انھیں پکڑ لیا تو وہ آس ٹوٹے ہوے رہ گئے۔

(مسند امام احمد بن حنبل)

18. عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ .

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کام آنے والے عمل کرے اور نالائق وہ ہے جو اپنی نفسانی

خواہشات کی پیروی کر کے اللہ تعالیٰ سے تمنا کرے۔ (ترمذی)

19- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَاشِرَ عَشْرَۃٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ مَنْ اَکْیَسُ النَّاسِ وَاَحْزَمُ النَّاسِ قَالَ اَکْثَرُھُمْ ذِکْرًا لِّلْمَوْتِ وَاَکْثَرُھُمْ اِسْتِعْدَادًا لِّلْمَوْتِ اُولٰئِکَ الْاَکْیَاسُ ذَھَبُوْا بِشَرَفِ الدُّنْیَا وَکَرَامَۃِ الْاٰخِرَۃِ .

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم دس آدمی جن میں ایک میں بھی شامل تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ایک انصاری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ سب سے سمجھدار اور سب سے زیادہ محتاط آدمی کون ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو لوگ موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے ہوں اور موت کے لئے سب سے زیادہ تیاری کرنے والے ہوں یہی لوگ ہیں جو دنیا کی شرافت اور آخرت کا اعزاز لے اڑے۔ (سنن ابن ماجہ)

20. عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ جَآءَ رَجُلٌ فَقَعَدَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِیْ مَمْلُوْکِیْنَ یَکْذِبُوْنَنِیْ وَیَخُوْنُوْنَنِیْ وَیَعْصُوْنَنِیْ وَاَشْتِمُھُمْ وَاَضْرِبُھُمْ فَکَیْفَ اَنَا مِنْھُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُحْسَبُ مَا خَانُوْکَ وَ عَصَوْکَ وَ کَذَبُوْکَ وَعِقَابُکَ اِیَّاھُمْ فَاِنْ کَانَ عِقَابُکَ اِیَّاھُمْ بِقَدْرِ ذُنُوْبِھِمْ کَانَ کَفَافًا لَا لَکَ وَ لَا عَلَیْکَ وَاِنْ کَانَ عِقَابُکَ اِیَّاھُمْ دُوْنَ ذَنْبِھِمْ کَانَ فَضْلًا لَکَ وَاِنْ کَانَ عِقَابُکَ اِیَّاھُمْ فَوْقَ ذُنُوْبِھِمْ اُقْتُصَّ لَھُمْ مِنْکَ الْفَضْلُ فَتَنَحَّی الرَّجُلُ وَجَعَلَ یَھْتِفُ وَیَبْکِیْ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

Marfat.com

اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا تَقْرَأُ قَوْلَ اللّٰہِ تَعَالٰی نَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا وَاِنْ کَانَ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَابِھَا وَکَفٰی بِنَا حَاسِبِیْنَ فَقَالَ الرَّجُلُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اَجِدُلِیْ وَلِھٰؤُلَاءِ شَیْئًا خَیْرًا مِّنْ مُفَارِقَتِھِمْ اُشْھِدُکَ اَنَّھُمْ کُلَّھُمْ اَحْرَارٌ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دو غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں مجھ سے خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں میں انہیں گالیاں دیتا اور مارتا ہوں۔ ان کے سلسلے میں میرا کیا حال ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا روز ہوگا تو ان سے حساب لیا جائے گا جو انہوں نے تمہاری خیانت اور نافرمانی کی اور تم سے جھوٹ بولا اور تمہارے انہیں سزا دینے کا بھی۔ اگر تمہاری سزا ان کے گناہوں جتنی رہی تو بات برابر ہوئی، نہ تمہیں ثواب ملے گا اور نہ عذاب۔ اگر تمہارا سزا دینا اس کے گناہوں سے کم رہا تو باقی کا تمہیں حق ملے گا اور اگر تمہارا سزا دینا ان کے گناہوں سے زائد ہوا تو زائد سزا کا تم سے بدلہ لیا جائے گا۔ وہ آدمی ایک طرف ہو کر چلانے اور رونے لگا۔ رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا تم اس ارشاد ربانی کو نہیں پڑھتے ہو: ”اور قیامت کے روز ہم انصاف کی ترازو رکھیں گے پس کسی جان پر ذرا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا اور اگر رائی کے دانے برابر بھی کوئی عمل کیا ہوگا تو اسے لے کر حاضر ہوگا اور ہم کافی ہیں حساب لینے والے۔ (الانبیاء:۴۷)
آدمی عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تو ان کی جدائی

Marfat.com

سے زیادہ اور کسی چیز میں بھلائی نظر نہیں آتی۔ میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ وہ سب آزاد ہیں۔ (جامع ترمذی)

1- امیر لوگوں کے لیے سوال کرنا جائز نہیں

عَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَسْئَلَةَ لَاتَحِلُّ لِغَنِيٍّ وَّلَا لِذِيْ مِرَّةٍ سَوِيٍّ اِلَّا لِذِيْ فَقْرٍ مُّدْقِعٍ اَوْغُرْمٍ مُّفْظِعٍ وَّمَنْ سَاَلَ النَّاسَ لِيُثْرِيَ بِهٖ مَالَهٗ كَانَ خُمُوْشًا فِيْ وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَرَضْفًا يَاكُلُهٗ مِنْ جَهَنَّمَ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُقِلَّ وَمَنْ شَآءَ فَلْيُكْثِرْ.

حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوال کرنا غنی اور سالم الاعضاء کے لیے حلال نہیں اور نہ فقیر کے لیے مگر شدید ضرورت کے وقت اور جو شخص مال کی زیادتی کے لیے سوال کرتا ہے تو قیامت کے دن اس کے چہرے پر زخم ہوں گے اور وہ جہنم کے جلتے پتھر کھائے گا۔ پس جو چاہے زیادہ کھائے یا کم کھائے۔ (ترمذی)

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَسْئَالَةَ كَدٌّ يَكُدُّ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهٗ اِلَّا اَنْ يَّسْئَالَ الرَّجُلُ سُلْطَانًا اَوْفِيْ اَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْهُ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوال ایک زخم ہے جس کے ساتھ آدمی اپنا چہرا زخمی کرتا ہے البتہ کوئی شخص حکمران سے یا کسی ضروری امر میں سوال کرے (تو جائز ہے)۔ (ترمذی)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ

Marfat.com

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَسْاَلُ النَّاسَ حَتّٰی یَاتِیَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَیْسَ فِیْ وَجْھِہٖ مُزْعَۃُ لَحْمٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان سوال کرتا رہے گا حتیٰ کہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہیں ہوگا۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَسْاَلُ النَّاسَ حَتّٰی یَاتِیَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَیْسَ فِیْ وَجْھِہٖ مُزْعَۃُ لَحْمٍ وَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ تَدْنُوْ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ حتّٰی یَبْلُغَ الْعَرْقُ نِصْفَ الْاُذُنِ فَبَیْنَمَا ھُمْ کَذٰلِکَ اسْتَغَاثُوْا بِاٰدَمَ ثُمَّ بِمُوْسٰی ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَزَادَ عَبْدُاللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِی اللَّیْثُ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ اَبِیْ جَعْفَرٍ فَیَشْفَعُ لِیُقْضٰی بَیْنَ الْخَلْقِ فَمَشٰی حَتّٰی یَاْخُذَ بِحَلْقَۃِ الْبَابِ فَیَوْمَئِذٍ یَّبْعَثُہُ اللّٰہُ مَقَاماً مَحْمُوْدًا یَحْمَدُہٗ اَھْلُ الْجَمْعِ کُلُّھُمْ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی برابر لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے یہاں کہ قیامت کے روز اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کی ایک بوٹی بھی تہیں ہو گی۔ فرمایا کہ قیامت کے روز سورج لوگوں کے قریب آجائے گا، یہاں تک کہ پسینہ نصف کانوں تک پہنچ جائے گا۔ وہ اسی حالت میں حضرت آدم سے مدد چاہیں گے، پھر حضرت موسیٰ سے، پھر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ عبداللہ، لیث، ابن ابوجعفر سے روایت ہے کہ آپ شفاعت کریں گے کہ مخلوق کے درمیان فیصلہ ہو، یہاں تک کہ باب شفاعت کا حلقہ تھام لیں گے۔ اس روز اللہ تعالیٰ

Marfat.com

آپ کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا تا کہ تمام جمع ہونے والے آپ کی تعریف کریں۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَسْئَالَ وَلَہٗ مَا یُغْنِیْہِ جَاءَتْ خُمُسُوْشًا اَوْ کُدُوْحًا فِیْ وَجْھِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَاذَا یُغْنِیْہِ اَوْمَا ذَاغِنَاہُ قَالَ خَمْسُوْنَ دِرْھَمًا اَوْ حِسَابُھَا مِنَ الذَّھَبِ ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛ جوشخص لوگوں سے مانگے اور اس کے پاس اتنا مال ہو جس کی وجہ سے وہ امیر ہوتو قیامت کے دن اس کا منہ زخمی ہوگا! لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کتنے مال و دولت سے امیر بنتا ہے! آپ نے ارشاد فرمایا پچاس درہم یا اتنی قیمت کا سونا۔ (نسائی)

2- سوال نہ کرنے کی فضیلت

عَنْ قَبِیْصَۃَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَالَۃً فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْاَلُہٗ فِیْھَا فَقَالَ اَقِمْ حَتّٰی تَاْتِیَنَا الصَّدَقَۃُ فَنَاْمُرَ لَکَ بِھَا ثُمَّ قَالَ یَاقَبِیْصَۃُ اِنَّ الْمَسْئَلَۃَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِاَحَدِ ثَلَاثَۃٍ رَّجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَۃً فَحَلَّتْ لَہُ الْمَسْئَلَۃُ حَتّٰی یُصِیْبَھَا ثُمَّ یُمْسِکُ وَرَجُلٍ اَصَابَتْہُ جَآئِحَۃُ اجْتَاحَتْ مَالَہٗ فَحَلَّتْ لَہُ الْمَسْئَلَۃُ حَتّٰی یُصِیْبَ قِوَامًا مِّنْ عَیْشٍ اَوْقَالَ سِدَادًا مِّنْ عَیْشٍ وَّ رَجُلٍ اَصَابَتْہُ فَاقَۃٌ حَتّٰی یَقُوْمَ ثَلٰثَۃٌ مِّنْ ذَوِی الْحِجٰی مِنْ قَوْمِہٖ لَقَدْ اَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَۃٌ فَحَلَّتْ لَہُ الْمَسْئَلَۃُ حَتّٰی یُصِیْبَ قِوَامًا مِّنْ عَیْشٍ اَوْقَالَ سِدَادًا مِّنْ عَیْشٍ فَمَا سِوَاھُنَّ مِنَ الْمَسْئَلَۃِ یَاقَبِیْصَۃُ سُحْتٌ یَّاکُلُھَا صَاحِبُھَا سُحْتًا ۝

Marfat.com

حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی کی ضمانت دے دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ آپ سے اس سلسلہ میں سوال کروں۔ میری بات سن کر نبی علیہ السلام نے فرمایا ٹھہر جاؤ تاکہ ہمارے پاس صدقے کا مال آئے تاکہ ہم تمہارے لیے کچھ حکم کریں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اے قبیصہ سوال کرنا کسی کے لیے حلال نہیں سوائے تین افراد کے: 1۔ مقروض۔ اس کے لیے سوال کرنا اس حد تک جائز ہے کہ قرض ادا ہو جائے اس کے بعد رک جائے۔ 2۔ وہ شخص جس کا کل اثاثہ جاتا رہا ہو اس کے لیے اس حد تک سوال جائز ہے جو اس کی ضرورت کو پورا کرے یا اس کی محتاجی ختم کرے۔ 3۔ وہ شخص جو فاقوں کا مارا ہو اور اس کی تین عقلمند افراد شہادت دیں تو اس کے لیے سوال اس حد تک جائز ہے کہ اپنی ضرورت کو پورا کرے یا محتاجی رفع ہو جائے۔ نبی علیہ السلام نے وقواما مِنْ عیش یا سداد امِنْ عیش کے الفاظ فرمائے راوی کو شک ہے۔ ان کے علاوہ دوسروں کو سوال کرنا حرام ہے اور جو اس طرح حاصل کر کے کھائے وہ حرام ہے۔ (۱۲۱)

عَنْ قَبِيْصَةُ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَصْلُحُ الْمَسَأَلَةُ اِلَّا لِثَلَاثَةٍ رَجُلٍ اَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَيَسْأَلُ حَتّٰى يُصِيْبَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ ثُمَّ يُمْسِكُ وَرَجُلٌ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَيَسْأَلُ حَتّٰى يُؤَدِّىَ اِلَيْهِمْ حَمَالَتَهُمْ ثُمَّ يُمْسِكُ عَنِ الْمَسَأَلَةِ وَرَجُلٍ يَحْلِفُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِّنْ قَوْمِهٖ مِنْ ذَوِى الْحِجٰى بِاللّٰهِ لَقَدْ حَلَّتِ الْمَسَأَلَةُ لِفُلَانٍ فَيَسْأَلُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِّنْ مَعِيْشَةٍ ثُمَّ يُمْسِكُ عَنِ الْمَسَأَلَةِ فَمَا سِوٰى ذٰلِكَ سُحْتٌ ○

Marfat.com

حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا! تین آدمیوں کے سوا کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ سوال کرے ایک تو وہ شخص جس پر مصیبت آئی اور وہ سوال کرے حتی کہ وہ اپنے گزر بسر کا بہترین ذریعہ حاصل کرے اور پھر سوال نہ کرے! ایک وہ شخص جس نے کسی کا قرض اپنے ذمے لیا' وہ مانگے یہاں تک کہ وہ قرضہ ادا ہو پھر سوال سے باز رہے ایک وہ شخص جس کی قوم کے تین عقلمند آدمی اللہ کا نام لے کر گواہی دیں! بے شک اس کا سوال کرنا صحیح ہے وہ سوال کرے حتی کہ اس کی گزر بسر ہونے لگے اور پھر وہ سوال کرنے سے باز رہے۔ اس کے سوا مانگنا حرام ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّکْفُلُ لِیْ اَنْ لَّا یَسْئَالَ النَّاسَ شَیْئًا فَاَتَکَفَّلُ لَہٗ بِالْجَنَّۃِ فَقَالَ ثَوْبَانُ اَنَا فَکَانَ لَا یَسْئَلُ اَحَدً اشَیْئًاo

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے کون وعدہ کرتا ہے کہ وہ کسی بندے سے کسی چیز کا سوال نہیں کریگا ایسے شخص کو میں جنت کی بشارت دیتا ہوں اس وقت حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں سوال نہ کرنے کا وعدہ کرتا ہوں اس کے بعد وہ کسی سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتے تھے۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّضْمَنْ لِیْ وَاحِدَۃً فَلَہُ الْجَنَّۃُ قَالَ یَحْیٰی ھٰھُنَا کَلِمَۃٌ مَّعْنَاھَا اَنْ لَّا یَسْأَلَ النَّاسَ شَیْئًاo

حضرت حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھے ایک بات کی ضمانت دے تو میں اسے جنت کی

Marfat.com

ضمانت دیتا ہوں وہ بات یہ ہے کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگے۔

عَنْ اَبِیْ الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْهِ مَالِكِ بْنِ نَضْلَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الاَیْدِیْ ثَلٰثَةٌ فَیَدُ اللّٰهِ الْعُلْیَا وَیَدُ الْمُعْطِیْ الَّتِیْ تَلِیْهَا وَیَدُ السَّائِلِ السُّفْلٰی فَاَعْطِ الْفَضْلَ وَلَا تَعْجِزْ عَنْ نَفْسِكَ۝

ابوالاحوص نے اپنے والد ماجد حضرت مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاتھ تین ہیں۔ ایک اللہ کا ہاتھ ہے جو سب سے اوپر ہے اور دوسرا دینے والے کا ہاتھ ہے جو اس کے نزدیک ہے اور تیسرا مانگنے والے کا ہاتھ ہے جو سب سے نیچے ہے پس ضرورت سے زائد چیز دے دیا کرو اور اپنے نفس کا کہنا نہ مانا کرو۔ (ابوداؤد)

عَنْ عُمَرَ قَالَ تَعْلَمُنَّ اَیُّهَا النَّاسُ اَنَّ الطَّمَعَ فَقْرٌ وَاِنَّ الْاَیَاسَ غِنًی وَاَنَّ الْمَرْءَ اِذَا یَئِسَ عَنْ شَیْءٍ اِسْتَغْنٰی عَنْهُ۝

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا لوگو! طمع فقر ہے اور ناامیدی غنا اور مالداری ہے اور انسان جب کسی چیز سے مایوس ہو جاتا ہے تو وہ اس سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ (رزین)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُسْاَلُ بِوَجْهِ اللّٰهِ اِلَّا الْجَنَّةُ۝

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نام پر نہ مانگی جائے مگر جنت۔

3-سوال کے بغیر جو ملے لے لیا جائے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

يُعْطِيْنِى الْعَطَآءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهٖ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّىْ فَقَالَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهٖ فَمَا جَآءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ وَ مَالَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ٥

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مجھے کچھ دینا چاہتے تو میں یہ عرض کر دیتا کہ مجھ سے زیادہ مستحق کو دے دیں تو آپ فرماتے کہ یہ لے لو اور اپنے مال میں شامل کر لو اور اس کا صدقہ دیا کرو اور تمہارے پاس جو مال آئے اور تمہیں اس کا لالچ نہ ہو تو اس کو قبول کرو اور اپنے نفس کو طمع میں نہ ڈالو (بخاری)

عَنِ ابْنِ السَّاعِدِىْ قَالَ اسْتَعْمَلَنِىْ عُمَرُ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا فَرَغْتُ اللّٰهِ وَاَجْرِىْ عَلَى اللّٰهِ قَالَ خُذْمَآ اُعْطِيْتَ فَاِنِّىْ قَدْعَمِلْتُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَمَّلَنِىْ فَقُلْتُ مِثْلَ قَوْلِكَ فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُعْطِيْتَ شَيْاءً مِنْ غَيْرِ اَنْ تَسْاَلَهُ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ٥

حضرت ابن ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ صدقات کا عامل بنایا جب میں اس کام سے فارغ ہوا اور مال ان کے سپرد کر دیا تو انہوں نے مجھے محنت کا صلہ دینے کا حکم فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے یہ کام اللہ کے لیے کیا ہے اور میرا اجر اللہ دے گا ہے۔ فرمایا کہ جو میں تمہیں دیتا ہوں لے لو کیونکہ میں بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں عامل رہا تھا۔ آپ مجھے محنت کا صلہ دینے لگے تو میں بھی تمہاری طرح عرض گزار ہوا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: جب بغیر مانگے تمہیں کچھ دیا جائے تو اسے کھا لو اور صدقہ کرو۔ (ابوداؤد)

Marfat.com

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّاعِدِیِّ اَنَّهٗ قَدِمَ عَلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنَ الشَّامِ فَقَالَ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَعْمَلُ عَلٰی عَمَلٍ مِنْ اَعْمَالِ الْمُسْلِمِیْنَ فَتُعْطٰی عَلَیْهِ عُمَالَةً فَلَا تَقْبَلُهَا قَالَ اَجَلْ اِنَّ لِیْ اَفْرَاسًا وَ اَعْبُدًا وَاَنَا بِخَیْرٍ وَاُرِیْدُ اَنْ یَّكُوْنَ عَمَلِیْ صَدَقَةً عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ فَقَالَ عُمَرُ اِنِّیْ اَرَدْتُّ الَّذِیْ اَرَدْتَّ وَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعْطِیْنِی الْمَالَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهٖ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَیْهِ مِنِّیْ وَ اَنَّهٗ اَعْطَانِیْ مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ لَهٗ اَعْطِهٖ مَنْ هُوَ اَحْوَجُ اِلَیْهِ مِنِّیْ فَقَالَ مَا اٰتَاكَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ هٰذَا الْمَالِ مِنْ غَیْرِ مَسْاَلَةٍ وَّلَا اَشْرَافٍ فَخُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ اَوْتَصَدَّقْ بِهٖ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسِكَ٥

حضرت حضرت عبداللہ بن ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں شام سے حاضر ہوئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے سنا ہے کہ مسلمانوں کا کام کرتے ہو اور جو اجرت ملتی ہے وہ قبول نہیں کرتے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں درست ہے میرے پاس گھوڑے اور غلام ہیں اور میں صحت وعافیت سے ہوں میں چاہتا ہوں کہ جو مال مجھ کو اجرت میں موصول ہوتا ہے وہ مسکینوں پر بطور صدقہ خرچ ہو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بھی وہی کچھ چاہتا تھا جو کچھ آپ چاہتے ہیں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مال عنایت فرماتے میں عرض کرتا اس کو دیجئے جو مجھ سے زیادہ مال و دولت کی حاجت رکھتا ہے ایک دفعہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مال عنایت فرمایا میں نے عرض کیا جو جو شخص مجھ سے زیادہ محتاج ہے

Marfat.com

اسے عنایت فرمایئے حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تجھے دنیوی اموال میں سے جو سوال اور طمع کے بغیر عنایت فرمائے تو اسے لے لے اور کام میں لا اور صدقہ کر اور جو مال تجھے نہ دے اس کے حاصل کرنے کے لیے تو بے فائدہ رنج اور غصہ نہ کر۔

4-سوال سے بچنے کی تاکید

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ اُنَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَعْطٰھُمْ ثُمَّ سَاَلُوْہُ فَاَعْطَاھُمْ حَتّٰی نَفِدَ مَا عِنْدَہٗ فَقَالَ مَایَکُوْنُ عِنْدِیْ مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَہٗ عَنْکُمْ وَ مَنْ یَّسْتَعِفَّ یُعِفَّہُ اللّٰہُ وَمَنْ یَّسْتَغْنِ یُغْنِہِ اللّٰہُ وَمَنْ یَّتَصَبَّرْ یُصَبِّرْہُ اللّٰہُ وَمَآ اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَآءً خَیْرًا وَّاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ ہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے کچھ افراد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے مال عطا فرمایا پھر سوال کیا تو آپ نے پھر عطا فرما دیا یہاں تک کہ آپ کے پاس مال ختم ہو گیا آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جو مال ہوتا ہے تو میں تم سے بچا کر جمع نہیں کرتا اور جو سوال کرنے سے بچے تو اللہ تعالیٰ اسے بچائے گا اور جو مستغنی ہے اللہ تعالیٰ اس کو مستغنی کر دے گا جو صبر سے کام لے تو اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق دے گا اور تم میں سے جس کو مال دیا جاتا ہے وہ صبر سے بہتر اور وسعت والا نہیں ہے۔ (بخاری)

عَنْ حَکِیْمِ بْنِ حَزَامٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ سَاَلْتُہٗ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ قَالَ لِیْ یَاحَکِیْمُ اِنَّ ھٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ فَمَنْ اَخَذَہٗ بِسَخَاوَۃِ نَفْسٍ بُوْرِکَ لَہٗ فِیْہِ وَمَنْ اَخَذَہٗ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَّمْ یُبَارَکْ لَہٗ فِیْہِ وَکَانَ کَالَّذِیْ یَاْکُلُ وَلَا

Marfat.com

يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى قَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَاُ اَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى اُفَارِقَ الدُّنْيَاo

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے مجھے عطا فرمایا میں نے دوبارہ سوال کیا تو آپ نے مجھے دے کر فرمایا اے حکیم مال سبز اور شیریں ہے جو اس کو نفس کی سخاوت کے لیے لیتا ہے تو اس میں برکت دی جاتی ہے اور جو نفس کی طمع کی خاطر لیتا ہے اس میں برکت نہیں کی جاتی اور وہ اس حریص کی طرح ہے جس کا پیٹ کبھی سیر نہیں ہوتا اور دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ راوی کہتے ہیں اس وقت میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں آپ کے بعد کسی سے مال کا سوال نہ کروں گا۔ یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہوں

عَنْ عَوْفِ بْنُ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةً اَوْثَمَانِيَةً اَوْسَبْعَةً فَقَالَ اَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنَّا حَدِيْثَ عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ فَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَسَطْنَا اَيْدِيَنَا وَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَعَلَامَ نُبَايِعُكَ قَالَ اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَتُطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً وَلَا تَسْاَلُوا النَّاسَ شَيْئًا فَلَقَدْ رَاَيْتُ بَعْضَ اُولٰٓئِكَ النَّفَرِ

يَسْقُطُ سَوْطُ اَحَدِهِمْ فَمَا يَسْاَلُ اَحَدً اَيَّنَا وِلُهٗ اِيَّاهُo

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہم سات یا آٹھ نو آدمی تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت نہیں کرتے اور ہم نے انہی دنوں آپ سے بیعت کی تھی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تو آپ سے بیعت کر چکے ہیں آپ نے پھر فرمایا تم اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بیعت نہیں کرتے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تو آپ سے بیعت کر چکے ہیں آپ نے فرمایا تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت نہیں کرتے عوف کہتے ہیں ہم نے ہاتھ بڑھا دیے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم تو آپ سے بیعت کر چکے ہیں۔ اب کس چیز کی بیعت کریں۔ آپ نے فرمایا اس بات کی کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے اور پانچ نمازیں پڑھو گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو گے اور ایک بات آہستہ سے فرمائی کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرو گے۔ میں نے اس جماعت کے بعض ساتھیوں کو دیکھا کہ اگر ان کا (سواری سے) چابک گر جاتا تھا اور وہ کسی سے اس کے اٹھا کر دینے کا سوال نہ کرتے۔

عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلاً اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَاَعْطَاهُ فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ عَلٰى اُسْكُفَّةِ الْبَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا فِى الْمَسْأَلَةِ مَامَشٰى اَحَدٌ اِلٰى اَحَدٍ يَسْأَلُهُo

حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور سرور

Marfat.com

کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ سے کچھ مانگا آپ نے عنایت فرمایا جب اس نے اپنا پاؤں چوکھٹ پر رکھا! واپس ہو کر جانے لگا تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ سوال کرنے میں کتنا عیب اور نقص ہے تو کوئی شخص دوسرے کے پاس مانگنے کے لیے نہ جاتا۔ (نسائی)

كَاتِبُ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ اِلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنِ اكْتُبْ اِلَيَّ بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَتَبَ اِلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ كَرِهَ اِلَيْكُم ثَلَاثًا قِيْلَ وَقَالَ اِضَاعَتَه الْمَالِ وَ كَثْرَةَ السُّوَالِ٥

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے لیے لکھا کہ میرے لیے ایسی چیز لکھیے جو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ انہوں نے ان کے لیے لکھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے تین باتوں کو ناپسند فرمایا ہے۔ بیکار گفتگو، مال ضائع کرنا اور ضرورت کے بغیر سوال کرنا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ مِنْهَا وَالْمَسْاَلَةَ اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَالْيَدُ الْعُلْيَا الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى السَّائِلَةُ٥

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر صدقہ لینے اور سوال سے بچنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور اوپر والا ہاتھ دینے والے کا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والے کا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ دَعَا فِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَشْتَرِطُ عَلَیَّ اَنْ لَاتَسْاَلَ النَّاسَ شَيْئًا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَلَا سَوْطَكَ اِنْ سَقَطَ مِنْكَ حَتّٰی تَنْزِلَ اِلَيْهِ فَتَاْخُذَهٗ٥

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر وعدہ لیا کہ میں کبھی کسی سے کسی چیز کا سوال نہیں کروں گا حتی کہ کوڑا گھوڑے سے گر جائے تو اس کو اٹھانے کے لیے بھی کسی سے نہ کہوں اور اتر کر خود اسے لے لوں۔

چیٹ کر مانگنے کی ممانعت

عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ يَوْمَ عَرَفَةَ رَجُلًا يَّسْاَلُ النَّاسَ فَقَالَ اَفِیْ هٰذَا الْيَوْمِ وَفِیْ هٰذَا الْمَكَانِ تَسْاَلُ مِنْ غَيْرِ اللّٰهِ فَخَفَقَهٗ بِالدِّرَّةِ٥

حضرت علی روایت کرتے ہیں مجھے ایک شخص کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ میدان عرفات میں بھیک مانگ رہا ہے تو میں نے کہا کہ وہ آج ایسی جگہ بندوں سے مانگ رہا ہے۔ پھر اس کو بیش درے سے مارا۔

عَنْ عَطَاءَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَبْنِیْ اَسَدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَاَلَ مِنْكُمْ وَلَهٗ اُوْقِيَّةٌ اَوْعَدْلُهَا فَقَدْ سَاَلَ اِلْحَافًا٥

حضرت عطا بن یسار بنی اسد کے ایک شخص کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جس شخص کے پاس ایک اوقیہ یا اس کے مساوی رقم کی اور کوئی چیز ہو اور اس کے بعد وہ سوال کرتا ہے تو وہ عاجزی اور گداگری کرتا ہے (جس کی ممانعت ہے) (مالک۔ابوداود۔نسائی)

عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُلْحِفُوْا فِی الْمَسْئَلَةِ فَوَاللّٰهِ لَا يَسْاَلُنِیْ اَحَدٌ

Marfat.com

مِنكُم شَيْئًا فَتُخرِجُ لَهُ مَسْئَلَتُهُ مِنِّى شَيْئًا وَاَنَا لَهُ كَارِهٌ فَيُبَارِكُ لَهُ فِيمَا اَعْطَيْتُهُ۝

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم گڑگڑا کر سوال مت کیا کرو۔ بخدا جو شخص مجھ سے سوال کرے اور میں ناخوشی سے اس کو دوں تو میری دی ہوئی چیز میں کیسے برکت ہوگی۔

عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ وَلَهُ اَرْبَعُوْنَ دِرْهَمًا فَهُوَ الْمُلْحِفُ۝

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص سوال کرے اور اس کے پاس تیس درہم ہوں تو وہ شخص پیچھے پڑ کر مانگتا ہے۔ (نسائی)

عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ قَالَ سَرَّحَتْنِىْ اُمِّىْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهُ فَقَعَدْتُ فَاسْتَقْبَلَنِىْ وَقَالَ مَنِ اسْتَغْنٰى اَغْنَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَمَنِ اسْتَعَفَّ اَعَفَّهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَمَنِ اسْتَكْفٰى كَفَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَمَنْ يَسْأَلُ وَلَهُ قِيْمَةُ اُوْقِيَةٍ فَقَدْ اَلْحَفَ فَقُلْتُ نَاقَتِى الْيَاقُوْتَهُ خَيْرٌ مِّنْ اُوْقِيَةٍ فَرَجَعْتُ وَلَمْ اَسْأَلْهُ۝

حضرت سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا میں حاضر ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ اپنا رخ انور میری طرف کر کے بیٹھے اور ارشاد فرمایا جو شخص لوگوں سے بے نیاز ہوگا اللہ جل شانہ اسے لوگوں سے بے نیاز کردے گا اور جو شخص سوال سے بچے گا اللہ جل شانہ اسے بچائے گا اور جو شخص

Marfat.com

تھوڑے سے مال پر کفایت کرے گا اللہ جل شانہ اسے کفایت دے گا اور جو شخص سوال کرے گا حالانکہ اس کے پاس چالیس درہم کے برابر مال ہو گا تو اس نے الحاف کیا۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ میری اونٹنی یا قوتہ ایک اوقیہ سے بہتر ہے۔ میں واپس آیا اور آپ سے سوال نہیں کیا۔ (نسائی)

6۔ سوال کرنے کی جائز صورت

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصَابَتْہُ فَاقَۃٌ فَاَنْزَلَھَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَۃٌ وَمَنْ اَنْزَلَھَا بِاللّٰہِ اَوْشَکَ اللّٰہُ لَہٗ بِالْغِنٰی اَمَّا بِمَوْتٍ عَاجِلٍ اَوْغِنًی عَاجِلٍ ۝

حضرت مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو فاقہ پہنچے اور وہ لوگوں کو بتاتا پھرے تو اس کا فاقہ دور نہیں ہوگا اور جو اسے اللہ کے سپرد کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے غنا سے بدل دے گا خواہ جلدی موت بھیج کر یا جلدی امیر کر کے (ابوداؤد)

عَنْ مُسْلِمْ مَخْشٰی عَنِ ابْنِ الْفَرَاسِیِّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْاَلُ یَارَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَاِنْ کُنْتَ سَائِلًا لَّا بُدَّ فَاسْاَلُ الصَّالِحِیْنَ ۝

مسلم بن مخشی سے روایت ہے کہ حضرت ابن الفراشی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ کیا میں سوال کر لیا کروں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اور اگر سوال کرنے کے سوا کوئی چارہ کار ہی نہ ہو تو نیک لوگوں سے سوال کرنا۔

عَنْ ابْنِ فَرَاسِیِّ اَنَّ فَرَاسِیَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ اَسْاَلُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَاِنْ کُنْتُ سَائِلًا لَا بُدَّ فَاسْاَلُ الصَّالِحِیْنَ۝

حضرت ابن فراسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں آپ سے مانگوں آپ نے ارشاد فرمایا نہیں اگر سوال کیے بغیر گزارا نہ ہو سکے تو تم صالح اور نیک لوگوں سے سوال کرو۔

عَنْ سُمْرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَسْاَلَةُ کَدٌّ یَکْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهٗ اِلَّا اَنْ یَّسْاَلَ الرَّجُلُ سُلْطَانًا اَوْ اَمْرٍ لَّا بُدَّمِنْهُ۝

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سوال کرنا ایک زخم ہے اور سائل سوال کر کے اپنے چہرے کو زخمی کرتا ہے سوائے اس شخص کے جو حاکم سے مانگے جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔ (نسائی)

عَنْ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ سَاَلْتُهٗ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ سَاَلْتُهٗ فَاَعْطَانِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاحَکِیْمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِطِیْبِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهٗ فِیْهِ وَمَنْ اَخَذَهٗ بَاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ یُبَارَكَ لَهٗ فِیْهِ فَکَانَ کَالَّذِیْ یَاْکُلُ وَلَا یَشْبَعُ۝

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپ نے مجھے عنایت فرمایا۔ پھر مانگا پھر دیا پھر مانگا پھر دیا بعد ازاں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے حکیم یہ مال دیکھنے میں سرسبز و شیرین ہے جو شخص اسے خوشی سے لے گا۔ اسے برکت دی جائے گی اور جو شخص طمع لالچ سے

Marfat.com

لے گا اسے برکت نہ دی جائے گی وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو کھائے اور راس کا پیٹ نہ بھرے۔

عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِیْ اَسَدٍ قَالَ نَزَلْتُ اَنَا وَاَهْلِیْ بِبَقِیْعِ الْغَرْقَدِ فَقَالَ لِیْ اَهْلِیْ اِذْهَبْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاسْأَلْهُ لَنَا شَیْأً نَاْ كُلُهُ فَذَهَبْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُ عِنْدَهٗ رَجُلاً یَسْأَلُهٗ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لاَ اَجِدُ مَا اُعْطِیْكَ فَوَلَّی الرَّجُلُ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضَبٌ وَهُوَ یَقُوْلُ لَعَمْرِیْ اِنَّكَ لَتُعْطِیْ مَنْ شِئْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ لَیَغْضَبُ عَلَیَّ اَنْ لاَ اَجِدَ مَا اُعْطِیْهِ مَنْ سَأَلَ مِنْكُمْ وَ لَهٗ اُوْقِیَّةٌ اَوْ عِدْلُهَا فَقَدْ سَأَلَ اِلْحَافًا قَالَ الْاَسَدِیُّ فَقُلْتُ لَلِقْحَةٌ لَنَا خَیْرٌ مِنْ اُوْقِیَةٍ وَالْاُوْقِیَةُ اَرْبَعُوْنَ دِرْهَمًا فَرَجَعْتُ وَلَمْ اَسْأَلْهُ فَقَدِمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ شَعِیْرٌ وَزَبِیْبٌ فَقَسَمَ لَنَا مِنْهُ حَتّٰی اَغْنَانَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ٥

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ قبیلہ بنو اسد کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں اور میرے گھر والے بقیع (قبرستان) گئے تو میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر کچھ مانگ کر لاؤ۔ چنانچہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں ایک دوسرے صاحب بھی موجود تھے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پاس تمہیں دینے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ اس پر وہ آدمی رُخ بدل کر جانے لگا اور یہ کہنے لگا کہ اس ذات کی قسم کہ جس نے مجھ کو زندگی بخشی' آپ اسی کو صدقہ دیتے ہیں جسے چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ شخص اس

بات پر ناراض ہو رہا ہے کہ میرے پاس اسے دینے کے لیے کچھ نہیں۔ اگر تم میں سے کوئی آدمی ایک اوقیہ یا اس مالیت کی چیز کا مالک ہونے کے باوجود سوال کرتا ہے تو یہ ناجائز ہے۔ اسدی کہتے ہیں کہ مجھے خیال ہوا کہ میرے پاس تو ایک اونٹ موجود ہے جو کہ ایک اوقیہ سے بہتر ہے اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ چنانچہ میں واپس ہو گیا اور میں نے آپ سے کچھ نہیں مانگا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علی وسلم خدمت اقدس میں جو اور خشک انگور پیش کیے گئے تو آپ نے اس میں سے حصہ عنایت فرمایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مال دار فرما دیا (یعنی مانگنے کی ضرورت نہ رہی۔

7- مسائل کا حق

عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَاِنْ جَآءَ عَلٰى فَرَسٍo

حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سائل کا حق ہے اگرچہ وہ گھوڑے پر آئے۔
(ابوداؤد)

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ بُجَيْدٍ عَنْ جَدَّتِهٖ اُمِّ بُجَيْدٍ وَكَانَتْ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ لَهٗ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ اِنَّ الْمِسْكِيْنَ لَيَقُوْمُ عَلٰى بَابِىْ فَمَا اَجِدُ لَهٗ شَيْئًا اُعْطِيْهِ اِيَّاهُ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ لَمْ تَجِدِىْ لَهٗ شَيْئًا تُعْطِيْهِ اِيَّاهُ اِلَّا ظِلْفًا مُحَرَّقًا فَادْفَعِيْهِ اِلَيْهِ فِىْ يَدِهٖo

عبدالرحمٰن بن بجید نے اپنی دادی جان حضرت ام بجید رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

روایت کی ہے یہ ان میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ ایک مسکین میرے دروازے پر آ کھڑا ہوتا ہے اور میں اسے دینے کے لیے کوئی بھی چیز نہ پاؤں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اگر تمہیں کوئی چیز دینے کے لیے نہ ملے تو ایک جلا ہوا کھر ہی اس کے ہاتھ میں دے دو۔

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ فِیْکُمْ اَحَدٌ اَطْعَمَ الْیَوْمَ مِسْکِیْنًا فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا اَنَا بِسَائِلٍ یَسْأَلُ فَوَجَدْتُ کِسْرَۃَ خُبْزٍ فِیْ یَدِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ فَاَخَذْتُھَا فَدَفَعْتُھَآ اِلَیْہِ٥

حضرت عبدالرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی ہے جس نے آج مسکین کو کھانا کھلایا ہو۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو ایک سائل سوال کر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ عبدالرحمن کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا ہے۔ پس میں نے لے کر وہ اسے سائل کو دے دیا۔ (ابوداؤد)

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰہِ فَاَعِیْذُوْہُ وَمَنْ سَأَلَ بِاللّٰہِ فَاَعْطُوْہُ وَمَنْ دَعَاکُمْ فَاَجِیْبُوْہُ وَمَنْ صَنَعَ اِلَیْکُمْ مَعْرُوْفًا فَکَافِئُوْہُ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَاتُکَافِئُوْا بِہٖ فَادْعُوْا لَہٗ حَتّٰی تَرَوْا اَنَّکُمْ قَدْ کَافَئْتُمُوْہُ٥

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم سے اللہ کے نام پر پناہ مانگے اسے پناہ دے دو۔

Marfat.com

جو اللہ کے نام پر سوال کرے اسے عطا کر دو۔ جو تمہیں بلائے اس کی دعوت قبول کرو۔ جو تمہارے ساتھ احسان کرے تو اس کا بدلہ دو۔ اگر تم اس کی نیکی کا بدلہ نہ دے سکو تو اس کے لیے دعا کیا کرو یہاں تک کہ تم دیکھو کہ تم نے اسے بدلہ دے دیا۔ (ابوداوٗد)

8-سوال کی بجائے محنت سے کمانا بہتر ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَاَنْ یَّاْخُذَا حَدُکُمْ حَبْلَهٗ فَیَحْطِبُ عَلٰی ظَهْرِهٖ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّاْتِیْ رَجُلًا اَعْطَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ فَضْلِهٖ فَیَسْاَلُهٗ اَعْطَاهُ اَوْمَنَعَهٗ۝

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی رسی لے کر لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اٹھائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ آدمی سوال کرتا پھرے تو کوئی اسے دے اور کوئی نہ دے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَاَنْ یَّاْخُذَ اَحَدُکُمْ حَبْلَهٗ فَیَحْطِبُ عَلٰی ظَهْرِهٖ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّاْتِیَ رَجُلًا اَعْطَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ فَضْلِهٖ فَیَسْاَلُهٗ اَعْطَاهُ اَوْمَنَعَهٗ۝

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی رسی لے کر لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اس شخص کے پاس جائے

Marfat.com

جس پر اللہ جل شانہ نے اپنا فضل و کرم فرمایا ہے اور اسے سے مانگے پھر وہ اسے دے یا نہ دے (نسائی)

عَنْ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَّحْتَزِمَ اَحَدُ كُمْ حُزْمَةً مِّنْ حَطَبٍ فَيَحْمِلَهَا عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهَا خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ رَجُلاً يُّعْطِيَهٗ اَوْيَمْنَعَهٗ ٥

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اور اس کو فروخت کرے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی شخص سے سوال کرے وہ اس کو دے یا منع کر دے۔ (مسلم)

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْقَوَّامِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ لَاَنْ يَّاخُذَ اَحَدُ كُمْ حَبْلَهٗ فَيَاْتِيْ بِحُزْمَتِهٖ حَطَبٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعُهَا فَيَكُفُّ اللّٰـهُ بِهَا وَجْهَهٗ خَيْرٌ لَّـهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ النَّاسَ اَعْطَوْهُ اَوْمَنَعُوْهُ ٥

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مین سے کوئی رسی لے اور اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھا کر لائے اور اسے فروخت کرے جس کے باعث اللہ تعالیٰ اس کو آبرو کو محفوظ رکھے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے تو کوئی اسے دے اور کوئی نہ دے (بخاری)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَاَنْ يَّغْدُوَ اَحَدُ كُمْ فَيَحْطِبُ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَتَصَدَّقَ بِهٖ وَيَسْتَغْنِيْ بِهٖ مِنَ النَّاسِ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يَّسْاَلَ رَجُلاً اَعْطَاهُ اَوْمَنَعَهٗ ذٰلِكَ فَاِنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا اَفْضَلُ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَابِمَنْ تَعُوْلُ ٥

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص صبح جا کر اپنی پیٹھ پر لکڑیاں لاد کر لائے اور ان سے صدقہ کرے اور اس کے سبب لوگوں سے مانگنے سے بچا رہے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی شخص سے سوال کرے وہ اس کو دے یا منع کرے، کیونکہ اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے اور جو تمہارے زیر کفالت ہیں ان سے ابتداء کرو (مسلم)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلاً مِنَ الْاَنْصَارِ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُ فَقَالَ اَمَا فِیْ بَيْتِكَ شَیْءٌ قَالَ بَلٰى حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَهُ وَنَبْسُطُ بَعْضَهُ وَقَعْبٌ نَشْرَبُ فِيْهِ مِنَ الْمَآءِ قَالَ ائْتِنِیْ بِهِمَا قَالَ فَاَتَاهُ بِهِمَا فَاَخَذَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ وَقَالَ مَنْ يَشْتَرِیْ هٰذَيْنِ قَالَ رَجُلٌ اَنَا اٰخُذُ هُمَا بِدِرْهَمٍ قَالَ مَنْ يَزِيْدُ عَلٰى دِرْهَمٍ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلاَ ثًا قَالَ رَجُلٌ اَنَا اٰخُذُ هُمَا بِدِرْ هَمَيْنِ فَاَعْطَا هُمَا اِيَّاهُ وَاَخَذَا لدِّرْ هَمَيْنِ فَاَعْطَا هُمَا الْاَنْصَارِیُّ وَقَالَ اشْتَرِ بِاَحَدِ هِمَا طَعَامًا فَانْبِذْهُ اِلٰى اَهْلِكَ وَاشْتَرِ بِالْاٰخَرِ قَدُوْمًا فَائْتِنِیْ بِهٖ فَاَتَاهُ فَشَدَّ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُوْدًا بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ لَهٗ اِذْهَبْ فَاحْتَطِبْ وَبِعْ وَلَا اَرَيَنَّكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَذَهَبَ الرَّجُلُ يَحْتَطِبُ وَيَبِيْعُ فَجَآءَ وَقَدْ اَصَابَ عَشْرَةَ دَرَاهِمَ فَاشْتَرٰى بِبَعْضِهَا ثَوْباً وَبِبَعْضِهَا طَعَامًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ اَنْ تَجِیْءَ الْمَسْأَلَةُ نُكْتَةً فِیْ وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَصْلُحُ اِلَّا لِثَلٰثَةٍ لِذِیْ فَقْرٍ مُدْقِعٍ اَوْلِذِیْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ اَوْلِذِیْ دَمٍ مُوْجِعٍ ٥

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کیا تمہارے گھر میں کوئی چیز ہے؟ عرض گزار ہوئے کیوں نہیں ایک کمبل ہے جس کا کچھ حصہ ہم اوڑھتے اور کچھ حصہ بچھاتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس سے پانی پیتے ہیں۔ فرمایا کہ دونوں چیزیں لے آؤ۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ نے وہ دونوں چیزیں اپنے دست مبارک میں لے کر فرمایا۔ ان دونوں کو کون خریدتا ہے۔ ایک آدمی نے کہا میں انہیں ایک درہم میں لیتا ہوں۔ پھر دو یا تین مرتبہ فرمایا کہ ایک درہم سے کون زیادہ دیتا ہے؟ ایک آدمی نے کہا میں ان دونوں کو دو درہم میں لیتا ہوں۔ آپ نے دونوں چیزیں اسے دے دیں اور دو درہم لے لیے۔ وہ دونوں انصاری کو دے کر فرمایا کہ ان میں سے ایک کا اناج خرید کر اپنے گھر والوں کو دے دو اور دوسرے درہم کی کلہاڑی لا کر میرے پاس لے آؤ۔ پس وہ لے آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنے دست مبارک سے دستہ ڈالا' پھر اس سے فرمایا کہ جاؤ لکڑیاں کاٹو اور بیچو اور پندرہ روز میں تمہیں نہ دیکھوں۔ وہ آدمی گیا لکڑیاں کاٹتا اور بیچتا۔ وہ حاضر بارگاہ ہوا تو اس کے پاس دس درہم تھے۔ بعض کا کپڑا اور بعض کا اناج خرید لیا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے کہ روز قیامت تمہارے چہرے پر سوال کرنے کا داغ ہو۔ سوال کرنا درست نہیں مگر تین کے لیے۔ ایک وہ جو خاک پر لٹا دینے والی محتاجی میں ہو۔ دوسرا وہ جو مت مار دینے والے قرضے میں گھر گیا ہو۔ تیسرا وہ جو مجبور کر دینے والے خون میں پھنس گیا ہو۔ (ابوداؤد)

☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

ہماری چند دیگر مطبوعات

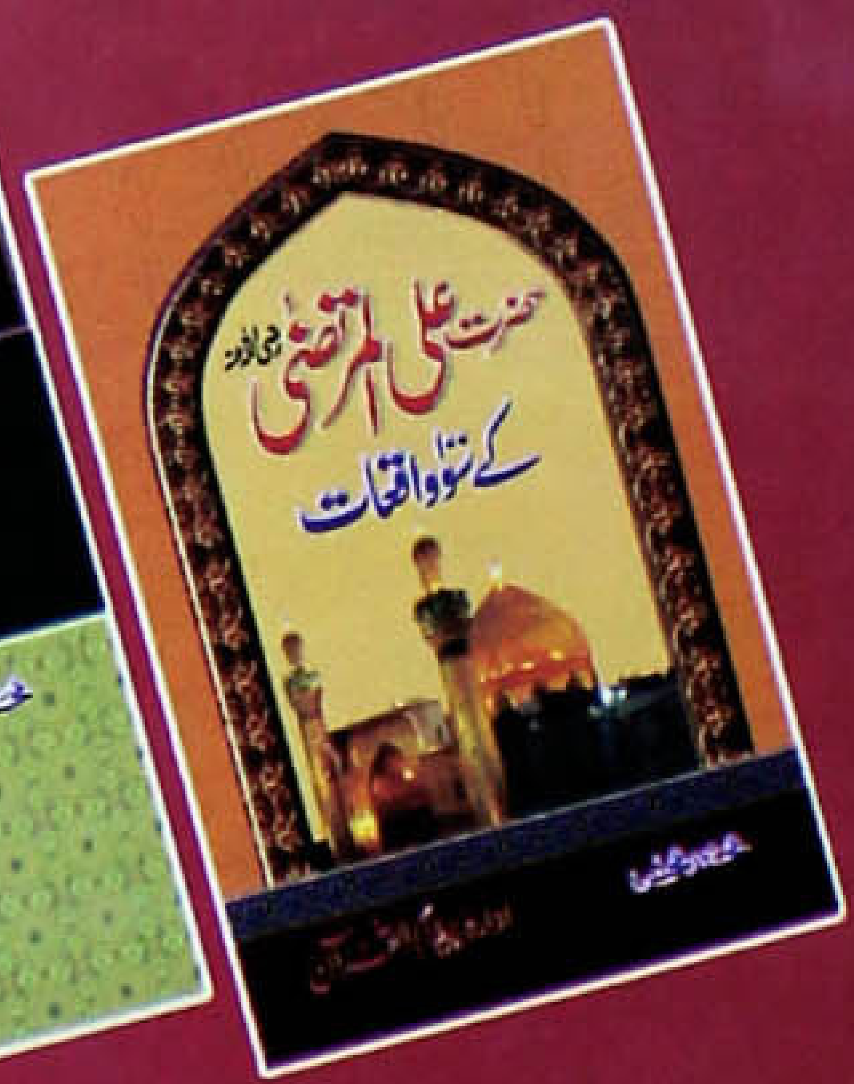

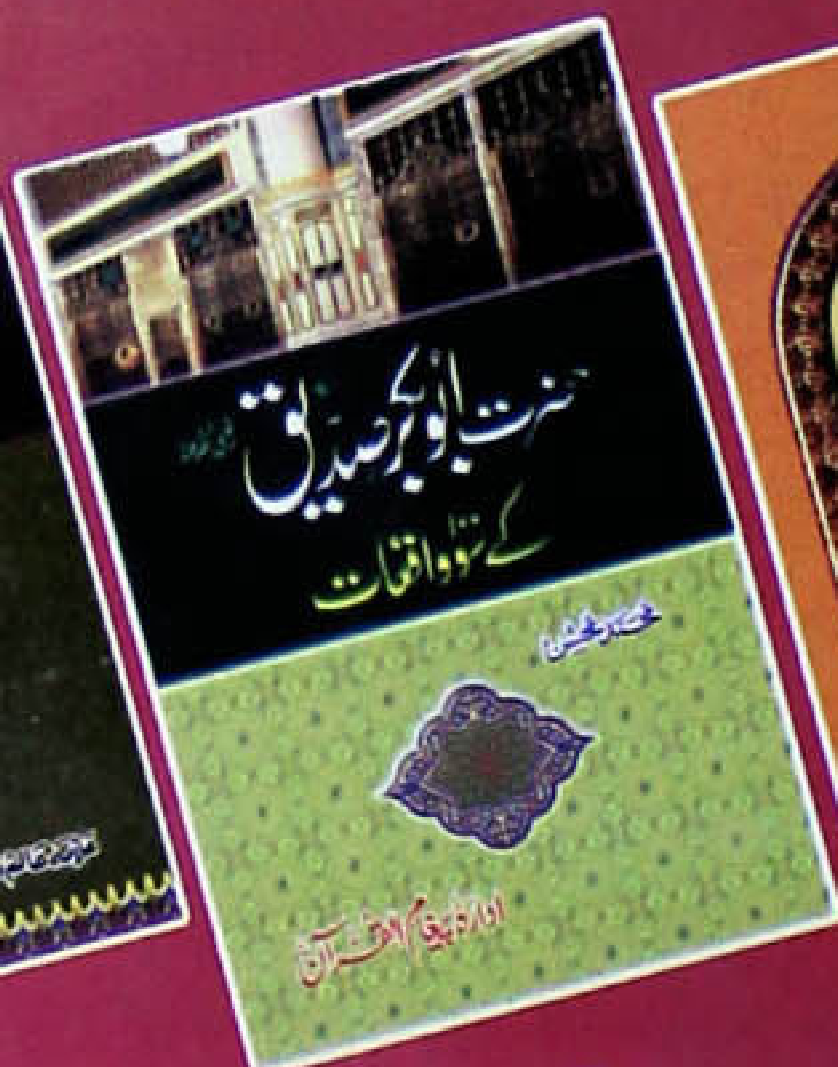

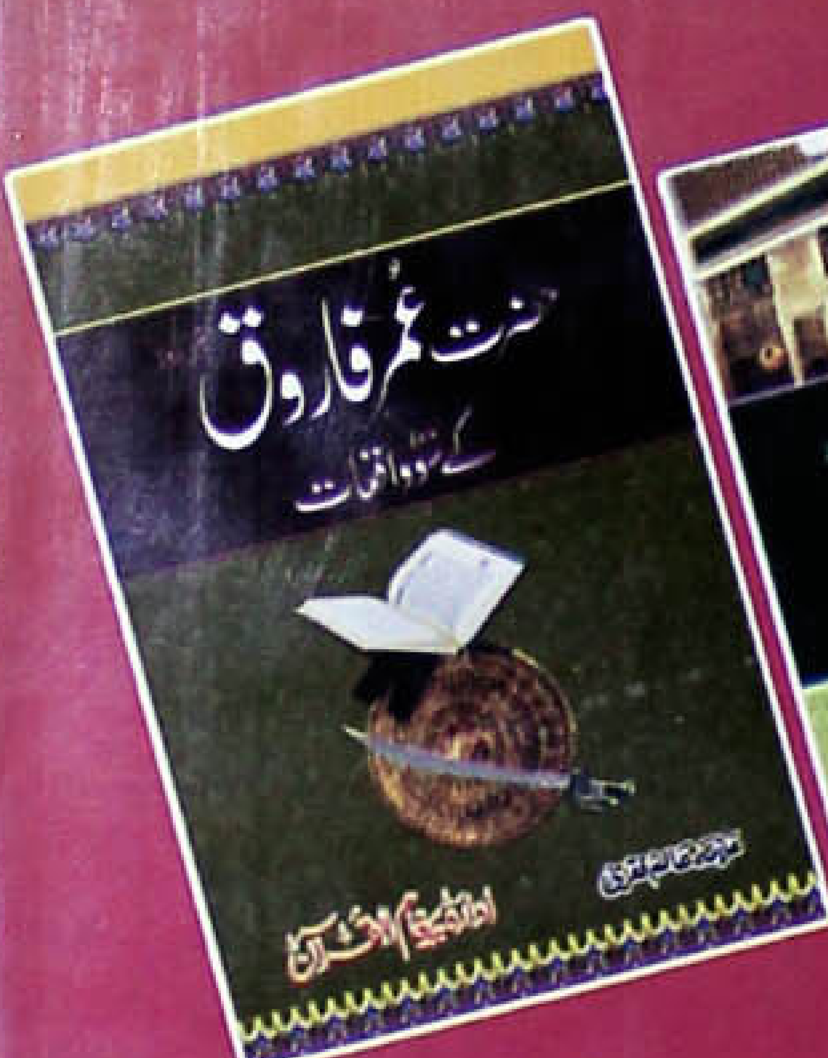

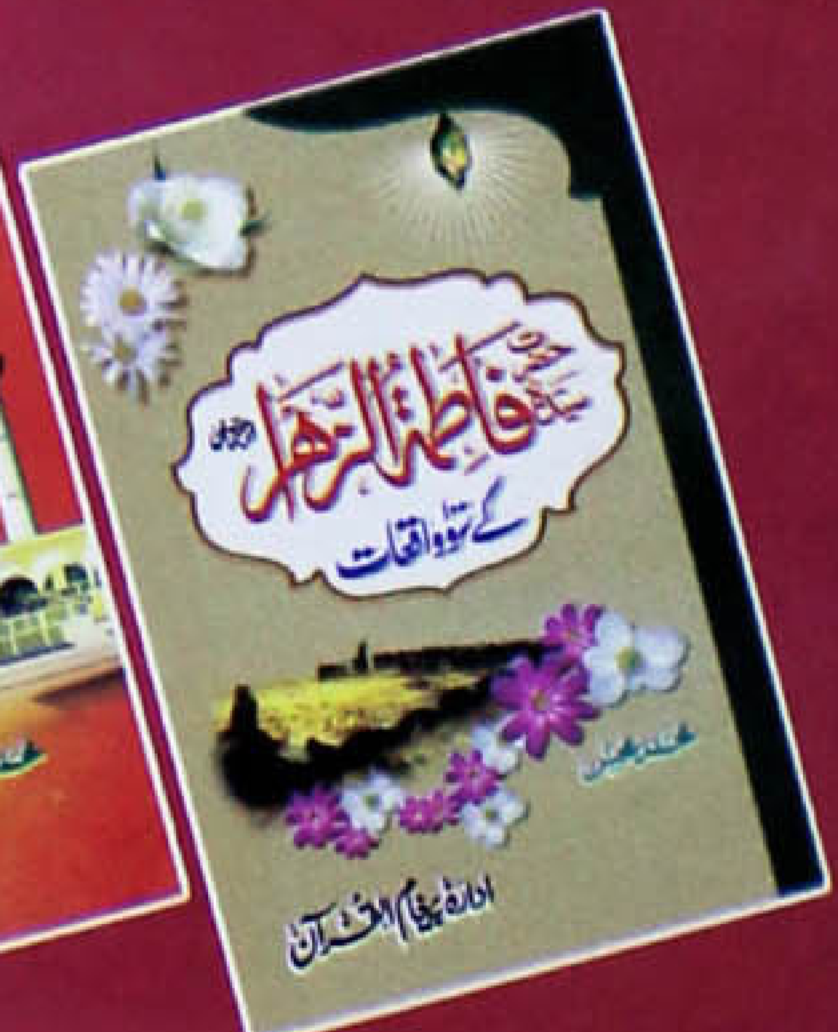

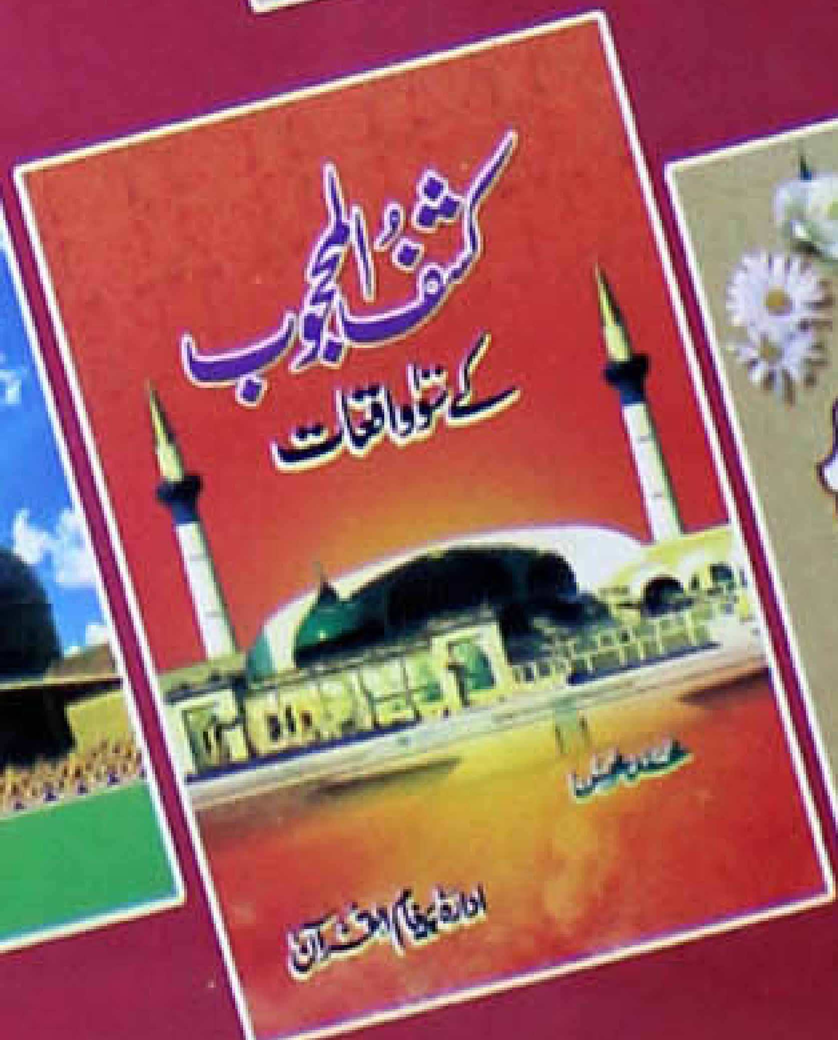

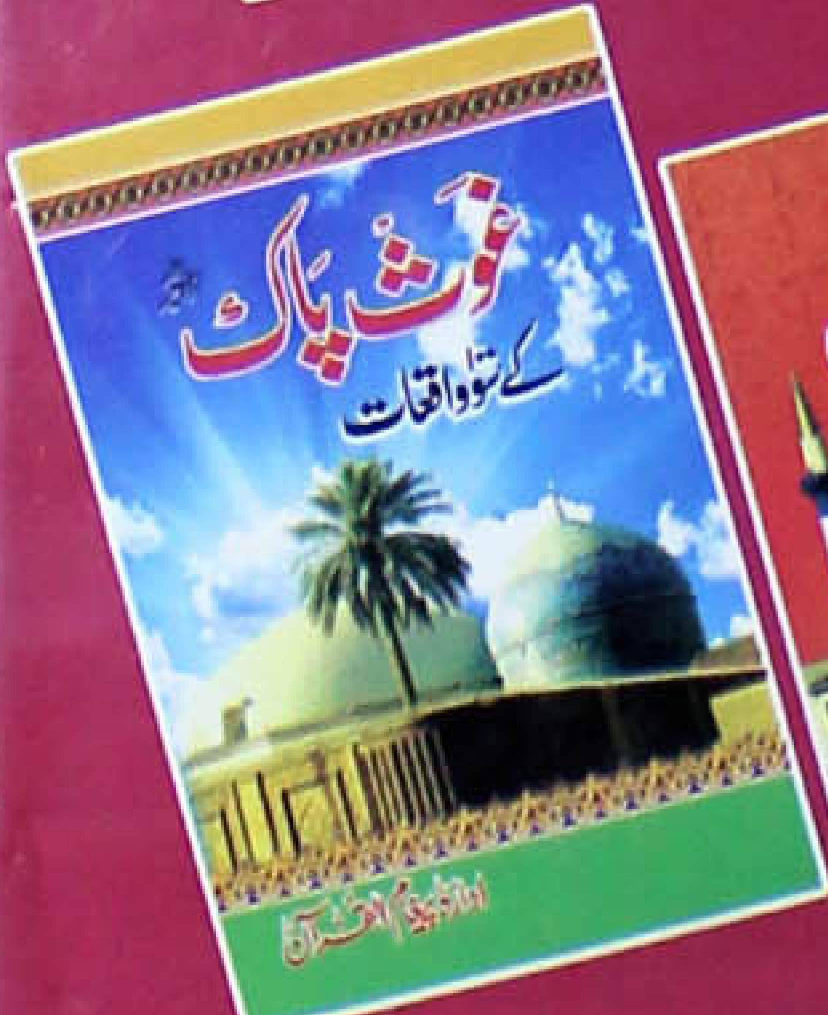

ادارہ پیغام القرآن
۴۰۔ اردو بازار لاہور 042-37323241

Marfat.com